RARE BOOK

ما شاء الله ولا قوة الا بالله

CHECKED

۱۲۹۳

[illegible]

مطبع [illegible] ۱۲۹۴ [illegible]

در [illegible] ۱۳۰۱ [illegible] مطبوع

دوسرا دعوی مہدویت کا اور اخراج دوم احمد آباد سے	۳۸
اخراج سوم پیران پٹن سے	″
تیسرا دعوی مہدویت کا مع دعوی وحی او رتکفیر منکرین کے	″
اخراج چہارم قصبہ بدلی سے	۳۹
نصیر پور سے ایک جماعت کثیرہ مریدون کی شیخ سے بیزار ہوکے چلدی	″
چوراسی مرید کا فاقے سے مرنا اور شیخ جونپوری کا اونکے حق مین بشارت مقامات انبیا و مرسلین کی دینا اور اخراج پنجم بحکم بادشاہ سند ہونا	۴۰
رنجش فیمابین میان نعمت و فرزند رشید شیخ کے مقدمہ تصرف امانات مین اور پھر منحرف ہوجانا میان نعمت کا شیخ سے	۴۱
مقام فراہ مین بعد نماز جمعے کے وتر پڑھکر شیخ کا انتقال کرنا اور خلفا کا گجرات کو واپس آنا	″
سید محمود فرزند شیخ کا مقید ہونا اور بزخم زنجیر انتقال کرنا	۴۲
میان خوندمیر کا ستائیس بار شہر بدر ہونا اور آخرکار موضع سدراسن مین فوج سلطانی کے ہاتھ سے مارا جانا	″
پھر قتل ہونا مہدویونکا فتوے سے علماء مکہ معظمہ کے اور قید ہوکر مقتول ہونا سید علی بن شیخ جونپوری کا	۴۳
قتل ہونا شاہ نعمت کا اور آنا ملک لہداد کا مارے واڑے مین اور اونکے مرید کا حالت سکرات مین بجائے یاد الٰہی کے یاد روٹی کی کرنا	۴۴
مارا جانا شیخ علائی کا بضرب تازیانہ سلیم شاہی کے	۴۵
آمد اس مذہب کی علاقہ جنوب مین اور ابتدا افاغنہ کے اس مذہب مین آنے کی	۴۶
اخراج مہدویونکا سرنگ پٹن سے اور فساد ڈالنا سردار خان غڑی زئی مہدوی کا ریاست مرہٹہ مین	۴۷
فساد برپا کرنا مہدویونکا حیدرآباد مین اور اخراج کل اس قوم کا مع زن و بچہ بحکم نواب سکندر جاہ جعل الله الجنۃ مثواہ	″
دوبارہ آنا اس قوم کا حیدرآباد مین اور سراج الملک بہادر پر گولی چلانا	۴۹
زمانۂ حال مین شمشیر و کمان سے گذر کر قلم اور زبان سے فساد انگیزی مہدویونکی اور بیان سبب تالیف اس کتاب کا	۵۰
ذکر اخراج عیسی میان مہدوی بمجلس انتظام نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم فرمان روائے دکن نظام الملک آصف جاہ افضل الدولہ بہادر	۵۲

مکتوب مؤلف بنام سید عیسی مہدوی متضمن پنج سوال	۵۳
نقل رقعۂ مؤلف بنام نواب مختار الملک بہادر	۵۵
نقل رقعۂ نواب وزارت مآب	۵۶
نقل عرضی جنید جمعدار بجناب وزارت مآب	〃
نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان	۵۷
باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپوری مین	۵۸
بیان حقیقت امور اصطلاحیہ اور طریق اثبات مہدویت	〃
اعتبار ظنیات کا اعتقادیات مین	〃
دلیل اول مہدیکا سید ہونا متواتر و قطعی ہی	۵۹
شیخ جونپوری کا سید ہونا ہرگز ثابت نہین ہی اور انکا نسب منقطع ہی	۶۰
شیخ موصوف کے نسب کی دوسری شق بھی منقطع ہی	۶۳
اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل ہی	۶۴
حکایت طالب علم کج فہم کی	۶۵
اگر سیادت قول مہدی سے فقط ثابت ہو تو دور محال لازم آتا ہی	〃
دلیل دوم مہدیکے والد کا ہمنام والد رسول خدا کے ہونا مسلم الفریقین ہی حالانکہ خود شیخ جونپوری اطق ہین کہ انکے والد کا نام عبد اللہ نہ تھا	۶۶
انکے مہدی نے امر اجماعی متواتر کا انکار کیا کہا کہ پیغمبر خدا کے والد کا نام عبد اللہ نہ تھا بلکہ حضرت کا نام محمد عبد اللہ مہدی ولفظ ابن کاتب کا ہی	۶۷
ابطال مہدویت بسبب انکار امر اجماعی تمام امت کے	۶۸
ابطلان مہدویت بسبب خطاء صریح مذکور الصدر اور انکے مہدیکی عقل میں آیا کہ پیغمبر خدا کے والد ماجد کا نام سیدان خان تھا	〃
دلیل سوم حدیث اذا رایتم الرایات السود الخ	۶۹
سید عیسی مہدوی نے بیان معنی حدیث مذکور مین تو جانے خطا کی	〃
شمار خطاؤن مذکور کا	۷۰
ابطال مہدویت بحدیث متفق التسلیم	۷۱
دلیل چہارم روایات مذکورہ سراج الابصار حالانکہ عبد الملک سجاوندی اور تمام مہدیون نے اون روایات کے معنی سمجھنے مین دھوکا کھایا	۷۲

ابطال مہدویت بموجب انھین روایات مسلمہ کے	۷۵
دلیل پنجم حدیث مجدد دین اور نہایت گڑبڑ اور غلط گوئی مہدویوں کی اوسکی شرح مین اور ایک حدیث جھوٹی وضع کرنا اس باب مین	۷۷
امور آیندہ غیبیہ کے تعین وقت مین خیال و قیاس دوڑا کر بڑے بڑے علماء و کاملین نے دھوکا پایا اور تجویز ظہور مہدی اس ہزار پر چسنے کی ہی احتمالاً کی ہے نہ تحقیقاً	۷۹
حکایت درویش جاہل	۸۱
تخطیہ عبدالملک سجاوندی کا اور تحقیق معنی اس کلام مائۃ سنۃ کی	۸۲
حال تاریخ طبری کا	۸۳
فائدہ جلیلہ بیان عمر دنیا مین اور تحقیق معنی حدیث الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ کی	۸۴
فائدہ بیان اس امر مین کہ ریلوے یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہے	۸۹
قیامت سے پہلے تیس دجال ہین ایک بڑا انتیس چھوٹے	۹۱
دلیل ششم بیعت مابین رکن و مقام کے اور جواب اسکا متضمن بیان اوس امر کا کہ مہدی اور مہدویوں سے اس مقدمے مین چھ خطائین صریح سرزد ہوئین اور تمام تاریخین دعوون مہدویت کی غلط نکلین	۹۲
حکایت مناقشہ جناب مرتضوی بحکمہ قاضی شریح	۹۶
دلیل ہفتم حدیث ارطاۃ اور بیان اقسام کی خیانت اور بددیانتی مہدویوں کا اس حدیث مین	۹۷
دلیل ہشتم عبارات فتوحات مکیہ کہ جس مین میان خوندمیر نے بارہ جاے تحریف کی ہی	۱۰۰
شیخ جونپوری ہم شکل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ تھے	۱۰۱
شیخ جونپور تقسیم بالسویہ برابر نہین کرتے تھے	۱۰۲
صفت داد و دہش مہدی کی کہ شیخ جونپور پر ثابت کرتے ہین نرے اصل نکلی	۱۰۳
ذکر منارہ بیضاے دمشق	۱۰۴
میان خوندمیر اشعار فتوحات کے معنی برابر نہ سمجھے	
عیسی میان نے ایک لفظ مین کئی خطائین کین	۱۰۹
بطلان صدیقیت میان خوندمیر	۱۱۰
بطلان مہدویت شیخ جونپور	۱۱۱

دلیل نہم عبارت فتوحات احوال وزراے مہدی مین کہ ہرگز شیخ جونپور کے خلفا پر صادق نہین ہی بلکہ تکذیب کرتی ہے	۱۱۱
بیان گناہون سید محمود اور میان خوندمیر وغیرہما کا	۱۱۲
دلیل دہم عبارت فتوحات کہ جسمین میان خوندمیر نے چھ جملے تحریف فاحش کی ہے	۱۱۳
جب ایسے پیشوایان مہدویہ کے فراج مین اس قدر افترا اور سخن سازی ہی انکے مقلدین کیا کچھ خاک اڑاتے ہونگے	۱۱۴
دلیل یازدہم آیات کثیرہ مین تحریف معنوی کرکے اپنے دلائل صحیح جاننا حالانکہ وہ تمام دعوے سے اصل ہونے دلیل کی قسم سے ہین	۱۱۶
مہدویونکا خطاب مسلمان نہین ہی بلکہ اولوالالباب ہی	۱۲۰
حرف ثم کے معنی سمجھنا انکے مہدی اور ملا علی فیاضی کو مشکل ہوا	
شیخ موصوف کا یہ دعوی کہ بیان معنی قرآن مجید موقوف تھا خلاف عقل اور مخالف نصوص قرآن ہی	۱۲۳
بطلان مہدویت بحدیث عدم تسلط مخالفین بر تمام امت محمدیہ	۱۲۶
دلیل دوازدہم کلام جناب مرتضوی متضمن بعض صفات علما و عقد تسع کہ جسکے معنی مہدویون نے غلط کیے	
دلیل سیزدہم ایضاً کلام جناب مرتضوی کہ جس مین عالم میان چار خیانتین لفظی اور معنوی کرکے نہایت مہمل اور محرف کردیا	۱۲۹
دلیل چہاردہم بقیہ احادیث و آثار رسالہ معارضہ	۱۳۲
غلط فہمی اثر تصدیق مہدی متنازع فیہ کا ہی اور عالم میان درمیان جار و مجرور اور حروف اصلیہ کے بھی فرق نہین کرسکتے ہین ورنہ باوجود اسکے شیخ ابن محمود وغیرہ کا بد لکھتے ہین	۱۳۳
دلیل پانزدہم بقیہ احادیث و آثار سراج الابصار اور بیان غلط فہمی اور تحریفات مصنف سراج الابصار کا	۱۳۶
ضرر دین و اسلام بسبب شیخ جونپور کے کہ جسکو خود شیخ موصوف نے بھی تسلیم کیا	۱۳۹
حدیث تفترق امتی کی دلالت کرتی ہی کہ جو ہتر فرقے مہدویون کے امت محمدی سے خارج ہین	۱۴۰
شیخ جونپور مسائل مذہبی اور مسائل نحوی دونون مین جاہل مند عہد کے تھے	۱۴۳
دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے سرقہ کیا ہی	۱۴۴
دلیل شانزدہم تقریر خود شیخ جونپور کی اپنی مہدویت کے اثبات مین اس مقام مین نحو اشکال وارد کیے گیے	۱۴۸
شیخ موصوف کی تقریر ایسی ہی کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان کہ دلیل کا سوال تھا اور جواب مین عین دعوی کا اعادہ کیا	۱۵۱

شیخ موصوف باوجودیکہ خود مدعی رویت آلہی کے تھے پھر اپنے تئین گواہ بناتے تھے	۱۵۱
قصۂ تجلی طور	۱۵۳
شیخ نے عجب کام کیا کہ جو آیتین نفی رویت پر دلالت کرتی تھین اونکو دلیل رویت ٹھہرایا	۱۵۶
خلاصۂ مذہب اہل سنت مسئلہ رویت مین اور تحریف معنوی عالم میان کی عبارت شیخ عبد الحق سے	″
دلیل ہفتدہم اخلاق کہ عمدۂ شواہد اور طرۂ دلائل ہی اور خلاصۂ تقریر صاحب سراج الابصار	۱۵۷
خلاصۂ شرح حقیقت خلق متفق علیہ حکماے ایمان اور یونان	۱۶۰
خلق کے چار ارکان	۱۶۱
اخلاق مین دو قسم کی معرفت مشکل ہوتی ہی ایک یہ الخ	۱۶۲
مشکل دوسری یہ الخ	۱۶۳
دستور العمل و مرکز اخلاق کا اخلاق محمدیہ ہین	۱۶۴
حکماے یونان بھی اخلاق مین اتباع شرع آسمانی کی ضرورت سمجھتے تھے	″
مطلب تفصیلی اس کلام مین کہ شیخ جونپور بالعکس کہتے ہین کہ جو حدیث و تفسیر اپنے موافق ہو معتبر جاننا اور جو مخالف ہی اوسکو غلط جاننا مشتمل و برچھہ جواب کے	۱۶۵
بدخلقی اول مال غیر مین تصرف کرنا کہ یقیناً حرام ہی حالانکہ شیخ جونپور اوسکو روا رکھتے تھے اور آیات قرآنیہ اور دلائل قطعیہ کے خلاف حکم کرتے تھے	۱۶۹
بدخلقی دوم کذب و افترا اور غلط پیش گوئی کہ شیخ موصوف نے خبر دی کہ میرے بعضے یار حضرت عیسیٰ سے ملاقات کرینگے اور قتال	۱۷۰
بدخلقی سوم مانند دوم کے ہی کہ شیخ موصوف نے بعد مرنے کے بھی عادت غلط پیش گوئی کی نچھوڑی کہ میان خ کے مکاشفے مین آکر کہا کہ حضرت عیسیٰ میرے بعد دس برس کے اندر آوینگے اور غلط محض نکلا	۱۷۲
بدخلقی چہارم بھی غلط پیش گوئی ہی کہ شیخ نے دعوی کیا کہ میری مدت کا دن شنبہ ہو اور غلط نکلا کیونکہ جمعے	۱۷۳
بدخلقی پنجم شیخ موصوف کا یہ اعتقاد کہ تمام قرآن مین کوئی آیت منسوخ نہین ہی مخالف نصوص قرآن کے	
بدخلقی ششم قرآن مین تحریف کرنا اور فرقۂ باطنیہ کا طریقہ بعینہا اختیار کرکے کام سب اوٹکا کرنا لیکن نام اونکے	۱۷۵
بدخلقی ہفتم حدیثین جھوٹی روایت کرنا اور پیغمبر پر جھوٹ باندھنے کی وعید سے نہ ڈرنا	۱۷۹
اب یہان شیخ جونپور کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی	۱۸۱
تقریر بطلان تسویہ	۱۸۲

بدخلقی ہشتم تعین وجہ معاش کہ خود حضرت رسالت پناہ اپنے گھر مین تجویز فرماتے تھے اور تمام صحابہ اور اولیا روا جانتے تھے اور شیخ جونپوری اور خوندمیر اوسکو فعل ملعون کہتے تھے اور پھر میان خوندمیر اوسکی اجازت بھی دیتے تھے	۱۸۳
شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہی کہ معنی توکل کے برابر نہ سمجھے تھے یا کہ مرتبۂ ابتدائے سلوک مین تھے	۱۸۴
بدخلقی نہم شیخ کا مع خلفا وغیرہم کے کسب حلال سے اجتناب کرنا اور اس سنت انبیا سے محروم رہنا اور کسب کو مخل یاد الٰہی سمجھنا جیسا کہ مقام ناقصان طریقت کا ہی	۱۸۵
بدخلقی دہم دعوی اہل سنت مین ہونے کا کرنا اور مذہب خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا	۱۸۷
شیخ جونپوری کے اس قول سے کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا کفر ہین یا انمین مشغول رہنے والا کافر اور آن مہدی سے نہین ہی لازم آیا کہ مہدویان حال انکے مہدی کے نزدیک کافر وغیر مہدی ہین	۱۸۸
بدخلقی یازدہم اجابت دعوت کہ سنت موکدہ ہی شیخ جونپوری اور اونکے خلفا ہمیشہ تارک اس سنت کے ہو کر مخالفت احادیث کثیرہ کی کرتے تھے	〃
بدخلقی دوازدہم شیخ موصوف علم پڑھنے سے منع شدید کرتے تھے اور سو رہنا اوس سے بہتر جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے مجکو مہدی نکہتے اور خوندمیر ذکر کو تلاوت قرآن پر ترجیح دیتے تھے حالانکہ یہ سب باتین خلاف آیات واحادیث مفصلۂ ذیل کے ہین	۱۸۹
شرح علم لدنی کی اور بیان اسکا کہ علم باطن بغیر علم ظاہر کے حاصل و کامل نہین ہوتا ہی	۱۹۳
بدخلقی سیزدہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جفا کرنا یعنی حج کرنا اور زیارت حضرت رسالت کی کہ افضل سنن ہی نکرنا چنانچہ شیخ مہدویہ نے ایسی کیا اور خود اپنے قول کے بھی برخلاف کیا اگر کشف مخالف شرع پر عمل کیا	۱۹۴
بدخلقی چہاردہم بسبب کم علمی کے شیخ نے خلاف اتباع سنت محمدی کے کیا کہ ہبۂ نوبت ازواج کو ناجائز سمجھے اور دن کو بھی داخل نوبت کیا اور حدود الٰہی اور حقوق الناس مین مرتے دم تک فرق نہ پہچانا	۱۹۶
بدخلقی پانزدہم شیخ جونپوری تمام امت محمدی کو بسبب اپنی مہدویت کے انکار کے کافر بولتے تھے حالانکہ خود انھین کے اقوال سے ثابت ہوتا ہی کہ کافر نہین ہین دوسرے یہ کہ جمعہ اور عیدین انکے پیچھے درست جانتے تھے اور نماز پنجگانہ مین اقتدا نادرست کہتے تھے	۱۹۸
بیان لزوم خطا کا کلام شیخ مین	۱۹۹
تفصیل اون لوگون کی کہ جنہون نے اس امت مین جھوٹا دعوی مہدویت کا کیا ہی اور لوگون کی کہ جنھین اونکے	۲۰۱

متقدمین نے بلا دعوی ناحق مہدی ٹھہرالیا ہے

بدخلقی شانزدہم شیخ جونپوری مسلمانوں کو مقتول کافر نہیں لیکہ گئے ہیں لیکہ اپنے مہدی ہونیکے منکرونکو منافق ٹھہرا گئے ہیں

بدخلقی ہفدہم یہ کہ شیخ جونپوری خلاف اتباع محمدی کے کیا کرتے تھے اور اسی خانہ ان میں انکی بیعت سنگ پر بیکی مدت تک جاری رہی

بدخلقی ہیجدہم شیخ جونپوری اور اونکے فرزند نے باوجود استطاعت کے خلق کو حج بیت اللہ سے منع کیا اور تین

چلہ حجرہ میان دلاور کے بعوض میں حج کے مقرر کیئے اور آیات اور احادیث کے خلاف کیا

ایک فقیر نے علم بارہ برس تک شیطان کو خدا سمجھکر سجدہ کرتا رہا اور حضرت غوث الثقلین نے بسبب علم الہام شیطان کو پہچان لیا

بدخلقی نوزدہم شیخ مہدویہ نے غلط خبر دی کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الثرے تک مانند دائرہ رائی کے روشن تھا

کیونکہ میان دلاور نے حال ارم وغیرہ کا نہ پہچانا اور خلاف قرآن کے حکم کیا کہ جن پر عذاب آگ کا نہیں ہے

بدخلقی بستم شیخ جونپوری نے یہ خبر بھی غلط دی کہ میان نظام کو عرش سے فرش تک مانند دائرہ رائی کے روشن ہے

کیونکہ اونکو نہ عقائد ایمانیہ برابر معلوم تھے کہ بعلتے تھے میں نے علم قدیم آلہی کو بدلوا دیا اور نہ زمین کا برابر حال معلوم

تھا کہ کہتے تھے باغ ارم کوہ قاف کے پاس ہے اور وہان آدمی درخت سے پیدا ہوتے ہین

بیان قوم عاد اور باغ ارم کا اور داخل ہونا عبد اللہ بن قلابہ کا ارم میں

بدخلقی بست و یکم یہ کہ شیخ موصوف دعوی اتباع تام کا کرتے تھے حالانکہ غیر ضروری باتون کی رعایت

کرتے تھے اور ضروری سنتونکو ترک کرتے تھے

دعا میں ہاتھ اوٹھانے کے دلائل کہ جسپر مہدویوں نے عمل نکیا

بلکہ یان چراتا کہ سنت تمام انبیا کی ہے شیخ موصوف نے اس شغل کو کفر ٹھہرایا

تتمہ شیخ موصوف کے خلفا و توابع کے بعضے احکام و دعوون خلاف عقل و نقل کے بیان میں

منہا میان نعمت و خوندمیر نے خلاف آیات قرآن کے حکم کیا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے وارثونکو نہ دیکر مہاجرین

اغیار پر تقسیم کرنا چاہیے اور بیان اسکا کہ ہجرت مہدویہ طریقہ اسلامیہ نہیں ہے

ایضاً مہدویوں کے علمائے بالعد عبد الملک سجاوندی نے ایک آسان ترکیب نحوی سمجھنے میں

بھی خطائے فاحش کی اور دعوی میان دلاور کا سراسر غلط نکلا

ایضاً انکے مہدی کے نواسے نے خلاف قرآن و احادیث کے دعوی کشف غلط کا کیا کہ قیامت

میں تمام عالم کا حساب لینا میرے باپ خوندمیر کا کام ہے

ایضاً انکے مہدی کے نواسے نے دعوی کیا کہ مجکو معراج ہوئی اور میں عرش تک گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ مہدی کے اصحاب جدا

سامنے مرشد کے بال لکھوئے ہوئے نظر آ رہے ہیں اور دل مین انتقش ہے اور جو کچھ پیغمبر خدا کو دکھلایا تھا سو سب مجکو دکھلایا	
اسیطرح انکے نانا مہدی مرحوم نے بھی دعوی کیا کہ مین مع سید سلام اللہ کے افلاک پر چڑھتا چلا گیا اور قاب قوسین کا مقام اور کلام ہوا اور یہ عبارت وحی ہوئی کہ یرضی عنا الرحمن الخ	٢٢٠
بیان اس امر کا کہ شیخ جونپوری کی مہدویت وغیرہ دعوونکا انکار فرض ہے اور تصدیق حرام اور موجب تباہی ایمان و خرابی دو جہان کی ہے اور قول عالم سیانکا کہ اگر بالفرض یہ دعوی خطا ہے تب بھی اہل اقرار کو کچھ ضرر نہین ہے غلط محض ہے	
باب چہارم مین بیان اون گستاخیونکا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت حضرات مشایخ اسلام اور ائمۂ اعلام کے کی ہین	٢٢١
اعتراض شیخ جونپوری کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پر کہ میرا قدم گردن اولیا پر ہے نہ بولنا تھا	٢٢٤
جواب بیان پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے مین	٢٢٥
بیان ان اولیا کا کہ اوسوقت مجلس مین حاضر تھے اور اونکا کہ اونھون نے دور سے بطور کشف کے معلوم کر کے سر جھکا دیا	٢٢٧
بیان اسکا کہ یہ کہنا محض بامر الٰہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے	٢٢٩
تمام اولیا کے ہمعصر بلاواسطہ اور متاخرین بواسطے اپنے پیرون او مرشدین حاضر ہوے اس عہد زیر قدم شریف ہوے	٢٣٠
اعتراض شیخ جونپوری کا سے جا ہوا اور ہر شق مین خطا لازم آ کر مہدویت باطل ہوئی	
باب پنجم مین بیان اون بے ادبیونکا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاء راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کی کی ہین	٢٣١
احادیث و آثار فضائل اصحاب حضرت رسالت مآب مین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و رضی عنہم	٢٣٤
دو سبب افضلیت صحابہ کے	٢٣٥
نقل کرنا تفضیل ابوبکر صدیق رضی کا فتوحات سے اور شیخ جونپوری کے دعوی کشف مین ایک کشف کا خطا ہونا کہ جس سے بطلان مہدویت کا لازم آیا	٢٣٦
بقیۂ احادیث اور آثار ائمۂ اہل بیت کے تفضیل شیخین مین	٢٣٧
تنبیہ اس بات پر کہ انکے مہدی نے حدیث موضوع روایت کی اگر دانستہ کیا تو گناہ کبیرہ ہوا اور اگر نادانستہ ہوا تو دعوی غیب دانی تمام موجودات کا غلط ہوا اور بہر تقدیر بطلان مہدویت لازم ہوا	٢٤١
باب ششم بیان مین اون بے ادبیوکے کہ مہدویون نے جناب مین حضرت انبیا و مرسلین و حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین کے ادا کی ہین	٢٤٤
خلاصہ کلام کہ انکے مہدیکا یا دعوی برتری خطا ہے یا دعوی تسویہ غلط ہے اور دونون صورت مین مہدویت باطل ہے	٢٤٨
باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیونکا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین	
باوجودیکہ اس کثرت سے کلمات وحشت انگیز انکے مہدی سے منقول ہین تسپر بھی اونکے خلفا بولتے تھے کہ یہ کیا	٢٥٠

چیز ہین جو کچھ کہ ہمنے سنا ہی اگر بیان کرین خود مہدوی لوگ ہمکو سنگسار کرین	
سوالات خمسہ	۲۵۱
باب ششم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب پر	۲۵۳
مطلب اول کا مقدمۂ ثانیہ اعتقاد مہدویونکا یہ ہی کہ مہدی معہود افضل ہین امیر المومنین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے	״
نہایت تعجب خیز تقریر ہی انکے مہدیکی انواع و اقسام اغلاط سے مالامال ہی اور معنی آیت مین خطائے فاحش ہوئی اور بطلان مہدویت کا لازم آیا	״
تخطئۂ مہدی	۲۵۵
بیان تمام اجماع کا اور باطل ہوجانا افضلیت شیخ جونپور کا بسبب اجماع مرکب صحابۂ کرام کے کہ ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما افضل ہین تمام امت سے	۲۶۰
تقریر امام رازی کی تفسیر آیت سیجنبها الاتقی میں اور اشکال مفضولیت انبیا کا دفع شاہ عبد العزیز صاحب کی تقریر سے جو فسیطلع ہو	۲۶۲
بحث قول ابن سیرین کی کہ آخر زمانے مین ایک خلیفہ ایسا ہوگا کہ ابو بکر و عمر اوس سے افضل نہین ہین	۲۶۴
عیسی میان نے عبارت ابن عراق کے ترجمے مین خیانت کی	۲۶۵
ابن سیرین کے قول کو مہدی پر حمل کرنے سے شیخ جونپور کا تخطیہ لازم آتا ہی	۲۶۶
بیان تعارض دلائل اور مراتب اقوال صحابہ اور تابعین کا	۲۶۸
قطعی یہ بات کہ خود جناب مرتضوی تفضیلی نہ تھے	۲۷۱
اختلاف ایمہ کا ترجیح بکثرت ادلہ مین اور بیان مراتب دلائل اور انواع اجماع کا	
مطلب دوم مہدویہ کہتے ہین کہ سید محمد جونپوری بزرگی مین برابر آنحضرت کے ہین	۲۷۶
مہدویون کے کلام سے لزوماً تسویہ ناروا ہونے اور انکے مہدیکا حکم خطا ہونیکا اقرار نکلا	״
مہدویون کی کتابون سے معلوم ہوتا ہی کہ انکے اعتقاد مین شاید انکے مہدی کے خدا متعدد متلون ہین	۲۷۷
تخطئۂ مہدی متبنی اول بلزوم کذب یا ضلال دوم باعتقاد کسبیت مرتبۂ نبوت	۲۷۹
استحالۂ تداخل جواہر اور ذکر رتبۂ فنا فی الرسول کا	۲۷۹
تخطئۂ مہدی بلزوم خطا و بربادی مہدویت	۲۸۲
بیان اجماع مسلمین کا اسبات پر کہ ولی درجۂ نبی کو نہین پہونچتا ہی اور اقوال علما اور اولیای امت کے افضلیت انبیا اور خاتم الانبیا مین صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین	۲۸۳
جواب قول ابن سیرین کا	۲۸۴
دلائل افضلیت حضرت سرور کائنات علیہ التسلیمات مین سے چودہ دلیلین آیات و احادیث وغیرہا سے یہان مذکور ہین	۲۸۶

۲۸۹	شیخ جونپور کی وحی عربی کے اغلاط کا بیان
۲۹۰	دلیل ہفتم اور شرح مقام محمود کی
۲۹۲	مہدی جونپوری کی سواری براق میدان حشر مین او رخود فیل محمود پر اور تمام مہدویونکا او سکے دانتوں پر سوار ہوتا
۲۹۵	حضرت رسالت کے خاص مکان بہشتی کا بیان کہ جسکو وسیلہ اور درجۂ رفیعہ کہتے ہین او رمعیت حضرت کے ساتھ کسطرح ہوگی
۲۹۸	کوئی ولی درجۂ نبی کو نہین پہونچتا ہی اس حکم عام کے شمول و قطعیت کا بیان
۳۰۰	عالم میان نے صاف دعوی کیا کہ مہدی جونپوری نبی تھے
۳۰۲	وجہ تخصیص لا نبی بعدی بہ نبی تشریعی و معنی خاتم النبیین
—	عبارات فتوحات بیان انبیاء الاولیا اور نبوت عامہ مین کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہی اور نسبت میان نبی و رسول کے اور فرق درمیان وحی والہام کے اور دوسرے مطالب عالیہ کے بیان مین
۳۰۴	تحقیق معنی تشریع کی فتوحات و فصوص سے مخالف فہم مہدویون کے
۳۰۸	فرقہ مہدویہ قائل ہین کہ انکے مہدی مانند انبیا کے تشریع احکام کرتے تھے اور نقل سالم رسالۂ سید میرانجی کی کہ جس مین تیس حکم مہدی کے مذکور ہین
۳۱۰	مہدویون کی زکوۃ جدید اور نماز جدید کے فرض ہونے کا بیان
۳۱۱	مذکورات حال و سابق سے ثابت ہوا کہ مہدویہ اپنے مہدیکو رسول صاحب شریعت جدیدہ ناسخ احکام شریعت محمدیہ کا جانتے ہین اور مخالفت قطعیات کی کرتے ہین
	کلام مولانا جامی اور شیخ اکبر سے صاف ظاہر ہوا کہ خاتم الاولیا حضرت خاتم الانبیاء سے نسبت جزو و کل کی بلکہ نسبت ایک بال کی جسد شریف سے رکھتے ہین
۳۱۴	خاتم الاولیا کا لقب قدیمی نہین ہی بلکہ ابتدا اسکی حکیم ترمذی سے ہوئی اور حکیم ترمذی و شیخ اکبر کی شرائط و تصریحات کے موافق خاتم الاولیا شیخ اکبر ہین نہ مہدی
۳۱۵	تحقیق اسکی کہ مراد شیخ اکبر کی سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ سے اپنی ذات اور حضرت رسالت کی ذات نہین ہی بلکہ تعلم احکام کے دو طریق کو سونے اور چاندی سے تشبیہ دی ہی
۳۱۸	اس کتاب مین جو عیوب و نقائص کہ انکے مہدی کی ذات و صفات مین ثابت کیے گئے ہین جب تک اون مین سے ایک بات بھی بلا جواب رہے گی ثبوت مہدویت کا محال ہوگا
؍؍	خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیۂ مہدویہ کا ہی

نمبر ۹۷۹۳
فن نمبر رض ۱۲۵
کتاب نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله محمد سید الاولین والاخرین
وعلی آله الطیبین الطاهرین واصحابه الهادین المهدیین لیکن بعد اسکے امیدوار درگاه صمد
ابو رجا محمد گزارش کرتا ہی کہ یہ کتاب بیچ دین مذہب فرقہ مہدویہ کے کہ جنھون نے بعض بلاد ہندوستان
خصوصًا اطراف دکن مین علم شر و شورش کا بلند کیا ہی اور ہر چند علماے متقدمین مانند شیخ علی متقی و شیخ
ابن حجر مکی و محمد بن الخطاب مالکی اور ملا علی قاری اور سید محمد اسعد مکی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے رسائل
اور فتاوے انکی رد مین ایسے لکھے ہین کہ منصف و حق طلب کے واسطے کافی ہین لیکن چونکہ بنا اس تصنیفات کی
استدلال بالاحادیث پر ہی اور مہدویہ اپنے پیر شیخ جونپور کے مخالف جو احادیث پاتے ہین قبول نہین کرتے ہین
اور بعض منکرات امور کی نسبت کہ انکے مذہب کی طرف کیجاتی ہی اوس سے بھی انکار کرتے ہین سو واسطے اس کتاب
مین یہ طریق اختیار کیا گیا کہ انھین کی کتابون سے اونکے مہدی وغیرہ مقتداون کے اقوال نقل کرکے باعتقادات
واقوال مسلمہ اونکے لاکر الزام دیا گیا اور یہ تمام مشقت انھین کی بہتری اور خیرخواہی کی طمع پر اوٹھائی گئی
کہ شاید اللہ تعالی اسی طریق سے ہدیہ ہدایت اور حق فہمی کا انکو مرحمت فرماوے اور نام اس کتاب کا کہ
ہدیہ مہدویہ ہی اسم بامسمی ہوجاوے اور چونکہ غرض محض نصیحت اور ادائے حق اسلام ہی نہ مقابلہ و انتقام
اس سبب سے کسی جاے اونکو اور اونکے پیشواون کو القاب قبیحہ اور الفاظ شنیعہ سے یاد نہ کیا گیا علاوہ یہ
فحش و بدزبانی دیانت اور شرافت کے بھی خلاف ہی حالانکہ ان لوگون نے ہمارے حق مین کچھ ملاحظہ

اس طریقے کا نکلیا او رکوئی وجہ سب و شتم کا باقی نرکھا کہ اگر کبھی کسی عالم سُنّی نے کچھ اونکو لکھا او نھون نے نہایت نخوت و تکبر سے طریقہ عدل و مساوات کا چھوڑ کر دہ چند و صد چند اوسکا بدلا اور بعضے اونکے مصنفین نے بلا مقابلہ بھی یہی پیشہ اختیار کیا چنانچہ بطور نمونہ کے چند الفاظ انکی کتابون سے کہ گویا دشنام نامے ہین نقل کیے جاتے ہین کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی شیخ محمد اسعد مرحوم مصنف شہب محرقہ و سراج الابصار کے مقابلے مین حد سے تجاوز کر کے لکھتا ہی بدان ای انصاف کنندہ بہ بین بسوی اعتساف این شقی ناپاک و نظر کن بعناد و عداوت این جاہل بیباک و تامل کن در کلام دروغ بیفروغ این بدکیش متفاوت اندیش کہ چگونہ تابع نفس و ہوا گشتہ و مطیع و فرمان بردار شیطان شدہ ایضاً این مقولہ عرب بر عدم علم و وجود جہل او دلیل ست ظاہر آنکہ مقتدا ی این شقی یعنی علی متقی در رسالہ خود کہ اسمش ردست سیگوید اعلم رحمک اللہ الخ و در میان کلام این ہر دو ناپاک مخالفت راہ یافت ایضاً انتہی قول شقی جواب بر مجہولی این نامعقول و نامعقولی این مجہول ہمین کلام او دال ست ایضاً انتہی کلام محمود الدین المشار بالشقی لعن اللہ علیہ و علی متبوعہ علی المتقی المشار بالمفتری جواب ثم انظر ایہا المنصف الی جہالۃ ہذا العرب المعاند ہو المخصوص بآیۃ الاعراب اشد کفراً و نفاقاً والموصوف بصفۃ فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین انتہی واللہ المستعان غرضکہ اس قسم کے فحشیات اونکی تمام کتابون مین کم و بیش موجود ہین خصوصاً انکی تمام اہل اسلام کی کہ اوس سے بدتر کوئی دشنام نہین ہی انکی تمام کتابون کا گویا ترجیع بند و مستزاد اور تمام خرد و بزرگ کے وظائف اور اوراد سے ہی انکی بار جزا اس تمام فحشیات کی حضرت منتقم حقیقی کے مفوض کر کے کریمہ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ پر عمل کیا گیا بشرطیکہ آئندہ اس شنیعہ شنیعہ سے توبہ کرین اور بار دیگر کوئی کلام ناشایان زبان پر نہ لاوین ورنہ بمنطوق آیہ وَالَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کے جواب ترکی بترکی دیا جاویگا کہ آئندہ اگر کوئی الفاظ شنیعہ معاشر اہل سنت کے حق مین زبان پر لاوینگے ہم وہی الفاظ اونکے پیشواؤن کے حق مین سناوینگے کہ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ اور تفصیل اسکے سبب تالیف کی آخر باب دوم مین مذکور ہی اور فہرست اسکے ابواب کی یہ ہی باب اول مین بیان اون عقائد فرقہ مہدویہ کا ہی کہ مخالف عقائد اہل سنت و جماعت

ہین باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدائے نشو و نماسے انتہائے موت و فنا تک اور بعد اونکے سرگذشت اون کے خلفا و توابع کی آج تک بطور اختصار و اجمال کے باب سوم رد دلائل اثبات مہدیت شیخ جونپوری مین باب چہارم مین بیان اون گستاخیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرات مشایخ اسلام اور ایمۂ اعلام کے کی ہین باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفائے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین باب ششم بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین مین کی ہین باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین باب ہشتم رد مسئلہ تسویہ مین یعنی اپنے مہدی کو ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین افضل الخلائق اجمعین کے برابر جانتا چنانچہ یہ بات ارکان ایمان مہدویون سے ہے

باب اول مین بیان اون عقائد فرقۂ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت و جماعت کے ہین

عقیدۂ اول سید محمد جونپوری ولی کامل اور مکمل ہین اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہے کہ جو اقوال و افعال شیخ جونپوری کے کتابون مہدویہ مین مرقوم ہین اگر نسبت ان اقوال و افعال کی اونکی جانب صحیح و برابر ہے اور قسم افترا و بہتان مریدین سے نہین ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ مصرع تا نباشد چیزکی مردم نگویند چیزہا + تو ولی ہونا در کنار اونکا زمرۂ اہل سنت سے ہونا مشکل ہے اور بعضے علمائے اہل سنت کہ حسن ظن ولایت کا اونکے حق مین رکھتے تھے وجہ اوسکی یہہ تھی کہ شیخ موصوف کے اقوال و افعال برابر اونکو نہ پہنچے تھے اگر اونکی کتابین انکے ملاحظے مین آتین ہرگز خیال ولایت کا اونکے حق مین نکرتے **عقیدۂ دوم** سید محمد جونپوری مہدی موعود ہین کہ سن نوسی پانچ ہجری مین دعوی مہدویت کا کرکے سن نوسو نو مین انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے بلاشک مہدی ہونیوالا ہے اور شناخت اوسکی موقوف ہے وجود اون علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین حق مہدی مین مذکور ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ موصوف مین مفقود تھین اسواسطے یہ مہدی نہین ہین اور دعوی انکا باطل ہے چنانچہ تفصیل اسکی آیندہ بخوبی آویگی انشاء اللہ تعالی **عقیدۂ سوم** تصدیق مہدیت سید محمد جونپوری کی

فرض ہی اور انکار اونکی مہدویت کا کفر ہی اور سن نو سو پانچ ہجری سے اسطرف جسقدر اہل اسلام مشرق سے
مغرب تک اور جنوب سے شمال تک گذرے ہین اور گذرینگے سب بسبب اس انکار کے کافر مطلق ہین
مسلمان فقط یہی چند مہدوی دکھنی و ڈھونڈاری و گجراتی ہین اور امت محمدیہ ثمین منہا فی ہی بس
اسیقدر پر انحصار ہو گئی ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ چونکہ شیخ موصوف علامات مہدویت سے
عاری ہین تصدیق اونکے مہدویت کی مستلزم تکذیب مہدی حقیقی آیندہ کی ہی حرام ہی اور انکار
انکی مہدویت کا واجب اور موجب نجات و ثواب ہی اور اہل اسلام کو کافر کہنا کفر ہی کہ ان لوگون کی
شامت اعمال نے اونکو اسمین مبتلا کیا ہی عقیدہ چہارم شیخ موصوف اگرچہ افضل امت محمدی
ہین لیکن افضل ہین امرائے مومنین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضی
رضی اللہ عنہم سے اور اعتقاد تمام اہل سنت بلکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہی کہ بعد انبیاء و مرسلین
کے نہ کوئی امت محمدیہ مین افضل ان حضرات سے ہی اور نہ امم انبیاء سابقین مین عقیدہ پنجم سید محمد
جونپوری سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل ہین ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و نوح و آدم اور تمام انبیا
و مرسلین سے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ کوئی ولی اگرچہ اغواث و اقطاب و ابدال و اوتاد و ائمہ اہل بیت
و صحابہ و تابعین و مجتہد و مہدی کی قسم سے ہووے درجے کسی پیغمبر کو نہین پہونچتا ہی انبیا و مرسلین تمام
خلائق سے افضل ہین اور انبیا و مرسلین بشر انبیا و رسل ملائک سے افضل ہین عقیدہ ششم سید محمد
جونپوری اگرچہ تابع تمام ہین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیکن رتبے مین آنحضرت خاتم المرسلین کے برابر ہین
دونون مین ایک سر مو کمی و بیشی نہین ہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ کوئی امتی کیا بلکہ کوئی پیغمبر مرسل
یا فرشتہ مقرب رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین کو نہین پہونچتا ہی اور عالم وجود
مین کوئی موجود حضرت کا ہم رتبہ موجود نہین ہی اور بعد خداوند عالم کے عالم مین جو مقام و منزلت کہ
حضرت کے واسطے ہی کسی دوسرے کو نصیب نہین ہی کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر عقیدہ ہفتم
یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن شیخ
جونپوری کے بیان و احوال سے مقابل کرکے دیکھنا اگر مطابق انکے احوال کے ہووین صحیح جاننا ورنہ غلط
جاننا اور اہل سنت کا اعتقاد اسکے بالعکس ہی یعنی مسلمان کو چاہیے کہ اپنے احوال کو احادیث و تفاسیر
کے مقابل کرکے آزماوے کہ جو مطابق انکے ہووے اسپر ثابت رہے اور جو احوال کہ اپنے مخالف احادیث و تفاسیر کے

پاوے اوس سے توبہ کرے ترک کیے اور وہ احوال پیدا کرے کہ مطابق سنت رسول اللہ اور مشرب
صحابہ اور اہل بیت کے ہووین اس سبب سے انکو اہل سنت و جماعت بولتے ہین عقیدہ ہشت
یہ کہ شیخ موصوف کو بالذات مفترض الطاعت جانتے ہین یعنی جو کچھ اونھون نے کہا یا کیا اوسکی اتباع
دوسرون پر فرض ہوگئی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ مقام سواے حضرات انبیا علیہم السلام
کسی کے واسطے نہین ہی اونھین کیواسطے ہی کہ جسکو وہ فرض کہین وہ فرض ہی اور جسکو حلال
حلال ہی اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہی اور جو کچھ وہ بلا مواظبت کرین وہ سنت ہی اور جس پر
عبادت کے مواظبت اختیار کرین وہ واجب ہو جاتا ہی اور سواے انبیا علیہم السلام کے دو
اطاعت بالتبع ہی یعنی اونکا قول اگر مخالف احکام حضرات انبیا کے نہوگا اطاعت کی جاویگی اور اگر
ہوگا اطاعت نہ کرینگے عقیدہ نہم یہ کہ جیسا کہ قول شیخ جونپوری کا باوجود مخالفت نقل کے
التصدیق ہی ایسی اگر مخالف عقل وحس کے ہووے جب بھی واجب التصدیق ہی اور کلام
مین تاویل حرام ہی چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز جماعت مین مجمع تمام مہاجرین خلفاے
میان خوند میر نے ایک خاشاک ہاتھ مین پکڑ کر پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہی سب نے جواب دیا کہ خاشاک
کہا خوب دیکھو کہ کیا ہی بولے خاشاک ہی پھر کہا خوب دیکھو سب نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ خاشاک ہی
نے کہا کہ اسکو مہدی موعود نے شاہ کہا ہی سب نے کہا کہ شاہ ہی آمنا و صدقنا پھر ایک سنگریزہ ہا
لے کر ان سب بزرگون کو دکھلا کر کہا کہ یہ کیا ہی بولے یہ سنگریزہ ہی پھر کہا خوب دیکھو کیا ہی بولے
ہی پھر کہا کہ کیا ہی سب بولے کہ دیکھتے ہین کہ سنگریزہ ہی کہا کہ اسکو مہدی موعود نے
لاقیمت کہا ہی سب مہاجرین نے جواب دیا کہ آمنا و صدقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہی جو کہ
مہدی مین شک لاوے یا تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہی انتہی اور آخر عقیدہ شریفیہ
کہ جو شخص کہ بیان مہدی مین کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اوس ذات کے ہو
اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ شریعت محمدیہ بلکہ تمام شرائع آسمانی مین کوئی خبر و حکم مخالف
کہ عقل صحیح اوسکے استحالے پر یقین کرے نہین ہوتا ہی اور اگر بالفرض بظاہر کوئی حکم مخالف
کے معلوم ہو تو وہان وہ معنی ظاہری مخالف عقل مراد نہین ہین بلکہ وہ کلام مؤول ہی اور
تاویل اوسکے ہرگز مخالف عقل نہین ہین اور تاویل موافق قواعد اصول کے کلام خدا و رسول

درست ہی البتہ بعضے احکام ایسے ہین کہ عقل بشری اوسکے ادراک لم و ماہیت سے عاجز ہی نہ یہ کہ عقل اوسکے بطلان پر دلیل یقینی رکھتی ہو یا حس و مشاہدے مین بدیہی البطلان ہون اسیواسطے متکلمین اپنی کتابون مین امور متخیلۃ الاستحالہ کے ابطال استحالہ او ر اثبات امکان کے درپے ہوتے ہین تا کہ دامن احکام شرعیہ غبار احتمال کذب سے پاک رہے بخلاف مہدویہ کے کہ کاہ کو شاہ اور کنکر کو جوہر بول کر کذب محض ہی اوپر سے سرپیچ آمنا صدقنا کا سج کر سچ جان لیتے ہین عقیدہ دہم یہ کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پورے مسلمان ہین اور سوائے انکے حضرت ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین کہ کوئی پیغمبر نیم مسلم ہی اور کوئی پاؤ مسلمان اور کوئی اس سے بھی کم ہی چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب ہم پورے مسلمان ہین انتہی اور انصاف نامہ کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے کہا کہ تمام عالم مین دو مسلمان معلوم ہوتے ہین ایک محمد رسول اللہ دوسرے میران محمد جونپوری میران موصوف نے جواب دیا کہ ہان ایسی ہی بعضے پیغمبرون کا سر مسلمان ہوا تھا اور بعضون کا ناف تک اور بعضون کا سیدھا پہلو اور بعضون کے دونون پہلو مسلمان ہوئے تھے مگر یہی دو تن پورا مسلمان ہوئے ہین انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ درجہ اسلام کمتر ہو درجہ نبوت و رسالت سے انبیا و مرسلین ہوکر اسلام مین ناقص رہنا کیا معنے بلکہ تمام حضرات انبیا پورے مسلمان کامل الاسلام والایمان ہین بجہت اسلام سے ان مین کچھ تفاوت نہین ہی اور ایسی جہت نبوت سے بھی ان مین کچھ تفاوت نہین ہی وصف نبوت مین سب برابر ہین کہ اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کَمَا اَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ الآیہ اور حدیث صحیحین مین ہی کہ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ اور ایک روایت مین ہی کہ لَا تُفَضِّلُوْا بَیْنَ اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی ایک پیغمبر کو دوسرے پر اصل نبوت مین تفضیل نہ دو کہ نبوت مین سب برابر ہین اور تفاوت درجات کہ انبیا علیہم السلام مین ہی بسبب ان خصائص و اوصاف کے ہی کہ منصب نبوت کے سوائے فضائل زائدہ کی قسم سے ہین یعنی کوئی نبوت کے سوا فرائض رسالت بھی ساتھ رکھتا ہی اور کسیکے واسطے طغرا اولو العزمی بھی چمکتا ہی اور کوئی روح اللہ ہی تو کوئی کلیم اللہ ہی اور کوئی

یعنی عیسی ۱۲ یعنی موسی ۱۲

خلیل اللہ ہے تو کوئی حبیب اللہ ہے کسیکو خلافت ہے تو کسیکو شفاعت ہے کسیکو ملک و تاج ہے تو کسیکو خاتمت و معراج ہے چنانچہ اسی طرف اشارہ ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

عقیدہ یازدہم یہ کہ تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہے اور اوسکے انکی اصطلاح مین یہ معنی ہین کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین و مومنات آدم سے اس دم تک شیخ جونپوری کے حضور مین عرض کی جاتی ہین اور شیخ مذکور انکا داخلہ اور موجودات دیکھتے ہین اور حق تعالی کا اون ارواح کو حکم ہوتا ہے کہ تم نے جس نحل سے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کرو اور جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہے اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ بھی مردود ہے اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہے اور پنج فضائل مین لکھی ہے کہ شیخ جونپوری نے اپنے داماد خوندمیر کو کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہے میان خوندمیر کے پاس بھی ہو گی انتہی و اعتقاد اہل سنت کا یہ ہے کہ یہ عقیدہ سراسر باطل و ضلال ہے کیونکہ وہ ملائکہ اور بشر مین کسیکو اس قابل نہین جانتے ہین کہ حضرات انبیا و مرسلین اوس سے نور لیوین اور پھر مقابلہ اور تصحیح کے واسطے اوسکے حضور مین وٹرین اور اوسکا مقبولی اور مردودی کا یہ شخص ٹھہرے استغفر اللہ العظیم حضرات انبیا معزولی اور مردودی سے امین ہین بلکہ اولیا و مومنین بھی جبکہ بحسن خاتمہ اس عالم سے روانہ ہوئے بیفکر ہو گئے اب انکی مردودی غیر متصور ہے سبحان اللہ حضرت خاتم المرسلین باوجود اس شان و تمکین کے بھی نہین بول سکتے ہین کہ انبیا و مرسلین کی مقبولی و مردودی میرے قبول و رد پر موقوف ہے پس کجا شیخ جونپوری و خوندمیر عقیدہ دوازدہم یہ کہ جب تک آدمی بچشم سر یا بچشم دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہے مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے پھیرکر خدا کی طرف متوجہ ہوکر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہو وے ایسے شخص کے حق مین بھی انکے مہدی نے حکم ایمان کا کیا ہے چنانچہ عقیدہ خوندمیر مین مذکور ہے غرض کہ یہ چار قسم کے لوگ یعنی بچشم سر یا بچشم دل یا بخواب خدا کے دیکھنے والے اور طالب یدارکہ تمام دنیا اور خلق کو چھوڑکر زاویہ عزلت مین ہمیشہ مشغول بخدا ہین مومن ہین اور باقی سب انکے مہدی کے نزدیک کافر ہین پس وا بر حال مہدویان حال کہ ان چارون قسم سے باہر ہین یہ بیچارے اہل سنت کے نزدیک خارج زمرۂ اہل سنت ہے اور مہدی کے نزدیک خارج زمرۂ مسلمین ہین افسوس ازینجا راندہ وز انجا ماندہ

نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے کاش ادھر اہل سنت مین آجاتے تو صورت نجات کی ہوتی کیونکہ اعتقاد اہل سنت مین خدا کے دیکھنے پر ایمان موقوف نہین ہی بلکہ یہ لوگ بن دیکھے خدا پر ایمان بالغیب لائے ہین اسیواسطے اللہ انکی مدح فرماتا ہی کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ اور اتفاق ہی اہل سنت کا بلکہ امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین بچشم سر کسی کے واسطے واقع نہین ہی سوائے حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضون کا اس مین بھی اختلاف ہی تفصیل اسکی دلیل شانزدہم مین آویگی انشاء اللہ تعالی **عقیدہ سیزدہم** یہ کہ بموجب فرمانے شیخ موصوف کے تین پہر خدا کا ذکر کرنیوالا منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہی اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہی پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب حرام ہی کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب مین یاد الہی متعذر ہی حاصل ہوا کہ ان کے میران کے نزدیک مہدوی لوگ اگر تین چار پہر بھی ذکر خدا کرین تو بھی منافق و مشرک ہین چہ جائے آنکہ مہدویون مین اسقدر ذاکر بھی لاکھون مین ایک بھی نظر نہین آتا ہی غرض کہ اس فرمان نے بھی مہدویون کے دین و ایمان کو تاراج کیا اور تفصیل اسکی بطلان شانزدہم مین آویگی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ آدمی جب تک اعتقادات اسلامیہ صحیح رکھتا ہی کسی عبادت کے ترک اور کسی گناہ کے ارتکاب سے منافق و مشرک نہین ہوتا ہی بلکہ مومن گنہگار رہتا ہی جبکہ عبادت مفروضہ کے ترک سے کافر نہین ہوتا تو دوام ذکر کہ نوافل و مستحبات سے ہی اوسکے ترک سے کیونکر مشرک و منافق ہوگا اگر کرے گا درجات اعلی پاویگا اور اگر نکرے گا مومن بلا شبہہ رہے گا **عقیدہ چہاردہم** یہ کہ اشیائے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہون اونمین مشغول ہونے والا بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والا کافر ہی جیسا کہ انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مرید ہوا اور ان مین مشغول ہو وہ کافر ہی اور جو انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت رکھے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہمارے آن سے نہین ہی اور آن محمدی سے نہین ہی اور آن خدا سے نہین ہی انتہی دیکھیے کہ مہدویون مین یہ سب اشیا بکمال حرص و رغبت موجود ہین اور وہ بخوبی ان مین مشغول ہین اور اہل دولت کے در پر شب و روز مانند پروانون کے دست بستہ حاضر ہین پس انکے مہدی کی زبان درفشان سے خطاب کفران کو مبارک باد اور جب

ف
تکفیر مومنان از شیخ موصوف کے

مہدی نے کہا کہ ہماری آن سے نہیں ہی تو غیر مہدی ہونا ان پر صادق ہوا غرض کہ ان عقائد
ثلثہ متصلہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگ نے ان لوگون کو سب سے پہلے چھوڑ کر زمرۂ اہل سنت سے اپنی طرف
بلا کر صلا اوسکا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و نفاق سے سرفراز فرمایا اب مہدویون نے لاچار ہوکر
ایسا مقرر کیا ہی کہ اگرچہ عمر بھر بموجب فرمان صدق ترجمان مہدی کے کافر رہے لیکن مرتے وقت
کسی میان کے ہاتھہ پر برائے نام کچھہ کلمات ترک کے ادا کرکے مسلمان ہوجانا اور ان خطابات
مہدی سے کسی طرح اپنا پیچھا چھوڑانا تحقیق اس امر کی کہ یہ ترک کچھہ مفید نہیں ہی بد حلفی ہم کے
بیان مین آویگی انشاء اللہ تعالی یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہی نہ ایراد دلائل کا لیکن قطع نظر اوس سے بھی
لازم آیا کہ بالاتفاق مین زندہ مہدوی بموجب ارشاد مہدی کے کافر و غیر مہدی ہوتے ہین اور زیر زمین مردہ البتہ
مہدوی و مسلم ہین نتیجہ تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھہرے کیونکہ اعمال حالت کفر کے نامقبول محض
ہوتے ہین اور حقوق الناس کہ ہر حال مین قابل مواخذہ ہین ان کے ہمراہ رہینگے تب بھی نجات
مشکل ہی اور زندہ مہدویون کو کہ بموجب فرمان مہدی کے حالت کفر مین ہین اور آن مہدی سے
خارج ہین ہم سے باب مذہب مین گفتگو لاحاصل ہوئی غرض کہ مسودہ اوراق نے ہرچند کہ جادہ احتیاط
کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب مین امیر انکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن یہ امر لاعلاج تھا
کہ خود مہدی ایسے درپی ہین کہ اونکی تکفیر سے انکو نجات دشوار ہی کیونکہ جب ملبوسات و ماکولات و زنان
و فرزندان و غیرہ کفر ٹھہرا ادنی سے اعلی تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس مین گرفتار ہوگئے
بخلاف اہل سنت کے کہ اون کے اعتقاد مین یہ آفات بالکل نہین ہین اسواسطے کہ مال حلال خواہ
کڑوڑہا کا ہووے جب اوسکی زکوۃ ادا ہوئی مابقی پاک ہوگیا اوسکا رکھنا نہ گناہ ہی نہ کفر اور صحت اوسکی
خود قرآن سے ثابت ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا زکوۃ دینے والون کی مدح فرماتا ہی
اور زکوۃ اوس کا نام ہی کہ مال نصاب مین سے بعد گذرنے تمام سال کے چالیسوان حصہ خیرات
کرنا سو اگر تمام سال رکھنا مال کا کفر ہوتا تو اللہ تعالی مدح کاہے کو فرماتا اور اگر بعد ادا کے چالیسوین حصے کے
بقیہ انتالیس حصے پاک نہ ہوجاتے تو کاہے کو فرماتا کہ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ عقیدہ پانزدہم یہ کہ ترک
وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کرکے صادقون کی صحبت اختیار کرنا فرض ہی چنانچہ شواہد کے

باب سی و سوم مین مرقوم ہی اور جو شخص کہ اس ہجرت و صحبت کو بجا نہ لاوے وہ منافق ہی چنانچہ عقیدہ میان
خوندمیر مین کہ جسکو مہدوی امام العقائد بحر الفوائد بولتے ہین لکھا ہی کہ ہر کہ مہدی را قبول کردہ است
واز ہجرت و صحبت وی باز ماندہ ہست او را حکم منافقی بدین آیت باید کرد کہ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ
فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ
الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا انتہی حالانکہ اس آیت سے یہ ہرگز
ثابت نہین ہوتا کہ تارک ہجرت منافق ہی علاوہ یہ کہ اس آیت مین خود ہجرت کا سرے سے ذکر نہین
ہی چہ جائیکہ تارک ہجرت کے نفاق کا ذکر ہووے اس مین فقط جہاد کرنے والون کا اور بلا عذر جہاد
ترک کرنے والون کا ذکر ہی سو خود مہدی اس مین گرفتار ہین کہ ابتدائے مہدویت سے تا دم مرگ کبھی
جہاد نہین کیا اور خلفا نے بھی سنت جہاد کفار کو قائم نہ کیا بلکہ حکام اہل سلام سے بغاوت کرکے
مسلمانون کے ساتھ کبھی کبھی قتال و جدال برپا کیا ہی اس آیت سے استدلال اوپر نفاق تارک ہجرت
کے کرنے سے حال قرآن فہمی شیخ سو حنوت اور میان خوندمیر کا معلوم ہوا اور اس قسم کی خوش فہمی کا
ذکر اس کتاب مین بکثرت آویگا اور سب پر ظاہر ہو کہ یہ ہجرت اصطلاحی اس قوم کی شریعت محمدیہ مین ہرگز مشروع
نہین بلکہ مکروہ ہی اسواسطے دین محمدی مین ہجرت اسکا نام ہی کہ ملک کفار سے ہجرت کرکے دار الاسلام
مین توطن اختیار کرنا نہ یہ کہ اپنا فقط وطن ترک کرکے اوسی حکومت کی دوسری بستی مین جا رہنا جیسا
کہ خلفائے شیخ جونپوری نے کیا کہ گجرات مین اپنے اپنے اوطان سے نکل کر پھر اوسی اقلیم کے دوسرے بلاد و دیہات
مین اونھین سلاطین اہل سنت کی حکومت مین عمر بسر کی یہ قسم رہبانیت سے ہی کہ شرع محمدی مین
ممنوع ہی کہ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ اہل سلام کے نزدیک اس حرکت کا ترک موجب ثواب و اجر ہی
نہ موجب نفاق یہ اعتقاد بھی مثل عقائد سابقہ کے مہدویان حال کے نفاق کا مثبت ہی کہ اکثر یہ
لوگ اپنے اوطان جدید الشیخ کے بلاد مین مرتے ہین اور ترک ہنگام مرگ سے بھی یہ نفاق دفع
نہین ہوتا کیونکہ اگر اوسوقت بالفرض دنیا ترک ہوئی لیکن ہجرت وطن سے کہان ہوئی پس
خطاب منافقی کا جانب مومنی سے موجود ہی اعرض کہ کیسی حیلہ کرین مگر مہدی کے اوخطابات
والقاب سے نجات نہین ملتی ہی عقیدہ شانزدہم یہ کہ شیخ محمد صاحب جونپوری کو نبی بلکہ رسول

صاحب شریعت تازہ جانتے ہین ور اس شرع ایجاد فقیر کے بعض احکام کو ناسخ بعض احکام شرع محمدی
کا سمجھتے ہین بیان اسکا یہ کہ نبی اصطلاح اہل اسلام مین اوس انسان کو کہتے ہین کہ اوسکو اللہ تعالی اپنے
محض لطف سے سائر الناس مین سے برگزیدہ فرما کر ارشاد و ہدایت خلق کے واسطے مقرر فرماوے
اور اوسکی طرف اپنے اوامر و نواہی و معارف و حقائق بقدر حاجت وحی کرے خواہ بواسطہ فرشتے
کے یا بلا واسطہ فرشتے کے بطور الہام یا منام وغیرہ کے اور مقدمات دینی مین وہ شخص معصوم فی العلم
ہووے یعنی وحی اوسکی قطعی و یقینی ہووے کہ اوس مین اصلاً گمان وسواس شیطانی اور خیالات نفسانی کا
نہ ہووے اور اسی طرح معصوم فی العمل بھی ہووے یعنی بعد حصول اس مرتبے کے اللہ تعالی اوسکو گناہ کبیرہ مطلقاً
اور صغیرہ خسیسہ عمداً اور سہواً اور صغیرہ غیر خسیسہ عمداً سے معصوم رکھے یہ نبی محض ہوا اور اوسکی نبوت یا احکام
و اخبار کا منکر اور اہانت کرنے والا اور بغض رکھنے والا کافر ہوتا ہے اگر باین ہمہ اوسکے ہمراہ کوئی کتاب
یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا بھی ہو وہ رسول ہوا اور درجہ نبوت پر مرتبہ رسالت اضافہ ہوا یہ
خلاصہ ہے شرح مواقف اور شرح مقاصد وغیرہما کے مواضع متفرقہ کا اب ملاحظہ کیجیے کہ مہدویہ
شیخ موصوف مین ان تمام امور نبوت اور رسالت کا اعتقاد رکھتے ہین اگرچہ نام مہدویت کا
لیتے ہین لیکن فقط نام کیا کام آتا ہے کام حقیقت سے ہے اور حقیقت نبوت و رسالت کا اعتقاد
ان کی کتابون معتبرہ سے بخوبی ثابت ہے اجمالاً اور تفصیلاً اجمالاً یہ کہ شواہد کے تیرھوین باب مین لکھا ہے کہ
مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہی ہے اور تفصیلاً یہ ہے کہ انکا یہ محض لطف الہی
سائر الناس مین سے برگزیدہ ہوکر مامور خدمت ارشاد و ہدایت پر ہونا تمام کتابون مین مرقوم ہے چنانچہ مطلع الولایت
مین لکھا ہے کہ اول بارہ برس تک امر الہی ہوتا رہا اور میران وسوسۂ نفس و شیطان سمجھ کر ٹالتے رہے
اور بعد بارہ برس کے خطاب با عتاب ہوا کہ ہم روبرو فرماتے ہین تو اسکو غیر اللہ سے سمجھتا ہے بعد اوسکے بھی
شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کرکے آٹھ برس اور ٹالتے رہے بعد بیس برس کے
خطاب با عتاب ہوا کہ قضاے الہی جاری ہوچکی اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا ورنہ مہجور ہوگا انتہی ملخصاً
اور ام العقائد مین لکھا ہے کہ او ذات خویش را بامر خدا بمہدویت اظہار کرد ایضاً او فرمودہ است حق تعالی
کہ مارا فرستادہ است مخصوص برای اینست کہ آن احکام و بیان کہ تعلق بولایت محمدی دارد بواسطۂ ما
ظاہر شود اور رسالہ فرائض سید میران جی مین لکھا ہے کہ فرض پانزدہم خصوصیت بعثت مہدی کے برائے اظہار

وبیان نمودن احکام ولایت محمدی دانستن انتہی اور سوا اسکے تمام کتب قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ
من جانب اللہ محض لطف الٰہی شیخ جونپوری واسطے ہدایت خلق کے بتاکید تمام مبعوث ہین اور یہی طرح مقدمۂ
دوم یعنی وحی احکام وغیرہ کی بطور قطعیت کے خدا کی طرف سے ہونا بھی انکی کتابون مین جابجا مسطور ہی چنانچہ
ام العقائد مین لکھا ہی کہ شیخ موصوف فرماتے ہین کہ جو حکم کہ مین بیان کرتا ہون خدا کی طرف سے بامر خدا
بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالہ فرائض مین
لکھا ہی فرض چہارم مہدی راننے واسطہ ہر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مہدی ثابت بامر اللہ
دانستن نیز دہم ہر اعمال و بیان مہدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیہ السلام دانستن اور رسالہ اعتقادیات
وعملیات مین عالم میان نے لکھا ہی کہ منصب خدا علم وحکم کا حضرت کو حق تعالیٰ سے اور روح مقدس نبی سے
ہی اور علم وحکم حضرت کا یقینی قطعی ہی اب ان بزرگ کے عبارات وحی اور دعائی مین سے ایک عبارت بطور نمونے کے
لکھی جاتی ہی ابتدائے رسالہ ام العقائد مین لکھا ہی قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت
من اللہ بلا واسطۃ جدید الیوم قل انی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی
الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الکتاب و الایمان مبین الحقیقۃ والشریعۃ
والرضوان انتہی اور اسی طرح مقدمہ سوم نبوت کا یعنی معصوم فی العلم والعمل ہونا اسپر بھی تمام مہدیون کا
اتفاق ہی چنانچہ اعتقاد معصوم فی العلم ہونے کا مقدمۂ دوم سے بھی ثابت ہوا اور معصوم فی العمل ہونا
بھی سب کا اعتقاد ہی چنانچہ رسالہ اعتقادیات عالم میان مین لکھا ہی مسئلہ مہدی موعود علیہ السلام
تابع تام ہین نہ خطا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ معصوم عن الخطا ہین الخ مسئلہ کسی مجتہد یا مفسر کا
قول موافق حکم وبیان مہدی کے نہ ہووے تو وہ قول خطا ہی مسئلہ احادیث آحاد جو ظنیہ ہین حضرت کے
احوال یا افعال یا اقوال کے مخالف ہووین تو وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ہین بلکہ کسی
راوی کی غلطی ہی مسئلہ جائز نہین ہی کہ قول یا فعل حضرت کا مخالف کسی امر قطعی شرعی کے ہو کیونکہ جو
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق تعیین کے حدیث متواتر صریح المعنی سے یا نص صریح قرآنی سے
یا اتفاق واجماع سے امت مکرمہ کے ثابت ہوا اوس کا خلاف مخالف ہی اتباع کا انتہی غرض کہ شیخ موصوف
کے افعال و اقوال ایسے معصوم ہووے کہ اقوال مجتہدین و مفسرین بلکہ احادیث سید المرسلین اوسکے مقابلے
مین غلط و خطا پر محمول کی جاتی ہین اور اسی طرح مقدمۂ چہارم یعنی انکے مقام و احکام کا انکار کفر ہونا بھی اعتقاد

فا[illegible]

اتفاقی مہدویہ کا ہی چنانچہ عقیدۂ خوندمیر مین ہی کہ مہدی نے فرمایا ہی کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہون
سے بامر خدا بیان کرتا ہون جو کوئی ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا
فرائض مین لکھا ہی کہ فرض دوم یہ ہی کہ منکر مہدی کو کافر جاننا اور فرض ششم یہ کہ منکر ایک حکم
مہدی سے عند اللہ ماخوذ جاننا اور آخر اوس رسالے مین ہی کہ بجز ایمان آوردن بدین جملہ
داشتن و عمل کردن بران و دور بودن از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد و امید
فلاح و نجات ہم نیست انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد مین شیخ موصوف کے
ہونے اب باقی رہا درجہ رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان وحی و نوا
جاہم پایا جاوے رسالت ثابت ہوتی ہی چونکہ امر اول دشوار تھا اوسکو اختیار نہ کیا اسواسطے کہ
نہین سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمۂ دوم مین منقول ہوئی خطاؤن لفظی و معنوی
تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی اگر سالم کتاب بنتی گویا کتاب الخط
البتہ فقرات وحی متفرق کتب مہدویہ مین موجود ہین کہ بعض عربی اور بعض ہندی و بعض
ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا ہی سید محمد دعوی مہدویت کا کہلاتا ہی تو
ظالمان مین کریگا چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہی واہ کیا فصیح و بلیغ فقرہ اترا کہ
اسکی فصاحت نے حیران کردیا اگر ایسی سب فقرات وحی ایک جا کرلین ایک رسالہ مختلف الالفا
کریمہ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا کا ہوسکتا تھا مگر نہ
اکتفا کیا یعنی شریعت جدیدہ ناسخ بعضے احکام شریعت محمدیہ کا دعوی کیا بیان اسکا یہ ہی کہ
احکام شرعیہ امر و نواہی کو کہتے ہین سو شیخ موصوف نے دعوی کیا کہ مجہے احکام خدا کی طرف
بتلائے جاتے ہین اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہین بلکہ اوس سے بھی
احکام قرآنی بعض فرض ہین بعض مستحب بعض مباح ہین یہان جو مونہہ سے نکلا
بلکہ ایمان ہی کہ اون پر عمل نکرنے سے خارج مہدویت سے ہوجاتا ہی چنانچہ عبارت
رسالہ فرائض سے معلوم ہوتا ہی اور خروج مہدویت سے بعینہ خروج ایمان و اسلام سے
یہ کہ عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ و تاویل بھی درست ہی چنانچہ مؤول و مجاز و کنایہ
سے ہین یہان تاویل و توجیہ مطلقا کفر ہی چنانچہ آخر رسالہ مذکورہ سے مستفاد ہی

جونپوریہ پوربیہ کو میان خوندمیر نے رسالۂ عقیدہ مین اجمالاً بیان کیا اور کہا اوسکی ابتدا یہ ہین کہ المقصود
بندہ سید خوندمیر بن موسی عرف چہجو این احکام از زبان سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ است واو
فرمودہ است حکمے کہ بیان میکنم از خدا و با مر خدا بیان می کنم ہر کہ ازین احکام یک حرف را منکر شود او عنداللہ ماخوذ
گرددالخ اور انتہا سے رسالہ مین کہا کہ ای طالبان حق کہ مہدی را قبول کردہ اید معلوم باد این احکام کہ مذکور است
از اول تا آخر وقت رحلت آن ذات ما دام کہ این بندہ در صحبت وے بود در ہیچ حکم از ان احکام تفاوت نیافتیم
و برین جملہ اعتقاد و ایمان داریم ہر کہ در بیان وے چیزی تاویلے و یا تحویلے کند او مخالف بیان آن ذات باشد
تمت بعدہ سید میران جی نے اون احکام کو تفصیلاً بیان کیا اور کہا کہ منکہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ ام بر جملہ مصدقان مہدی واضح ولائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدہ بندگی میان
سید خوندمیر رضی اللہ عنہ مذکور اند مجموع سی حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی برخی ازان فرائض عملی
اندالخ یہ رسالہ بالتمام بحث تسویہ مین منقول ہوگا انشاء اللہ تعالی حاصل اس رسالے کا یہ ہے کہ احکام مذکورہ
سے بیس فرض اعتقادی ہین اور دس فرض عملی ہین اور سوا ے انکے اور فرائض بھی ہین لیکن وہ سب
انھین تیس کے فروع ہین چنانچہ بعض ان احکام کے ضمن عقائد گذشتہ مین مذکور ہو چکے اور باقی رسالہ
مذکورہ سے معلوم ہونگے غرض کہ یہ احکام شریعت ثانیہ ہین سواے شریعت محمدیہ کے کیونکہ شریعت محمدیہ کا
ماخذ قرآن اور زبان حضرت رسالت پناہ اور دونون کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے کہ انکا بیان واضح اور
کھلا ہوا ہے کہ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ وَقُرْاٰنٌ مُّبِينٌ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ
پس اگر قرآن یا زبان آنحضرت سے یہ احکام مستفاد ہوتے اسقدر ابتک مخفی نہ رہتے کیونکہ ایسے احکام مؤکدہ
کو مجمل و مہمل رکھنا مخالف خدمت تبلیغ رسالت کے ہی اور اگر کہین کہ بیان ان احکام کا زبان مہدی سے مقصود تھا تو
وہی مضمون واحد ہوا کہ اس شریعت کو بعد نوسو برس کے شریعت محمدی سے ظاہر کرنا منظور تھا اور یہ احکام
بعضے احکام شریعت محمدیہ کے ناسخ ہین اسواسطے کہ نسخ کہتے ہین تبدیل و ازالۂ احکام شرعیہ کو دوسرے احکام
شرعیہ سے اور احکام شرعیہ سات قسم ہین فرض و واجب و سنت و مندوب و حرام و مکروہ و مباح اور انکی تبدیل
بطریق شرعی یعنی مستحب کو فرض کر دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا مکروہ کو فرض کرنا یا حرام کو فرض کر دینا وغیرہ
علی ہذا یہ سب نسخ کہلاتا ہے چنانچہ اتقان وغیرہ مین اوسکی تفصیل ہے اور اسی طرح شیخ جونپوری نے کہا کہ ذکر کثیر
باجماع امت شریعت محمدیہ مین مستحب تھا شیخ نے فرض کر کے اوسکا استحباب منسوخ کر دیا چنانچہ عقیدہ سیزدہم

بن مسطور ہوا اور اسی طرح عزلت خلق سے اور صحبت صادقون کی اور پرہیز ما سوا اللہ سے کہ مستحب ہی فرض
یا اور تدبیر و تردد و میراث و تعین معاش اور خروج دائرہ یعنی تکیہ سے کہ مباح تھا حرام ٹھہرایا اور بلا وجہ
طن چھوڑنا کہ قسم ہجرت سے ہی اور مکروہ تھا اوسکو فرض ٹھہرایا اور اعتقاد مساوات مہدی کا ساتھ
ضرت رسالت کے کہ حرام تھا اوسکو فرض ایمان ٹھہرایا اور ترک تمام اسباب دنیا کہ مستحب تھا اوسکو فرض کیا
قس علی ہذا اور ان فرائض کو عین ایمان ٹھہرایا کہ انکا تارک کافر و منافق قرار پایا چنانچہ عقائد سابقہ مین
مذکور ہو چکا اور سوائے نمازون فرض کے ایک اور نماز ششم فرض ٹھہرائی وہ دوگانہ ستائیسوین رمضان
کا ہی اور سوائے زکوۃ فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوۃ سے بمراتب سخت تر ہی یعنی اللہ تعالی نے
زکوۃ باین آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولے چاندی یا بیس مثقال سونے کا مالک ہووے
اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہو کر ایک سال کامل اسپر گذرے تب چالیسوان حصہ اوس کا فقرا کو دینا او
فرض ہی اور شیخ جونپوری نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب کسی قدر مال کا مالک ہووے قلیل ہو یا کثیر اوس کا دسوان حصہ
خیرات کرنا اوس پر فرض ہوا یہ عبادت مالی ہی برابر زکوۃ کے چنانچہ کتاب بدۃ الطاہرین تصنیف سید عبدالرحیم
بن اسحق بن عبدالحی مہدوی مین مذکور ہی اور رسالہ فرائض مین بھی اس کا اشارہ موجود ہی غرض کہ یہ عشر وہ
عشر نہین ہی جو کہ محاصل زمین سے شرع مین مقرر ہی بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہی مانند احکام مذکورۃ الصدر کے
اور نماز ششم اون تینون احکام سے بھی زائد ہی بالجملہ احکام شریعت جونپوریہ کے بعضے محض شرع جدید ہین
اور بعضے باوجود شرع جدید ہونے کے بعضے احکام شرع قدیم محمدی کو منسوخ بھی کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ
جونپوری مہدویون کے اعتقاد مین رسول صاحب شریعت جدیدہ و ناسخ شریعت محمدیہ کے ہین کیونکہ ناسخ کو سب
احکام کا نسخ ضرور نہین ہی بلکہ بعض احکام کا نسخ بس ہی چنانچہ حضرت عیسی فرماتے ہین وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ
الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ پس مذہب مہدویون کا مخالف ہوا نص قرآنی کے کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ
مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اور باطل ہوئی توجیہ مہدویون کی کہ کہتے ہین کہ
خاتم النبیین سے مراد یہ ہی کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ بعد آنحضرت کے پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع شریعت
محمدیہ کا پیدا ہووے منافی آیت مذکورہ کا نہین ہی اور شیخ جونپوری پیغمبر متبع ہین چنانچہ عالم میان رسالہ اعتقادیہ
مین لکھتے ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہو کر نہین مخالفت کرنا
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی متشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہی نبی متبع ہاں حضرت

متبع ہین نہ مشرع انتہی اور وجہ بطلان ظاہر ہی کہ خود انھین کے عقائد سے مہدی کا نبی مشرع ہونا ثابت ہو لپس موافق اقرار مہدویہ کے بھی انکا اعتقاد مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہوا علاوہ یہ کہ مقصود نبی متبع سے کیا ہی اور معنی آیت کے کیا ہین یہ بھی اب تک ان بزرگوارون کی فہم مین نہین آیا ہی بحث اسکی بتفصیل باب تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہان اسی قدر کافی ہی **عقیدہ ہفدہم** مہدویونکا اعتقاد یہ ہی کہ شیخ جونپوری بعد منصب نبوت و رسالت کے بعضے صفات الوہیت مین اللہ تعالی کے ساتھ بھی شریک ہین چنانچہ یہ صفت الٰہی کہ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ کہ صفت علم الٰہی ہی اور جابجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہین شیخ موصوف بھی اس مین خدا کے ساتھ شریک ہین کہ اسی طرح کا علم غیب انکو بھی حاصل ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ موصوف نے کہا کہ حق تعالی نے بندے کو احوالات جملہ موجودات کے ایسے معلوم کر دیے ہین جیسا کہ کوئی دانہ رائی کا ہاتھ مین لیتا ہو اور ہر طرف پھر اکر ملاحظہ کرے اور واقف ہو اور انصاف نامے مین لکھا ہی کہ مہدی نے کرات و مرات کہا ہی کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا و اولیا و مومنین و مومنات کے بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لیکر ہر طرف پھرا تا ہی اور کما حقہ پہچانتا ہی انتہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ دلاور کے حق مین کہا کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھ مین رائی کا دانہ ہو انتہی دیکھیے بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سبحان اللہ خود بدولت کو تو جملہ موجودات کہ جس مین سموات وارض و ما بینہما سب داخل ہی مانند دانے رائی کے یا مثل روپے اشرفی کے ہاتھ مین تھے مریدین کے ہاتھ مین بھی عرش و فرش مانند دانے رائی کے رکھا ہوا ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ ایک نوع کی شرک حقیقی کا دعوی ہی اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہی ہی کہ اللہ تعالی کی ذات یا صفات و افعال مین کسیکو شریک جاننا یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھ بکار آمد نہین ہی کہ یہ صفت اللہ تعالی مین بالذات ہی اور بشر مین بواسطہ عطاے الٰہی ہی کیونکہ اللہ تعالی اپنی صفت بشر مین پیدا نہین کرتا ہی کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا خالق کائنات یا رازق حیوانات یا حافظ ارض

وسموات ہوجاوے استغفر اللہ العظیم پھر خدا اور بندے مین کیا فرق رہا انبیا علیہم السلام علم غیب سے نفی
کرتے ہین حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہین وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ
الْغَيْبَ اور حضرت رسالت پناہ کو حکم ہوا کہو وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ
الْخَيْرِ البتہ حضرات انبیا اور اولیا کو بعض اوقات بطور معجزہ اور خرق عادت کے بعض امور غائبہ کا انکشاف
ہوتا ہی نہ یہ کہ مانند جناب باری کے جملہ موجودات غیب السموات والارض مانند دانے رائی کے منکشف ہین پھر
کیا فرق رہا علم بندہ اور علم خدا مین یہ دعوی صاف مخالف نص قرآن ہی کہ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہین جانتے ہین جو کوئی آسمانون
مین ہین اور زمین مین غیب کو مگر اللہ تعالی یہ شیخ جونپوری اور میان لاڈ بھی زمین الون مین ہین انکو علم غیب
کس طرح مخالف اس آیہ کریمہ کے ہوگیا عقیدہ مہدویہ یہ کہ عالم مین چند چیزین ایسی موجود ہین کہ مخلوق
خدا کی نہین ہین بعضی اون مین کل وجوہ سے غیر مخلوق ہین اور بعضی من وجہ مخلوق اور من وجہ غیر مخلوق
ہین منجملہ اونکے شیخ جونپوری شیخ مہدویان بھی ہین چنانچہ رسالہ جوہر نامہ مین لکھا ہی معلوم باد چند چیز غیر مخلوق
اند چنانکہ مبشر المتقدمین زبدۃ الواصلین بندگی میان سید قاسم صاحب در مکتوبات نوشتہ اند چون نور
اول و روح حقیقی و ولایت محمدی و جملہ کتب و صحائف این ہمہ غیر مخلوق اند و سوای این ہا کل اشیا از برو
و بحری علوی و سفلی مخلوق اند حتی خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصورۃ مخلوق اند انتہی پس اے عزیز
اہل تمیز ہمہ علمای اہل شریعت ولایت را مخلوق گویند و ہمہ اولیای اہل حقیقت قدیم و غیر مخلوق
گفتہ اند انتہی سبحان اللہ یہ عجیب و غریب اعتقاد ہی کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک
کسی دین آسمانی مین یہ اعتقاد نہ ہوا ہی کہ سوائے ذات و صفات حضرت واجب الوجود کے کوئی اور شے
بھی غیر مخلوق یعنی قدیم ہی تمام ملتون نبوت مین یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات و صفات
سے قدیم ہی اور باقی تمام عالم یعنی ماسوا اللہ مخلوق و محدث ہی کہ عدم سے وجود مین لایا گیا ہی اور
عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالی ہی اور سب ملتون مین لا قدیم الا اللہ ولا خالق الا اللہ عقیدہ اتفاقیہ
جمیع ملیین ہی یہ اعتقاد مہدویون کو ملت ایمان سے نہین پہونچا ہی بلکہ فلاسفہ یونان سے
ہاتھ لگا ہی کہ اونکے نزدیک سوا حضرت واجب تعالی کے بہت چیزین قدیم و غیر مخلوق ہین جیسا
عقول و سموات وغیرہا اونکے نزدیک قدیم و غیر مخلوق ہین یعنی کسی وقت مین معدوم نتھے بلکہ ہمیشہ

باری تعالی کے ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیرا حالانکہ انصاف یہ ہی کہ ان پر بھی
تہمت نہ چاہیے کرنا کیونکہ سب فلاسفہ بھی یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے چنانچہ فلاطون وغیرہ جم غفیر فلاسفہ
اس باب مین وہی اعتقاد رکھتے تھے جو کہ اہل اسلام رکھتے ہین اور جمیع اہل ملل و شرائع سے بنقل
متواتر منقول ہی کہ تمام عالم حادث و مخلوق ہی البتہ بخلاف انکے ایک طائفہ حکما مثل معلم اول اور
اوسکے اتباع مشائین اور شیخ الاشراق وغیرہ کا یہ مذہب مردود تھا کہ اوسی کو مہدویون نے بچشم
مقبول کیا اور یہ مذہب جمیع انبیا اور اہل شرائع او جمہور حکماے کاملین سے اعراض و نکول کیا شعر
چند چند از حکمت یونانیان حکمت ایمانیان را ہم بخوان علاوہ یہ کہ زبدۃ الواصلین مذکور الصدر
کا یہ کلام غیر مفہوم ہی بقولیکہ المضمون فی بطن الشاعر اب تک نہ کھلا کہ جوہر اول اور روح حقیقی سے کیا
مراد ہی اور یہ دونون قدیم کہان تشریف رکھتے ہین اور جملہ کتب و صحائف سے اگر مراد کلام نفسی الٰہی
ہی تو وہ مانند دوسرے صفات باری تعالی کے قدیم ہی اوسکی تخصیص کی کیا وجہ ہی اور اگر مراد یہ حروف
و کلمات مؤلفہ متلفظہ ہین تو وہ بالبداہتہ حادث و مخلوق ہین اور خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور
مخلوق سے کیا مراد ہی اگر وہی مراد ہی جو کہ مصنف جوہر نامہ مذکور نے آخر رسالے مین لکھا ہی کہ پھل ہر
عزیز خاتمین در علم قدیم ثابت اند در صورت مخلوق فی المعنی غیر مخلوق از ین سبب سایہ بود انتہی تو تخصیص
خاتمین کی کیا وجہ بلکہ تمام اشیا علم قدیم الٰہی مین ازل سے ثابت ہین پس باعتبار وجود علمی الٰہی کے سب
قدیم ہوے ہین اس قدم سے اشیاے مذکورہ کا قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ علم الٰہی قدیم ہوا اور
اشیا سب اپنے مرتبۂ ذات و وجود مین حادث و مخلوق ہین اور یہ کلام بھی مصنف مذکور کا تمام محض ہی
کہ تمام اولیاے اہل حقیقت ولایت کو قدیم و غیر مخلوق کہتے ہین اسواسطے کہ اولیاے اہل حقیقت کے
نزدیک بالاتفاق ولایت محمدی کہ صفت نفس محمدی کی ہی مانند موصوف موصوف کے حادث و مخلوق ہی
البتہ ولایت الٰہیہ کہ صفت جناب باری تعالی کی ہی کہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا حال اوسکا مانند حال
صفات الٰہیہ کے ہی و این کجا و آن کجا تمتہ الباب عقیدہ تسویہ یعنی شیخ جونپوری کو برابر حضرت
سید کائنات علیہ التسلیمات کے سمجھنا مہدویون کا کھلم کھلا اعتقاد ہی کہ اس مین کسی فرد بشر بلکہ خدا کے
داد گر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہین رکھتے ہین تا ایک عقیدہ دیگر کہ اس سے بھی بدتر ہی اور مین
البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شرماتے ہین کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہین لاتے ہین

وہ یہ ہی کہ حضرت سید کائنات علیہ التسلیمات شیخ جونپور کے عوام مریدون کے برابر ہین چہ جا خاص مریدین
واصحاب کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرتبہ مین بہتر ہین پھر کہان شیخ جونپور کہ وہ تو نہایت
دور ہی حالانکہ جن بزرگوارون سے وہ پونہچا ہی اونھین سے یہ بھی ہاتھ لگا ہی اگر وہ عطا فقیر تو یہ بخشش
پیر ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب
نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پر حدیث نے اصل بیان کرکے بولتا ہی کہ
اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تا کہ مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جبکہ تم ایسی ہوے
اون کا امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان عبدالرحیم
ایک حدیث پڑھتے تھے اوس مین اس مقام پر پونہچے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی
میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے
اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب
بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور خلیفہ شیخ جونپوری نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ
لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی هُمْ اِخْوَانِي بِمَنْزِلَتِي یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور
ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ لوگ مقام مرسلین کا رکھتے ہین اور کہا کہ مرسل وے سے کہتے ہین کہ مہتر جبرئیل اوسپر
وحی لاوین لیکن بارہ آدمی اونسے بھی فاضل تر ہین اور ایک روز ایسہی صف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے
ہین هم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے
بھی بڑھکر مقام رکھتے ہین اونسے پوچھا کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبدالمجید اور میان عبدالملک
اور قاضی عبداللہ انتہی یہ حال اور مرید شیخ جونپور کا حال ہی کہ اپنے مریدون کو ہم منزلت حضرت کے بولا
کبھی اون مین سے بارہ کو مرسلین پر اور چار کو سید المرسلین پر تفضیل دی ہی کہ منجملہ اونکے عبدالملک مصنف
سراج الابصار بھی ہی پس یہ لوگ اپنے دادا پیر شیخ جونپوری سے بھی افضل ہوے کیونکہ اونکے مساوی سے جو افضل ہے
وہ انسے بھی افضل ہوا لیکن دونون عقیدے انھین کے بزرگون کے ہین معلوم نہین کہ کیا سبب ہوا کہ تسویہ
اختیار کیا اور تفضیل کو پس انداز کیا کیونکہ بسبب خوف خدا کے باز رہے ہون ایسا گمان نہین ہو سکتا ہی
اسواسطے کہ جب خود خدا کی صفات مین مہدی کو شریک کرنے سے نڈر کر علام الغیوب اور قدیم غیر مخلوق
ٹھہرایا اوسکے حبیب سے افضل کہنے مین کب اندیشہ کرتے علاوہ یہ کہ خود وہ بزرگ باوجود دعوی تسویہ کے

اشارہ ترقی اور اضافہ تفضیل کا بھی کر گئے ہین چنانچہ بولے ہین کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح اولین و آخرین
کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولی العزم اور رسولون اور اولیا و مومنین کی آدم علیہ السلام سے قیامت تک
تصحیح ہوتی ہین اور قبول و رد میرا قبول و رد خدا کا ہی چنانچہ شواہد الولایت و مطلع الولایت مین یہ بیان موجود ہے
اور تفصیل اوسکی ابواب آیندہ مین آوے گی اور ظاہر ہے کہ لفظ جمیع انبیا اور آدم سے اوس دم تک مین حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی داخل ہین لیکن شاید کہ مہدویون نے عیب دیکھا کہ اپنے مہدی کے دونون کلام تسویہ
اور تفضیل مین سے ایک بلا شبہہ کاذب ہی اقل درجہ تسویہ کو اختیار کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِی بِالْیَقِیْنِ یُخْتَارُ اَهُوَ نَبِیًّا
لیکن پھر بھی اپنی بے خبرداری اور تابعداری کو کار فرمایا کہ اوس قول تفضیل کو بھی بالکل معطل نکر دیا بلکہ برتاوا
اوسی کے موافق رکھا کہ کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دربار نبوت مین ایک صدیق تھے تو
یہان دو ہین سید محمود اور خوندمیر اور اگر وہان خلفاء راشدین چار تھے یہان پانچ ہین سید محمود اور خوندمیر
میان نعمت اور میان نظام اور میان دلاور اور اگر وہان عشرہ مبشرہ تھے تو یہان بارہ ہین پانچ مذکور
اور باقی یہ ہین امین محمد ملک معروف عبد المجید ملک جو یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین اور اگر پیغمبر
کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین چہتر فرقے ہین ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر پر ناجی یا
غیر ناجی اور سید محمود مذکور الصدر پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو مہدی
بھی بولتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہوا اونکے بدلے مین انہون نے کیا اوسکو جنگ بدر ولایت کہتے ہین اور
اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہی اور ان کے بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین جنکے
ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا کرتا تھا جیسا کہ پنج فضائل مین منقول ہی نقل کفر کفر نباشد اور اونکی بیبیان
فاطمہ ولایت ہین اور سب جوروان مہدی کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین کر ملقب ہین اور چونکہ اونکے
مہدی نے دعوی کیا کہ بندگی ایک نظر ہزار سال کی عبادت مقبول سے بہتر ہی یعنی بارہ شب قدر کے برابر ہی چنانچہ
نصافنامے کے باب ہشتم مین لکھا ہی اب اونکے مریدون مین ایسے مقامات کے اعتقاد کیون نہ رکھینگے بلکہ مرید
خود مبشر بالجنہ ہوتا بر کنارہ دوسرون کو مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین جیسا کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا
جیسا کہ ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوے ہین ای میان دلاور تمھارے پاس بھی ہونگے اور انھین
مریدون کے واسطے مقامات انبیا اور مرسلین کا ثابت کرنا باب ششم مین آوے گا انشاء اللہ تعالی آپ ہی رہا
شبہہ کہ سید محمود مذکور الصدر نواسے مہدی کو کہ حسین ولایت قرار دے کر ٹھہرایا ہے تو امام الشہدا شہید کربلا سے

جاتے ہین حالانکہ اونکی کبھی نکسیر بھی نہین چھوٹی یہ بغیر خون لگائے شہیدون مین کیونکر شریک ہوگئے
جواب اسکا یہ تراشا گیا ہی کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہی کہ ایک روز یہ بزرگ بعد نماز تہجد کے جا نماز پر
بیٹھے تھے کہ روح یزید کی بصورت کتے کے داخل ہوئی میان مذکور نے اپنے ہاتھ سے اوسکو
نکالا اوسنے انکے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اوسکے درد سے بعد نو سو اکتالیس ہجری کے پندرہوین محرم کو
انتقال کیا سبحان اللہ یزید پلید باوجودیکہ انواع واقسام عذاب اوس عالم مین مبتلا ہی پھر بھی اتنی طاقت
رکھتا ہی کہ حسین گجراتی مہدی کے ناتی کے مارنے کو بس آتا ہی اور حیرت یہ ہی کہ اوس ملعون کو باوجود اس
گرفتاری کے استقدر فرصت کہان سے ملی کہ انکے قتل کا عزم سفر کیا البتہ یہ بات بے اذن الٰہی نہ ہوئی ہوگی
خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوگا کہ مہدویون کے خاتم مرشد کا کام تمام کرے یا یہ ہو کہ کسی کتے نے کاٹا اور یہ اوسکے زخم
سے مر گئے مگر حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنیکے واسطے اوسکو یزید ٹھہرا کر مفت مین محنت ٹھا ٹھ کربلا کا باندھ لیا

باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدائے نشو ونما سے انتہائے موت وفنا تک اور بعد انکے سرگذشت اونکے خلفا وتوابع کی آج تک بطور اختصار واجمال کے

منقول مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور پنج فضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ ور وایات
ثقات معتبرین سے مگر کشف وکرامات کہ مہدویہ دم بدم اور قدم قدم پر نقل کرتے ہین سب ترک
کردی گئین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک سب تراش وخراش مریدین ومعتقدین کی ہی ورنہ مورخین معاصرین و
متاخرین بھی کچھ نقل کرتے حالانکہ کسی مورخ سنی وشیعی وغیرہ نے بجز ترک وتجرد اور تاثیر وعظ وبیان کے
کہ لوازم ترک وتجرد سے ہی کوئی کرامت ظاہر وباہر شیخ موصوف کی یا اونکے خلفا کی نقل نہ کی شیخ
جونپور کہ جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا انکی یون ہی کہ شہر جونپور مین
کہ بلاد شرقیہ ہندوستان سے ہی اونکے والد کا نام اونکا سید خان تھا رہتے تھے اونسے دو فرزند پیدا
ہوے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہ یہی شیخ موصوف ہین ولادت
انکی شہر جونپور مین سن آٹھ سو سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی آغا ملک ہمشیرہ
ملک قوام الملک کی چنانچہ مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی لیکن مہدویون نے بمصلحت عوی
مہدویت کے دونون کے نام بدل کر میان عبد اللہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہین یہ بحث
دلیل دوم مین آوے گی القصہ جب عمر انکی چار سال وچار ماہ وچار روز کی پونہچی سید خان صاحب نے

اشراف واعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے تعلیم کے انکو انھین کے حوالے کیا چنانچہ یہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت تند و ذہن دلپسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہوکر بقیہ کتب علوم درسیہ سے سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہو گئے اور چونکہ نوشگانی مین پیر اونکے بحث مین تیز تھے شیخ دانیال جونپوری اور علماء دانا دیے آنکا لقب اسد العلماء مقرر کیا باپ دادا انکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدیکا مہدویہ انکار رکھتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ اس دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے انکو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لاکر پونہچایا اور پھر خود انسے سیکھا اور شیخ دانیال بھی باشارہ خضر علیہ السلام کے انسے تلقین پاکر مصدق مہدویت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکا بالعکس لکھا ہی کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے اور وہ خلیفہ سید راجی احمد شاہ کے تھے اور وہ داخل سلسلہ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ہین اور وہ خلیفہ شیخ نور الدین قطب العالم بن شیخ علاء الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ اخی سراج کے اور وہ خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الاولیا محبوب الہی کے ہین القصہ شیخ جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی مین رکھا اور لوگ اونکے نہایت معتقد ہوے یہان تک کہ سلطان حسین حاکم دانا پور نے کہ خراج گذار دلپت راؤ والی ملک گوڑ کا تھا بھی انکے ساتھ رابطہ اعتقاد و اختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہم مین انکو ہمراہ رکھتا تھا آخر کار شیخ موصوف نے اوسکو اطاعت کافر مذکور سے ننگ و عار دلا کر مستعد کارزار کیا کہ تیس ہزار سوار لے کر ہمراہ شیخ موصوف کے روانہ گوڑ ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان مجرد کہ لقب اونکا فوج بیراگیان تھا رکاب شیخ مین رکھے جب خبر دلپت راؤ کو پونہچی ستر ہزار سوار ہمراہ لیکر اپنے قلعے سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے ہزیمت پائی لیکن شیخ نے قدم استقلال کا جما کر پندرہ سو بیراگیون سے ایسا حملہ کیا کہ شیخ و دلپت راؤ دوچار ہو گئے اور تیغ شیخ اسپر ایسی کاری پونہچی کہ دو پارہ ہو گیا اور دل اوسکا نکل آیا اور میان لاد خلیفہ شیخ کہ بھانجے راے مذکور کے ہین وسی جنگ مین دستگیر ہوکر خدمت شیخ مین آئے کہتے ہین کہ راے مذکور کے دل پر نقش بت کا کہ جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر موجب جذبہ شیخ ہوا کہ جب طالب حق کو اسقدر اثر ہی تو کیا کچھ اثر ہوگا غرض کہ سات برس تک کچھ ہوش و حواس بجا نہ تھے مگر فرائض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مانند مطلع الولایت وغیرہ مین خلاف عقل و عادت بشری سیاحت بھی لکھی ہی کہ اس سات برس مین ایک ذرہ طعام اور ایک

سلطان حسین شرقی

[illegible]

قطرہ پانی کا کبھی نہ چکھا ایک وقت انکی بی بی الہدیتی نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہین کرسکتے ہو
بولے کہ اسقدر تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر ان دریاؤن مین کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے
تمام عمر بھی ہوش مین نہ آوے سبحان اللہ اس غفلت جذب مین بھی یہی حرص تھی کہ حضرات انبیا و مرسلین کی تنقیص
اور اپنی تفضیل کا دم مارنا القصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا کہ گاہے باہوش اور گاہے مدہوش رہتے تھے یہ حال
مدت پانچ برس تک رہا کہتے ہین کہ اس پانچ برس مین غلہ و گوشت و روغن ساڑھے سترہ سیر بروایت بی بی الہدیتی
کے کھایا ہوگا بعد اس حال کے طریقہ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلاوطن کرکے مع زن و فرزند
و چند مرید دانا پور کے جنگل کی راہ سے جہان گردی کو نکلے کہ بی بی مذکور اور سید محمود فرزند انکے اور شیخ بھیک
وغیرہ ہم ہمراہ تھے اور اوس جنگل مین الہامات اپنی مہدویت کے بھی ظاہر کیے اور ان ہمراہیون نے تصدیق بھی کی اور
وہان سے رفتہ رفتہ شہر چندیری مین پہونچے اور وہان اونکے وعظ و بیان مین جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہان کے
شیخ زادون کو کہ صاحب سجادہ شیخت تھے ناگوار معلوم ہوا آخر الامر بجبر و اکراہ وہان سے انکو نکالا وہان سے بعد
طے کرنے چند منازل کے شہر مندو مین پہونچے وہان بھی غلغلہ انکا ہوا یہان تک کہ سلطان غیاث الدین نے
کہ اوسکو اوسکے فرزند سلطان نصیر الدین نے اوس ایام مین پا بجولانہ طلائی مقید رکھا تھا شیخ موصوف کے
دو مرید سید سلام اللہ اور ابوبکر کو بلا کر باعزاز تمام ملاقات کرکے رخصت کیا اور ہمراہ اونکے ساتھ قنطار
طلا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی ایک کرور محمودی کی والعہدۃ علی الراوی خدمت شیخ مین گذرانی شیخ نے قناطیر
مذکورہ ان لوگونکو کہ دنیا اس خزانہ کے آئے تھے حوالے کیا اور تسبیح مروارید ایک قوالی کو کہ اوسوقت حاضر
تھا عنایت کی مگر ایک قنطار انکے رفقا مین بالسویت تقسیم ہوئی اور وہان ایک امیر مصاحب سلطان غیاث ال
کا الہداد نام کہ فاضل و شاعر بھی تھا ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوا چنانچہ تادم مرگ ہمراہ رہا چنانچہ مرثیہ شیخ ا
دیوان غیر منقوط اور رسالہ بار امانت و رسالہ اثبات مہدویت تصنیف اسی کی ہے اور صاحب دیوان مہدی ابر
خواجہ خطر شاگرد اسکا ہے اور اسکو خلیفہ ششم شیخ جونپوری کا شمار کرتے ہین غرض کہ اب یہان سے لوگ معتقد
ہوکر ہمراہ ہونے لگے اور اسی شہر مین سید اجمل فرزند شیخ چھوٹا بھائی سید محمود کا فوت ہوا اور وہین اوسکو
گیا اور صورت فوت کی یہ ہوئی کہ شیخ موصوف نے وہان بتقریب عرس حضرت رسالت مآب کے طعام طیار کرا
تھا یہ لڑکا اپنے بھائی سید محمود کی آغوش سے جدا ہوکر ایک دیگ پر جوش مین گر کر مر گیا اور سبب گرنے
بغفلت سید محمود کی تھی کہ اوسکے ساتھ کھیل رہے تھے اور اسی قسم کا ایک واقعہ اس خاندان مین وا

بھی ہوا کہ بعد ایک مدت کے ایک لڑکا سید محمود کا سید احمد نام آتش چراغ سے جل کر مر گیا و قنا ربنا عذاب
النار غرض کہ شیخ موصوف بعد اوسکے کوچ کرکے شہر چاپانیر مین کہ دار السلطنت گجرات کا تھا پہونچکر
مسجد جامع مین وترے وہان بھی انکے وعظ و ترک و تجرد کا چرچا ہوا یہانتک کہ والی گجرات سلطان محمود
بیگڑہ نے بھی ارادہ آنے کا کیا لیکن دو عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کر گئے تھے مانع ہوے اور میان
نظام کہ مسجد اسلام خان مین طالب علمی کرتے تھے مرید ہوکر ہمراہ ہوے اور آخر تک رفیق رہے اور بی بی
الہدیتی زوجہ کلان شیخ کی فوت ہوکر بر سایہ دونگری قریب قلعہ مدفون ہوئی اور انکے انتقال کے بعد سے
طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات مین شروع ہوا پھر بعد اقامت ڈیڑھ برس کے وہان سے برہانپور کی راہ سے
دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کرکے شہر احمد نگر کو پہنچے اوسوقت وہان
احمد نظام الملک نے قلعہ اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی خدمت
مین بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اوسکے جانشین وہی ہوا اور معتقد
اس فرقے کا تھا اسیواسطے بعد انکے انکے خلفا و مریدین کو مانند شاہ نظام وغیرہ اور نعمت وغیرہ کے گجرات
سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی انکے پوتے سید میران جی ابن حمید بن شیخ موصوف کے عقد نکاح مین
دی تھی یہی سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن مین آنے کا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کرکے شہر بیدر کو پہنچے
عہد ملک برید مین وہان شیخ مومن معتقد ہوئے اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوئے
پھر وہان سے شیخ جونپور گلبرگہ کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہان سے رخصت ہوکر قصبہ رائے
پاک ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہنچے اور وہان سے جہاز پر سوار ہوکر روانہ کعبۃ اللہ کے ہوئے
اور بعد طی منازل کے حرم محترم مین پہنچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق رکن و مقام کے
درمیان بیعت کریگی اسواسطے آپنے بھی اوس مقام مین دعوی من اتبعنی فہو مومن کا کیا
اور میان نظام اور قاضی علاء الدین نے آمنا و صدقنا بول کر جھٹ بیعت کرلی تاکہ یہ لوگ بھی ...
ور کہو کہ دو گواہ بس ہین اور منتہی سو ایک بار یہ دعوی ہوا پھر وہان سے حضرت آدم کی زیارت کو گئے
اور کہا کہ ملین یا بابا آدم سے معانقہ کیا اونھون نے مجھسے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی پھر بغیر زیارت
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فقط مکے سے بعجلت تمام مراجعت کرکے جدے کو آکر
جہاز پر سوار ہوکر بندر دیو گھاٹ پر اوتر کر وہان سے ملک گجرات مین شہر احمد آباد مین آکر مسجد تاج خان

سالار مین قریب دروازہ جمال پور کے مقیم ہوئے یہان بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ
و دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین خلیفہ شیخ وہین مرید و تارک ہنگر تخیق ہوئے اونکو خلیفہ ثانی امت
جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفہ چہارم ہین اوسی مقام سے رفیق سفر و حضر ہوئے اور اسی جماعت سے ایک رفیق
بجمع عام شیخ نے سن نو سو نین ہین دعوی مہدویت کا کیا یہ دعوی دوم ہی بعد اوسکے علما و مشایخ
گجرات نے حضور سلطان محمود مین شکایت کی کہ شیخ بارہ وار اپنے وعظ مین حقائق خلاف شریعت
بیان کرتے ہین سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اوٹھکر ایک گاؤن سولہ سنج نام مین
نازل ہوئے میان نعمت کہ خلیفہ کلان ہین بڑے راہزن اور خونی تھے خون جنبشی کے جرم سے بھاگ کر
وہان پہنچے اور مرید ہوکر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہوکر شہر نہر والہ پیران پٹن مین کہ منجملہ
گجرات ہی آکر خان سرور کے لب حوض پر اوترے یہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور
میان خوندمیر وہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بحن برخوردار اور ملک الہداد اور ملک حماد
کہ انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی کہ فی الحال
کہین مت جاؤ جب خدا لاوے گا آنا اور انکے اقربا کو میاں زر الملک غیرہ امراے گجرات نے بھی نہ چھوڑا
بلکہ نظر بند کرکے رکھا اور جب سیاز الملک نے دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر شیخ موصوف
کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتے جاتے ہین کہ کسی ملک مین نہوئے ایک فرمان ثانی سلطان محمود
کا صادر کراکر پیران پٹن سے بھی اخراج کروایا اور شیخ کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آتا
تھے کہ مجکو خدا کا حکم بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہے مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکل کر تین
کوس کے فاصلے پر قصبہ بدلی مین اوترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان
خوندمیر کہ بالاخانے مین محبوس تھے بعد چھ مہینے کے خفیہ نکل کر شیخ کے پاس آئے یہان سب خاص
و عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے درپے تھے کہ دعوی مہدویت کا کرو اور ہم
اسکے خواہان تھے اور شیخ ہرچند ٹالتے چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا نہین چھوڑتے تھے چنانچہ بپاس
خاطر اونکے دوبار اس سے پہلے دعوی کیا تھا لیکن بعد اوسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر چندان ا
تھا اب کہ سب نے کمال اصرار کیا شیخ بھی تیار ہوگئے اور فرمایا کہ مجکو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا
ہوتا ہی کہ دعوی کر مین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجکو یہ حکم ہوا ہی کہ اے سید محمد دعوی مہدو

کہلاتا ہوئے تو کہلانا نہین تو ظالمان مین کا کرون گا اسواسطے مین بصحت عقل و حواس دعوی کرتا ہون
کہ اَنَا مَھْدِیُ مُبِیْنٌ مُرَادُ اللہِ اور اپنا چہرا دونون انگلیون سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ مہدویت اس ذات سے
منکر ہوئے وہ کافر ہوا اور مین خدا سے بیواسطہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہون اور فرمان حق تعالی کا ہوتا ہے کہ
علم اولین و آخرین کا تجکو دیا اور بیان معنی قرآن او کنجی خزانہ ایمان کی تجکو دی ہے ہمنے تجھے جو قبول
کرے وہ مومن ہے اور تبرا جو منکر ہووے وہ کافر اسیطرح بہت سی باتین خدا پاک کی طرف نسبت
کین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا عین مقصود جان کر کہتے کہ امنا و صدقنا
یہ دعوی تیسری کہ سن نو سو پانچ پر ہوا اور مرتے دم تک اس پر اڑے رہے اسیواسطے اسکو دعوی
موکد بولتے ہین غرض کہ یہ خبر جب مشہور ہوئی شہر نہروالہ مین کہ وہان سے تین کوس تھا شور و غوغا
ہوا کہ جس سید کو یہان سے شہر بدر کیا تھا اوسنے قصبہ بدلی مین جاکر دعوی مہدویت کا کیا ہے
پس چند علما قصبہ مذکور مین آئے اور شیخ موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال و جواب باب مہدویت
وغیرہ دعاوی مین دیر تک کرتے رہے چنانچہ تفصیل اوسکی باب دلائل مین آوے گی القصہ جبکہ شیخ
اپنے دعوے سے باز نہ آئے علما نے مایوس ہوکر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمد آباد مین تھا اطلاع دی
بادشاہ نے حکم اخراج صادر فرمایا چنانچہ وہان سے بھی نکل کر مع اپنے مریدین کے جانب ملک سندھ کے
روانہ ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر مین حق پر تھا کیون اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا کیون قتل
نہ کیا اسواسطے کہ جہان جاؤن گا خلق کو گمراہ کرون گا اور وبال انکی گردن پر ہوگا غرض کہ وہان سے
شہر جالور مین پونہچے وہان کے بہت لوگ مرید و منقاد ہوئے پھر وہان سے ناگور کو پونہچے اور یہان
بیان کیا کہ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا شد وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ شد وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ شد
وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا مانده است ماشاء اللہ خواہد شد بعد اسکے وہان سے روانہ ہوئے اور ملک سندھ
مین شہر نصیرپور مین داخل ہوئے وہان سے میان نعمت اور میان خوندمیر کو رخصت گجرات جانے
کی دی اور ایک جماعت کثیر انکے اصحاب کی اس دین جدید کی سختیون سے بیزار ہوکر ترک صحبت
کرکے روانہ گجرات ہوئی ہرچند کہ شیخ جونپوری انکو ڈراتے رہے کہ تم منافق ہوکے جاتے ہو ایک
نے بھی نہ سنا اور سید حارستہ گجرات کا لیابی بی شکر خاتون بھی انھین مین تھی پھر وہان سے دار السلطنت
سندھ شہر ٹھٹھہ مین پونہچے اور وہان اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگون نے تصدیق مہدویت

ف [illegible]

ف [illegible]

کی کی جب حال وقال ان کا اہل اسلام سندھ پر منکشف ہوا نہایت تنگ پکڑا یہان تک کہ چوراسی آدمی
رفقا و اصحاب شیخ سے مارے فاقون کے مر گئے شیخ موصوف نے اسکا تدارک یہ کیا کہ بشارت دی
کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولی العزم کے ملے القصہ آخر کار بادشاہ سندھ نے حکم دیا کہ اس
درویش کو مع تمام مریدین کے قتل کرو لیکن دریا خان امیر بادشاہ موصوف نے اپنی عرض و معروض
سے حکم قتل کا ملتوی کروا کے مملکت سندھ سے اخراج کروا دیا پس شیخ مع مریدین روانہ خراسان ہوئے
کہتے ہین کہ قریب نوسو نفر کے ہمراہ شیخ کے تھے اوس مین سے تین سو ساٹھ اصحاب و مہاجرین
خاص کہلاتے تھے غرض کہ بہزار خرابی و بربادی افغان وغیرہ ان یہ قافلہ درویشان وارد قندھار ہوا
جب وہان بھی انکے اسی قیل وقال کا چرچا ہوا حاکم قندھار میرزا شاہ بیگ نے حکم کیا کہ سید مہدی کو روز
جمعہ کے مسجد جامع مین حضور علماے اسلام مین حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اوسکے دوڑے
اور جبرا و قہرا کمربند شیخ کا پکڑ کر اس عجلت سے لے چلے کہ جوتا بھی پہننے نہ دیا اور مریدون نے جب ارادہ
ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زد و کوب کی بھی نوبت پہونچی جب شیخ داخل مسجد ہوئے علما وغیرہ نے ہجوم
کرکے سخت سست کہنا شروع کیا شیخ نے تحمل کرکے وعظ قرآن شروع کر دیا شاہ بیگ کہ جوان
بست سالہ تھا انکے بیان پر فریفتہ ہوگیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہوگئی اور شیخ نے اونکے ہاتھ
سے نجات پاکر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پہونچے وہان بھی یہی بازپرس مع شیخ
آئی کلاول ایک عہدہ دار نے آکر شیخ اور تمام ہمراہیون کے ہتھیار چھین لیے اور گوشہ کمان سے
سر پر ٹھکرا ایک ایک کو شمار کرکے کہا کل سب کو قید کرین گے بعد اسکے امیر ذوالنون حاکم شہر بکمال اد
واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا ہوا اور علما کو اجازت
دی کہ امتحان مہدویت کا کرین چنانچہ علماے فراہ نے سوال و جواب شروع کیے اور امیر
ذوالنون نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھ کر روانہ کی بادشاہ
چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کیے چنانچہ علماے مذکورین نے آکر مباحثہ
کیفیت اس مباحثے کی آئندہ بحث دلائل مین بتفصیل آوے گی انشاء اللہ تعالی جب فراہ
تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نصیر پور سے اپنے وطن کو واپس گئے تھے
میان محمود فرزند شیخ جو بیور کہ شہر نہر والہ مین اپنے والد سے جدا ہو کر بارادہ تلاش ہو کر

شہر چاپانیر کو جاکہ سلطان محمود کی سرکار میں مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہوئے تھے یہ تینون شخص فراہ کو آئے اور ہدایا و نذر کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میان نعمت کے روانہ کیے تھے راہ مین میان محمود فرزند شیخ نے چاہا کہ اپنے تصرف مین لانا میان نعمت نے کہا کہ مین پرائی امانت مین خیانت کرنے ندونگا فرزند رشید نے خفا ہوکر نماز کے واسطے نکلنا چھوڑ دیا ناچار خوندمیر نے اپنا خرچ راہ مع اون امانت کے کہ اپنے ہمراہ تھین جب سامنے رکھدیا تب جماعت نماز کے واسطے برآمد ہوئے جب کہ فراہ پونہچے مسئلہ امانت مین شیخ موصوف نے طرفداری فرزند کی کی اور کہا کہ کیا مثل گجرات کی یاد نہ تھی کہ ایک ڈھمک کیا تیرے باپ کا مال ہی بعد اوسکے شیخ نے امانتین مذکورہ میان نعمت سے طلب کین میان مذکور نے جواب دیا کہ یہ طالبان خدا کہ اثناے راہ سے آپ کی طرف روانہ ہوئے اون پر خرچ کیا گیا شیخ نے فرمایا کہ ان لوگون کو کسنے طالب خدا بنایا پھر داس کلام کے طالبین مذکورہ بے ساختہ بھاگے اور میان نعمت کہ جنکا لقب مقراض بدعت ہی جوش مین آکر صحبت شیخ سے بیزار ہوکر مع اہل و عیال روانہ ہوئے پس شیخ نے اونکی فہمایش کی ایک گوجری مثل بولے کہ تو مجھ لگور نلو سہاگن ہون تجھ لگر نہار یعنی تو مجکو چاہ نہ چاہ مین تیرا چاہنے والا ہون اور بہت دلاسا کرکے واپس لائے چنانچہ تفصیل اوسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہی اور فرزند مذکور کے حق مین کہا کہ جسکا پوت پوت ہوکر رہے اوسکا بے خوشی نہ ہوسے غرض کہ ان لوگون کے آنے کے بعد چھ مہینے اور شیخ زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہوا اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدین کے فضائل مین اسی عرصے مین صادر ہوئے ہین القصہ بعد نو مہینے کے ترسٹھ برس کے سن مین شیخ نے مقام فراہ مین بروز پنجشنبہ سن نوسو دس مین انتقال کیا کہتے ہین کہ اوسی سے پہلے جمعے کے روز بعد نماز جمعہ نماز وتر ادا کی تھی اور یہی علامت انتقال تھی کیونکہ حضرت رسالت نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعے کے وتر ادا کیے تھے واللہ اعلم راست و دروغ گردن مہدویون پر غرض کہ نماز جنازہ پرانی عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جا مین کہ درمیان فراہ اور موضع رنج کے ہی دفن کیا اور میان الہداد بن جلکی نے بحضور عام چند مرثیے قبر پر پڑھے کہ اوس مین یہ شعر بھی تھا شعر فضلش کہ بر جمیع پیمبر شد از خدا ہ بادا بروز حشر شفاعت گر از خدا ہ اور سن نوسو اٹھاسی مین شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن یکان سلطان حاکم فراہ نے اوسکی تکمیل کی غرضکہ بعد

وہم کے میان خوندمیر روانہ اپنے وطن مالوف گجرات کو ہوئے اور شہر والہین متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے
اہل اسلام نے وہان سے شہربدر کیا تو قصبہ سلطان پور مین آکر رہے انھون نے اپنی اس تعجیل معاودت کا عذر یہ
بیان کیا تھا کہ میران کی روح نے مجکو کہا ہی کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے بکمال استقامت
ایک سال فراہ مین صبر کر کے کہا کہ مجکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے وہ بھی گجرات
مین آکر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوئے اور خوندمیر بھی انکے قرب جوار کے واسطے موضع بھادی پور مین
ایک منزل کے فاصلے پر بھلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہان سے موضع جھنجی وارہ مین رہے
اور سید محمود مذکور کی طرف سب خلفا و مریدین انکے والد کے رجوع ہوئے اس سبب سے انکا شہرہ
زیادہ ہوا اور روز بروز خلق انکی تسخیر مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو معلوم
ہوئی حکم قید کرنے کا فرمایا چنانچہ مبارز الملک نے حسب الحکم زنجیر گران پاؤن مین ڈال کر ایک گاڑی پر
سوار کر کے داخل قیدخانہ احمدآباد کیا چنانچہ اکتالیس روز محبس مین رہے بعد اسکے بسفارش
والحاح راجی سون و راجی مرادی خواہران بادشاہ کی کہ معتقد انکے والد کی تھین رہائی پائی لیکن
زخم زنجیر ایسا سخت تھا کہ پاؤن سڑ گیا اور اسی رنج سے بعد اڑھائی مہینے کے بعمر پنجاہ سالگی
سنہ نوسو انیس مین بعد نو برس کے اپنے والد سے موضع بھلوٹ مین انتقال کیا اور احوال خلیفہ دوم
میان خوندمیر کا یہ ہی کہ بعد انتقال میان محمود مذکور کے ریاست مہدویت کی انھین پر قرار پائی اور انھون
نے دعوت اپنے مذہب کی شروع کی اور عوام الناس انکے معتقد ہونے لگے اول چند روز شہر پٹن
مین اقامت کی جب وہان سے اخراج ہوا ملک پیلیسے نے اپنی جاگیر موضع کھانبیل مین لا کر رکھا وہان
بھی چھ مرتبہ اخراج کیا گیا اور شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ تمام اخراج انکے ستائیس ہین کہ اہل اسلام
نے انکو ستائیس بار شہر بدر کیا ہی اور انجام کار یہ ہوا کہ ایک روز انکو خبر پونہچی کہ شہر احمدآباد مین ایک
مہدوی رنگریز کو حکام اہل اسلام نے قتل کیا انھون نے چار سو اسوار واسطے انتقام کے روانہ کیے تا کہ
فتوی دینے والون کو قتل کرین سواران مذکور جب بعضے علماے اہل سنت کو قتل کر کے انکے پاس موضع
بھولارہ مین واپس آئے سلطان مظفر گجراتی نے کچھ فوج ظفر موج انکی تنبیہ کے واسطے مقرر
کر کے ہمراہ عین الملک کے روانہ کی اور کچھ اہل اسلام شہری بھی بہ نیت ثواب شریک حال ہوگئے
اول کھانبیل مین جا کر تمام مکانات اس قوم کو جلا دیا بعد اسکے انکی طرف متوجہ ہوئے چونکہ

یہ بھی مستعد و امیدوار شہادت تھے یہانتک کہ خلاف اس حدیث کے کہ لَا تَتَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وعدہ کیا تھا کہ جو شخص خبر توجہ لشکر کی لاویگا اوسکا مونہہ مصری سے بھرونگا بموجب اوس وعدے کے جب انکے فرزند میان جلال نے خبر آمد فوج کی سنائی ہاون ستنے مین مصری کوٹ کر انکے مونہہ مین بھردی اور ساٹھہ سوار اور چالیس پیادے لیکر مقابلے کو برآمد ہوئے اوس وقت کتنے بیس آدمی انکے مارے گئے اور انکی ایک آنکھہ مین تیر ایسا لگا کہ دوسری آنکھہ بھی کاسہ سر سے باہر نکل آئی لشکر بادشاہی اوس وقت ذراسی قدر کام کرکے پیچھے ہٹ گیا اور میان مذکور کی کمک کو ملک شرف الدین مہدوی اسی سوار لیکر پہونچا اور میان مذکور مع اصل و کمک کے موضع کھانبیل سے موضع سدراسن کو کہ بارہ کوس ہی ہٹ گئے لیکن فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن مین پہونچکر جنگ وہم مین میان خوندمیر اور انکے فرزند جلال الدین ور داماد وغیرہ اقربا و مریدین جملہ چون آدمیونکو قتل کیا اور سات آدمیون کے سر اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر وغیرہ نو آدمی کے سر کے واسطے ملاحظے بادشاہ کے روانہ جاپانیر کو ہوئے اثناے راہ مین جب سر سڑ گئے ہڈیان پٹن مین پھینک کر سر کے پوست مین بھس بھر کر لے چلے چنانچہ وجسد کی سدراسن مین اور سرون کی پٹن مین اور پوست سر کی جاپانیر مین ہی لیکن اوسکا نشان نامعلوم ہی یہ واقعہ سنہ نوسو تیس مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے مونہہ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ الآیہ مین امانت سے مراد یہی جنگ ہی اور انسان سے مراد میان خوندمیر ہین چنانچہ صاحب مطلع الولایت کہ بیان ہمین جنگ مین لکھتا ہی کہ آن محل محول مخاطب إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا برائے اداے نماز از اسپ پیاش سہ باز فرود آمدند الخ اسی طرف اشارہ کرتا ہی تفصیل اسکی بحث تحریف مین آویگی غرض کہ بعد اس واقعے کے دوسرے خلفا شیخ خوندمیر او اولاد اونکی جابجا متفرق ہوئی ہرچند کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا لیکن اپنے ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے چنانچہ سن نوسو باون مین شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے پاس بادشاہ گجرات کے بھیجا متضمن اس امر کے کہ یہ مہدویہ بسبب اپنے ان عقائد باطلہ اور بسبب اسکے کہ تمام اہل اسلام کو کافر بولتے ہین خود کافر ہو گئے ہین اگر یہ لوگ اس مذہب باطل سے توبہ کرین تو بہتر ورنہ امر [illegible]

ہے کہ انکو قتل کرے بادشاہ گجرات نے ان فتووں پر عمل کرکے گیارہ آدمیوں کو پکڑ کر پھر قتل کیا اور
شاہ نعمت خلیفہ شیخ کو گرفتار کرکے بحضور سلطان مظفر لے چلے راستے میں سید علی فرزند شیخ موصوف
نے کہ ماں بھائی منتی خادمہ کے بطن سے ہیں پوچھا کہ اگر انکے معاوضے میں فرزند مہدی کا ہاتھ
لگے انکو رہا کر دیگے مردم سرکاری بولے البتہ رہا کرینگے کہا میں بیٹا مہدی کا ہوں لوگوں نے
شاہ نعمت کو چھوڑ کر انکو پکڑا اور انکے گاڑی پر ڈال کر بحضور بادشاہ موصوف لے گئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکو حبس میں رکھو چنانچہ ایک مدت تک حبس میں رہے یہاں تک کہ سلطان مظفر نے رحلت کی
اور سلطان بہادر تخت نشین ہوا جب بادشاہ نے مہم دکن سے خاطرخواہ فراغت پائی ملک پیر محمد مہدوی
نے بجلدوے اپنی خدمات کے کہ اوس مہم میں اس سے سرزد ہوئی تھیں یہ درخواست کی کہ ہمارا پیرزادہ کہ قید
بادشاہی میں ہے خلاص پاوے بادشاہ نے صدر خان کو فرمایا کہ پیرزادہ مذکور کو رہا کردو صدر خان نے
عرض کیا کہ وہ خرچ میں آچکا اور خفیہ اپنے لوگ دوڑا کر حکم کیا کہ سید علی کو فوراً خرچ میں لاؤ چنانچہ
ملازمین محبس نے اوسیوقت زیر و بالا تختے رکھکر ہلاک کیا اور شاہ نعمت کہ اوس وقت اس پیرزادے
کو اپنا فدیہ دے کر بچ گئے تھے اونکا انجام کار یہ ہوا کہ ایک روز موضع لوہ گڑھ میں کچھ مردم لشکری کہ
حرم نظام شاہ کو لیے ہوئے خوف فوج مغل سے بھاگ رہے تھے ان پر آکر اہتمام شروع کیے
اور فیما بین نزاع ہوکر نوبت جنگ کی پہونچی یہاں تک کہ شاہ نعمت معہ سولہ آدمی ہمراہی کے مارے
گئے اور ملک الہداد مرید شیخ جو نیوہ تربیت یافتہ خوندمیر کہ بعد واقعہ جنگ کے تجہیز و تکفین مقتولوں
اور محافظت مجروحوں کی انہیں کے ہاتھ سے ہوئی ملازمان بادشاہ نے انسے کہا کہ تم لوگوں نے
بادشاہ سے مقابلہ کیا اب تم اس ملک میں رہنے کے قابل نہیں ہو اسواسطے ملک مذکور بھی بحالت
اضطرار سیدراسی سے نکل کر رفتہ رفتہ ملک مارواڑ میں پہونچکر موضع باڑ گڑھ میں دائرہ باندھ کر رہے وہاں
اسقدر سختی پیش آئی کہ انکے رفقا مارے فاقوں کے مرنے لگے لیکن آپسمیں ہر شخص اپنے اپنے
احوال و مقامات باطنہ کا بیان و دعوی کرتا رہتا تھا یہاں تک کہ ایک شخص سے حالت نزع و سکرات
میں پوچھا کہ تیرا کیا حال و مقام ہے اوسنے کہا کہ روٹی چنانچہ تذکرۃ الصالحین میں مسطور ہے غرض
لوگ اسی طرح ملک بملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور دام زہد و ترک کا کہ مقبول خاص و عام
بچھا کر خلق کو اپنی تسخیر میں لاکر اقسام کے تفرقے امت اسلامیہ میں ڈالتے رہے اور اسنا

فتنون کا اختتام نہوا کیونکہ اگر ایک ملک مین کچھ تدارک کیا گیا دوسرے ملک مین پھر علم فتنہ وفساد کا برپا ہوا چنانچہ رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی واکبرآباد کے حضور مین بھی پہونچا باین طور کہ شیخ عبد اللہ افغان نیازی کہ مریدین حضرت شیخ سلیم چشتی سے تھا جب کہ سفر مکہ معظمہ سے پھرا راہ مین سے مذہب مہدویہ ہمراہ لیتا گیا جب قصبہ بیانہ مین مقیم ہوا شیخ علائی بن شیخ حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے کہ قصبۂ مذکور مین بجاے اپنے والد کے سجادۂ شیخی پر تھا اس مذہب کو اوس سے سیکھا اور ایک جماعت کثیر کو اپنا شریک مذہب بنایا شیخ عبد اللہ نے انجام اس فتنہ سے ڈر کر اوسکو دلالت سفر حج کی کی شیخ علائی تین سو ستر خانہ کے ساتھ راہی حجاز ہوا جب خواص پور کو کہ حدود جودھپور مین واقع ہے پونہچا خواص خان اوسکا معتقد ہوا لیکن چند روز مین جب فساد مذہب مہدویہ کا اوس پر ظاہر ہوا منحرف ہوگیا شیخ علائی اس بات کو سمجھ کر اس بہانے سے نکل کھڑا ہوا کہ خان موصوف امر معروف مین لوا جبی توجہ ہی نہین کرتا ہی اور ارادۂ حج کو فسخ کرکے پھر بیانہ مین آیا بعدہ سلیم شاہ بادشاہ ہندستان نے اوسکو آگرے مین طلب کرکے بحضور دربار علماے اہل سنت سے مقابلہ کروایا شیخ علائی بحث مین کسی پر غالب آیا بلکہ بار بار مغلوب ہوکر جب جواب سے عاجز ہوتا تھا بیان آیات قرآنی کا شروع کردیتا تھا کہ سلیم شاہ متاثر ہوکر بولتا تھا کہ ای شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ کہ مین تجکو اپنے تمام قلمرو پر محتسب کردونگا شیخ علائی نے کہ ہرچند سخن بادشاہ کا نمانا لیکن بادشاہ نے رعایت کرکے بخلاف فتوے علماے عصر کے کہ قتل شیخ پر مرتب ہوا تھا سرحد دکن کی طرف اخراج کردیا اتفاقاً بہار خان حاکم اوس سرحد کا کہ امیر کبیر سلیم شاہ کا تھا مع تمام لشکر کے دائرۂ اعتقاد شیخ علائی مین آیا بواسطے ثانی طلب شیخ علائی کی ہوئی اور سلیم شاہ نے شیخ علائی کو مع فتوے قتل کے نزدیک شیخ بدھ کے کہ شیر شاہ باپ سلیم شاہ کا اونکی جوتیان سیدھی کیا کرتا تھا بہار کو روانہ کیا تاکہ موافق حکم اونکے کے عمل کیا جاوے شیخ بدھ نے موافق فتواے مخدوم الملک وغیرہ علماے بادشاہی کے حکم قتل کا لکھکر حوالے ایلچی سلیم شاہ کے کردیا اس عرصہ مین شیخ علائی مرض طاعون مین گرفتار ہوا کہ حلق مین بقدر ایک انگشت کے جراحت ہوگئی تھی جب اس حال مین روبروے سلیم شاہ کے لاے طاقت گفتار کی نہ تھی سلیم شاہ نے

در احوال شیخ علائی کہ [illegible] سلیم شاہ [illegible]

آہستہ اوسکے کان مین کہا کہ کہو مین مہدوی نہین ہون اور مطلق العنان ہوجا شیخ علائی نے کچھ التفات پر کان نہ لگایا سلیم شاہ نے فرمایا کہ کوڑے مارو چنانچہ تیسرے کوڑے مین مرگیا اور یہ قصہ سن نوسو پچپن ۹۵۵ مین واقع ہوا بعد اس قصے کے بقیہ مہدویہ اطراف وجوانب مین روپوش ہوئے اور شیخ عبداللہ مذکور خوف احتساب سلاطین اہل اسلام سے بھاگا اور ایک مدت دراز تک یہ فتنہ دبا رہا لیکن چھپے چھپے پیرا وے مہدویون کے عوام الناس کو ورغلاتے رہے اور حکمت عملی سے دربردہ بنے عِلم لوگون کو بہکاتے پھرتے تھے اور علاقہ حیبوپر کہ جسکو ڈھونڈار کہتے ہین وہان ابتدا آمد اس قوم کی یعون ہولی کہ امرا ے افاغنہ کہ اطراف دہلی مین سلاطین لودھی اور شیر شاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین اکبر شاہ نے بعلت طرفداری شیر شاہ کے اونکا اخراج کیا چنانچہ بعد محاربات بہم کے یہ لوگ نکل کر گجرات مین پہونچے اور وہان علماے مہدویہ زدو کشت اہل اسلام سے ہراسان ہوکر انکی پناہ مین گئے جب اختلاط بہم پہونچا کچھ افاغنہ داخل مذہب مہدویہ ہوئے اور کچھ اپنے تسنن پہ باقی رہے جب فاغنہ مذکورین کی صفائی بادشاہ دہلی کے ساتھ بوساطت راجہ جیپور کے قرار پائی افاغنہ مراجعت کرکے اضلاع جیپور مین متوطن ہوئے لیکن مذہب مین ویسی دورنگ سے چنانچہ اب تک وہی رنگ ہی کہ مندوزئی وغیرہ چند فرقے کہ وہان سے وارد دکن ہوئے ہین سنی ہین اور دوسرے فرقے قوم یسنی وغیرہ سے مہدوی ہین اور اب ہندستان مین معدن مہدویہ کا وہی دیہات ہین فقط ورنہ جونپور وغیرہ بلاد کلان ہندستان مین کوئی اس مذہب کو پہچانتا بھی نہین ہی کہ کیا ہی اور نہ شیخ جونپور کو جانتا ہی کہ کون ہین البتہ بلاد دکن مین جابجا بکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت بھی ہین اور سبب اسکا یہ ہوا کہ جب اسلام ضعیف ہوا اور سلاطین اسلام مین طریقہ احتساب و اجراے احکام دین کا مفقود ہوگیا جو عداوت مذہبی کہ اس قوم کے ساتھ تھی حکام کے دلون مین باقی نرہی اور چونکہ یہ مذہب بعضے عوام افاغنہ مین شائع ہوا اور اس قوم کی سپاہ گری پر سب کو اعتماد تھا حکام اسلام انکو نوکر رکھنا شروع کیا اس سبب سے اس مذہب کو گونہ عزت وحرمت ہاتھ لگی اور بسایہ حمایت امراے اہل سنت وغیرہ کے بامن و امان گذران کرنے لگے لیکن پھر بھی بمقتضاے

شرارت سے کہ مقتضا اس مذہب کا ہے نافرمانی و آزار رسانی سے باز نہ آئے اس سبب سے جس جا
مقبول ہوئے آخر کار مقہور و مطرود ہوتے رہے چنانچہ سرنگ پٹن مین سرکار سلطان ٹیپو مین
نوکر ہوئے جب ستائیسوین رمضان کو روزا دوگانہ کا آیا سپاہ اہل سنت اوسکے پڑھنے
سے مانع ہوئی جب صورت نزاع کی نظر آئی سلطان موصوف نے حکم کیا کہ آبادی سے باہر جا کر
پڑھو عدول حکمی کرکے اڑ گئے کہ ہمکو کون ہٹا سکتا ہے سلطان نے افواج قاہرہ کو حکم کیا کہ
اسی دم تمام گروہ کا اخراج کردو یا توپون سے اوڑا دو جب کئی سو مارے گئے سب کے سب
بھاگ کھڑے ہوئے ایسے ہی سردار خان غوری زئی مہدوی پونے مین باجی راؤ کا نوکر ہوا
اور جب انگریزون اور باجی راؤ مین بابت حوالہ کرنے ترمبک ڈینگلہ قاتل گنگا دھر کے کشمکش
شروع ہوئی ایک روز جب اسی گفتگو کے واسطے ریسیڈنٹ انگریزی دربار مین
آیا واپس جاتے وقت سر دربار غوری زئی صاحب پکارے کہ دیکھیے مہاراج کیا کا فرما تے
ہین ریسیڈنٹ نے پھر کر جواب دیا کیا تم کا فرماتے ہو دیکھو ہم کا فرماتے ہین چنانچہ اس کلام
غوری زئی سے مفسدہ ریاست مرہٹہ کا اور بھی ابتر ہو گیا انگریز اول وقت ترمبک کے طالب
تھے اب غوری زئی مہدوی کے بھی طالب ہوئے مہدوی مذکور نے خیال کیا کہ مبادا باجی راؤ
مجکو حوالہ انگریز کر دیوے پندرہ سولہ سوار لیکر ہر چند باجی راؤ منع کرتا رہا اور قسمیں
دیتا رہا مگر چھاؤنی انگریزی پر جا گرا اودھر سے جوانان بار نے ایک توپ ایسی ماری
کہ خان کی ران مع گوشت و استخوان اوڑ گئی اور گھوڑے پر سے گر پڑا دوسرے دن وہی زخم
سے مر گیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کر گیا اور باجی راؤ خود سنہ بارہ سو تینتیس ہجری مین
قید فرنگ مین مبتلا ہوکر بٹھور مین قریب کانپور کے بعد چونتیس برس کے مر گیا پس اوس
سرکار کے بگڑنے سے ایسی ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ جرار کا روزگار بگڑ گیا کہ جس مین کئی
ہزار سوار زری پٹکے کے تھے یہ ثمرہ انکی جہل کا اور ناعاقبت اندیشی اور نافرمانی کا ہوا کہ
ایسی دولت صدہا سالہ پائمال ہو گئی شعر ترا اژدہا گر بود یار غار ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار
پھر جب سب ریاستین دکن کی بگڑ گئین چارون طرف سے سمٹ کر قدم مبارک اس قوم کے
حیدرآباد دکن مین گئے اور وہان وہ کثرت اور عزت بدولت راجہ چندو لعل پیشکار دولت

اخراج مہدویوں کا سرکار پٹن سے اور فساد و قتل سردار خان غوری زئی مہدوی کا ریاست مرہٹہ میں

فساد کرنا مہدویوں کا حیدرآباد مین اور اخراج کل اس قوم کا مع زن و بچہ بحکم نواب سکندر جاہ جعل اللہ الجنۃ مثواہ

آصفیہ کے پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت سے بمشاہرات بیش قرار نوکر ہوئے یہان تک
ہزار ہا روپیہ کی ماہوار پاتے تھے اور دولتمند انکے کروڑ و پتی تک تھے وہان اقسام
اوباش خواری شروع کی اور اپنی کثرت اور ثروت کے غرور مین آکر مقدمات
ہر ایک سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی اور غایت اس سرکشی اور شرا
یہان تک پونہچی کہ سلخ ذیحجہ کامل ۱۲۳۷ھ بارہ سو سینتیس مین مولوی عبد اللہ
بحث مذہب پر مسجد مین میر عالم بہادر کے شہید کیا اوسوقت طرفین سے کے چند
مقتول ہوئے چنانچہ تاج محمد خان اور دائم خان ہندوزئی اسطرف سے تھ
اور عنایت خان پروزئی وغیرہ چند مہدوی اودھر کے مارے گئے اور مولوی
انکے جاہلین نے باک سے تیغ نے دریغ سے عین مسجد مین ذبح کیا جو تھے روز اہا
نے مکہ مسجد مین جمع ہو کر واسطے قصاص خون شہید موصوف کے چنچل گوڑہ پر کا لشکر
جلے تھی یورش کی مہدویون نے بھی اپنے مکانون سے نکل کر تیغ زنی اختیار کی شام
ادنی و اعلی طرفین کے مارے گئے چنانچہ منصور خان اور بنیاز بہادر خان وسردار اسطر
شہید اور طوطی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اوسطرف کے ناموروں سے سید نہ
مہتاب خان مارے گئے نواب سکندر جاہ مغفرت منزل نے سنکر اخراج مہدویہ
حکم کیا انھون نے اس حکم پر عمل نہ کرکے عذر و حیلے پیش کیے اس سبب سے فوج انگریز
سرکار آصفی کی تھی حکم محکم محاصرہ اور قتل عام کا صادر ہوا بمجرد انکے رسیدن ما
سرداران انگریزی نے سپاہ عدو کوب سے دس ضرب توپ کے ساتھہ لیکر محاصر
صورت گولہ اندازی اور آتشباری کی نظر آئی عقل مہدویہ کی گھبرائی عاجزی سے
کچھہ اسباب اوٹھہ سکا اوٹھا کر جورو بچون کے ہاتھہ پکڑ کر نکل کھڑے ہوئے او
روپیے کی املاک و اسباب بحسرت تمام چھوڑ گئے کہ سب ضبط سرکار آصفی میں آیا
مِن جَنّٰتٍ وَّعُيُونٍ وَّزُرُوعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيمٍ وَّنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ
وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ صادق آیا اور اپنی جہالت مٹلے نے کو بے کر
کی عدول حکمی نہین کرتے ہین وہ خداوند نعمت انکے نواب سکندر جاہ تھے یا انگ

اگر یہی لحاظ تھا تو خلاف مرضی سرکار بلا حکم و اجازت اندرون شہر اسقدر کشت و خون کیون کیا اب
جب آپ تشنجانہ انگریزی نظر آیا اور جرأت مقابلہ کی نہ رہی خیال اطاعت کا آیا غرض کہ بعد اس واقعے کے جب
مہدویون نے دیکھا کہ ہمنے اہل سنت کے ایک عالم کو مارا اور ہمارا دس ہزار آدمی خانہ ویران ہو گیا
اور بڑے بڑے دولتمند پامال ہونے کار اور ہمدوا پیرزادے اور علماے مہدویہ پریشان و شقت ادبار
ہو گئے چار آدمی اپنے مین سے چن کر روانہ کیے کہ ایسے کسی شخص معتبر کو قتل کریں کہ جس سے
مہدویون کے آنسو پونچھے جاوین چنانچہ یہ چارون بدکار سر بازار چار سو کے حوض پر کھڑے
ہوئے جب سواری محی الدولہ عزت یار خان مرحوم صدر الصدور کی نکلی ایک شخص بہانہ نبض
دکھلانے کے قریب میانے کے گیا جب مرحوم موصوف کہ تلاوت قرآن مجید مین مشغول تھے
ایک ہاتھ مین قرآن شریف کو تھام کر دوسرے ہاتھ سے نبض دیکھنے مین مشغول ہوئے ایسی
ضرب کٹار کی ماری کہ مصحف خون سے رنگین ہو گیا شہادت کا شاہد ہوا اور یہ چارون تلوارین
برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے کوٹلہ عالی جاہ کی طرف اپنی نامردی کا کمال بتلاتے ہوئے بدحواس
بھاگے مگر شامت اعمال کہان چھوڑتی ہے ایک خدمتگار شہید موصوف کا پکارتا ہوا کہ قاتل بھاگے جا
رہے جلتے ہین جانے نہ پاوین پیچھے دوڑا اوسوقت نواب مبارز الدولہ بہادر بالاے بنگلہ بر آمد
تھے اونھون نے حکم کیا کہ خبردار جانے نہ پاوین ایک لڑکا منصب دار کا جھپ کو دپڑا اور
تیغ بہادرانہ کرکے ان بھگوڑون مین سے تین شخص کو مار کر خاک انداز کیا پھر بموجب حکم
سرکار کے لاشین انکی باہر شہر کے دروازون پر آویزان کر دی گئین کہ درند و چرند نے کھا کر تمام کیا
غرض کہ اس حرکت سے جو کچھ امید صفائی کی سرکار سے تھی منقطع ہو گئی پس مہدویہ دربدر
شہر بشہر باہر حدود ممالک محروسہ آصفیہ سے پھرتے تھے اور اگر کہین حیلہ تجارت یا نوکری کا
دستیاب ہوتا تھا کرتے تھے لیکن یاد حیدرآباد کی دلون سے نہین جاتی تھی اور اپنے
کردار پر ہاتھ حسرت کے کاٹتے تھے کیونکہ ایسی عیش و ثروت کہین خواب مین بھی نظر نہ آتی تھی
القصہ ایک مدت دراز اس پر گذری اور نواب سکندر جاہ مغفرت منزل کا انتقال ہوا اور
نواب ناصر الدولہ غفران منزل مسند نشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور بسبب انقراض عہد
اور بعد مدت کے اہل حیدرآباد کے دلون سے بھی غیظ و طیش کم ہو گیا تب لاچند و لعل وزیر ین

نذرانے اور رشوتین دیکے کر ایک ایک دو دو مہدوی آکر گھسنا شروع کیے اور راجہ موصوف کی
نظر عنایت سے پھر انکو جاگیرات و تعلقات ملنا شروع ہوئے چنانچہ عرصۂ قلیل مین بیگم بازار اور
چنچل گوڑہ اور چادرگھاٹ مین فی الجملہ آبادی و مجمع پیدا کیا پھر جب پانٔون جما اور قدرے تونگری
حاصل ہوئی اور زمانہ دیوانی بار دوم نواب سراج الملک بہادر کا آیا ایک وقت باغ سید آباد سے
سوار ہوتے وقت بابت مطالبہ تنخواہ کے بیس بائیس مہدویون نے سد راہ ہوکر شلک بندوقونکی
چھوڑی یہانتک کہ جراحت ایک چھرے کی چہرۂ نواب موصوف پر لگی بمجرد دیکھنے اس حال
پر ملال کے فوج عرب نے ایسی شلک ماری کہ سب کو مار کر پھینک دیا اور مکانات مہدویہ مین
واویلا برپا ہوا کہ دیکھیے اس کا کیا انتقام ہوتا ہی مگر اوسوقت حکام عصر نے اپنی عالی حوصلگی
سے اغماض کیا اور فقط قتل بانیان فساد کو کافی سمجھا اس حرکت پر بھی ایک زمانہ گذرا یہانتک
کہ وقت حال آیا اور پھر مہدویون نے سر اوٹھایا لیکن رنگ دوسرا دکھایا کہ شمشیر و کمان سے گذر کر قلم
و زبان کو کار فرمایا دہ بدہ اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور رسائل اپنے مذہب کی تائید اور رد دوسرے
تمام مذاہب اہل سنت و شیعہ وغیرہ کے رد مین چھپوا کر تقسیم کرنا شروع کیا چنانچہ سید عیسی نا
ملقب عالم میان مہدوی نے اول استفتاے صغیر و استفتاے کبیر اس مقدمے مین لکھ کر رد اور شہر مین
چھپوایا اور اونکا سبب تالیف ایسا لکھا ہی کہ اول مجھسے اور مولوی یوسف علی خانصاحب
مدارسی سے حیدرآباد مین مباحثۂ مذہب ہوا اسواسطے مین یہ استفتا تیار کر کے طالب جواب
جب انھون نے جواب سے پہلو تہی کر کے حوالے دوسرے علما پر کیا مینے علماے آفاق پر دورہ
چنانچہ لکھا ہی کہ بعد ازان این بندہ این استفتا را بنظر بعض علماے اطراف گذرانیدہ و در حیدرا
مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی و مولوی نیاز محمد صاحب بدخشانی و مولوی حسن
صاحب کھمی و مولوی احمد علی صاحب رامپوری و مولوی امداد خان صاحب جہجری
مولوی معین الدین خان صاحب دہلوی و مولوی فضل رسول صاحب [illegible] و مولو
حیدر علی صاحب دہلوی وقتی مدراس و دیوان صاحب فرزند قاضی بدر الدولہ
و مولوی حیات خان صاحب و مولوی غلام قادر صاحب و مولو
وجیہ الدین صاحب قدر ویلور مولوی سید شاہ محی الدین صاحب در

مولوی مفتی غلام رسول صاحب در بنگلور مولوی محمد حنیف صاحب در بندر بمبئی
مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ مسجد جامع پس بعض ایشان بعد مطالعہ
ساکت ماندند و بعض بمجرد احوال استفتا از زبانی این بندہ شنیدہ ہرگز التفات نکردند بلکہ استفتا را
بدست خود مس نمودند بلکہ در بمبئی از مسجد قصابان بعض طلبا و اہل مسجد بر سر این بندہ غوغا نمودہ
شبا شب اخراج کنانیدند الخ انتہی عبارتہ غرض کہ جب علماے مذکورین نے جواب لکھنے
سے پہلو تہی اور اعراض کیا کسی نے بسبب کم فرصتی کے اور کسی نے بسبب نہ اطلاع ہونے
کے کیفیت اس مذہب پر اور کسی نے بسبب انکے جہل کے مایوس و نا امید ہو کر سخن فہمی اور
حق شنوی سے اس بزرگ نے خیال کیا کہ یہ سب میرے کلام کے جواب سے عاجز ہیں پہلی قدم
آگے بڑھایا اور ان دونوں استفتوں کو معہ ترجمہ اور رسالہ کشف الحجب و ثلاثیہ اور دلیل متین اور
ہیبت تالیف کر جس میں ان سب کے عجز کا بیان ہے سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی میں چھپوا کر ملک میں مشتہر کیا
جب اسپر بھی کہیں سے جواب نظر نہ آیا جانے میں سمجھا کر رسالہ شبہات الفتاوی رد میں فتوی
شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ مذاہب اربعہ کے اور رسالہ معارضۃ الروایات سنہ ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی میں
چھاونی بنگلور میں چھپوا کر دہلی و لکھنؤ و الہ آباد و دکن میں بھیجنا شروع کیا اور ایک رسالہ اپنے اعتقادیات
و عملیات میں تصنیف کیا جب دیکھا کہ اب بھی کوئی مقابلے پر نہیں آتا ہی اعتقاد ہجو میں دیگری
نیست کا راسخ کر کے زیادہ تر بیباکی شروع کی کہ رسالہ مذکورہ مع ایک رقعے کے دار القضاے
حیدرآباد میں بخدمت قاضی سید دلاور علی صاحب کے پیش کیا مضمون رقعے کا
یہ تھا کہ ہمنے رسائل مذکورہ محض واسطے دریافت حق کے اطراف و بلاد میں مشتہر کیے اور علما
آفاق کے حضور میں بھجوائے اور ایک مدت تک انتظار کیا لیکن ابتک علما جواب سے ساکت
ہیں اسواسطے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ اگر کچھ خطا آپ کی نظر میں آوے جسپہ تنبیہ
ہمکو مطلع کر دو تاکہ ہم رجوع بحق کریں و گرنہ اعانت و امداد ہماری تصدیق و اقرار کی کرو فقط
قاضی صاحب موصوف نے رقعہ اور رسائل مذکورہ مع مصنفات مسطورہ کے اس محرر
اوراق کے پاس روانہ کیے بندہ باآنکہ تمام مناقشات و منازعات سے ہمیشہ کنارہ گزین
و زاویہ نشین رہتا ہی لیکن حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی نے رخصت نہ دی کہ تحریر جواب

انکار واعراض کرکے اپنے مذہب حق کو اس قوم کے خیال خام مین عاجز و ذلیل اور انکے کلام باطل کو
غالب بادلیل ٹھہراوین اس سبب سے ارادہ جواب کا مصمم کیا لیکن چونکہ تحریر جواب موقوف مطالعہ کتابون
مھدویہ پر تھی مصنف مذکور سے ایسا کہا کہ ہم جب تک تمھارے اصول عقائد اور فروع مسائل
اور سیرت واخلاق مھدی متنازع فیہ کی کتابین بتفصیل مطالعہ نکرین تصدیق یا انکار بطور تحقیق کے
نہین کرسکتے ہین وہ بزرگ اس سخن سے امیدوار تصدیق کے ہوکر اسقدر خوش ہوئے کہ کتب مطلوبہ
بلکہ غیر مطلوبہ بھی جس جلسے بہم پونہچین لاکر حاضر کردین جب خیر خواہ مسلمین نے اونکا مطالعہ شروع کیا
اسقدر واہیات ومخالفات عقائد واحکام اسلام کے اوسمین نظر آئے کہ قیاس سے باہر ہین تائید
فضل الٰہی پر توکل واعتماد کرکے ضروریات کا استنباط اور تحریر جوابات بقدر اپنے حوصلے کے آغاز کیا
اس عرصے مین بغیر درخواست اس احقر کے یہ کیفیت مفصلاً زبانی **سید حبیب مختار جمعدار**
عرب پیشگاہ **نواب مختار الملک بہادر** مین کہ وزیر اعظم بارگاہ گیتی پناہ فرمانروائے دکن نظام الملک
آصف جاہ افضل الدولہ بہادر دام اقبالہ کے ہین معروض ہوئی نواب صاحب ممدوح نے فورًا حکم اخراج مھدویون کا
صادر فرمایا چنانچہ بموجب حکم نافذ کے مصنف کا اخراج ہوا اور کتابین مستعار تمام نزدیک اس محرر اوراق کے رہ گئین اگرچہ
ابتدا مین یہ اخراج مجھکو کچھ بے ضرورت سا نظر آیا اور بموجب اس قول کے کہ ۵ امور مصلحت ملک خسروان دانند گدائے گوشہ
نشینی تو حافظا مخروش بجز سکوت کچھ مناسب نسمجھا لیکن آخر کو علاوہ فائدہ دینیا ملکی کے ایک فائدہ عظیم ذاتی بھی نظر
پڑا کہ بندہ اس عرصے مین چار پانچ مہینے علیل رہا اگر فقط معاملہ خانگی بلاتوسط جماعت سرکاری رہتا
کتب مذکورہ اس مدت تک کیونکر رہتین اور اس فرصت سے مع اشغال معمولہ کے مطالعہ کاہے کو ہوسکتا
یہ بھی منجملہ تائیدات الٰہیہ ہے والحمد للہ علی ذلک القصہ بعد اس واقعۂ اخراج کے بسبیل پیام ووسائط
مصنف مذکور کہ عمل انگریزی مین جا کر رہین تھے طالب استرداد کتب کے ہوئے مینے جواب دیا کہ تمنے
کتابین اس غرض سے دین تھین کہ جو شبہات اسمین نظر آوین ہم سے پوچھ لینا اب چونکہ شبہات
بیشمار پیش ہوئے ہین بغیر اونکے حل کے کتابین کیونکر واپس دی جاوین اسپر یہ تقریر پائی کہ
بواسطہ خط وکتابت کے حل شبہات کیا جائے چنانچہ بندے نے بموجب اس قرار داد
اول ایک خط مورخہ ۲ شوال سنہ ۱۲۸۴ ہجری کا مشتمل اوپر پانچ سوال کے بامید جواب ضلع مچھلی
بندر موضع پنڈپال کو کہ فرودگاہ مصنف موصوف کا تھا روانہ کیا خط یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف ابو رجا محمد بخدمت کرم فرمای احباب سید عیسی ملقب بعالم میان صاحب واضح باد که سبب
روانگی ایشان ازین بلده زبانی سید موسی صاحب مفصلاً معلوم شده باشد که دران را تهم ایشان هیچ
دخل نبود محض این بلا از طرف بعض حبایب عرب برخاست که بغیر استشاره من مبادرت نمودند و سیما
که اگر وقت روانگی خود شان اندکی هم مرا مطلع می ساختند حتی الوسع برای قیام آن کوشش بلیغ می نمودم
چه دران مقصودم بخوبی بحصول می انجامید و آن استکشاف شبهات کتب ایشان بود چنانچه بعد
استماع روانگی ایشان خیلی متردد بودم که آن شبهات را ازکه پرسیم لیکن از وقتیکه برادر ایشان سید
موسی صاحب بطرف آن مشفق آمده باعث بران شدند که حالا بواسطه مکاتیب گفتگوی آن مطالب
نموده شود خاطر نگران رو باطمینان آورده لهذا امتثالاً للامر کلم اول از چند مقام که خیلی موجب
خلجان اندر رسیده می شود امید که از راه انصاف بلا تکلف و اعتساف بجواب آن پردازند

سوال اول شواہد الولایت اور مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ نسب سید محمد صاحب کا
سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم کو پہونچتا ہی اور علم انساب کی معتبر کتابون سے
ثابت ہوتا ہی کہ امام موسی کاظم کا کوئی بیٹا سید نعمت اللہ نہین ہی پس نسب شیخ محمد صاحب کا
کیونکر فاطمی ہوا **سوال دوم** ایک روز بالمشافہ آپ بولے تھے کہ بعضی روایات مین ہمارے یہان
یون آیا ہی کہ سید نعمت اللہ بن سید اسمعیل بن امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو نسب پہونچتا ہی
سو بیان کیجیے کہ یہ روایت کس کتاب مین لکھی ہی اور بالفرض اگر لکھی ہی تو بھی کچھ تمہارے کار آمد نہی
نہین ہی اسلیے کہ علم انساب کی کتابون مین مثل عمدة المطالب فی نسب آل ابی طالب وغیرہ کے
موجود ہی کہ سید اسمعیل موصوف کے سب بیٹے لاولد مرے سوائے ایک بیٹے کے کہ اونکا نام
سید نعمت اللہ نہین ہی پس معلوم ہوا کہ مہدویون کی دونون روایتون سے اونکے مہدی کا
اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ثابت نہین ہوتا پس مہدی ہونا بھی کہ بالاتفاق فاطمی ہونے پر
موقوف ہی ثابت نہ ہوا وہو المقصود **سوال سوم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی
کہ مہدی نے کہا کہ مجکو حق تعالی نے تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہی اس کلام سے
اور مسئلہ تصحیح سے اور قول الہداد حمید سے کہ یہ ہی مصرع — فضائلش کہ بر جمیع پیمبر شد از خدا
ظاہر ہوا کہ مہدی انکے نزدیک حضرت خاتم الرسالت سے بھی افضل ہین اور مؤید اسکا قول صاحب شواہد الولایت کا

ہی کہ اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا
مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اسپر ایک حدیث نبوی اصل بیان کر کے لکھا ہی کہ اول مقام
رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگونکا معلوم ہووے اور جبکہ قوم ایسا ہو اونکا امام
کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی انتہی اور بھی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے کہا
کہ ہم منزلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا
مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی اور اوسی کتاب مین ہی کہ ایک روز سب بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ
دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی هُمْ اِخْوَانِیْ
بِمَنْزِلَتِیْ یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ مقام مرسلین کے ہین
لیکن بارہ آدمی اونسے بھی فاضلتر ہین انتہی ان سب عاوی سے معلوم ہوا کہ دعوی تسویہ یعنی برابری
مہدی کا ساتھ حضرت خاتم المرسلین کے غلط ہی یا یہ تقاریر کہ افضلیت مہدی پر دال ہین غلط ہین اور
ہر شق مین مہدی سے خطا و غلط سرزد ہونا کہ انکے اصول پر منافی مہدویت کے ہی لازم آتا ہی اور
مہدویت کو باطل کرتا ہی **سوال چہارم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی کہ انکے مہدی نے
کہا کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کر کے بعد قلم تحریر کیا ہی حالانکہ
شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوا عیسی علیہ السلام کے
افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی پس حضرت ابو بکر مہدی سے افضل ہوئے اور دعوی تسویہ کا ساتھ
حضرت رسالت کے غلط ہوا ورنہ یہ کشف غلط ہوا کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھنے کے بعد قلم تحریر کرتے
تھے اور ہر شق مین بطلان مہدویت کا لازم آیا اور اسی طرح شیخ نے فتوحات و عنقاء مغرب و دیگر تصانیف
مین احوال و علامات مہدی کے بیان کیے ہین کہ وہ تمہارے مہدی جونپور مین اسمر مفقود ہین یہان بھی
یہی اشکال صدر لازم آتا ہی **سوال پنجم** پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت
کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے
بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی علیہ السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی
علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہو جاوینگے اب آدھے
مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ میران نے کہا ہی جو کہ خدائے تعالی کو مقید دیکھے وہ

مشرک ہی انتہی اس کلام کا کچھ مطلب اہل اسلام کی سمجھ مین نہین آتا ہی اسواسطے کہ ایمان و اسلام حقیقی کہ جس سے انبیا علیہم السلام متصف ہین ایک ہی اور وہ صفت دل کی ہی نہ ناک و سر کی اور اگر مراد قیاس و تخمین دل کی ہی بحساب جسم کے تو بڑی قباحت یہ ہی کہ کفر و ایمان مین اہل سنت کے نزدیک واسطہ نہین ہی آدمی یا مومن ہی یا کافر اگر پاؤ یا آدھا مسلمان ٹھہرایا تو باقی حصے کا اوس صفت سے متصف ہونا لازم آتا ہی کہ بہر مسلمان زبان پر لانے سے تھرآتا ہی اس سوالات کا جواب بتقریر واضح کہ مطاوی کلام کا کوئی فقرہ باقی نہ رہجاوے خدا ے پاک سے ڈر کر موافق اصول اہل اسلام کے تحریر کرنا اور تعصب اور پیروی اپنے بزرگون کو کام نہ فرمانا اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِهٖ حُمَاةِ الدِّیْنِ اٰمِیْن خط تمام ہوا اور بتاریخ صدر روانہ ہوا لیکن اب تک کچھ جواب نہ آیا مانعش خیر باد مگر ایک خط بطور تجاہل عارفانہ کے فقط طلب کتب مذکورہ مین آیا راقم السطور نے ایک جواب اوسکا لکھکر چندے پھر انتظار کیا چونکہ اب تک جواب مقصود نہ آیا خیال کیا کہ جب ان پانچ شبہات کا حل اب تک نہ ہوا دوسرے صدہا شبہات کہ اس کتاب مین مذکور ہین اوسکے حل و جواب کے واسطے انتظار کرنا بیفائدہ ہی اسواسطے کتب مذکورہ کہ اب تک واسطے تصحیح نقل و اتمام الزام کے رکھین تھین بتوسط **نواب وزارت مآب مختار الملک بہادر** کے نزدیک جنید خان جمعدار مہدویون کے روانہ کین اور رسید حافظ میان برادر عالم میان کی بموافق اجازت عالم میان کے منگوالی چنانچہ نقول اون کاغذات کے ذیل مین مسطور ہین

نقل رقعہ مؤلف بنام نواب وزارت مآب مختار الملک بہادر کیفیت اینست کہ پیشتر ازین سید عیسی مہدوی ملقب بہ عالم میان ستہ تار سالہ در رد زمرۂ اہل اسلام تصنیف ساختہ دران کافۂ مسلمین شیعہ و سنی را از شرق تا غرب کافر قرار دادہ طبع کنانیدہ در بلاد دکن تقسیم نمودہ بلکہ تا دہلی و لکھنؤ ہم روانہ ساختہ و ہیچ عالم و متعلم را نگذاشتہ کہ باوی مقابل نشدہ باشد و درخواست تحریر و جواب آن نہ نمودہ باشد تا آنکہ در دار القضاے حیدرآباد حاضر شدہ رسائل مذکورہ مع رقعہ درخواست تصدیق مذہب خود یا تحریر جواب گذرانیدہ چنانچہ قاضی صاحب آن رقعہ و رسائل را مع مصنف مذکور نزد بندہ

ف [illegible]

فرستادند و مصنف مذکور از بنده هم بکمال اصرار استدعاے تحریر جواب نمود و بهمین غرض
کتب مذهب خود از جا بافت ایم آورده حاضر ساخت ناچار بتحریر جواب پرداختم و مجلدی ضخیم
درین باب مرتب ساختم و دران التزام این امر نموده شد که با آنکه بجواب تکفیر تکفیری از زید لیکن زبان
قلم خود را بان آلودم البته جائیکه از زبان مهدی ایشان القاب کفر و نفاق در حق ایشان
منقول بود بطور پیغام بگوش ایشان رسانیدم و خطیبات مهدی وغیره پیشوایان قوم
که در کتب ایشان مرقوم بود شرح و مدلل نموده هدیه مهدویه ساختم دیگر از طرف خود تا بحیک
ناخن نزدم بعد ازین هم شنیده میشود که این امر بر ایشان خیلی شاق و ناگوار است حالانکه این تحریر جواب
غایت تمناے اصل مدعاے عالم میان بود که ده بده و در بدر برای تحصیل آن سراسیمه میگردید
آیا نمیدانستند که در جواب همین رد و تفصیص خواهد نمود یا مدح خوانی و ثنا گستری ایشان خواهد بود
الغرض حال التماس آنکه کتب مذکوره الصدر را مدتی بیکار نهاده است لهذا امید که به جنید خان
جمعدار که گاه گاه متقاضی می شوند فرمان شود که خط عالم میان بنام بایں مضمون طلب
سازند که کتب امانت بجنید خان جمعدار تفویض نمایند تا که از جمعدار موصوف رسید مهری
گرفته از ادای این امانت سبکدوش شوم زیاده عمر و دولت با توفیق حمایت دین و ملت در تزاید باد

نقل رقعه نواب وزارت مآب مختار الملک بهادر بنام مؤلف

رقعه مرسله در باب رسید و حکم بجنید خان جمعدار در باب رسانیدن خط عالم میان بنام آن مهربان
جهت تفویض کتب امانتی تا که بجمعدار مذکور بعد اخذ رسید مهری کتب مذکوره داده شود موصول
گردید بر طبق مسوده مرسله آن مهربان قطعه رسید بمهر حافظ میان که بلف عرضی مهری
جنید خان رسیده مع نقل عرضی مذکور ملفوف هذا است کتب مندرجه رسید فرستاده شود تا که بتوسط
جمعدار مزبور به حافظ میان مزبور رساند گردد زیاده اشتیاق المرقوم ششم ماه ذیحجه ۱۲۹۵ هجری

نقل عرضی جنید خان جمعدار بجناب وزارت مآب موصوف

عالی

بعرض

رسان

مراسلهٔ بندگان سرکار عالی مع نقل رسید پرتو ورود انگنده سرفراز نمود حسب الحکم سرکار عالی مطابق نقل رسید مذکور [illegible] کنانیده و مهر حافظ میان برادر سید عیسی میان ثبت گردانیده بلف عریضه هذا بنظر خداوندی گذرانیده امید که بموجب فهرست [illegible] از نزد مولوی محمد زمان صاحب کتب در سرکار طلب فرموده بفدوی مرحمت گردد تا به برادر اوشان رسانیده شود زیاده حد ادب

معروضه غرهٔ ذیحجه سنه ۱۲۸۵ هجری

[illegible] میان

شادی ۱۲۸۴
خان
جنید و لد

نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان

کتب مفصلة الذیل که سید عیسی صاحب مهدوی ملقب عالم میان بعض از ذات خود و بعض از دیگران مستعار گرفته بطور عاریت نزد مولوی محمد زمان صاحب رسانیده بودند حالا حسب اجازت میان موصوف تمام و کمال از نزد مولوی صاحب موصوف وصول یافته پالکان کتب مسطوره رسانیده شد آینده میان و غیره مالکان مذکوره را از مولوی صاحب موصوف بهیچ گونه دعوی و تقاضا نیست لهذا این چند کلمه بطریق لا دعوی و رسید نوشته شد که سند باشد

دفعه ۴	دفعه ۳	دفعه ۲	دفعه ۱
سراج الابصار	مطلع الولایت	مجموعهٔ مقصد ثانی و مکتوب شاه نعمت [illegible] جو سیرنامه و بشارات [illegible] و رساله هفتاد و چهار فرقه و شرح الاسرار و چند مکتوبات و امثال [illegible] و رساله بعض الآیات	مجموعهٔ پنج فضائل و شواهد الولایت و تذکرة الصالحین و غیرها

دفعہ ۵	دفعہ ۶	دفعہ	دفعہ
کنز الدلائل مسمی بہ ...	مخزن الدلائل	رسالہ اعتقادیات و عملیات تصنیف عالم میان	رسالہ ... تصنیف ...
دفعہ ۹	دفعہ ۱۰	دفعہ ۱۱	
مجموعہ رسالہ کشف المجددیہ و ثلاثیہ و سبت تالیف و دلیل المتین تصنیف ایضاً	شبہات الفتاوی تصنیف ایضاً	ترجمہ رسالہ مہدی نامہ تصنیف انضا علیخان مرحوم	
	محررہ تاریخ عشرہ ماہ ذیحجہ ۱۳۰۵ ہجریہ مقدسہ		

باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپوری

حقیقت حال یہ ہی کہ قاعدہ مستمرہ اور کلیہ مسلمہ ہی کہ جب خدا و رسول کسی ایسی چیز کی خبر دیں جس چیز کی حقیقت قبل اس خبر دینے کے معروف و معلوم نہووے تو بناے شناخت اوس چیز کی علامات و آثار پر ہوتی ہی کہ جو صاحب خبر نے بیان فرمائی ہووین یہان تک کہ ماہیت شرعیہ مجموعہ آثار و علامات مذکورہ ہوتا ہی فقط بلکہ تمام امور مصطلحہ کی ماہیت یہی مفہومات ہوتے ہین چنانچہ سید سند نے اپنی بعض تصانیف مین اس تحقیق کا افادہ فرمایا ہی پس حقیقۃً وہی شخص ہی کہ جسمین علامات منقولہ بطور ماہیت شرعیہ مرکبہ ممیزہ کے جمع ہووین سبب مابہ الامتیاز واقع ہووین اور شیخ جونپوری مین چونکہ یہ ہیئت اجتماعی علامات کی مفقود ... نے اس طریق اثبات مسلم الثبوت کو ترک کر کے ایک طریق جدید اختراع کیا کہ تمام علامات مخصصہ کو چھوڑ کر چند علامات عامہ مشترکہ کو دلائل مہدویت کی ٹھہرایا حالانکہ وہ تمام بھی بر تقدیر ثبوت کے مخصص و ممیز نہین ہو سکتی ہین چہ جائیکہ واحد واحد کہ ہرگز دلیل نہین ہو سکتی ہی البتہ ان علامات متفقہ اور مسلمۃ الفریقین مین سے انتفاء ہر کا دلیل ... ابطال مہدویت کے ہو سکتا ہی پس جو علامت کہ اوسکا ہونا مہدی کے واسطے قطعی ... فاطمی النسل ہونا کہ باتفاق فریقین بتواتر معنوی ثابت ہی اوسکا انتفاء دلیل قطعی ہوگا شیخ مذکور پر اور جو علامات ظنیہ ہین اونکا انتفاء دلائل ظنیہ ابطال ٹھہرے گا اور یہ غلط ...

بیان حقیقت امور اصطلاحیہ اور طریق اثبات مہدویت

اعتقاد مین بالکل غیر معتبر ہو اسواسطے کہ تفاصیل اعتقادیات کہ اکثر ظنیات ہوتی ہین اوسمین تو دلائل ظنیہ بخوبی مفید ہین اور اصول اعتقادیات کہ قطعیات ہین اوسمین اگر دلیل ظنی مفید یقین نہین ہی تو مفید ظن البتہ ہی چنانچہ شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ وَمَا یُقَالُ اَنَّهٗ لَاعِبْرَةَ بِالظَّنِّیَّاتِ فِیْ بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ فَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّهٗ لَا یَحْصُلُ مِنْهُ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَلَا یَصِحُّ الْحُکْمُ الْقَطْعِیُّ فَلَا نِزَاعَ فِیْهِ وَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّهٗ لَا یَحْصُلُ الظَّنُّ بِذٰلِكَ الْحُکْمِ فَظَاهِرُ الْبُطْلَانِ اور یہ بھی مسلمات سے ہی کہ کثرت ظنون مفید یقین ہوتی ہی پس جبکہ بکثرت علامات مہدویت گو کہ ثابت باحادیث آحاد ظنیہ ہین مفقود ہونگی اور ہر ہر کا فقدان عدم مہدویت پر دال ہو گا سب سے یہ قدر مشترک قطع وجزم کو پونہچیگی کہ یہ شخص مہدی نہین ہی اب دلائل اثبات کہ حقیقت مین علامات عامہ مشترکہ ہین اور انتفا اونکا البتہ دلائل مستقلہ بطلان مہدویت کے ہین بیان کی جاتی ہین دلیل اول رسالہ معارضۃ الروایات مین عالم میان مہدوی نے لکھا ہی کہ کہا شیخ عبدالحق نے لمعات شرح عربی مشکاۃ مین کہ متواتر ہی حدیث معنًا ہونے مین مہدی کے ولد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اور بعضی حدیثون مین اولاد سے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی اور بعضون مین اولاد سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی انتہی اب حکم متواتر مطلق کا ثابت ہی اور غیر متواتر مقید کا ساقط بنا بر قاعدہ اصول کے جو گذرا پہلے باب مین انتہی بالجملہ حدیثین اس مقدمے مین مختلف وارد ہوئی ہین کہ بعض مین ہی کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین اور بعض مین ہی کہ اولاد امام حسین سے مگر مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا بہرحال ثابت ہی یہانتک کہ متواتر ہی اور تمام کتابین مہدویون کی بھی اس اقرار سے مالامال ہین کہ مہدی کا فاطمی ہونا قطعی اور یقینی ہی بلکہ اپنے مہدی ادعائی کی سیادت پر اسقدر مطمئن اور نازان ہین کہ اکثر مصنفین انکی مہدویت کے واسطے اسی قدر اصل ٹھہراتے ہین کہ اولاد فاطمہ سے ہووے اور اخلاق مانند اخلاق انبیا واولیا کے رکھتا ہو تو مہدویت کے واسطے بس ہی اور باقی علامات کچھ ضرور نہین ہین چنانچہ نقل کرتے ہین کہ امام بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہی کہ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ اَمْرِ الْمَهْدِیِّ فَتَوَقَّفَ جَمَاعَةٌ وَاَحَالُوا الْعِلْمَ اِلٰی عَالِمِهٖ وَاعْتَقَدُوْا اَنَّهٗ وَاحِدٌ مِّنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةِ الزَّهْرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یہ عبارت تمام مہدویہ تسلیم

ف — دلیل اول میں [illegible] قطعی ہے

مغتنمات سے سمجھ کر نقل کیا کرتے ہین و ابتدا اس نقل کی میان خوندمیر سے ہی کہ مکتوب ملتانی مین
اس قول کو نقل کیا اور انھین سے تمام گروہ مہدویہ نے نقل در نقل کیا حالانکہ ان میان کی نقل پر
ہرگز اعتبار و اعتماد نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انکی عادت ہی کہ نقل مین نہایت تحریف و تبدیل
کیا کرتے ہین اگر اعتبار نہ آوے تو دلیل ہشتم اور دہم اس جاہ کو ملاحظہ کرلو اور نسخہ شعب الایمان
کہ اس شہر مین اسوقت ناقص [illegible]
وضع سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
کے کچھ اپنی طرف سے اضافہ یا عادت مصنف کی نہین معلوم ہوتی ہی اور اگر کسیکو سالم
کتاب دستیاب ہووے چاہیے کہ تحقیق اس احتمال کی کرلیوے علاوہ یہ کہ اسمین کوئی کلمہ حصر کا
موجود بھی نہین ہی اور قطع نظر اس سب سے بالفرض والتقدیر اگر یہ قول منقول صحیح و مقبول بھی
ہووے تب بھی مہدویون کو کچھ مفید نہین ہی بلکہ بہر امر مضر ہی کیونکہ انکے مہدی کا اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے ہونا بھی ثابت نہین ہو سکتا ہی اب ان سے سوال کیا جاتا ہی کہ اگر تمھارے مہدی صاحب
کی نسل و نسب مین بھی خلل نکلے اور سیادت بالکل ثابت نہووے تب تو اس اعتقاد سے توبہ کرینگے
یا پھر بھی اپنے باپ داوون کی لکیر پر چلے جاوینگے اَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا
وَلَا يَهْتَدُونَ اب انکا نسب بتحقیق لکھوا جاتا ہی کہ سب قلعی کھل جاوے واضح ہو کتاب مطلع الولایت
تصنیف [illegible] سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہے
سنہ ۱۱۰۰ ایک ہزار سو مین اور کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن
محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہے سنہ ۱۰۵۲ ایک ہزار
باون مین یہ دونون کتابین کتب معتبرہ نقلیات سے ہین کہ مہدوی کتب نقلیات کو منجملہ اصل
اصول کے کہتے ہین ان دونون کتابون مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری اولاد سے امام موسی کاظم
رضی اللہ عنہ کے ہین اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہین فقط
کہ تفصیل اسکی یہ ہے سید محمد مہدی بن سید عبداللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسی بن
سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبداللہ بن سید یوسف بن سید یحیی بن سید جلال الدین
بن سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم رح انتہی اور شواہد الولایت کے باب دوم مین

لکھا ہی کہ ولادت مہدی جونپوری کی سنہ ۸۴۷ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین ہی اور اس سنہ مین مہدویونکو
کچھ خلاف و شبہہ نہین ہی اسواسطے کہ بلاخلاف سنہ ۹۱۰ نوسو دس مین انتقال ہوا اور عمر کل تریسٹھ
برس کی ہی پس ثابت ہوا کہ انکے مہدی کی پیدایش اور امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے انتقال مین
چھ سو چوسٹھ ۶۶۴ برس کا فاصلہ ہی اسواسطے کہ امام موسی کاظم نے سنہ ۱۸۳ ایک سو تراسی مین پچپن برس کی
عمر پاکر انتقال فرمایا جیسا کہ فصل الخطاب اور عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب وغیرہ کتابون
معتبر مین مذکور ہی اور معلوم نہین کہ یہ سید نعمت اللہ جد اعلی مہدی صاحب کے وقت انتقال
امام موسی کاظم کے چند سال کے تھے غرض کہ معلوم ہوا کہ بارہ پشت مہدی مذکور مین ہر شخص
تقریبا چھپن برس کے بعد عمر ہو کر ایک بیٹا جنتا تھا اور اگر کسی نے انمین سے اس عمر سے کم مین بیٹا
جنا تو ضرور ہوا کہ دوسرا پشت والا چھپن برس کی عمر سے بھی زیادہ مین جنے مثلا اگر ایک شخص تیس
برس مین صاحب ولد ہوا تو ضرور دوسرا بیاسی برس کا بوڑھا ہو کر بیٹا جنے تا کہ بارہ پشت مہدی کی اس
مدت چھ سو چوسٹھ مین پوری ہو جاوین یہ مقدمہ نہایت غریب نادر ہی کہ کسی دوسرے کے نسب
صحیح مین دنیا مین ایسا نہوا ہو گا اور طرہ یہ ہی کہ سید خوندمیر داماد مہدی کا نسب بھی انھین سید
نعمت اللہ کو پہونچتا ہی اور وہان بھی فقط بارہ واسطے درمیان مین ہین حالانکہ سید خوندمیر
مہدی کے تولد سے چالیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہین چنانچہ سید ولی نے پنج فضائل مین لکھا
ہی کہ خوندمیر اٹھارہ برس کی عمر مین مرید ہوئے اور پانچ برس میران کی صحبت مین رہے اور بعد وفات
میران کے بیس برس کے بعد تینتالیس برس کی عمر مین نہایت ریش سفید ہو کر مارے گئے انتہی
اس سے معلوم ہوا کہ میران یعنی مہدی ادعائی کے مرنے کے وقت تیئیس برس کے تھے اور
مہدی مذکور چونکہ تریسٹھ برس کی عمر مین مرے ہین یہ ان سے چالیس برس کم ہوئے پس انکے تولد اور
امام موسی کاظم کے انتقال مین سات سو چار برس کا فاصلہ ہوا اور نسب مین انکے بھی بارہ
پشت سے زیادہ نہوئین چنانچہ نسب نامہ انکا یہی ہی کہ پنج فضائل مین مسطور ہی سید خوندمیر
بن سید موسی عرف چھجو بن خوند سعید بن سید یحیی بن جلال الدین بن خوند سعید بن عبد اللہ
بن سید قادن عرف سید نورانی بن سید عیسی بن سید نعمت اللہ بن سید حیدر بن سید نجم الدین
بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما انتہی یہان اگر سید

نعمت اللہ کو وقت رحلت امام کاظم رضی اللہ عنہ کے چار برس کا بھی فرض کرین تو بھی چاہیے کہ ہر شخص ساٹھ برس کی عمر مین بچہ جنے اور اگر کم مین جنے مثلاً تیئیس برس مین تو بیٹا اوسکا نود برس مین جنے تا کہ یہ بارہ بطن اس مدت دراز مین برابر آنے مین ہل ہذا الا عجاب شاید کہ خاندان سید نعمت اللہ مین یہ آئین تھا کہ ہر شخص اپنی اولاد کو پیرزادہ بنانے کے واسطے جب تک کہ شصت سالہ نہوتا تھا بچہ نہ جنتا تھا مگر مہدی اور سید خوندمیر نے اس آئین کو نہ نباہا چنانچہ پنج فضائل مین ہے کہ مہدی نے بائیس برس کی عمر مین سید محمود کو جنا اور خوندمیر نے تینتالیس برس کی عمر مین آٹھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں دو جورؤن سے جنین اسواسطے کہ یہ لوگ بالذات پیر ہین انکی اولاد خود بخود پیرزادے کہلاوینگے اونکو پیر عمری بنکر پیرزادہ گری کی کیا حاجت ہے یا جس شخص نے اس نسب کو تصنیف فرمایا اس حساب کو خیال مین نہ لایا ورنہ اوسکے نزدیک آسان تھا کہ دس پانچ نام اور بڑھا کر قصہ مٹا دیتا یہ علامات و امارات تکذیب اس نسب کی تھین کہ جس سے بظن غالب معلوم ہوتا ہے کہ اس نسب مین خلل ہے آب دلیل تحقیقی کہ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہ نسب سراسر بے اصل ہے بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ سید نعمت اللہ کہ جنکی بدولت مہدی سید بنے ہین عنقا صفت معلوم الاسم و معدوم الذات ہین اور انکو امام موسی کاظم کا بیٹا بنانا سراسر بہتان و افترا ہے حضرت امام موسی کاظم کوئی شخص غیر مشہور مجہول الحال نہین ہین کہ جسکا دل چاہے اونکا بیٹا بن جاے بلکہ اونکی اولاد اور اولاد الاولاد کا حال معتبر کتابون مین تفصیل تمام مذکور ہے اور اس مین کوئی شخص سید نعمت اللہ نہین ہے اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب عرف ہے چنانچہ تفصیل اوسکی یہ ہے کہ عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین لکھا ہے کہ امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد صلبی ساٹھ عدد ہین سینتیس بیٹیان اور تیئیس بیٹے بیٹون کے یہ نام ہین عبد الرحمن و عقیل و قاسم و یحیی و داود یہ پانچون صاحب بلا خلاف لاولد فوت ہوئے ہین اور سلیمان و فضل و احمد انسے لڑکیان پیدا ہوئی ہین اور لڑکے نہین ہوئے اور حسین و ابراہیم اکبر اور ہارون اور زید اور حسن انکے صاحب اولاد ہونے مین اختلاف ہے اور علی و ابراہیم اصغر اور عباس و اسمعیل و محمد و اسحق و حمزہ اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور جعفر یہ دس اخیر کے بلا خلاف صاحب اولاد ہین انتہی اور کتاب لطائف اشرفی مین کہ سنہ سات سو پچاس مین سید محمد جونپوری کی پیدایش سے بھی پہلے تالیف ہی لکھا ہے کہ امام موسی کاظم کے ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیاں اور تیئیس لڑکے اور فرزندون مین بعضے ا

ور بعضے صاحب اولاد ہین ور اب ایہہ علم نسب کا مدار اس پر ہی کہ اونکے تیرہ لڑکے صاحب اولاد ہین اونمین سے
یا اولاد ہین امام علی رضا اور ابراہیم المرتضی اور محمد العابد اور جعفر اور پانچ قلیل الاولاد ہین عباس
ن و اسحق و اسمعیل و حسن اور چار متوسط الاولاد ہین زید النار اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور حمزہ انتہی
ہموافق عمدۃ المطالب مین بھی مسطور ہی اور فصل الخطاب مین حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ
نے حسین بن موسی کو بھی صاحب اولاد لکھا ہی لیکن فرمایا ہی کہ اب اونکی اولاد باقی نہین ہی اور صاحب
طالب مین بھی اپنے شیوخ سے ایسی نقل کیا ہی اب خوب ملاحظہ کیجیے کہ ان مین سید نعمت اللہ
مہدی کے دادا صاحب کہان ہین پس ثابت ہوا کہ تمھارے مہدی کا قصر سیادت اصل سے بے بنیاد ہی
لاخانہ مہدویت جو بنایا ہی وہ برباد ہی والحمد للہ علی ذلک اب مہدویون کو لازم ہی کہ اوس بزرگ کو ناحق
نسب کے گنہگار نہووین اور انکی روح کو زیادہ آزار نہ دیوین کہ اوس بزرگ نے ہمیشہ یہی کہا کہ مین
خان کا بیٹا ہون اور یہ نہین کہا کہ یہ خان سید تھے اور اگر کہا ہی تو تم نسب کو انکے علم انساب کی کتابون سے
کردو کہ مَنِ ادّعیٰ فَعَلَیْہِ الْبَیَان ورنہ یہ دعوی کہ ہم سید نعمت اللہ کی اولاد مین ہین جو سید نعمت اللہ
امام موسی کاظم کے ہین بجا اسبات کے ہی کہ کوئی کہے کہ مین نواب ناصر الدولہ فرمانروا دکن کی اولاد مین
حب اوس سے پوچھین کہ اونکے کس بیٹے کی آپ اولاد مین ہین تو کہے کہ بندہ شیخ نعمت اللہ بن ناصر الدولہ کی
د مین ہی سننے والے کو نہایت ہنسی آوے گی کہ نواب ناصر الدولہ کے فقط دو فرزند ہین ایک نواب
فضل الدولہ بہادر فرمانروا حال دوسرے نواب روشن الدولہ یہ شیخ نعمت اللہ کہان سے اونکے تیسرے
نکلے کہ تمھاری نسل کا پتا لگے پس بلاشبہہ واقفین حال انساب اس نسب مہدوی کو بھی سنکر ایسے ہی تعجب
نہ کرینگے این گل دیگر شگفت ایک روز عالم میان صنعت سائل جدیدہ مہدویہ سے راقم الحروف نے پوچھا کہ
نسب مہدی کہ تمھاری کتابون مین مسطور ہی اسمین کچھ شبہہ و شک تو نہین بولے درین چہ شک بیٹے کہا
اس سند مین کہین انقطاع تو نہین بولے ہرگز نہین مگر اتنا ہی کہ ایک جا پر اسمین انقلاب ہی کہ اسمعیل بن نعمت اللہ
لکھا ہی وہ نعمت اللہ بن اسمعیل ہی شاید کہ میان نور کو بھی کچھ سراغ اسبات کا لگا تھا کہ نعمت اللہ کوئی
بیٹا امام کاظم کا نہین ہی اسواسطے انھون نے اپنے بزرگون کی ذات پات سنبھالنے کے واسطے یہ توجیہ
بنائی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ روایت دوم تمھاری کسی کتاب قدیم مین بھی موجود ہی یا نہین اگر نہین ہی تو
یہ سخن غیر مسموع ہی اسواسطے کہ آج تم اپنی بات بنانے کے واسطے دوسرے نام بناسکتے ہو جبکہ تمھارے پیشواون

لون نے نسب نامہ اپنے مہدی کی سیادت جمانے کے واسطے بنایا تھا اور باپ دادون کے نام اور ترتیب
اق واقع اور وجود کے بنقل صحیح پہلے سے چلی آتی ہے یا آج کل کے پیچھے سیکڑون برس کے گذرے ہوئے
دون پردادون کو اب مرتب اور مقرر کرتے ہین کہ دادے کو باپ اور باپ کو دادا اور بیٹے کو باپ اور
باپ کو بیٹا ٹھہرا لیتے ہین اور کیا عجب ہے کہ مہدوی اس عاجز کی اس کتاب کے دیکھنے کے بعد اپنی پرانی
کتابون مین بھی کم و بیشی کر کے نسب نامۂ مذکور کو درست کر لیوین یا دوسرے مقدمات شنیعہ مین اصلاح
کر لیوین اسکا کیا اعتبار ہے تو اگر یہ روایت تمھاری کسی قدیم کتاب مین موجود ہے تو اوسکو بتاؤ اور اوسکے
ثبوت کے وجوہ اور روایت مطلع الولایت اور شواہد الولایت کے تضعیف کے وجوہ بیان کرو اور ہم تمھارے
مذہب کے موافق ان کتابون کی روایت کی تقویت یون کرتے ہین کہ یہ دونون کتابین تمھارے مذہب کے اصول سے ہین
ن اسمین جو کچھ لکھا ہے سب صحیح و معتبر ہے بلا خلاف اور سوا اسکے پنج فضائل بھی نہایت معتبر ہے خود
عالم میان کی زبانی ہے کہ جب وہ تصنیف ہوئی اوس عصر کے میون اور مشائخ و علما مہدویونکو دکھائی گئی
سب نے اجماع کیا کہ جو کچھ اسمین مسطور ہے سب صحیح و معتبر ہے سوا ایک نقل کے کہ اسمین لکھا ہے کہ جب خوندمیر اور
انکے رفقا کو لشکر اہل سنت نے بحکم بادشاہ قتل کیا خوندمیر اور انکے رفقا کے سر لیکر طرف شہر چانپانیر کے واسطے
ملاحظۂ سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہوئے راستے مین سب سر گر گئے تب اونکے پوست کھینچکر بھس بھر لیا
اور ہڈیان سرونکی پٹن مین پھینکدی ہین اسواسطے لاشونکا مقبرہ سدراسن مین ہے اور سرونکا پٹن مین اور
پوست سرکا مدفن چانپانیر مین ہے لیکن اب نشان اوسکا نامعلوم ہے غرض کہ سوا اس نقل کے وہ کتاب
بالاجماع صحیح ٹھہری اب دیکھیے اوس کتاب مین نسب نامہ خوندمیر کا مسطور ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اوسمین
بھی یہی لکھا ہے کہ سید نعمت اللہ بیٹا امام موسی کاظم کا ہے معلوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا
کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہے اور بالفرض و التسلیم اگر ثابت بھی ہوا کہ مہدویون کے
نسب نامے مین نعمت اللہ بن اسمعیل ہے تو بھی مہدی جونپوری کے نسب سیادت ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ
سید اسمعیل بن موسی کاظم کی نسل جیسا کہ عمدة المطالب مین ہے فقط انکے ایک بیٹے سے کہ نام اوسکا موسی
بن اسمعیل بن موسی کاظم ہے جاری ہوئی اور عمدة المطالب اور لطائف اشرفی وغیرہ مین مذکور ہے کہ ان موسی
بن اسمعیل کا ایک بیٹا تھا جعفر نام کہ اوسکا عرف ابن کلثوم تھا اونکی اولاد کو کلثمیون بولتے ہین وہ لوگ بصرہ مین
تھے اونمین سے بنی السسار اور بنی ابی العساف اور بنی نسیب الدولة اور بنی الوداقی ہین اور وہ لوگ مصر و شام مین

آجتک موجود ہین انتہی یہان بھی نعمت اللہ کا پتا نہ لگا معلوم نہین کہ یہ نعمت اللہ مہدویہ نکو مانند نعمت غیر مترقبہ کے کہان سے ہاتھ لگے ہین کہ انکو اولاد فاطمہ مین داخل کرکے پیچھے اونکے اپنے مہدی کو بھی داخل کر دیتے ہین اور وہان بقولے کہ پیر خود درماندہ شفاعت کسکی میان کو جاے نہین تیر کش کمان کہان کھون میان نعمت اللہ کو خود ٹھکانا نہین ملتا مہدی جونپوری کی کہان جا ہے یہ زبردستی پرائی نسل مین گھسنا نہایت گناہ ہی کہ ہر ادنی اور اعلی اس عید سے خبر رکھتا ہی خداے تعالی توفیق فہم درست کی مرحمت فرماوے ورنہ نافہمی کیا کیا شگوفے کھلاتی ہی اور کیسے کیسے خیال او بکاتی ہی چنانچہ شہر لکھنؤ مین ایک طالب العلم بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کی خدمت مین واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا اونھون نے پوچھا کہ تمھاری کیا ذات ہی کہا بندہ سید ہی مگر ابراہیمی بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیمی کیا معنے کہا اولاد سے ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے بحر العلوم نے نہایت متعجب ہو کر کہا کہ حضرت ابراہیم نے ایام شیر خوارگی مین رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اسپر اتفاق ہی تم کیونکر اونکی اولاد ہوسکتے ہو کہا مانو یا نہ مانو بندہ اونھین کی اولاد ہی اور یہ دعوی ہرگز نہ چھوڑیگا بحر العلوم نے خیال کیا کہ جب یہ شخص اسقدر بد فہم ہی اسکو پڑھانا مشکل ہی لیکن جب ایک سبق پڑھایا نہایت درستی سے پڑھا کہ مرحوم مذکور نے پڑھانے کا ارادہ مصمم کیا غرض کہ تمام کتب معقول و منقول کہ مرسوم الدرس تھین تمام کین جب بعد فراغ کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا اب بیان کرو پھر وہی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہر چند سمجھایا نہ مانا اور کہا کہ کوئی کچھ ہی کہے بندہ دامن اپنے نسب کا نہ چھوڑیگا استغفر اللہ العظیم نعوذ باللہ من سوء الفہم آب مہدویون سے سوال کیا جاتا ہی کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتا نہین لگا تو مہدی ہونا کہان سے یقینی ہوگیا یا تمھارے نزدیک مہدی ہونے کے واسطے اولاد فاطمہ سے ہونا بھی ضرور نہین بلکہ جو شخص کہ فقر و توکل مین قدم جماوے اور بعضے اخلاق کاملہ حالانکہ حال اونکا بھی دلیل مہدویت ہی معلوم ہوگا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کا ترک یا تاجک یا افغان یا کوئی شیخ بھائی یا مغل جغتائی ہووے کفایت کرتا ہی اور اگر کہین کہ اثبات فاطمیت مین ہمکو قول مہدی کا بس کرتا ہی تو نہایت بیجا ہی اسواسطے کہ مہدویت بالاتفاق والاجماع فاطمیت پر موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا پتا نہ لگا تو دور محال لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث ابطال مہدویت کے واسطے دانشمند منصف کے لیے

ہی اور متعصب کو تمام کتاب بھی کارگر نہیں ہوتی اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ
وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ دلیل دوم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاسْمُ
اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ فَيَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا اخرجه ابن ابی
شَيْبَةَ وَالطَّبْرَانِيْ فِي الْاَفْرَادِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ یعنی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہو گی یہانتک کہ قائم کریگا اللہ تعالی ایک مرد میرے اہلبیت
سے کہ موافق ہوگا نام اوسکا میرے نام کے اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے پس
بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہی یہ حدیث کہ
بھی مہدویوں اور انکے مہدی کے نزدیک مسلم اور صحیح ہے مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہیں پڑھتا تھا
جس سے لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن میں آیا ہے کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ لوگوں نے کہا کہ اوسکے
آگے تو پڑھو کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہے سب پر کون عمل کرتا ہے ایسا ہی یہاں مہدوی پچھلے فقرے کو
چھوڑ کر پہلا لیتے ہیں اسواسطے کہ اونکے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو عدل سے بھر دیتا
دن پر صادق آوے اسواسطے انکے خرد و بزرگ مہدی سے لیکر یہانتک اوسمیں طرح طرح کی
تاویلیں اور تحریفیں کرتے ہیں کہ تفصیل اونکی انکی کتابوں میں مذکور ہے مگر فقرہ اول کو سب نے
بلاتحریف تسلیم کیا اور اپنے میران کی مہدویت کی دلیل و علامت ٹھہرایا کہ سب متاخرین اپنی
کتابوں میں لکھتے ہیں کہ ہمارے میران کے باپ کا نام بھی حضرت رسالت کے والد کے نام کے
موافق عبد اللہ تھا اور یہ بات سراسر افترا و بہتان ہے اسواسطے کہ اونکے میران کے باپ کا نام
سید خان ہے چنانچہ تواریخ کی کتابیں کہ اونکے عصر کے قریب تصنیف ہوئے ہیں اوسمیں سید خان
فقط مذکور ہے اور چونکہ اوسوقت میں یہ بات چھپ نہ سکتی تھی متقدمین مہدویہ نے بھی یہ دعوی
نکیا چنانچہ عبد الملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالۃً اور عبد الغفور سجاوندی
صاحب بیان الدلائل نے متابعۃً جسجگہ کہ احادیث موافق اپنے میران کی تائید میں نقل کیں
اس حدیث کا بالکل نام نہ لیا اور متاخرین نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور انکے باپ دادے کے پہچاننے
والے مر گئے بے دھڑک میران کے باپ کا نام بدل ڈالا بلکہ صاحب شواہد الولایت نے ماں کا نام

بھی آمنہ ٹھہرا دیا حال آنکہ مطلع الولایت والا کہ اوس سے مقدم ہے اونکی ماں کا نام بی بی آغا ملک لکھتا ہے
اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعوی نکیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ ہے کتاب انصاف نامے کے باب اول مین
لکھا ہے کہ لوگ انکے مہدی سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہے یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِی
وَاسْمُ اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِیْ اور تمھارے باپ کا نام سید خان ہے تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ کیا
خدائے تعالی اسبات پر قادر نہین ہے کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون جواب
دیا کہ خدا سے پوچھو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور یہ بھی وسمین لکھا ہے کہ ملا معین کی
طرف سے دو عالمون نے آکر پوچھا کہ تمھارے باپ کا کیا نام ہے جواب دیا کہ بندے کے باپکا نام
سید خان ہے علما نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
محمد بن عبد اللہ ہوگا ان بزرگ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون
مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہین ہے ورنہ سیدھا جواب یہی
تھا کہ میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہے اس بیہودہ جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑو اور خدا سے
پوچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہے اور آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ پر ایسی عمل کرتے ہین
طریق جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ نہ تھا تو حدیث مین اگر کچھ شبہہ و شک تھا تو وہ
بیان کرتا تھا سیدھی گفتگو مین جھگڑنے اور بہکنے کی کیا حاجت تھی شاید کہ اسی سبب سے انکا لقب
لوگون نے اسد العلما رکھا تھا اور سب بیہودہ ایک اور جواب ہے کہ کوئی عاقل و مسلمان اوسکو قبول
نہ کرے گا کہ اوسی انصاف نامے کے باب اول مین لکھا ہے کہ علما نے انکے مہدی سے سوال کیا
کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِیْ وَاسْمُ اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِیْ یعنی مہدی کا نام
میرے نام کے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا اور تمھارے باپ کا نام
تو سید خان ہے اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے اونکا نام عبد اللہ کیونکر
ہو سکتا ہے بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی محمد عبد اللہ ہے اور ابن کا
لفظ سہو کاتب ہے کہ محمد بن عبد اللہ لکھدیا ہے انتہی سبحان اللہ یہ عجیب کلام ہے کہ آج تک
کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو باوجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا خیال مین نہ آیا کہ
کفار عرب تمام اللہ تعالی کو مانتے تھے لیکن اوسکے ساتھ دوسرون کو بھی شریک ٹھہراتے تھے

[illegible]

لے کافر کہلاتے تھے اور جب سختی پڑتی تھی او سوقت سبکو چھوڑکر فقط اللہ کو پکارتے تھے
بجا نصوص قرآنی اس مقدمے پر ناطق ہین وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
ین لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ اس مضمون کی بہت آیات قرآن شریف مین موجود ہین کہ اوس بزرگ کو
ن مین ایک بھی یاد نہ آئی اور صحابۂ کرام مین بہت سے شخص ایسے تھے کہ انکے باپ دادونکا
اللہ تھا حالانکہ وہ زمانۂ جاہلیت مین گذرے ہین چنانچہ اوس بن خولی بن عبد اللہ اور اوس
اللہ بن حجر الاسلمی اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ اور ارقم بن عبد مناف بن اسد
اللہ اور بشیر بن عاصم بن عبد اللہ اور استیعاب مین جو حافظ ابن عبد البر کی ہے سوا انکے اور بہت
حابہ کا ذکر کیا ہے کہ انکے آبا و اجداد حالت کفر مین عبد اللہ نام ہوکر گذرے ہین اگر شیخ جی کو
ین سے ایک بھی یاد ہوتا ہرگز یہ شبہہ نکرتے کہ کافر عربی کا نام عبد اللہ کیونکر ہوگا اور
اپنے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل نہ سکے اور حضرت رسالت کے باپ کا نام عبد اللہ ہونے
نکار کیا اور اوسکو سہو کاتب ٹھہرایا اور یہ خیال نہ کیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہے اور تمام امت کا صحابہ
سے لیکر آج تک اجماع ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہین کوئی دو آدمی بھی
ین اختلاف اور انکار نہین رکھتے اور اجماع و متواتر دلیل قطعی ہے سب کے نزدیک بلکہ خود مہدی کا
دنکی کتابون مین مذکور ہے کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کافر ہو جاتا ہے باوجود اس
کے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدویت کہان باقی رہی مثل سہو کاتب کے اوڑ گئی اسواسطے
یون کے اصول پر مہدی معصوم چاہیے خطا سے آور طرہ یہ کہ اسقدر الٹ پلٹ کرتے ہین
ہی آپ کا مطلب ثابت نہوا یعنی مطابقت نامون مین نہ نکلی اب چاہیے کہ ثابت کرین کہ جب کہ
رسالت کا نام محمد عبد اللہ ہی ہے انکے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہے جب تک کہ یہ ثابت نکرینگے
ہ کے والد کا نام بھی سید خان تھا اس بزرگ کا مطلب حاصل نہوگا اب مہدویون پر یہ بھار
ہے کہ ثابت کر دیوین کہ حضرت رسالت پناہ کے والد کا نام سید خان تھا اور اس اجماع کو اوٹھا
ن ورنہ مصرعہ باطل ست انچہ مدعی گوید اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ انکے
کی نسل کی طرف اعلیٰ نعمت اللہ بیٹے امام کاظم کے نہین ہین طرف اسفل مین عبد اللہ بھی
پ نہین ہین اور یہ نسب از سرتاپا ہبار منثورا ہے اور مہدوی ناحق اپنے پیر و مرشد کے باپ دادا ہین

دست تصرف دراز کر رہے ہین اور سید خان کو اوڑا کر سید عبد اللہ کو باپ ٹھہراتے ہین نسب کے مقدمے مین
تصرف نہایت گناہ ہی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت برا ہی وہ بزرگ اسی گناہ کے
خوف سے اپنے باپ کا نام نہین بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے پیغمبر کے باپ کا
نام بدل دیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حالانکہ محققین حضرت کے والدین کے ایمان کے بھی
قائل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے اثبات ایمان والدین حضرت مین
تصنیف فرمائے ہین **دلیل سوم** عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا رایتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوها فان فیہا خلیفۃ
اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے کہ آئے ہین طرف سے خراسان کے پس آؤ اونمین اسلیے
کہ اون نشانون مین خلیفہ اللہ کا مہدی ہی انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے ہین موافق محاورۂ زبان
اور روایت ودرایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے واسطے شاہد ودلیل ٹھہراتے
ہین لیکن اونپر ہرگز منطبق نہین ہوتی اسواسطے کہ انکے مہدی کے ساتھ سوائے چند مرید
مفلوک الحال کے کچھ فوج وسپاہ نہ تھی کہ اونمین کالے نشان ہوتے دوسرے یہ کہ انکے مہدی
ہندستان سے خراسان کو گئے اور وہین بعد نو مہینے کے مقام فرہ مین مر گئے خراسان
کی طرف سے آنا انپر کہان صادق آتا ہی کہ مصداق حدیث کے ہووین مگر مہدوی لوگ فقط لفظ
خراسان کا دیکھکر اپنے واسطے سند ٹھہراتے ہین اور سراسر تحریف معنوی کر کے اپنے پر جماتے ہین
چنانچہ سید عیسی مہدوی مصنف رسائل جدیدہ نے رسالہ معارضۃ الروایات مطبوعہ سنہ ۱۲ ہجری
کے صفحہ ۴۴ مین معنی حدیث مذکور کے یون لکھے ہین کہ جب سنو گے تم کہ نشانیان سیادت کی
متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے تو آؤ تم اس مین کہ مقرر اوس مین خلیفۃ اللہ مہدی ہی موافق
اس حدیث شریف کے سنا ہمنے کہ نشانی سیادت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے پھر ایا
ہمنے کہ مقرر اوسمین خلیفۃ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا ہمنے موافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ
وسلم ہمارے پھر اسی طرح بہت سی حدیثین حضرت کے احوال کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی
ہین انتہی اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ابونعیم کی نقل کی ہی کہ تجئ الرایات السود من

ف [illegible]

ف [illegible]

بل المشرق کان وجوههم زبر الحدید الخ اوسکے بھی اسیطرح غلط معنی کیے کہ آوینگے نشانین
یاوت بیکر آگے سے مشرق کے گویا کہ دل اونکے تختے لوہے کے ہین اور پھر اوسی کتاب مین
ب حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتتل عند کنزکم ثلثة کلهم ابن خلیفة ثم لا یصیر الی واحد
نهم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتله قوم ثم ذکر
یئا لا احفظه فقال اذا رایتموه فبایعوه ولو حبوا علی الثلج فانه خلیفة الله
مهدی الحدیث اسکے بھی معنی غلط کیے کہ قتل ہووینگے نزدیک خزانے تمهارے یعنی امر خلافت
لے لیے تین تمامی یہ ابن خلیفہ ہین پھر نہوگا یہ امر طرف کسی ایک کے انسے تب پیدا ہووینگے نشانین
یادت کے آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تمکو ایسا کہ نہ جنگ کیے ہین ویسا کوئی قوم پھر
یائے جبکہ دیکھوگے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھسٹتے جانا ہو برف پر کہ بیشک وہ خلیفہ
للہ تعالی کا مہدی ہے ان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المؤمنین علی
رم اللہ وجہہ کے تب پیدا ہوئین نشانیان سیادت کی طلب مولی ترک دنیا توکل قناعت تفویض
سلیم رضا فقر و فاقہ ذکر کثیر آگے سے ہند و خراسان کے جو ممالک شرقی ہین خصوصاً شرقی لقب
نپور کے بادشاہونکا تواریخ کی کتب مین مثل تاریخ فرشتہ کے مذکور ہے پھر جنگ کرے تمکو موافق لفظ
س حدیث شریف کے اہل انکار ایسا کہ ویسا کوئی قوم نہین کرے حائل اس جنگ کا خلیفہ مہدی
لیہ السلام کا میان سید خوندمیر تھے جبکہ دیکھا ہمنے اسکو تو بیعت کرلیا ہمنے اسکو کہ وہ جنگ
لیفة اللہ مہدی موعود کا ہے انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہووے تو جیسا چاہے ویسا خدا
ر رسول کے کلام مین تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھ علاج نہین ہے اسیطرح اس فرقے کے
لف و خلف کی عادت ہے کہ معنی انکے الفاظ سے علاقہ رکھتے ہین نہ عقل سے چنانچہ اس جگہ حدیث
ل مین اتیم کہ معنی رویت بصر یا رویت قلب کے ہے اوسکو بمعنی سماعت کے ترجمہ کیا دوسری خطا یہ
ام ہوا یات مین الرایات السود ترکیب توصیفی ہے اوسکو ترکیب اضافی کردیا تیسری خطا یہ کہ لفظ سود
جمع سودا کی صفت رایات کی ہے اوسکو مصدر سمجھکر بمعنی سیادت کے ترجمہ کیا چوتھی
طا یہ کہ جارت کہ زبان عرب مین بمعنی آنے کے ہے اوسکے معنی جلانے کے سمجھے شاید کہ
بال کیا کہ جارت ہندی عبارت ہے اور ہندی بھی اردو نہین بلکہ پوربی جونپوری کہ آوت

جا بجا اونھین کی بولی ہی پانچوین خطا یہ کہ من خراسان مین من کے معنی غلط کیے کہ خروج مانند عامل پڑھنے والا بھی ایسی خطا نکرے گا وہ بھی سمجھے گا کہ من واسطے ابتداے مسافت کے ہی نہ واسطے انتہاے مسافت کے جارت من قبل خراسان کے معنی یہ ہین کہ آئے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ متوجہ ہوئے طرف خراسان کے تمھارے شیخ جونپوری خراسان کو اغلب کہ اسی خیال سے گئے کہ وہان سے کالے نشانون کے ساتھ پھر آوین اور مصداق اس حدیث کا ٹھہرین مگر خدا نے مقتدر نے مہلت نہ دی اور نو مہینے کے عرصے مین وہین اونکا تمام کیا اگر مہدی موعود ہوتے تو ضرور کالے نشانون کے ساتھ جانب خراسان سے آتے تسپر حدیث اونکے موافق نہین ہی بلکہ برابر مخالف ہی اور تکذیب کرتی ہی نہ تایید اور بعد مرنے شیخ جونپوری کے اونکے داماد خوندمیر اور بعدہ اونکے بیٹے سید محمود کہ فقرا و مساکین کو لیکر گجرات مین آ کر مقیم ہوئے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق نہین ہی اسواسطے کہ اس حدیث مین ہی کہ اون نشانون مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا اور یہان نہ سیاہ نشان تھے نہ اونمین کوئی مہدی تھے دوسرے یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق ہی اوسمین بجاے من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہی اسواسطے کہ خراسان بھی عرب سے جہت مشرق مین واقع ہی اور یہ لوگ گجرات کو آئے اور گجرات سے خراسان شمال یا مابین مغرب شمال کے واقع ہی یہان من قبل المشرق کہان صادق ہی اور مہدوی لوگ بھی محمل حدیث ان مراجعت کرنے والونکو نہین ٹھہراتے ہین بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور نہین بنتا ہی چھٹی خطا یہ کہ حدیث سوم مین کنز کو بمعنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبل خروج امام مہدی کے فرات کی ندی مین سے ایک پہاڑ سونے کا نکل جاوے گا اور بیشمار خلق لڑمرے گی اور ہر شخص گمان کریگا کہ شاید مین ہی جیتا بچون کہ اسکا مالک بنون یہان تک کہ عشر یا عشر عشیر باقی رہجاوینگے اسواسطے چاہیے ہی کہ جو شخص اوسوقت حاضر ہووے اوسکے نزدیک نجاوے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعد اسکے کہ ایک مرد عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور کریگا کہ اللہ تعالی اوسکے ہاتھ پر ان لوگون کے امر کی اصلاح فرماویگا انتہی یہ خلاصہ ہی بہت سی احادیث کا کہ ابو نعیم اور امام احمد بن حنبل اور ابن ماجہ و طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابون مین روایت کی ہین کسی مین سونے کا پہاڑ اور کسی مین سونے اور چاندی کا پہاڑ اور کسی مین سونے کا کان مذکور ہی اور بخاری و مسلم کی

ف

بت مین جہان لفظ یحسر عن جبل من ذہب واقع ہوا ہی یہاں لفظین ثلث والفرات اَن یَّحسُرَ عن کنزٍ من ذہبٍ کا مسطور ہی چنانچہ سیاق
مین منقول ہی اب یہان انصاف کرنا چاہیے کہ محمل حدیث متنازع فیہ کا یہ معدن فراتی ہی
ت گجراتی ہی اور حدیث سمجھنے کا یہ طور ہوتا ہی کہ اوسکے سب طرق اور روایات جمع کرکے مراد
لرتے ہین یا یہ کہ اپنے دل مین جو آیا سو بول اوٹھتے ہین اور قطع نظر لغت اور روایت سے کنز
خلافت کے لینے پر بھی تمھارا مقصود حاصل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ تمھارے ترجمے کا حاصل
امر خلافت کے لینے تین ابن خلیفہ قتل ہونگے اور ہر عاقل اسکا مطلب یہی کہے گا کہ یہ تینون دعوے
کے واسطے لڑینگے اور تمنے محمل اس حدیث کا خوندمیر کو ٹھہرایا کہ موضع کھانبھیل مین وہ اور
بھائی میان عطن اور فرزند سید جلال مع رفقا کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہان
خلافت کا کہان تھا انکو بدمذہب سمجھکر وہان کے سلطان اور امرا نے قتل کیا وہ لوگ
مہدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفرت رکھتے تھے اور خوندمیر کے خلیفہ سید محمد
ہونے سے کیسا انکار کرتے تھے بلکہ اونکے عقائد اور اصول کو برا جانکر قتل کیا علاوہ یہ ہی کہ
یفہ سے ظاہر و متبادر نبوت بلا واسطہ تھی اوسکو اتنا دور لے جاکر اولاد علی مرتضی ٹھہرا کر ابن
بنایا اونکا نسب منقطع ہی وہ کس طرح ابن علی مرتضی ہوئے چنانچہ تحقیق اسکی ماقبل مین
ہی ساتوین خطا یہ کہ حدیث ابن ماجہ مین لفظ تقتتل کا ہی باب افتعال سے اور اقتتال اور تقاتل
ن بمعنی باہم لڑنے کے ہین مارے جانے کے معنی کرنا خطا ہی چنانچہ فقرہ ثم لا یصیر الی احد
سے ظاہر ہوتا ہی اسواسطے کہ بعد مارے جانے کے کنز طرف کسی ایک کے رجوع کرنے کا کیا
تھا کہ اوسکی نفی کی حاجت ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ تینون ابن خلیفہ آپسمین لڑینگے اب یہان
ے تینون ابن خلیفہ فرضی آپسمین کہان لڑے کہ مصداق حدیث کا ہو وین آٹھوین
لہ سیادت کو بمعنی ترک دنیا و فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بنا الفاسد علی الفاسد ہی
سطے کہ یہان ترکیب توصیفی مین سود بمعنی سیادت کہان بن سکتا ہی کہ سیادت
فقر و قناعت وغیرہ کے بنے ثبت العرش ثم انقش نوین خطا یہ کہ حدیث سوم مین عبارت
شیئا لا احفظہ کو اپنے رسالے مین مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترجمے مین کچھ اسکا تعرض کیا
انکہ کتاب منقول عنہ یعنی سنن ابن ماجہ مین وہ عبارت اوسی حدیث مین بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اوسمین اہل حق کا مقصود ہی اسلیے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ راوی
کہتا ہی کہ لم یقتلہ قوم کے بعد حضرت رسالت مآب نے ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجھکو یاد نہین ہی
انتہی اوس بات کا سراغ یون لگا کہ حاکم اور ابو نعیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا الا اونکے
راویون کو وہ بات یاد رہی اونکی روایت مین یہ عبارت ہی عن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثۃ کلہم ابن خلیفۃ لا یصیر الی واحد
منہم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتالا لم یقتلہ قوم ثم
یجیٔ خلیفۃ اللہ المہدی فاذا استمعتم بہ فاتوہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج
فانہ خلیفۃ اللہ المہدی اب ماتحت کے ضمائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدہ مقررہ علماء کے
حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر حیرت
ہی کہ مصنف رسالہ معارضہ باوجودیکہ اپنا لقب عالم میان ٹھہرتے ہین اسقدر بھی نہین سمجھتے
ہین کہ اگر یہان کچھہ رہ نہین گیا ہی تو فاتوہ اور بایعوہ اور فانہ کی ضمیرین کس طرف راجع ہین
اس فہم و فراست پر معارضہ روایات کو سمجھانے کا دعوی ہی غرض کہ خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ
پہلے اولاد خلیفہ جنگ کرینگے کنز پر بعد اوسکے کالے نشانون والے جانب مشرق سے آوینگے
مین جنگ شدید کرینگے بعد اوسکے آوینگے خلیفۃ اللہ مہدی یہ ترتیب قطعی ہی اسلیے کہ حرف
ثم خاص ہی واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہی جیسا کہ اصول مین مقرر
ہی اب اگر ابنائے خلیفہ کی جنگ کو خوندمیر کی جنگ پر محمول کرین تو چاہیے کہ بعد اوسکے اہل
رایات کا جنگ واقع ہو بعد اوسکے خلیفۃ اللہ مہدی ظاہر ہون اور یہان دونون امر مفقود ہین اسلیے
کہ مہدی جونپوری خوندمیر کی جنگ سے پیشتر مر چکے ہین اور اگر طلوع رایات مشرق سے
ظہور مہدی جونپوری مراد لین جیسا کہ بتائید تاریخ فرشتہ میان مصنف نے ارادہ
کیا ہی تو چاہیے کہ ابنائے خلیفہ کا جنگ اور اہل رایات کا جنگ پیشتر واقع ہو چکے اب اگر
حاصل اس جنگ سے کے بقول مصنف کے میان خوندمیر ہین تو چاہیے کہ میان خوندمیر مہدی کے
پہلے ایام طفولیت مین یا مان کے پیٹ مین مع دونون خلیفہ زادون کے لڑ کر مر چکے ہین بالجملہ
کسیطرح اس بزرگ کا کلام صحت نصیب نہین ہوتا ہی اور نہ انکی جنگون کو شمار ہو سکتا ہی

جسطرف خیال کیجیے مانند صحرائے خطا کے نا فہمائے اغلاط و خطا کے مہلک ہے ہین کہ آدمی دیکھتے دیکھتے بیزار ہو جاتا ہی کہان تک کوئی خطا کا حساب کرے اسواسطے لاچار ہو کر اس جگہہ اسی قدر اختصار کیا دلیل چہارم عبد الملک سجاوندی مہدوی نے سراج الابصار مین نقل کیا کہ منہا ما روی ابو سعید مولی ابن عباس قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لارجو ان لا تذهب الایام واللیالی حتی یبعث الله منا اهل البیت غلاما شابا حدثا لم تلبسه الفتن ولم یلبسها یقیم امر هذه الامة کما فتح هذا الامر بنا ارجو ان یختمه الله بنا اخرجه الحافظ ابو بکر البیهقی فی البعث والنشور ومنها ما روی عن ابی جعفر بن علی رضی الله عنهما قال سئل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه عن صفة المهدی فقال هو شاب مربوع من الوجه یسیل شعره علی منکبیه یعلو نور وجهه سواد شعره ولحیته ورأسه ومنها ما روی عن ابی عبد الله الحسین بن علی رضی الله عنهما انه قال لو قام المهدی لانکره الناس لانه یرجع الیهم شابا موفقا وان من اعظم البلیة ان یخرج الیهم شابا وهم یحسبونه شیخا کبیرا انتہی القصہ سوائے صاحب سراج الابصار کے دوسرے مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہین اور نہایت فخر کرتے ہین کہ ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حالانکہ یہی روایات مذکورہ مسلماتِ انکے انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اسواسطے کہ ان تینون روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ مہدی موعود جوان عالم شباب مین ہونگے اور انکے مہدی نے جسوقت انسٹھوان سال اونکی عمر کا شروع ہوا تب مہدویت کا دعوی کامل کیا اور تریسٹھ برس کی عمر پا کر انتقال کیا پس یہ روایات انکے حال کے منافی ہین اسلیے کہ روایت اول مین ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ مجھکو امید ہی کہ رات و دن تمام نہونگے یہان تک کہ اللہ تعالی ہم اہل بیت مین سے ایک لڑکا جوان نو عمر اوٹھاوے گا اور روایت دوم مین ہی کہ جناب مرتضوی سے جب لوگون نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شاب یعنی جوان ہی میانہ رو ہے کہ بال اوسکے دونون کندھون تک پہونچتے ہین اور نور چہرے کا بالون کی سیاہی پر اور داڑھی اور سر پر تابان اور

نمایان ہی اور روایت سوم مین ہی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہونگے
لوگ انکار کرینگے اور سبب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ اونکی طرف عالم شباب مین رجوع کرینگے اور بڑی
بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان بر آمد ہونگے اور لوگون کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ کبیر ہونگے
انتہی یہان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہی کہ وہ مہدی موعود ہی اور مہدی
شیخ کبیر کا انکار ضرور ہی کہ وہ مہدی گمانی وخیالی عوام الناس ہی نہ موعود حضرت رسالت
اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین منبع شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جونپوری شیخ ہین
شاب نہین ہین اسواسطے کہ پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی اسی برس تک یا آخر عمر تک
جیساکہ قاموس مین لکھا ہی اور اطبا لکھتے ہین کہ سن انسانی کے چند درجے ہین اول طفولیت یہ
اوس زمانے کا نام ہی کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہووے بعد اوسکے صبئی یہ اوس وقت
کا نام ہی کہ چلتا پھرتا ہی لیکن اعضا سخت و مضبوط نہین ہوئے ہین بعد اوسکے سن ترعرع یہ
اون ایام کو کہتے ہین کہ اعضا مضبوط ہین لیکن بلوغ ابھی دور ہی بعد اوسکے سن غلامیۃ اور
رہاق کہ زمانہ قریب بلوغ کا نام ہی تا بلوغ بعد اوسکے سن فتی کہ قریب تیس برس تک یہی نام ہی
اور یہان تک جسم آدمی کا نشوونما کرتا ہی اس سبب سے ان سب اقسام کو سن نمو بولتے ہین
بعد اوسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہی اور اسے سن وقوف کہتے ہین یعنی
جسم ٹھہرا ہوا ہی کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور بعد اوسکے سن کہولت ہی اور وہ چالیس برس سے قریب
ساٹھ برس تک ہی بعد اوسکے سن شیخوخت اور وہ قریب ساٹھ برس سے آخر عمر تک ہی اب غور
کیجیے کہ شیخ جونپوری نے وقت ادعاے مہدویت کے اٹھاون برس کے ہوکر انسٹھون برس
مین قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھ کے کہلاتا ہی وابتداے شیخوخت ہی بموجب تقسیم اطبا کے
اور بموجب قول صاحب قاموس کے کہ بعد پچاس برس سے شیخوخت شروع ہوتی ہی شیخ ہونیکے
آٹھ برس کے بعد دعوی کیا کہ اوسوقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہی کہ حضرت رسالت
اور علی مرتضی اور امام حسین علیہم السلام عرب ہین کہ زبان عرب مین بات کہتے ہین معنی اونکے
کلام کے وہی ہین جو کہ لغت عرب سے ثابت ہووین ورنہ امان لغت سے اوٹھ جاوے
اور ہر شخص اوسکے جیسا دل مین آوے ویسا سمجھ لیا کرے اب بموجب تمہاری روایات کے

ان شیخ کبیر کا انکار اور مہدی شاب جدث کا انتظار چلا ہے کہ یعلو نور وجھہ سواد شعرہ اوسپر
صادق آوے اسواسطے کہ تمہارے مہدی پر جیسا کہ شاب نہین صادق ہی سواد شعر یعنی سیاہ
بال ہونا بھی نہین صادق ہی کیونکہ سواد الشعر جبھی بولا جاتا ہی کہ سب بال کالے ہون یا اکثر اور مگر
آدھے سفید ہون تو اوسکو عربی مین کہل فارسی مین دوموبہ ہندی مین کھچڑی بال والا یا ادھیڑ
کہتے ہین سیاہ ریش اوسکو کوئی نہین بولتا ہی اور شیخ جونپوری دوموبہ تھے جیسا کہ شیخ فضائل مین
لکھا ہی کہ مقام فراہ مین وقت دفن کرنے مہدی کے شاہ نظام قبر مین اوترے اوسوقت انکی نگاہ
سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دوموبہ سپید ہوگئے ہین حالانکہ اول سیاہی
زیادہ تھی لیکن اوسوقت دوموبہ ہوگئے تا کہ مہدی کے حلیے سے مشابہت ہوجاوے اور اسیوقت
سے انکا لقب ثانی مہدی مقرر پایا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دوموبہ تھے اور جب کہ بیٹے
سفید ہوگئے تھے باپ کی سفیدی مین کیا شک ہی اور انکے مہدی کے دو دعوے اور
بھی مشہور ہین ایک مرنے سے سات برس اول یعنی چھپن برس کی عمر مین دوسرا نو برس اول یعنی
تریپن برس کی عمر مین ان دعاوی کے بعد ساکت ہو رہے ہین ان دعوون کا کیا اعتبار ہی اسواسطے
کہ ایسے دعوے تو انکی کتابون مین وقت پیدایش سے منقول چلے آتے ہین چنانچہ شواہد الولایت
کے چوتھے باب مین مذکور ہی کہ انھون نے لڑکپن مین پہلے یہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد
اوسکے بھی کبھی کبھی سخن جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابون مین مذکور ہی کہ دانا پور کے جنگل مین انکو
بی بی اور بیٹی نے تصدیق مہدویت کی بھی کی پس یہ دو دعوے بھی مانند اون دعاوی دیگر
کے ہوئے اور قطع نظر اس سے ان دو دعوون کے وقت مین بھی صاحب قاموس کی تحریر کے موافق
شیخ تھے اور اطبا کے قول کے موافق کہل تھے شاب کسی کے قول پر نہین ہوسکتے ہین
کہین شیخ بھی شاب ہو سکتے ہین لیت الشباب یعود یوما کا خیال خام ہی

شعر

شیئان عجیبان هما ابرد من یخ	شیخ یتصبی وصبی یتشیخ

غرض کہ یہ حکایات لکھاری ہوئی ہین ہماری ہو گئی ہین وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اگر حیرت ہی کہ انکے مصنفین کی بات
نازل ہین یہانتک کہ سچا وعدہ بھی کبھی جلسے یا بعد کہلاتے ہین لعل لیت ہی کا ہو منصف تو
حسینی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیوی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکار مہدی موعود ہمارے مہدی سے ہی منصف

ف دلیل پنجم حدیث مجدد دین اور نہایت گڑبڑ اور غلط گوئی مہدویونکی اوسکی شرح مین اور ایک حدیث جھوٹی وضع کرنا

کہتا ہی کہ تمھاری کج فہمی کا میرے پاس علاج نہین ہی قول امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہی کہ بسبب شباب کے انکار مہدویت کا مویدات سے ہی نہ بسبب شیخوخت کے کہ ایسا انکار خود حضرت امام حسین بھی کرتے ہین غرض کہ آپکو بھی استعداد نصیب نہین ہی کہ عبارت عربی کو سمجھا کرے کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون دلیل پنجم مشکوۃ مین سنن ابی داود سے منقول ہی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی بتحقیق اللہ تعالی اوٹھاویگا واسطے فائدے اس امت کے انتہاے سر سو برس پر ایسے شخص کو کہ تازہ کر دیگا واسطے امت کے دین اوسکا انتہی عمدۃ الابصار مین لکھا ہی کہ اس حدیث کی شرح مین مذکور ہی کہ مجدد دسوین صدی مین مہدی ہین جیسا کہ تنبیہ الحزر وغیرہ کتب مین مذکور ہی اور جیسا کہ نووی نے ذکر کیا اور ایسی ہی صادق سید محمد گیسو دراز نے ایک ملفوظ مین کہا ہی اور طبری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا کہ مہدی نو سو پانچ پر ظاہر ہونگے اور اس ذات کا ظہور بھی اسی تاریخ پر ہوا انتہی اور شواہد الولایت مین ونتیسوین باب مین حدیث کے اخیر مین یہ عبارت بڑھادی کہ وفی المائۃ العاشرۃ الاخیرۃ لا یکون سوی المہدی انتہی بلکہ مصنفین مہدویہ نے ایک حدیث مستقل بنادی کہ سیخرج من امتی مہدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منہم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین مذکور ہی پھر اس حدیث خانہ ساز کی مہدویون نے ایسی قدردانی کی کہ جیسا کہ اپنے مہدی کی سند نسل ایمہ اہلبیت تک پونہچادی اس حدیث کی سند اصل ایمہ حدیث تک لگادی چنانچہ سید مصطفی مہدوی اپنی کتاب اثبات مہدویت مؤلفہ سن بارہ سو چھتیس مین لکھتے ہین کہ ذکر کردہ شدہ است در سنن ابی داود وصحیح ترمذی ومشارق وحاشیہ شرح مقاصد وملفوظ میران محی الدین وغیر آن کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من امتی مہدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منہم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی اثر این حدیث در ظہور آمد بدرجہ حدیث متواتر رسید قابل یقین گشت زیرا کہ بر سر ہر صدی شخصے دعوی مہدویت کردہ رجوع کرد و بر سر صدی دہم مہدی موعود دعوی کردہ تا زیست مصر ماند و اسم آن ہر کس نیست قال الشارحان ہؤلاء التسعۃ فاولھا

خواجہ حسن بصری پنجروز دعوی کردند والثانی خواجہ جنید بغدادی بست روز والث
مغربی دہ روز والرابع خواجہ حسن نوری پنجروز والخامس خواجہ حسن عبد اللہ جنید
السادس شیخ عیسی پانزدہ روز والسابع امیر سید عبد القادر گیلانی یکماہ والث
عربی دوازدہ روز والتاسع سید محمد گیسودراز دوماہ دعوی کردند عاشر سید محمد
مہدویت کردہ تا زیست مصر ماند حدیث مذکور از صحاح ستہ آوردہ شد انتہی مع اغلا
غرض کہ مہدویون کے خزانے مین جھوٹ کی کچھ کمی نہین وہ طوفان کذب وبہتان
موج زن ہی اور روایت کشی اور بیان کا سلیقہ انکو ایسا طرفہ ہاتھ لگا ہی کہ انکی تحریر اون
انکے حسب حال یاد آتا ہی ؎ | چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا | الا یا ایہا ال
داب مناظرے کا یہ ہی کہ تصحیح نقل ناقل پر لازم ہی اول چاہیے کہ ثابت کردیوین وجو
حوالے دیے ہین اونہین اپنے مضامین منقولہ کو دکھادیوین کہ طبری نے کیا لکھا ہی اور
اور خواجہ گیسودراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی اور دوسری حدیث خانہ ساز صحاح
ہی اور اون تو مہدی الغوی کا دعوی کہان لکھا ہی اور کس نے نقل کیا ہی غلب کہ جیسے
بے اصل ہی ویسا ہی نقول سابقہ بھی صحت کو نہ پہنچین گی اور اگر کوئی صحت کو
منقول عنہ کی تجویز وتخمین سے ہووے گی اسواسطے کہ اس باب مین کوئی حدیث تعیین سن
نہین ہوئی اور تخمین اور قیاس کا ایسے امور غیبی مین کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ جیسے
تاریخ اللہ تعالی نے کسی کو نہین بتلائی چنانچہ فرمایا ہی کہ یَسْئَلُكَ النَّاسُ
قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی پوچھتے ہین تم سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ
کہو نہین ہی علم ودریافت اوسکی مگر نزدیک اللہ تعالی کے کلام عرب مین انما کلمہ حصر کا
کہ ادراک وقت قیامت منحصر ہی ذات باری پر حال آنکہ قیامت کے آنے پر سب مسلمانو
وقت تاریخ اوسکی کسیکو نہین معلوم ایسے مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا
نکلنا اور حضرت عیسی کا اترنا اور یاجوج ماجوج کا آنا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور آفتاب کا
وغیرہا اسمین سے کسی کی تاریخ سوائے خدائے تعالی کے کسی کو معلوم نہین ہی اسی سبب سے
کہ اس مقدمے مین اٹکل وڑائی اور تخمین قیاس سے بعضون کی تاریخ ٹھہرائی نہایت

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رسالۂ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین کہ لوگون کی زبان پر ایک حدیث مشتہر ہوئی ہے کہ النبی علیہ السلام لا یمکث فی قبرہ الف سنۃ یعنی پیغمبر علیہ السلام اپنی قبر شریف مین ہزار برس نہ ٹھہرینگے اور مین اسکا جواب دے چکا ہون کہ یہ حدیث باطل ہے کہین اسکی اصل نہین ثابت ہوتی ہے اس پر عجب ماجرا یہ ہے کہ امسال سنہ آٹھ سو اٹھانوے مین ایک شخص ایک بڑے عالم ہمعصر کے فتوے کی نقل لایا کہ جسکا ردّ ادب کی راہ سے مجکو مکروہ معلوم ہوتا ہے اوسمین لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کرکے تجویز کیا ہے کہ دسوین صدی مین خروج مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ہوکر اور تمام علامات قیامت ظہور پاکر صور پھونکا جاویگا اور بعد چالیس برس کے قبل تمام ہونے ہزار برس کے دوسرا نفخہ صور کا ہوکے حشر قائم ہو جاویگا مجکو ایسے شخص سے ایسا کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اسلیے کہ ہزار مین فقط ایک سو دو برس باقی ہین اور ان تمام امور مذکورہ کا اس مدت مین واقع ہونا غیر ممکن ہے اسواسطے کہ روایات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہینگے اور دجال بھی تمامی صدی پر نکلیگا اور کچھ کم دو برس رہیگا اور عیسیٰ علیہ السلام اوترکر اوسکو قتل کرکے چالیس برس زمین مین زندہ رہینگے پھر بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے آدمی ایک سو بیس برس دنیا مین بسینگے اور درمیان دو نفخون کے چالیس برس کا فاصلہ ہے یہ سب دو سو نو برس ہوتے ہین اور باین خروج دجال اور طلوع شمس کے معلوم نہین کہ کسقدر فاصلہ ہوگا اور اب تک مہدی ظاہر ہوئے نہ دجال نکلا اور مہدی و دجال سے پہلے بہت سی علامتین ہین کہ سالہا درازا اوسکے واسطے چاہیے اونمین سے کوئی واقع نہوئی پس کسطرح ممکن ہے کہ سن ہزار کے اندر سب کچھ ہو جاوے یہ محال ہے بلکہ اگر انتہائے ہزار پر خروج دجال ہووے جیسا کہ بعضے علما نے احتمالاً مقرر کیا ہے جب بھی بعد اوسکے دو سو سے زیادہ دنیا رہیگی اور اگر گیارھوین صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یہ اصلا ممکن نہین کہ پندرہ سو تک مدت پہنچے انتہی ملخصًا اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ نے کہ شیخ جلال الدین خاتم الحفاظ والمحدثین اوسکا مقابلہ کرنیسے بے ادبی سمجھتے ہین ایسی حدیث بے اصل کو سنکر اتنا بڑا دھوکا کھایا کہ قیامت برپا کردی اب ہم لوگ دو سو پچاسی برس سے اوس بزرگ کے خیال مین میدان محشر مین ہین اور وہ بزرگ عالم برزخ مین دنیا کی آبادی دیکھکر اپنی تجویز پر نادم ہوتے

[illegible]

ہونگے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعضے علما کی ہزار پر خروج دجال
نزدیک ہستانوے ہی تقدم خروج مہدی کو وہ بھی احتمالاً ہی اسی سبب سے غلط نکلی بلکہ کیا شیخ
شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پندرہ سو کی بھی غلط نکلے چنانچہ اوسکی تفصیل آگے آ
انشاء اللہ تعالی بلکہ اس سب سے بڑھکر سنئے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادے ع
رضی اللہ عنہما کے فرماتے ہین کہ مالک ہونگے بنو عباس یہان تک کہ مایوس ہو
سے پھر پراگندہ ہو جاوے گا کام اونکا سن پچانوے مین یا ننانوے مین اور ہم
مین قائم ہونگے اور حضرت جعفر سے روایت ہے کہ فرمایا مہدی سن دو سو مین قائم
ابی قبیل سے روایت ہے کہ آدمیون کا اجتماع مہدی پر سنہ دو سو چار مین ہوگا یہ سب
رسالہ کشف مین نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے منقول ہین اور شیخ نے اونسے مرا
ہزار دو سو پر مہدی کا ظہور ہوگا حال آنکہ نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی
برس طول پاکر ہلاکو خان کے ہاتھ سے زوال پذیر ہوئی غرض کہ جب کہ ایسے ایسے اکا
اور اجتہاد مین خطا ہوتی ہے تو حضرت گیسو دراز اور نووی اور طبری سے اشتباہ ہوا تو
کیا عجب ہے اسواسطے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے نہ صحابہ معصوم ہین نہ ائمہ
اور علم غیب سوائے حضرت علام الغیوب کے کسیکو نہین ہے مگر انبیا اور رسولون کو او
سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ بلاشبہ صحیح نکلتا ہے فسبحان من لا یظہر علی غیبہ
الا من ارتضی من رسول اور اس مقدمے مین آج تک حضرت رسالت سے ا
ایسی ثبوت کو نہ پونہچی کہ اوسمین سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدویون کے علما
بڑی دستگاہ رکھتے ہین چنانچہ شواہد الولایت اور مطلع الولایۃ اور انصاف نامہ وغیرہ
موضوعۃ باطلہ سے مالامال ہین اس مقدمے مین بھی ایک حدیث حسب دلخواہ بنا
مذکور ہو چکی اور اوسکی شرح مین تو مہدی لغوی کا بیان اس واہیات کے ساتھ
انتہا کو پونہچادی اول یہ کہ ان تو بزرگ کا دعوی مہدویت کرنا اسکو کہلنے نشا
جیسا کہ حضرت رسالت پر افترا کیا اور حدیث نے اصل کی نسبت حضرت کی
بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگادی ویسی ان بزرگون پر بھی اتہام

ہ بعضے انمین اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہین ہین چنانچہ حسن بصری و محی الدین عربی
یونکہ خلاف متواتر دعوی مہدویت کرتے تیسرے یہ کہ بعضی صدی کا ابسون کو مہدی
نکا وجود اوس صدی مین نتھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
سنہ چارسو اکتر مین ہی اور وفات سنہ پانسو اکسٹھ مین ہی اور مہدوی مذکور نے
ن ساتوین صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ پانسو
ن اور وفات سنہ چھ سو اڑتیس مین ہی چنانچہ نفحات الانس وغیرہ مین مسطور ہی اور مہدوی
سنیف اونکو مہدی آٹھوین صدی کا ٹھہراتے ہین وقس علی ذلک سبحان اللہ کیا
ہی جیسا کہ علم کلام مین یہ لوگ سلیقہ رکھتے ہین ویسی علم تاریخ مین بھی نرے بدل ہوتے
لشوت آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست
نقل حسب حال یاد آئی حکایت دہلی مین ایک درویش وارد ہوئے اور دارا شکوہ
باپ شاہ جہان بادشاہ کے سامنے اونکی نہایت ثنا خوانی کی اور خواہان اسباب
ہ بادشاہ اوسکے مکان پر چلین نواب سعد اللہ خان وزیر نے عرض کی کہ بعد تحقیقات
چاہیے دارا شکوہ رنجیدہ ہوے شاہ جہان اونکی خاطر سے سوار ہوئے جب
مع دارا شکوہ و سعد اللہ خان کے فقیر صاحب کی خدمت مین پہنچے اونھون نے
لات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیے اول بولے کہ سکندر ذو القرنین اچھے شخص
رتے تمھارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہ جہان متحیر ہوئے
لپ ہی کہا سکندر اور کہا تیمور کہ دونون مین ہزارہا سال کا فاصلہ ہی لیکن عالی حوصلگی سے
ہے بعد اوسکے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے
یر کیا کہ امام حسین کو شہید کروادیا شاہ جہان سے یہ سخن سنکر چپ رہا گیا بولے کہ یہ کیا
امام حسین کو یزید پلید نے شہید کرایا امیر تیمور بعد صدہا برس کے اس واقعے سے پیدا
ر اور امیر تیمور کو جناب امام مین نہایت اخلاص و اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپ کو
نہین ہی یزید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جب اوسنے ایسا کام کیا شاہ جہان نے حیران ہوکر
سعد اللہ خان کیطرف دیکھا اونھون نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ دانی مین بھی لاثانی ہین آپ یہان سے تشریف لے چلیے انتہی تحقیقات میان سید مصطفی
کی تحسین کہ جنھون نے اڑھائی سیر کی کتاب اثبات مہدویت مین لکھی ہی اب میان عبد الملک کہ جنکا
لقب علمای باسدہی اونکی خوبی فہم ملاحظہ کیجیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ان اللہ عز وجل یبعث لہذہ
الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اسواسطے
کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر صدی کے راس پر ایک مجدد ہوگا اور اسکے شارحین اور نووی اور خواجہ
گیسو دراز لکھتے ہین کہ دسوین صدی کے راس پر مہدی مجدد ہونگے اور ہمارے پیر کی ذات بھی اسی تاریخ پر
ہوئی انتہی یہ بزرگوار کو اتنا فہم نہین ہی کہ راس صدی سے انتہا صدی مراد ہی اور انکے پیر نوسو پانچ پر ہوئے
پس دسوین صدی کے راس پر کس طرح مجدد ہوئے اگر بالفرض امام نووی اور سید گیسو دراز سے
نقل صحت کو پہنچے تو وہی تمھاری تکذیب کرے گی کہ وہ کہتے ہین کہ انتہاے دسوین صدی کے
مجدد و مہدی ہین اور تمھارے پیر انتہاے نوین صدی پر ہوئے پس مہدی موعود نہوئے بلکہ تمھارے
لوگون کی دوسری حدیث کے موافق مہدی لغوی ہوئے اور تمام دعوی لغو ہوگیا اور اس صدی سے معنی ابتدا
صدی کے ہرگز نہین بن سکتے ہین اسواسطے کہ تمھاری دوسری حدیث کے موافق پہلی صدی کی
ابتدا مین مہدی لغوی کون ہی اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھہراؤ تو قطع نظر اس گستاخی کے تمھاری حدیث
مین یجیء من امتی مہدی کا لفظ ہی حضرت آپ اپنی امت مین سے کسطرح ہوسکتے ہین اور میان
مصطفی مہدوی جھوٹے ہوجاوینگے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی صدی کا مہدی ٹھہرایا ہی وہ
ابتداے صدی اول مین کہان تھے اور محاورہ عرب و عجم کے خلاف ہوجاوے گا کہ شائع و رائج معنی انتہا
ہی چنانچہ بولتے ہین کہ راس ستین و راس سبعین و راس حول اور رؤس جبال اور رؤس نخل اور فارسی مین
سر درخت اور سر کوہ سب بمعنی انتہا کے ہین اور اسی طرح حدیث ترمذی مین بھی اسی معنی انتہا کے
ہی کہ ارایتکم لیلتکم ہذہ علی راس مائۃ سنۃ منہا لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض
احد یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر حیات مین ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو
برسون کی تمامی پر کوئی شخص اون لوگون مین سے کہ آج اوپر زمین کے ہین باقی نرہے گا زمین کے
اوپر ہونے والون سے اشارہ اس طرف ہی کہ زمین کے نیچے یا پانی اور ہوا پر رہ سکتے ہون بلکہ
پابند رہے زمین کے ہون اس قید سے حضرت خضر و الیاس و ملائکہ زمینی اور جن و شیاطین

ابلیس و سکان زیر زمین خارج ہوگئے اور باقی سب اہل زمین موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے تمامی صدی تک تمام ہوگئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر مین ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ایک سو دو مین مکہ معظمہ مین رحلت کی یعنی اس حدیث کے فرمانے سے اٹھانوے برس کے بعد اور بعد صدہا برس کے جسنے دعوی صحابیت کا کیا وہ محدثین کے نزدیک جھوٹا نکلا جیسا کہ رتن ہندی اور قیس بن تمیم گیلانی وغیرہما اور حدیث ابی داؤد مین لفظ اول مائۃ سنۃ کا عام ہے کہ عموم و استغراق اوسکا مفاد ہے کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہے اگر راس بمعنی ابتدا کے لیوین کہ زمانہ تکلم کی نسبت ماضی ہی معنی بعث مضارع کے بگڑ جاتے ہین پس تحقق ہوا کہ جس شخص نے معنی ابتدا کے بھی درست جانے ہین نادرست ہین اور بعضے مہدوی اپنی کتابون مین دعوی کرتے ہین کہ اجماع اہل تاریخ کا ہے کہ نوسو پانچ پر مہدی ہونگے اور نہین سمجھتے ہین کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بات پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی اب تک ثابت نہین کہ طبری نے کہان لکھا ہے اور کہان سے معلوم کیا اسواسطے کہ طبری عینی ان تھے اگر کوئی سند رکھتے ہین تو پیش کرین ورنہ گفتگو لاطائل ہے علاوہ یہ ہے کہ اب تک بھی ثابت نہوا کہ مہدوی کونسے طبری سے یہ عبارت نقل کرتے ہین اسواسطے کہ طبری جیسا کہ تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہے متعدد ہین ایک محمد بن جریر طبری شیعی کہ اوسنے ایک کتاب مثالب صحابہ مین تصنیف کی اور ایک کتاب امامت مین لکھی کہ نام اوسکا ایضاح المسترشد ہے علماء شیعہ اکثر اسی کتابون سے نقل کرتے ہین اور مجملاً کہتے ہین کہ طبری مین یون لکھا ہے اور ناظرین دھوکا کھاتے ہین کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری شافعی کی ہے کہ مشہور بتاریخ کبیر ہے اور اصح التواریخ ہے اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نادر الوجود ہے کم کسیکا اوسکا نسخہ میسر آیا ہے اب کہ تاریخ طبری خلق مین مشہور ہے وہ اصل تاریخ طبری نہین ہے بلکہ اوسکا مختصر ہے کہ محرفات علی بن محمد عدوی ابو الحسن سماطی شیعی سے ہے کہ اوسنے تاریخ طبری کو مختصر کرکے اوسمین اپنی طرف سے افراط و تفریط کی ہے اور بسبب آسانی عبارت کے مشہور و رائج ہوگئی اور مترجمین اوس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہین پس تحریف در تحریف اوسمین واقع ہوئی پس ناقلین اسی مختصر سے نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخ طبری مین ایسا لکھا ہے حالانکہ اصل تاریخ مین اس روایات کا نام و نشان پیدا نہین ہے اور اس مختصر نے بہت سے مطاعن اہل سنت کی

جو کچھ اوس مختصر مین مین لکھتے ہین اصل کیطرف نسبت کر دیتے ہین انتہی مختصرًا من المقالین
ندا آب نیچہ بی ظاہر ہوا کہ مہدویون کے علماے بالعمد عبد الملک سے حیاوندی کی راہ بھی ابہی
ی ہی اسواسطے کہ اصل تاریخ انکو کہان سے نصیب ہوئی اگر ہے تو ثابت کرین کہ ناقل نے تصحیح
ی دوسرا قرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین السیوطی کہ ناظر ہین تاریخ طبری کے اور رسالہ کشف مین
لی روایات کا استیعاب کیا ہی اور اوسمین طبری سے بھی نقل کی ہی اگر یہ روایت بھی طبری
ضرور نقل کرتے تیسرا قرینہ یہ کہ راقم الحروف نے شہر دار الاسلام بغداد مین تاریخ علامہ ابن
نہ کیا اوسمین لکھتے ہین کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہی کہ کوئی مقام اوسکا اس مین فروگذاشت
و اور اوسکے دوسری تواریخ سے بھی اضافہ کیا گیا اور خصوصیت کسی قوم یا ملک کی ملحوظ
م اہل دنیا کی تاریخ ہی کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی تاریخ کی حاجت نہین اوسمین اس عبارت
کا کہین پتا نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی اور خواجہ گیسو دراز سے کی ہی بیان نکیا کہ
ان لکھا ہی اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی بعضے مہدویون نے کتابون مین
ی نے شرح مسلم مین لکھا ہی شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب نہین ہی تو اسکا
موجود ہی بیان کرنا چاہیے کہ کہان لکھا ہی اور کہان سے اخذ کیا ہی کیونکہ ایسے مقدمات
قیاس و ظن دلیل نہین ہو سکتا ہی اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا قاعدہ جلیلہ
دنیا مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس کا تخمینہ کیا ہی
ہ وجہ یہ کہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین لکھتے ہین کہ حکیم ترمذی نے
دل مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اون لوگون کے واسطے ہی کہ گناہ
ے لے تو بہ مرے ہین یہی لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے سیاہ
ور آنکھین انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنائے جائینگے اور شیاطین کے ساتھ
ین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور بقدر گناہ جہنم مین ہانکے
مین سے بعضے وہان ایک ساعت رہ کر نکلین گے اور بعضے ایک دن اور بعضے ایک
بعضے ایک سال رہ کر نکلینگے وَاَطْوَلُهُمْ فِيهَا مُكْثًا مَنْ يَمْكُثُ فِيهَا مِثْلَ الدُّنْيَا

مُنذُ یَومِ خُلِقَت اِلیٰ یَومِ اُفنِیَت وَذٰلِکَ سَبعَۃُ اٰلاٰفِ سَنَۃٍ وَذَکَرَ بَقِیَّۃَ الحَدِیثِ یعنی
سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی کہ دنیا کے برابر وہان ٹھہرے گا ابتدائے
پیدایش دنیا سے انتہائے فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین آلخ اور ابن عساکر نے انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی حاجت
للہ روا کرتا ہی اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنون کے روزے
اور راتون کا قیام لکھدیتا ہی اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہی ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَاِنَّ یَوماً عِندَ رَبِّکَ کَاَلفِ سَنَۃٍ مِمَّا تَعُدُّونَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے رب کے
مانند ہزار برس کے ہی تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک بن زمل جہنی سے روایت
کی کہ کہا مینے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا الحدیث اوسمین
یہ بھی تھا کہ مینے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے اعلی درجے مین
دیکھا حضرت نے اسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہی اور مین پچھلے ہزار مین ہون
اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف
الاسناد ہی لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفت
روزہ ہی ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخر مین اوسکے مبعوث ہوئے اور ابو جعفر طبری نے
اس اصل کو صحیح ٹھہرایا اور آثار سے اوسکی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس
نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہی سات ہزار برس کا کہ چھہ ہزار اوس مین سے
گذر چکے ہین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک
جمعہ ہی آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے
روایت کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھہ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے
برابر ہی اور دنیا کی مدت چھہ دن کی ٹھہرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی پس چھہ دن
گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہود کہتے

دنیا کی سات ہزار برس کی ہے اور ہم ہزار برس کے عوض ایک دن عذاب مین رہینگے پس کل
م پر عذاب ہوکر منقطع ہوجاویگا اسواسطے اللہ تعالی نے نازل فرمایا کہ قالوا
لن تمسنا النار الا ایاما معدودات ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد
ہ سے بھی ایسی روایت کی اور دینوری نے روایت کی کہ کرز عبادت مین بہت مشقت
لوگون نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پہنچی ہے بولے
برس کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہے بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل کرنا کہ
ن پاوے کیا مشکل ہے انتہی غرض کہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات
ور حضرت رسالت مآب کا وجود باجود ساتوین ہزار مین ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی
ت اس رسالے کے ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس
ہ اور دنیا تمام نہ ہوئی اسواسطے ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین
ت یہ ہے کہ اکثر امت میری ساتوین ہزار مین ہے ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار مین ہین
ہ امام احمد بن حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہے کہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار
ں گذر چکے ہین اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے ہین انکو جانتا ہون انتہی
ن عباس اور مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چھہ ہزار گذر چکے ہین انتہی
جیہ کی سند قوی نہین ہے اسواسطے کہ قول وہب سند نہین ہوسکتا ہے کیونکہ انھونے
اس باب مین روایت نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھہ سو برس کا گذرنا ثابت کیا
بت قوی نہین اسلیے کہ مورخون کا اسمین اختلاف ہے دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین
ب تقویم التواریخ اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت
آدم سے چھہ ہزار اور ایک سو ستر برس کے بعد ہوئی ہے یہی حساب حضرت کے صحیح کلام کے
مین پچھلے ہزار یعنی ساتوین ہزار مین ہون چنانچہ طبرانی کی روایت مین مذکور ہوچکا بخلاف
کہ اسکے خلاف ہے اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف نہین نکلتی ہے
ت رسالت کے چھہ ہزار گذر چکے تا کہ حضرت کا چھٹے ہزار مین ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اوس سے
ضرت سے پیشتر چھہ ہزار گذر چکے ہین تا کہ مطابق ہووے صریح روایت طبرانی کے اور خود شیخ رحمۃ اللہ

پنے جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرت نے کہ اَلدُّنْیَا سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ اَنَا فِیْ اٰخِرِهَا
گا یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور مین اونمین سے پچھلے ہزار مین ہون اور غرض شیخ
اس توجیہ سے یہی ہی کہ اگر حضرت کو ساتوین ہزار کی ابتدا مین بھی فرض کرو اور عمر دنیا کی سات
ر ہی تو واقع کے خلاف ہوتا ہی اسواسطے کہ سات ہزار تمام ہونے کے قریب ہو گئے اور علامات
مت کی اوسکی مدت قریب ڈیڑھ سو برس کے چاہیے اب تک وجود مین نہ آئی اسواسطے توجیہ بالا سے
رت کو چھٹے ہزار مین فرض کرنا لیکن مطابق حساب وہب کے چھٹے ہزار کی چھٹی صدی مین فرض
یا تا کہ چودہ سو برس مدت امت کی ٹھہرے کہ اوسمین سب علامات قبل سات ہزار کے بفراغت
ہو سکتے ہین اور اسی خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت امت کو پہونچنا ممکن نہین ہی کہ سات
ار سے بڑھ جانا لازم آتا ہی لیکن وہب کے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرت کو چھٹی صدی
ین فرض کرنا ضرور نہین ہی اور پندرہ سو کو مدت امت کی پہونچنا بھی ممکن ہوتا ہی اسواسطے
بموت وہب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب مین لکھا ہی کچھ اوپر ایک سو دس ہجری مین ہی اور ظاہر ہی
اونھون نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہی پس ہجرت سے تقریبا پندرہ سو برس
تے سات ہزار مین باقی ہین اور بموجب لکھنے شیخ کے مہدی اور دجال وغیرہ کا ظہور انتہاے
مدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر مین روایت کی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا
جب سے دنیا ہی تب سے راس صدی پر کوئی امر کلان ہوا کرتا ہی پس راس صدی پر خروج دجال اور
نزول عیسی بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
بعد ظہور کے رہین گے اور دجال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہی اور حضرت عیسی علیہ السلام
چالیس برس بعد نزول کے تشریف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے عبد اللہ بن عمرو سے
روایت کی کہ بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانند جانورون کے بسینگے
نہ کچھ دین وسنت نہ پہچانتے ہونگے اونھین پر قیامت قائم ہوگی انتہی اس حساب سے
قل مرتبہ ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین اور معلوم نہین کہ حضرت عیسی کے کسقدر بعد طلوع
شمس ہوگا وہ علاوہ ہی اب اگر خیال کیجیے تو تیرھوین صدی مین پندرہ برس باقی ہین اگر اسی
کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہون تو پندرہ سو برس تک ہو سکتے ہین لیکن اگر ان

ں وسلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ اوسی زمانے مین چھ ہزار برس
لے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریباً دو سو برس ہو چکے ہین غرض کہ توجیہ مذکور اگرچہ
ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہی لیکن درینولا ممکن معلوم ہوتی ہی البتہ اگر تیرھوین صدی ہم
چ پچاس ساٹھ برس اور گذرین اور کچھ ظاہر نہووے تو حساب وہب بن منبہ مع توجیہ
کے غلط ہو جاوے گا ہان اگر وجود باجود آنحضرت ابتدائے چھ ہزار برس مین فرض کرین
یش زیادہ ہی لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مورخین دیگر کے خلاف ہی
بن منبہ کے حساب کے بھی غیر مطابق ہی علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کہ معظم
ور اکثر امت ساتوین ہزار مین ہی اسواسطے اپنے تئین ساتوین مین فرمایا بھی نادرست ہوجاتا ہی
جب حضرت ابتدائے چھٹے ہزار مین ہوئے اکثر امت اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوا توجیہ
باقی نرہی اس بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھ اور ہی کہ متقدمین کے خیال مین گذرا اور
ن کچھ مضائقہ نہین ہی کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعیٰ مِنْ سَامِعٍ وَکَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ
ی بات متاخرین کے ذہن مین ایسی آجاتی ہی کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس
یث کے معنی مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے نفیس نفیس آئے کہ اونمین
ر تکلف تاویل و توجیہ کی حاجت نہین ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا صحیح و
یف کے درمیان ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اور مضمون
دیث کا فہم فقیر مین موافق محاورے لوگون کے ہی کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان
کرتے ہین پیدایش سے موت تک کا حساب نہین کرتے ہین اور اس جواب مین وہ استعمال ہوتے ہین مثلاً
شخص کہ چھٹا سال تمام کرکے ساتوین مین داخل ہوا کبھی اوسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار اکمال
اور کبھی ہفت سالہ کہتے ہین باعتبار دخول کے پس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ حضرت
م سے اس دم تک چھ ہزار پورے ہوکر ساتوان ہزار شروع ہی کہ مین ساتوین ہزار مین ہون اسی اتفاق
ستعمال قوم کے دنیا ہفت ہزار سالہ ہی اگر یہ کہین کہ ہم لوگونکو چونکہ تمام عمر وقت موت تک معلوم نہین
تی ہی اسواسطے کہ وقت تکلم تک بولا کرتے ہین اور حضرت کو شاید کہ انتہائے دنیا وقت قیامت تک
علوم ہووے اسواسطے تمام عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہی

احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید مین واقع ہی کہ علم قیامت کا سوائے اللہ تعالی کے کسیکو خلائق علوی و سفلی مین سے
حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ
ہین اس مقدمے مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ
مِنَ السَّائِلِ اور اہل کتاب کو تعین ایام ماضیہ مین اختلاف ہی اہل اسلام سے صاحب تقویم التاریخ
اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم
علیہ السلام سے بعد چھہ ہزار ایک سو تر سٹھہ برس کے ہی اب سات ہزار برس سے متجاوز ہوئے واللہ اعلم کہ اور کتنے باقی
ہین اور قیامت کب ہی کہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ انتہی اب معلوم ہوا
کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ منذ یوم خلقت الی یوم افنیت کا مدرج فی الحدیث ہی کہ کسی راوی نے
اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور مسلم کتابی کی عبارت مین یہ عبارت
کہ قیامت ساتوین دن مین مقرر کی اوسی مسلم کتابی کی رائے ہی کسی کتاب آسمانی یا کسی پیغمبر سے منقول
نہین ہی اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہی اور درج کلام راوی اور کمی و بیشی الفاظ کی اس حدیث مین
کچھہ عجیب نہین ہی اسواسطے الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط و غیر محفوظ ہین چنانچہ سراج منیر
شرح جامع صغیر مین لکھا ہی کہ الدنیا سبعة ایام من ایام الاخرة اسکو دیلمی نے مسند فردوس
مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی اور الدنیا سبعة الاف سنة انا
فی اخرها الفا کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی
روایت کیا ہی اور سخاوی نے کہا کہ اس حدیث مین کچھہ مسکہ نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تلفیق کیے
ہوئے ہین اور حق یہ ہی کہ اسکی حقیقت سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا ہی اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے
کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین انتہی **فائدہ** بیان اس امر مین کہ ریلوے یعنی گاڑی دخانی بھی
علامت قرب دجال کی ہی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر ایسا نہین ہی کہ اوسمین دجال کا گذر نہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہون پر فرشتے
متعین ہونگے کہ نگہبانی کرینگے اور یہ بھی روایت کی کہ اصفہان کے یہود مین سے ستر ہزار آدمی اوسکے ہمراہ ہونگے
اور یہ بھی بعض روایات مین آیا ہی کہ ہمراہ اوسکے تودہ روٹیونکا اور پانی اور آگ ہوگی کہ موافقین کو
روٹی اور پانی سے نوازیگا اور مخالفین کو آگ مین ڈالے گا لیکن آگ اوسکی مومنین کے حق مین پانی ہوجاویگی

الی غیر ذلک آور مسلم اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کا قیام
زمین مین کسقدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایک دن بقدر ایک برس کے اور ایک دن بقدر ایک مہینے
کے اور ایکدن بقدر ایک ہفتے کے ہوگا اور باقی ایام مانند ایام متعارفہ تمہارے کے ہونگے
صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ برس کے دن مین ہمکو نماز ایک روز کی کفایت کریگی فرمایا نہین بلکہ
پانچ نمازون کے واسطے ایکدن کی قدر کا اندازہ کرلینا پھر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کی
تیز رفتاری کسقدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابر باران کہ اوسکے پیچھے ہوا ہووے کہ اوسکو چلاوے الحدیث غرض کہ
خلاصۂ روایات یہ ہوا کہ باوجودیکہ دجال کے ہمراہ لشکر انبوہ اور انبار رسدون وغیرہ کارخانون کے
ہونگے اس مدت قلیل مین کہ کل چودہ مہینے چودہ روز ہاشدہ دولت ہی تمام بلاد دنیا کو سوا حرمین شریفین
کے روند ڈالیگا اور یہ غیر ممکن ہے کہ جب تک دجال سواری کی باد رفتار نہووے اسیواسطے فرمایا کہ
جیسا کہ ہوا ابر کو اوڑاتی لیجاتی ہی ایسی اوسکی سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیا جاوے کہ اوسکی
سواری کا گدھا اسقدر تیز رفتار ہووے کیونکہ وہ گدھا بھی مانند دجال کے عجائب المخلوقات سے
ہوگا کہ اوسکے مابین دونون کانون کے فاصلہ ستر گز کا ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہی اور
باع چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے کثرت جسامت ہی لیکن تمام لشکر وغیرہ کو بھی ضرور ہی کہ کسی
سواری پر اوس شیطانی گھوڑے کے برابر پہونچ سکین ورنہ اگر وہ ملعون بذات خود دوڑ مارکر بیک تنہی
و دو گوش کسی ملک مخالف پر پہونچ گیا کر سکتا ہی بلکہ وہ مع گدھا کتے کی مار مارا جاوے اور نقلاً
بھی یہ بات غلط ہی اسواسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ مع خدم و حشم و ساز
و سامان پھرا کریگا اب یہ امر کہ دنیا مین کونسا ہی کہ اس سامان فرعونی اور لشکر شیطانی کو کہ فقط
فوج رکاب خاص ستر ہزار یہود ہین سوائے دوسری افواج و معتقدین کے اوسکے ہمرکاب پہونچاوے
مگر گاڑی دخانی کو کہ حضرت مسبب الاسباب نے اوسکے پیش از ظہور اوسکے کارندون کے ہاتھ سے
پھیلانا شروع کیا کہ بکمال سعی چاہتے ہین کہ قبل برآمدی تمام دنیا مین پھیل جاوے اغلب کہ ایک سو
برس مین تمام دنیا مین پھیل جاوے اور کیا عجب ہے کہ چودھوین صدی کی تمامی پر جسوقت نصاری
ارادہ تمام کر چکین یہود کو جلو مین لیکر برآمد ہووین اور ابر پر باد سے اسکو مشابہت صوری بھی بدرجہ کہ
پچاس ساٹھ گاڑی کلان ایک جسم ہوکر مانند دل بادلون کے دوڑتی ہین اور یہ بھی معلوم رہے

افق فرمانے حضرت صادق و مصدوق کے چال اس گاڑی کی ہوا کی چال کے نہایت مطابق ہی ہوا
ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی نہایت تیز نہیں چلائی جاتی ہے بلا توقف معمولاً ایک ساعت میں بیس
میل چلتی ہے اور ولایت میں ساٹھ میل چنانچہ مصر و اسکندریہ کی گاڑی کو بھی ہم سطور نے ملاحظہ کیا کہ
نہایت تیز رو ہے بلکہ بعضے اخبارات سے معلوم ہوا کہ بعضی کلیں ایسی نو ایجاد ہوئی ہیں کہ اس سے بھی تیز تر
جاوگی پس حساب چال ولایت سے صبح سے دوپہر تک چھ ساعت میں تین سو ساٹھ میل
ہے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کہ اوسط چال سفر کی ہے ایک مہینے کی راہ طے ہوئی اور دوپہر سے شام تک بھی
مہینے کی راہ طے ہوئی اور بحساب کل جدید کے منزل ہر روزہ اس سے بھی زائد ہو جاوگی اور یہی
ہوا کی بھی چال ہے چنانچہ قرآن مجید میں حضرت سلیمان کی چال سواری میں مذکور ہے کہ وَلِسُلَیْمٰنَ
الرِّیحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ یعنی مسخر کیا ہمنے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا
کو کہ صبح کی منزل اوس ہوا کی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ تھی حضرت
سلیمان علیہ السلام کا تخت اسقدر بڑا تھا کہ اوسپر تمام لشکر سوار ہوتا تھا اور ہوا اوسکو اڑاتی لیجاتی
تھی امام محی السنہ تفسیر معالم میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار
ہوتے تھے اور قیلولہ مقام اصطخر میں کہ ایک مہینے کی راہ ہے کرتے تھے پھر سہ پہر کو اصطخر سے
چلتے تھے اور کابل کو کہ یکماہ راہ ہے پہونچتے تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ری میں طعام چاشت تناول
کرتے تھے اور سمرقند میں طعام شام یہاں کچھ کلیں بنانے اور بھڑک نکالنے اور لوہا پگھلانے اور آگ
سلگانے اور اقسام کے مصائب و تکالیف اٹھانے کی حاجت نہ تھی ایں مردیگر یہ شعر کار پاکان را قیاس
از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر یہاں امر الٰہی سے ہوا اور جن و انس و درندے اور پرندے
سب دست بستہ فرمان بردار تھے اور ملائک آتشیں کوڑے لیے ہوئے شیاطین پر موکل تھے کہ اگر سرمو
تجاوز کریں تو سزا سخت پاویں زیادہ تفصیل رسالے بستان المحبین میں لکھی گئی ہے جو قبل اسکے مذکور ہوا
احوال بڑے دجال کا تھا کہ تمام انبیا اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے گئے ہیں اور آدم سے قیامت
تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور بڑا دنیا میں نہیں ہے دجال اکبر پہلے دعوی پیغمبری کا کریگا بعد اوسکے
دعوی خدائی کا دم مارے گا سوا اسکے اور تیس دجال کہ اسکے چیلے چپاٹے ہیں دوسرے ہیں اونسے
بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی میں مذکور ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا تقوم الساعة حتى يبعث كذابون دجالون قريب من ثلاثين كلهم يزعم
انه رسول الله یعنی قیامت قائم ہوگی یہان تک کہ اوٹھین گے جھوٹے دجال قریب تیس شخص کے
کہ ہر ایک کہتا ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہے اور دوسری روایت مین ہے کہ سيكون في امتي ثلاثون
كذابون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي یعنی پیش از قیامت
میری امت مین تیس کذاب پیدا ہونگے کہ ہر ایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے اور حالانکہ مین خاتم النبیین
ہون کہ کوئی نبی بعد میرے نہین ہے ترمذی نے کہا کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین حتی یبعث اور سیکون
سے کہ صیغہ استقبال ہین معلوم ہوا کہ آگے کو اس امت مین پیدا ہونگے پس حضرت عیسی و الیاس و خضر
بعض اقوال پر خارج ہوگئے کہ یہ حضرات پہلے سے پیدا ہو چکے ہین اور قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نبوت بھی پا چکے ہین البتہ بعد آنحضرت کے جو شخص کہ اس امت اجابت یا دعوت مین پیدا ہووے اور دعوی
نبوت کا کرے وہ دجال و کذاب موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے ٹھہریگا اب افسوس ہے
کہ مہدوی لوگ نہایت غفلت و نادانی سے ان وعیدات سے نہ ڈرکر اپنے شیخ جونپوری کو نبی مقرر کرتے ہین
اگرچہ زبان سے نبی غیر تشریعی کہتے ہین لیکن انکے عقائد کے موافق نبی تشریعی ہونا لازم آتا ہے چنانچہ باب
اول کے عقیدہ شانزدہم مین گذر چکا اور باب تسعے مین بھی آویگا انشاء اللہ تعالی یہ نادانون کی
صحبت کا ثمرہ ہے ورنہ وہ بزرگ اغلب دعوی نبوت نکیے ہونگے البتہ دعوی خدائی بعضے وقت زبان سے
کیے ہین مگر یہ بھی بول دیے ہین کہ ایسا بولنا کفر ہے اور جاننا ایمان ہے یہ سب باتین بتشریح و بسط آگے
آوینگی انشاء اللہ تعالی **دلیل ششم** نعیم بن حماد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قال
يبايع المهدي بين الركن والمقام لا يوقظ نائما ولا يهريق دما یعنی فرمایا کہ
بیعت کیا جاوے گا مہدی درمیان رکن و مقام کے کہ نہ جگاوے گا کسی سوتے کو نہ بہاوے گا خونکو انتہی
عالم میان مہدی نے رسالہ معارضے مین اسیقدر بیان کیا لیکن اونکے بزرگون سے اسکا قصہ
تفصیلا بیان کیا چنانچہ شواہد الولایت کے بارھوین باب مین لکھا ہے کہ شیخ محمد جونپوری نے
سنہ نوسو ایک مین درمیان رکن و مقام کے دعوی کیا کہ من اتبعني فهو مؤمن اوسوقت
شاہ نظام اور قاضی علاؤ الدین اونکے دونون مریدون نے آمنا صدقنا کہکر بیعت کی ہر چند کہ
دوسرے یارون نے بھی بیعت کا ارادہ کیا لیکن میران نے قرآن کا وعظ شروع کر دیا بعد وعظ کے

نے اعراب نے بھی بیعت کی بعضے یارون نے پوچھا کہ میران جی دوسرے یارونکو کیون نہ بیعت کرنے دیا
یا کہ امر الٰہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعوے کے بس ہین اور عادت یہ تھی کہ جب دعوی
نے تھے اوسی لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قَالَ مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ سے تاریخ
ہوا ایک کی عیان ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ دوشنبے کے روز منبر پر کہ درمیان رکن و مقام
ہی کھڑے ہو کر دعوی مہدویت کا کیے تین بار باآواز بلند کہا کہ مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ شاہ نظام
قاضی علاؤالدین نے کھڑے ہو کر کہا کہ اَنَا مُتَّبِعُكَ اور دونون نے بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ قاضی
دگواہ راضی قاضی علاء الدین نے کہا قاضی بدو گواہ راضی ہیں لوگ بولے کہ آمَنَّا وَ صَدَّقْنَا جواب
سوال ایسا ہی کہ ایک مقدمہ کئی حدیثون مین مذکور ہوتا ہی لیکن بعض مین باختصار اور بعض مین
تفصیل اور اتفاق محدثین کا ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر چنانچہ صحیح بخاری
ین بھی یہ قاعدہ مذکور ہی اسی قسم سے ہی بیعت رکن و مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد نے ابی ہریرہ رض
مختصر روایت کیا اور عالم میان نے اوسکو غنیمت جان کر لے لیا اور اوسی کتاب مین انھین
نعیم بن حماد نے اسی مقدمے کو دوسرون سے بتفصیل روایت کیا میان مذکور نے اون سب کو
چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَيَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ بَيْنِهِمْ
فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَهُوَ كَارِهٌ یعنی نکلین گے مہدی مدینے سے طرف مکے
کے پس چھین کر نکال لین گے اونکو لوگ اپنے بیچ سے پھر بیعت کرین گے اونکے ہاتھ پر
درمیان رکن و مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہونگے اس کام سے یہ بھی حدیث شیخ
جونپور کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ وہ مدینے سے نکلکر مکے مین نہین آئے بلکہ مدینہ طیبہ
انھون نے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس حدیث سے ظاہر ہوتے
مہدی وقت بیعت کے سوتون کو نہ جگاوینگے اور خونریزی نہ کرینگے یعنی مہدی بجبر و تعدی کسی
...ون کر کے اپنی بیعت نہ لین گے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہونگے اور لوگ جبرا اونکے ہاتھ پر
بیعت کرینگے یا یہ کہ اوس وقت مین ایک بڑا فتنہ و خونریزی ہو گی اور مہدی کی بیعت کے سبب سے
وہ خونریزی موقوف ہو جاویگی چنانچہ دانی نے قتادہ سے روایت کی کہ يَجِيءُ إِلَى الْمَهْدِيِّ

فِي بَيْتِهِ وَالنَّاسُ فِي فِتْنَةٍ تُهَرَاقُ فِيهَا الدِّمَاءُ يُقَالُ لَهُ قُمْ عَلَيْنَا فَيَأْبَى حَتَّى يُخَوَّفَ بِالْقَتْلِ فَإِذَا خُوِّفَ بِالْقَتْلِ قَامَ عَلَيْهِمْ فَلَا يُهْرَاقُ بِسَبَبِهِ مِحْجَمَةُ دَمٍ یعنی لوگ مہدی کے گھر مین آوینگے
اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے مین مبتلا ہونگے کہ اوسمین خونریزی کی جاتی ہوگی کہا جاویگا
اونسے کہ ہمارے پر امیر ہنو وہ انکار کرینگے یہانتک کہ جب قتل سے ڈرائے جاوینگے حکومت
قائم ہونگے پس نہ بہیگا جائےگی بسبب اونکے ایک سنگھی خون کی انتہی سنگھی خون کی نہ بہنے
جانا محاورہ ہی جیسا کہ بولتے ہین کہ نکسیر پھوٹےگی یہ حدیث بھی شیخ جونپوری کی تکذیب
کرتی ہی کیونکہ انکی سند آرائی کے وقت کوئی ایسا فتنہ خونریز کہ جسکی تسکین انکے سبب سے
ہوئی ہو موجود مین نہ آیا غرض کہ اسی طرح کے بہت سے احادیث رسالہ برہان مین مذکور ہین کہ اونمین
قصہ بیعت مہدی بتفصیل مذکور ہی اور وقائع ہنگام بیعت کے اونمین مسطور ہین کہ اون وقائع کا
نام ونشان شیخ جونپوری مین پایا نہین جاتا البتہ تمام قصے کی ابتدا و انتہا چھوڑکر اعتقاد یہ کھنا
کہ جو فقیر دو مرید لے کر رکن و مقام کے بیچ مین بیعت کرے وہ مہدی ہی اگرچہ نہ سیادت اوسکی
ثبوت کو پہونچے اور نہ مطابقت نام والدین اور نہ حوادث ہنگام بیعت جو مین آوین نہایت خطا ہی

خطائے دوم یہ کہ دو مرید کی بیعت کو کافی سمجھکر منبر پر چڑھ جانا حالانکہ خود انھین نعیم
بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہی کہ بیعت کرنے والے بقدر اصحاب بدر کے ہونگے
چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالی مہدی کو بعد ناامیدی کے کہ لوگ بولنے لگین گے کہ مہدی نہین ہی
مبعوث کرےگا اور اونکے انصار لوگ اہل شام کے ہین تین سو پندرہ آدمی بقدر اصحاب
بدر کے کہ شام سے اونکی طرف آوینگے اور نکے یعنی ایک مکان سے کہ نزدیک حِنا کے ہی اونکو
نکال کر کر بیعت کرینگے پس وہ دوگانہ انکو مقام کے پاس پڑھاکر منبر پر چڑھینگے اور حاکم کی
روایت مین بھی ایسی کہ يُبَايِعُهُ عِدَّةُ أَهْلِ بَدْرٍ یعنی بیعت کرینگے اونسے شمار اہل بدر کے
اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ اہل شام ہم شمار اہل بدر تحت ایک سردار کے ہونگے کہ شام سے آوینگے
اور سوائے انکے اسیقدر انصار لے کر ہر طرف عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویگا چنانچہ ایسی
سات سو آدمی جمع ہوکر مہدی کو ڈھونڈھینگے اور مکے مین سب جمع ہوکر مہدی کو پہچانین گے اور
مہدی اونکے ہاتھ سے نکلکر مدینے کو چلے جاوینگے وہ تعاقب کرینگے تب پھر کے آوینگے

وہان پھیر ملاقات ہوگی دوبارہ پھر مدینے کو نکل جاوینگے وہ لوگ پھر طلب کرتے ہوئے مدینے کو جاوینگے
حضرت پھرے مکے کو آوینگے وہان وہ لوگ بھی آکر ڈھونڈھا کرینگے رکن و مقام کے درمیان باحضرت تمام
بیعت کرینگے پس یہ لوگ ایسے مہدی کے ساتھ ہونگے کہ دن مین مانند شیرون کے بہادر اور
رات مین مانند درویشون تارک الدنیا کے عبادت گزار ہونگے یہ مختصر ہی روایت نعیم بن حماد کا
ابن مسعود سے یہ سب مقدمات شیخ جونپوری مین مفقود ہین اور یہ سب روایات رسالۂ بیان
وغیرہ مین موجود ہین **خطائے سوم** یہ کہ لکھا ہی کہ عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے اوس
لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قال من اتبعنی فہو مومن سے تاریخ نوسو ایک کی
عیان ہی انتہی سبحان اللہ عیان را چہ بیان یہ وہی مثل ہی کہ دروغ گویم بروئے تو عبارت
من اتبعنی فہو مومن ابھی موجود ہی مانند دوسرے خوارق تمھارے مہدی کے رفت و گذشت
نہین ہوگئی کہ اوسکا ادراک مشکل ہو اور تم جو چاہو سو بنا کر اودھر نسبت لگاؤ عدد اس عبارت
کے موافق قاعدۂ تاریخ کے کہ حروف مکتوبہ کا اعتبار ہی نہ ملفوظہ کا آٹھ سو پچاس ہین اگر قال
کے ایک سو اکتیس بھی شریک کیے جاوین نوسو اکیاسی ہوجاوینگے نوسو ایک کسی طرح سے
درست نہین ہوتے ہین یہ ایک دعوے کا بیان ہوا دوسرے دعوے کا حال سنیے کہ اسی مصنف
نے تیرھوین باب شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دوسرا دعوی سن نوسو تین ہجری مین باین عبارت
ہوا انہ قال بامر اللہ عزوجل انا المہدی الموعود چنانچہ اسی لفظ مبارک آنحضرت مین تاریخ
دعوے کی حق تعالی نے ظاہر فرمائی غلط ہی بلکہ حق تبارک و تعالی نے یہان بھی تمھارا جھوٹ واقرا
ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے سات سو پچانوے عدد ہوتے ہین تیسرے دعوے
کا بیان سنیے کہ وہی بزرگ اوسی کتاب کے ستر ھوین باب مین لکھتے ہین کہ تیسرا دعوی قصبہ بدلا
مین سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ مین باین عبارت واقع ہوا قال بامر اللہ انا المہدی مبین
مراد اللہ اور اوسی الفاظ متبرکہ مین حق سبحانہ و تعالی نے تاریخ دعوی آنحضرت کی ظاہر فرمائی
یہ بھی غلط ہی بلکہ یہان بھی حق تبارک و تعالی نے تمھارا دروغ بے فروغ ظاہر فرمایا اسواسطے
کہ اس تمام عبارت کے نوسو چونسٹھ عدد ہوتے ہین اور اگر قال کو علیحدہ کرین جیسا کہ ظاہر
معلوم ہوتا ہی آٹھ سو تینتیس رہتے ہین غرض کہ تینون دعوے غلط ہوئے اور اس فرقے

پیشواؤن اور مصنفین کا فہم و فراست محک امتحان کو پونہچا اب خیال کیا چاہیے کہ اس فہم و عقل پر دین و مذہب کے وقائق کس خوبی سے سمجھے ہونگے یہ ایک نمونہ ہی انکے اغلاط کا اگر انکی کتابونکا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہووے کہ کسقدر مالا مال مزخرفات ہین **خطائے چہارم** صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ دوشنبے کے روز منبر پر کہ درمیان رکن و مقام کے ہی کھڑے ہو کر بعد دعوے مہدویت کے تین بار باواز بلند کہا کہ من اتبعنی فہو مومن انتہی معلوم ہوتا ہی کہ اس بزرگ نے نہ کبھی مکہ معظمہ دیکھا ہی نہ کبھی اوسکے نقشے مین غور کیا منبر مقام ابراہیمی کے جانب شمال پر ہی درمیان رکن و مقام کے اوسکا ہونا غیر متصور ہی کیونکہ وہ جاے مطاف ہی کہ طواف کرنیوالونکا راستہ ہی وہان منبر کیونکر بن سکتا ہی اور منبر پر کھڑے ہو کر ایسا دعوی باواز بلند اوس شہر مبارک مین خصوصا اوس زمانہ احتساب مین کوئی عاقل تسلیم نکریگا بادشاہان ہند نے بسبب اسی دعوے کے اپنے ملکون سے اخراج کیا وہان کے علما اور حکام بغیر قتل کیے ہرگز نہ چھوڑتے **خطائے پنجم** انکے میران نے اس دعوے پر اپنے مرید شاہ نظام اور قاضی علاؤالدین کو گواہ قرار دیکر پوچھا کہ قاضی بچند گواہ راضی قاضی علاؤالدین نے کہا کہ قاضی بدو گواہ راضی یہان میران نے قواعد فقہیہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خود کے خیال مین آیا اور نہ قاضی علاؤالدین کو سوجھا کہ فقہا کے نزدیک یہ دونون گواہ کہ مرید خاص اور الوش خوار مدعی کے ہین کہ پیر کا نفع و ضرر اپنا نفع و ضرر جانتے ہین پیر مدعی کے نفع کی گواہی مین نامقبول ہین اور قواعد شرعیہ مین بزرگ و غیر بزرگ سب برابر ہوتے ہین چنانچہ امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان زرہ کے مقدمے مین مناقشہ ہوا اور مقدمہ محکمۂ قاضی شریح پر رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود تشریف فرماے محکمہ ہوئے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گواہ لائیے فرمایا کہ ایک میرے فرزند حسن اور دوسرا قنبر گواہ ہین قاضی نے کہا کہ حسن آپکے فرزند ہین اونکی گواہی مین قبول نہین کرتا اور قنبر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہین گواہی اونکی مقبول ہی لیکن ایک گواہ کفایت نہین کرتا پس دعوی آپ کا ثابت نہین ہوتا یہودی قسم کھاوے اور زرہ لیجاوے کہتے ہین کہ اعتقاد جناب مرتضوی مین بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق اطاعت کرکے تسلیم زرہ پر راضی ہوئے

ب یہودی نے معاینہ کیا کہ امیر المؤمنین میرے واسطے اپنے تابع قاضی کے پاس چل کر گئے
ر کچھ تکبر و نفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت و حمایت نہ کی جانا کہ دین انھیں کا حق
اور اقرار کیا کہ مین باطل جھگڑا کرتا تھا زرہ حقیقت مین امیر المومنین کی ہے وَاَشْهَدُ
ن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دیکھیے جب قاضی امیر المومنین کے
ہوے زرہ مین گواہی امام حسن پر راضی نہوا خلاف قواعد فقہیہ تمھارے دعوے مہدویت
ن تمھارے خاص تلمیذ اونکی گواہی پر کیسے راضی ہوگا خطاب ششم کہ مدعی کی سمجھ
ن یہ نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونون گواہ ہوے ہین مدعی علیہم اوسکا انکار نہین کرتے ہین اور جس بات کا
ہ انکار کرتے ہین اوسکے یہ گواہ نہین ہو سکتے ہین یہ دونون اسبات پر گواہ ہین کہ تم نے من
تبعنی فہو مومن کہا مدعا علیہم کو اسکا انکار نہین ہے تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہوگا او
سکے باذن اللہ و من عند اللہ ہونے کا انکار ہے اور گواہان مذکورے اسکی گواہی غیر متصور ہے
ر کہین کہ گواہون پر بھی امر الٰہی منکشف ہوا تو وہ بھی تمھاری طرح مدعی کشف و الہام کے ہوے
دیا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اونمین سے ایک نے مہدویت جتائی اور دو نے ولایت
نائی اب یہ اونکی مہدویت کے مصدق اور وہ اونکی ولایت کے مصدق ہوے کہ ع
ن ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ اب تینون قدر مشترک مین شریک الدعوی ہین اور مدعی علیہم
تینون کے منکر ہین آپس مین ایک دوسرے کے گواہ نہین بن سکتے کیونکہ تینا
جہ شہادت لنفسہ ہے کہ اگر اونکی مہدویت ثابت ہوئی تو انکی ولایت بھی ثابت ہوئی علاوہ
یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہے اور صحت اعتقاد صحت مہدویت پر اگر صحت مہدویت
انکی ولایت پر موقوف ہووے دور محال لازم آوے گا دلیل ہفتم شواہد الولایت
کے اکتیسوین باب مین لکھا ہے کہ ترمذی مین باب المہدی مین ہے کہ عن ابی طاۃ انہ قال بلغنی
عن النبي صلى الله عليه وسلم ان المهدي من ولد فاطمة بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يعيش خمس عام ثم يموت على فراشه ثم يخرج
رجل من ولد فاطمة بنت رسول الله على سيرة المهدي بنفاذه عشرين سنة
ثم يموت قتيلا بالسلاح اور یہ حدیث خوندمیر پر صادق ہے اور بعضے مصنفین ان

لوگون کے بعد نقل اس حدیث کی یون سے لکھتے ہین کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ اونکے سید خوندمیر
بعد بیس برس کے مظفر الملک بادشاہ گجرات کے ساتھ جنگ کرکے مارے گئے اور حدیث ان پر
صادق آئی **جواب** اس نقل مین ان لوگون نے اقسام کی خیانت اور بددیانتی کو کار فرمایا
اسواسطے کہ ترمذی مین باب ما جاء فی المہدی مین اس حدیث کا نام ونشان نہین ہے البتہ نعیم بن حماد نے
ارطاۃ سے روایت کیا ہی چنانچہ رسالہ مہدی مؤلفہ مولانا علی القاری اور رسالہ برہان شیخ علی المتقی
مین موجود ہی لیکن چونکہ وہ روایت برابر انکے مطلب کے مخالف تھی اوسمین اقسام کی تحریف وتبدیل
کرکے عبارت مذکور الصدر بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس وعید شدید کا خوف نکیا کہ حضرت رسالت
مآب نے فرمایا ہی کہ من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار یعنی جو شخص
کہ مجپر عمداً جھوٹ باندھے پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین ٹھہرالے یہ حدیث محدثین کے نزدیک
متواتر المعنی ہی روایت نعیم بن حماد یہ ہی عن ارطاة قال بلغني ان المهدي يعيش
اربعين عاما ثم يموت على فراشه ثم يخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنين
على سيرة المهدي بقاؤه عشرين سنة ثم يموت قتيلا بالسلاح ثم يخرج رجل
من اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم مهدي حسن السيرة يغزو مدينة قيصر
وهو اخر امير من امة محمد صلى الله عليه وسلم ثم يخرج في زمانه الدجال وينزل
في زمانه عيسى بن مريم عليه السلام یعنی کہا ارطاۃ نے کہ مجکو پونہچی ہی یہ بات کہ مہدی
رہینگے چالیس برس پھر مرینگے اپنے فرش پر پھر نکلے گا ایک مرد نسل قحطان سے کہ دونوں کان اوسکے
اوسکے سوراخ ہونگا کہ مہدی کی روش پر چلے گا اوسکو بیس برس بقا ہی پھر ہتھیار سے مقتول
ہوکر مریگا پھر نکلے گا ایک مرد اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ نیک سیرت
ہوگا غزا کریگا شہر قیصر روم کو اور وہ پچھلا امیر ہی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین پھر
اوسی کے زمانے مین دجال بھی نکلے گا اور عیسی بن مریم بھی اوترینگے انتہی اب اس روایت کو
مہدویونکی روایت سے مقابلہ کرکے دیکھیے کہ کسقدر تحریف اور خیانت کی ہی فقط اتنی بات کہ اس قحطانی
موعود کے حق مین بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اور اپنے خوندمیر کو بھی دیکھا کہ بعد
بیس برس کے مارے گئے بیخود ہوکر جامے سے باہر ہوگئے کہ تمام علامات سابق ولاحق

اوڑا کر اوسکو نسل حضرت رسالت مین داخل کر کے اپنے میان پر چپا دیا حالانکہ یہ شخص قحطان بن عامر بن
شالخ کہ ابو الیمین ہی اوسکی اولاد سے ہوگا اور خوندمیر تمھارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہین اگر
آج یہ روایت اونپر جمانے کی ضرورت سے قحطانی بناؤگے تمھارے مہدی کی بشارت جھوٹ ہو جاویگی
کہ شواہد کے ستائیسوین باب مین منقول ہی کہ فرماتے تھے برادر میرے سید خوندمیر حسینی سید ہین
ہم اور یہ ایک جدی ہین انتہی قطع نظر اس سبب سے میان خوندمیر کے بعد موافق اس روایت کے
وہ دوسرے میان کونسے نکلے کہ جنھون نے قیصر روم کے شہر پر غزا کی کہ وہ آخر امیر
اس امت کے ہین تم لوگ اپنے مہدی کے وقت سے آجتک کہ کچھ کم چار سو برس ہین کبھی عزت سلطنت کو
نہ پونچے اور مصداق اس وعدے کے نہوے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الاٰیہ یعنی وعدہ دیا اللہ نے جو
لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کرے گا اونکو ملک مین جیسا کہ
حاکم کیا تھا اونسے اگلون کو اور جماوے گا اونکو دین انکا جو پسند کر دیا اونکو اور دے گا اونکو اونکے
ڈر کے بدلے امن انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا نمک خوارون کے خیرات خوار رہے
اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے پشت خم و سر نگون ہے اور ذلت نوکری کی کہ چاکر اور کو کر اہر
ہی ہموارہ انکو لازم رہی اور مصداق اسیکے رہے کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ تم مین
ایسا کونسا شخص کب نکلا کہ قیصر روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے وقت مین دجال کب
نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہان چھپا کر رکھا ہی کہ آجتک وہ مع گدھا ایسا گم ہی جیسا کہ گدھے
سر سے سینگ گم ہین اور حضرت عیسیٰ نے کیسا نزول فرمایا انصاف کرنا چاہیے کہ فقط
بیس برس مطابق ہوے تو بس ہوا یہ علامات اگر نہو دین کچھ ضرور نہین ہے جیسا کہ ایک
شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہاتی بکاؤ ہی اگر خریدنا منظور ہووے خرید کیجیے
اوسنے کہا ایک نظر ہمکو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی مٹھی کھول کر ایک مچھر دکھلایا اور
کہا کہ دیکھیے سونڈ موجود ہے بہت عمدہ ہاتی ہے اور خلیفہ موصوف کی قحطانیت سوا
ارطاۃ کے اوروں نے بھی روایت کی ہے چنانچہ نعیم بن حماد نے قیس بن جابر

عدی اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے قیس بن جابر عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہی اور بعضے ان روایات مین ہی کہ یہ قحطانی کچھ مہدی سے کم نہوگا

دلیل ہشتم میان خوندمیر مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین بعضی روایات کہ در حق مہدی وارد شدہ است اکثر اصحاب فتوحات در کتاب خود آوردہ است کقولہ الا ان للہ خلیفۃ یخرج وقد املأت الارض جورا وظلما فیملؤھا قسطا وعدلا یشبہ رسول اللہ فی الخلق بضم الخاء اجلی الجبہۃ اقنی الانف مقرون الحاجبین یقسم المال بالسویۃ ویعدل فی الرعیۃ ویفصل فی القضیۃ یخرج علی فترۃ من الدین یزع اللہ بہ ما لا یزع بالقرآن یاتیہ الرجل یمسی جاھلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یمشی النصر بین یدیہ یعیش خمسا او سبعا او تسعا یقفوا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخطی لہ ملک یسددہ من حیث لا یراہ یفعل ما یقول ویقول ما یعلم ویعلم ما یشھد یصلحہ اللہ فی لیلۃ یعز الاسلام بہ بعد ذلہ ویحیی بعد موتہ یظھر من الدین ما ھو الدین فی نفسہ یرفع المذاھب فلا یبقی الا الدین الخالص یفرح بہ عامۃ المسلمین اکثر من خواصھم یبایعہ العارفون باللہ من اھل الحقائق عن شھود وکشف تعریف الھی لہ رجال الھیون یقیمون دعوتہ وینصرونہ ھم الوزراء یحملون اثقال المملکۃ ویعینونہ علی ما قلدہ اللہ تعالی شعر

الا ان ختم الاولیاء شہید ٭ وعین امام العالمین فقید ٭ ھو السید المہدی من آل احمد ٭ ھو الصارم الھندی حین یبید ٭ ھو الشمس یجلو کل غم وظلمۃ ٭ ھو الوابل الوسمی حین یجود ٭ وقد جاء زمانہ ظلکم اوانہ وظھر فی القرآن الرابع اللاحق بالقرون الثلثۃ الماضیۃ قرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم الذی یلیہ ثم الذی یلی الثانی ثم جاء بینھما فترات وحدثت امور **جواب** معلوم نہین کہ اس عبارت فتوحات کے نقل کرنے سے کیا غرض ہی شاید یہ ہی کہ معلوم ہووے کہ فتوحات مین جو احوال امام مہدی کے مذکور ہین میان خوندمیر کے مہدی پر صادق ہین اسی غرض سے میان مذکور نے عجیب جعل کی چال اختیار کی کہ وضع ثقات سے نہایت بعید ہی یعنے عبارت فتوحات مین اقسام کی تحریف و تبدیل کو کار فرمایا کہیں جا بجا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

دیے اور کہین عبارات و فقرات کہ مخالف اپنے تھے لکھے اوڑا دیے اور کسی جا کے معنی غلط سمجھے چنانچہ میں اسکی تحریف اول یہ ہے کہ تسعگاؤ عدلا کی یہ عبارت اوڑا دی کہ لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل اللہ ذلک الیوم حتی یلی ہذا الخلیفۃ من عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولد فاطمۃ یواطی اسمہ اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبایع بین الرکن والمقام یعنی اگر نہ باقی رہے دنیا سے مگر ایکدن دراز کریگا اللہ تعالی اسدن کو تا کہ والی ہووے یہ خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا تقاضائے منتخم ہے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ موافق ہوگا نام اوس خلیفہ کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت کیا جاویگا درمیان رکن اسود اور مقام ابراہیم کے انتہی اس عبارت سے میاں بندگور کو کیا خوف تھا کہ حذف کر دیا شاید یہ خیال کیا کہ بیعت رکن و مقام کے درمیان انکے مہدی پر صادق نہیں آتی ہے اسواسطے اس مقدمے کو حذف کر دینا چاہیے یہاں سے معلوم ہوا کہ مقدمہ بیعت رکن و مقام کا کہ دلیل ششم میں مذکور ہے یہ حکایت تراش متاخرین مہدویہ کی ہے کہ انھوں نے بمنطوق ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند یہ حکایت تراش کر کے اپنے مہدی کی خدمت کی اور متقدمین مہدویہ کو اسکی خبر بھی تھی نہ خوندمیر سے خلیفہ خاص مہدی تک انکے تابعین میں ہوتی ورنہ کیونکر مخفی رہتا اسی سبب سے صاحب سراج الابصار وغیرہ مصنفین متقدمین نے بھی نقل نہ کیا

تحریف دوم یہ کہ لکھتے ہیں یشبہ رسول اللہ فی الخلق بضم الخاء حالانکہ فتوحات میں عبارت اسطرح ہے یشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخلق بفتح الخاء وینزل عنہ فی الخلق بضم الخاء لانہ لا یکون احد مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخلاقہ یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے یہ خلیفہ صورت و شکل میں اور کم ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اخلاق میں اسواسطے کہ کوئی شخص اخلاق میں مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہوتا ہے انتہی اس تحریف سے میاں محرف کی غرض یہ ہے کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ مہدی اخلاق میں حضرت رسالت مآب سے کم ہیں پس اعتقاد مہدویوں کا کہ دونوں کو مساوی و برابر سمجھتے ہیں برباد ہوجاتا ہے اسواسطے میاں یہاں چالاکی کر گئے اور کیا عجب ہے کہ یہ بھی نظر ہو کہ شیخ اکبر مہدیکو ہمشکل پیغمبر لکھتے ہیں اور انکے مہدی ہمشکل نہوں اور اون ایام میں بسبب قرب زمانے کے کہ ہزارہا آدمی اونکے دیکھنے والے موجود تھے دعوی ہمشکلی کا مشکل تھا

اسواسطے بھی تحریف کو ضرورتھی اور جبکہ زمانہ دوسرا آیا کہ دیکھنے والے نرہے متاخرین مہدویہ نے
اپنی کتابون مین دعوی ہمشکلی سے بھر دین حالانکہ اب بھی انہین کتابون سے مستنبط ہوتا ہی کہ ہمشکل نہ تھے
چنانچہ شواہد الولایت سے دلیل چہارم مین مذکور ہوا کہ انکے مہدی دو مو یہ تھے حالانکہ حضرت رسالت کے
تمام سر مبارک اور لحیہ شریف مین بیس بال سے کم سفید تھے کہ روایات صحیحہ اوسپر شاہد ہین اور اگر اختلاف
رنگ ریش سے اختلاف شکل تسلیم نکرین تو اختلاف شکل حسبی بھی انکی کتابون مین موجود ہی چنانچہ
ولی یوسف رسالہ حجت المنصفی مین لکھتے ہین کہ انکے میان جب کھڑے ہوتے تھے دونون ہاتھ
گھٹنون تک پہونچتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے حلیہ مبارک مین یہ بات ثابت نہین ہی البتہ
ایک صحابی کہ نام اونکا خرباق یا عمیر تھا اونکے ہاتھ دراز تھے اسی سبب سے اونکا لقب ذوالیدین تھا اور
حدیث سہو صلوۃ مین اونکا ذکر صحاح مین موجود ہی **تحریف سوم** یہ کہ اتقی الامۃ کے بعد
لفظ مقرون الحاجبین کا کہ وہان تھا نکال ڈالا اور فقرہ اسعد الناس اہل الکوفۃ کا کہ وہان تھا اوڑا دیا
اس فقرے کا کچھ قصور نہین ہی کہ قابل نکال ڈالنے کے ہو مگر یہ کہ میان کے مہدی کی تکذیب کرتا تھا
اسواسطے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اہل کوفہ بسبب امام مہدی کے اور لوگون سے بڑھکر سعادت مند
ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہی کہ مہدی جونپور سے اہل کوفہ کہان
سعادت اندوز ہوئے **تحریف چہارم** یہ کہ یفصل فی القضیۃ کے بعد یہ عبارت
نکال ڈالی یاتیہ الرجل فیقول له یا مهدي اعطني وبين يديه المال فيحثي له في ثوبه
ما استطاع ان يحمله یعنی آوے گا اس خلیفہ کے پاس مرد سائل اور کہے گا کہ اے مہدی دو مجکو
اور سامنے اونکے مال ہوگا پس اوسکے کپڑے مین اوسقدر بھر دوین گے کہ اوٹھا سکے انتہی
چونکہ یہ شان مہدی خوندمیری کی نہ تھی اس سبب سے اس عبارت کو حذف کر دیا کیونکہ انکے مہدی مالک
مال نہ تھے کہ یہ داد و دہش اونپر صادق آتی اور یقسم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کرے گا
مال کو برابر سکوت ... بااسلیے کہ انکے مہدی اس مضمون کو یکگونہ کشی ادا کر لیتے تھے کہ جو کچھ
بطور خیرات کے آ ... تا تھا اوسکو ہر نفر کے برابر تقسیم کر دیتے تھے اور سب حصے کو سویت
کہتے تھے لیکن پھر بھی ایک خلل رہجاتا تھا کہ مصاحبین بعضونکی سفارش کرکے کبھی سویت
دلا دیتے تھے چنانچہ زوجہ خاص وغیرہ کو تین تین سویت ملا کرتے تھی جیسا کہ ولی یوسف نے لکھا ہی

پنج فضائل مین لکھاہی سید محمود اپنے فرزند کو مع اونکے زن و پسر کے تین آدمی مین نوسو
تھے با این ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تھا اور واضح ہو کہ عالم میان نے رسالۂ معارضہ
یث فیجیٔ الیہ الرجل فیقول یا مھدی اعطنی اعطنی فیحثی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان
لہ کی شرح مین لکھاہی کہ آیا طرف آپ کے ایک مرد گجراتی سید خوندمیر نہایت سائل و حریص
طلیا باطنیہ کا پھر بیٹا حضرت نے اوس پر خزانون سے ولایت محمدیہ کے اسکی ہمت کے موافق انتھی
وہ بات ہی کہ مدعی سست و گواہ چست پیران نمی پرند مریدان می پرانند خود خوندمیر اس کلام کا
ل بنیاد اوسکو فتوحات کی عبارت سے اوڑا رہے ہین اور مرید ہین خود اونھین کو اسکا
صداق بنا رہے ہین عجب ماجرا ہی پھر اوسی رسالے مین لکھتے ہین کہ شہر مانڈو مین ساٹھ قنطار
شرفیون کے ایکبار سائلون کو خیرات کر دیے اور ایک دف بجانے والے کے دف مین ایک
تسبیح سو موتی کی ڈالدی کہ ہر دانہ لاکھ محمودی کا تھا اور محمودی سوا روپیہ یا سوا دو روپیہ کی
تی ہی انتھی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر کچھ بھی اسکی اصل ہوتی تم سے پہلے خوندمیر
معلوم ہوتا پس اوس بزرگ کو عبارت مذکورہ کے محمل نہ ملنے سے اسقدر کیون حیرانی ہوتی
عبارت کے نکال ڈالنے کی نوبت پونہچی بلکہ بلا خوف تمام عبارت بلا حذف و تخفیف لکھدینا
عادو سے کہ اگر سوا کروڑ یا سوا دو کروڑ روپیہ کی تسبیح کسی نے تمھارے مہدی کو خیرات مین نذر
ی ہوتی تو اس عجیب و غریب خبر کو مورخین ضرور لکھتے اور تمھاری کتب نقلیات کا کیا اعتبار ہے
اکاذیب سے مالا مال ہین سلاطین و حکام اوس زمانے کے تمھارے مہدی کے اسقدر دشمن
تھے کہ کسی جا چین نہ دی ملک ملک اخراج کرتے رہے اور اسقدر مقدور سلاطین مانڈو و حکام مالوہ
لھان سے میسر ہوا کہ ایسی بیش بہا چیز نایاب پیدا کرین اور پھر ایک درویش کو حوالہ کرین اور وہ ایک
الی کو حوالہ کرے ان سب سلاطین دہلی بڑھکر قدرت رکھتے تھے اونکا حال یہ تھا کہ تین سلطنت
نی اکبر و جہانگیر و شاہجہان مین ایک تسبیح مروارید مساوی المقدار و القیمت قیمتی پچاس لاکھ
وپیہ کی فراہم ہوئی تھی کہ آخر کو نادر شاہ کے ہاتھ لگی طرہ یہ کہ شواہد الولایت مین لکھا ہے کہ
ساٹھ قنطار زر اور تسبیح مذکور انکو سلطان غیاث الدین نے بھیجی تھی درحالیکہ اپنے بیٹے
صیر الدین کے حکم سے پابجولانہ طلا مقید تھا یہ کسکی عقل مین آتا ہی کہ مقید سلسلہ کو

اسقدر قدرت خزائن پر ہوتی ہی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ یہ قصہ تینون دعوون مہدویت سے پہلے
واقع ہوا ہے چنانچہ باب دوم سے ظاہر ہی پس ادعائے دوم پر تقدیر ثبوت بھی علامت مہدویت سے
کچھ علاقہ نہین رکھتی ہی اور سب پر علاوہ یہ ہی کہ اگر یہ نقل سچ ہی تو میران کی طرف بڑا عیب لگتا ہی
اسواسطے کہ مال بیت المال مین تمام مسلمانون کا حق ہی اور کسی غیر مستحق کو اوسمین سے دینا یا حق سے
زیادہ کسیکو دینا ظلم و خیانت ہی اسیواسطے خلفاے راشدین اپنی ذات و اقربا کے واسطے بھی
زیادہ معاش مقرر نکرتے تھے پس اول اسقدر زر خطیر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا سلطان
موصوف کی خطا ہی پھر شیخ موصوف کا ایک دو طفلی کو کہ بیت المال مین اوسکا حق نہایت قلیل تھا
تمام کرور دو کرور کی حوالہ کر دینا خطاے اول سے بھی بدتر ہی تحریف عجیب یہ کہ
ما لا یزع بالقرآن کے بعد یاتیہ الرجل اپنی طرف سے بڑھا دیا اسواسطے کہ بغیر اس بڑھانے
کے عبارت ما بعد انکے مہدی پر صادق نہ تھی بلکہ تکذیب کرتی تھی کیونکہ عبارت ما بعد یہ ہے
یمسی جاہلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یعنی مہدی کو جس
شب اللہ تعالی مہدی بناوے گا اوسکی شام تک وے علم بخیل نے جرأت ہونگے اور صبح کو سب آدمیون سے
زیادہ علم مین اور کرم مین اور شجاعت مین ہو جاوینگے یہ موافق ہے حدیث امام احمد اور ابن
ماجہ کے کہ المہدی من اہل البیت یصلحہ اللہ فی لیلۃ یعنی مہدی اہل بیت سے
ہین درست کر دیگا اونکو اللہ تعالی ایک شب مین چونکہ یہ بات انکے مہدی ادعائی کے حال
کے سراسر مخالف تھی کہ مطلع الولایت وغیرہ انکی کتب مین مرقوم ہی کہ انکے مہدی مادر زاد ولی
تھے اور شیخ دانیال کی تعلیم سے سات برس مین حافظ قرآن ہو کر بارہ برس کی عمر تک
تمام علوم سے فارغ ہو کر باتفاق علماے نواحی داناپور کے ملقب باسد العلما ہو چکے تھے اور ہمراہ
سلطان حسین حاکم پورب کے ساتھ راجہ دلپت راو کے جنگ سخت کر کے اوسکو مع فیل
سواری کے قتل کیا اور بکمال شجاعت تمام لشکر کو زیر و زبر کر دیا تھا پس ان پر نہ یہ حدیث
صادق آتی ہی نہ عبارت مذکورہ فتوحات اسواسطے میان خوندمیر نے اپنی جعلی عبارت یعنی یاتیہ
الرجل کو عبارت فتوحات کے اول مین لگا دیا تا کہ معنی یہ ہو جاوین کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس
آوے گا اوسکا یہ حال ہوویگا کہ شام کو جاہل بخیل جبان ہوگا اور صبح کو تاثیر صحبت سے اعلم اکرم

ہو جاوے گا انصاف کیجے کہ کیسا کذب و افترا ہے کہ اپنے مطلب کے واسطے ایک بات
دوسرے مصنف کی طرف نسبت کر دینا یا انہیں انکو مہدی کا صدیق بولتے ہیں استغفر اللہ بعد
علیہم اور سب مہدوی اپنی کتابوں میں بہ تقلید انکے آجتک یہی مضمون ادا کرتے چلے
آتے ہیں اور اسی عبارت محرفہ کو نقل کرتے چلے جاتے ہیں تحریف ششم یہ کہ بعد
حیث لا یرا ہ کے اتنی عبارت حذف کر دی یحمل الکل و یقوی الضعیف فی الحق و
یقری الضیف و یعین علی نوائب الحق یعنی یہ خلیفہ اوٹھاوے گا بار عیال و یتیم کو اور قوت
دیوے گا ضعیف کو امر حق میں اور ضیافت کرے گا مہمان کی اور مدد کرے گا مصائب حق پر
کی قوت دینا ضعیف کو اور مدد کرنا مصائب میں اور دوسرون کا بار اوٹھانا صاحبان ثروت
و حکومت کا کام ہے اور مہدی دعائی چونکہ خود ضعیف تھے کہ حکام و سلاطین ان پر انواع و
اقسام کے جبر اور اخراج و زجر کرتے تھے اسواسطے میان نے اس عبارت سے کنارہ کشی مناسب
سمجھی لیکن یہ یاد نرہا کہ یمشی النصر بین یدیہ کو بھی حذف کر دیتے کہ وہ بھی ان پر نہیں صادق
یعنی چلے گی نصرت سامنے اس خلیفہ کے کہ جدھر متوجہ ہوگا منصور ہوگا اگر منصوری اسی کا
نام ہے کہ انکو نصیب تھی تو کوئی اوسکا خواہان نہیں ہے انہیں کو مبارک ہو تحریف ہفتم
بعد یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے اسقدر عبارت نکال ڈالی یفتح المدینۃ الرومیۃ
بالتکبیر فی سبعین الفا من المسلمین من ولد اسحٰق یشہد الملحمۃ العظمیٰ مادبۃ اللہ
بمرج عکا یبید الظلم و اھلہ یقیم الدین و ینفخ الروح فی الاسلام یعنی فتح کریگا
خلیفہ مدینہ رومیہ کو تکبیر سے ہمراہ ستر ہزار مسلمان اولاد اسحٰق کے حاضر ہوگا جنگ کلان میں
کہ نام اوسکا آلہی چراگاہ شہر عکا کے ہلاک کرے گا ظلم اور اہل ظلم کو قائم کرے گا دین کو اور
پھونکے گا روح اسلام میں انتہی اس عبارت کے نکال لینے کی وجہ ظاہر ہے کہ اسرار انکے مہدی کی
تکذیب کرتی تھی کیونکہ نہ اون بزرگوار نے مدینہ رومیہ فتح کیا نہ اونکے ہمراہ کبھی ستر ہزار
مسلمان اولاد آدم کے جمع ہوئے چہ جائیکہ اولاد اسحٰق کی اور نہ جنگ کلان شہر عکا میں واقع ہوا
وہان وہ حاضر ہوتے یا نہوتے اور نہ اونھون نے ظلم اور اہل ظلم کو قطع کیا بلکہ آپ بشکل مظلوم کے
ہمیشہ پھرتے رہے تحریف ہشتم یہ کہ بعد لفظ لعدل مواتہ کے یہ عبارت

محال الا ان یضع الجزیۃ ویدعوا الی اللہ بالسیف فمن ابی قتل ومن نازعہ خذ
موقوف کرے گا جزیے کو یعنی جزیہ لیکر کفر پر کافرون کو چھوڑ دے گا جیسا کہ اب
ہی بلکہ یا اسلام یا قتل مانند عیسی علیہ السلام کے جاری کرے گا اور دعوت کرے گا طرف ا
کے بزور شمشیر پس جسنے انکار کیا مارا جاوے گا اور جسنے نزاع کیا مخذول ہوگا انتہی
عبارت کے حذف کا سبب بھی ظاہر ہی کہ انکے مہدی کو جھٹلاتی ہی کیونکہ انکو کافرون
جزیہ لینے کی کہان ہوئی کہ موقوف کرے بلکہ مسلمانون سے جزیہ لینے کی تمنا رکھتے
اللہ تعالی نے دین محمدی کی حمایت کی کہ انکو اسقدر دست رس نہ دی حال تمنا کا انکے
کے باب چہارم مین مسطور ہی کہ میان شہر ٹھٹھ مین دعوت کر رہے تھے کہ ایک ملا نے اپنے
سامنے کرکے کہا کہ اسکے واسطے دعا کیجیے بولے اگر حق تعالی قوت دیگا تو ہم انسے جزیہ لی
انتہی اور دعوت بزور شمشیر کہان تھی کہ جو انکار کرتا مارا جاتا اور جسنے نزاع کیا وہ مخذول
بلکہ انھین کے مصدق ہمیشہ سلاطین مخالف کے ہاتھ سے مقتول و مخذول ہوتے رہے
میان تحریف بار مع رفقا و اقربا گجرات مین مقتول ہوئے تحریف سوم یہ کہ یدیر
اور فلا یبقی الا الدین الخالص کے درمیان مین لفظ من الارض کا تھا اوسے
اسواسطے کہ معنی یہ ہوتے تھے کہ مہدی اوٹھا دینگے سب مذہبون کو روے زمین
لیس باقی نرہے گا مگر دین خالص اور یہ بات انکے مہدی پر صادق نہین ہی کیونکہ ا
روے زمین سے مذاہب کہان اوٹھائے مذاہب مختلفہ اب تک روے زمین پر موجو
ایک مذہب مہدویون کا انکے سبب سے بڑھ گیا البتہ اپنے مریدون مین سے سب مذہب ا
اور سمجھ لیے کہ دین خالص یہی ہی کہ جسپر ہم ہین یہ ہر ایک سے ہو سکتا ہی اور ایسا
ہین کہ کل حزب بما لدیہم فرحون ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد
رفع خانگی کے لفظ من الارض کے ہوتے ہوئے نہین درست تھے اسواسطے
حذف کر دیا تحریف چہارم یہ کہ بعد الا الدین الخالص کے یہ عبارت تھی الی آ
مقلدۃ العلماء اہل الاجتہاد لما یرونہ من الحکم بخلاف ما
الیہ ائمتہم فیدخلون کرہا تحت حکمہ خوفا من سیفہ وسطو

الدین یعنی دشمن امام کے ہونگے پیروی کرنے والے علماے مجتہدین کے کیونکہ حکم اسکا اپنے ائمہ مجتہدین کے خلاف دیکھینگے پھر داخل ہونگے مجبوری سے زیر فرمان امام کے شمشیر غلبہ امام کے اور بسبب رغبت و طمع اوس چیز کے کہ پاس امام کے ہے یعنی مال و دولت وغیرہ اسی سبب سے بعد اوسکے فرمایا کہ یفرح به عامة المسلمین اکثر من خواصهم خوش ہونگے بسبب امام کے عوام مسلمین زیادہ تر خواص مسلمین سے مراد خواص سے یہی مقلدین ہیں بالجملہ یہ عبارت بھی خوند میر کے مہدی کی تکذیب کرتی ہے اسواسطے اوسکا حذف مصلحت تھا کیونکہ انکے مہدی کے پاس شمشیر تھی ورنہ علماے مخالف بخوف شمشیر اونکے مان گئے اور نہ مال و دولت رکھتے تھے کہ اوسکی رغبت سے فرمان بردار ہوتے تحریف یازدہم بعینونه علی ما قلده الله تعالی کے اسقدر عبارت حذف کردی ینزل علیه عیسی بن بالمنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهرودتین متکئا علی ملکین ملك یمینه وملك من یسار لا یقطر رأسه ماء مثل الجمان ینحدر کانما خرج من الناس فی صلوة العصر یتنحی له الامام فیتقدم فیصلی بالناس یؤم الناس محمد صلی الله علیه وسلم یکسر الصلیب یقتل الخنزیر ویقبض الله المهدی الیه مطهرا وفی زمانه یقتل السفیانی عند شجرة بغوطة دمشق ویخسف بجیشه بیداء بین المدینة ومکة حتی لا یبقی من الجیش الا رجل واحد من سینتهب هذا الجیش مدینة الرسول صلی الله علیه وسلم ثلثة ایام بطلب مکة فیخسف الله به فمن کان مجبورا من ذلك الجیش کرها یحشر علی نیته القرآن حاکم والسیف مشین ولذلك ورد یزع بالسلطان ما لا یزع بالقرآن یعنی نازل ہونگے امام مہدی پر عیسی منارہ سفید شرقی دمشق پر دو کپڑے رنگین مائل زردی پہنے ہوئے تکیہ دیئے ہوئے ستون پر ایک فرشتہ سیدھی طرف سے اور ایک فرشتہ بائین طرف سے سر سے قطرات چاندی جیسے موتیون کے ٹپکتے ہوئے کہ بہتے بھی ہونگے یعنی سر جھکانیکے وقت سر کے قطرات پسینے کے ٹپک پڑینگے اور سر بلند کرنیکے وقت جسم پر بہنے لگینگے گویا کہ حمام سے

برآمد ہوئے ہین اور لوگ نماز عصر کی تیاری مین ہونگے اور امام حضرت عیسی علیہ السلام کے واسطے ہٹجاوینگے پس آگے
بڑھکر لوگونکو نماز پڑھاوینگے حضرت عیسی آدمیونکی امامت کرینگے طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر توڑینگے
شکل صلیب کو کہ جسکو نصاری گلے مین ڈالتے ہین اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کریگا اللہ تعالی
امام مہدی کو اپنی طرف طاہر مطہر اور اونکے زمانے مین مارا جاویگا سفیانی نزدیک ایک درخت کے مقام
غوطۂ دمشق ہین اور زمین مین دھسا دیا جاویگا لشکر اوسکا مقام بیدا مین درمیان مدینے و مکے کے یہانتک
کہ نہ باقی رہیگا لشکر مین سے مگر ایک آدمی قبیلۂ جہینہ کا اور یہ لشکر تین دن تک مدینۂ رسول مین لوٹ
مباح کریگا پھر چلیگا مکے کے ارادے پر پس دھسا دیوے گا اللہ تعالی اوسکو پس جو شخص کہ بطور
مجبوری کے اس لشکر کے ساتھ تھا اوسکی نیت کے موافق اوسکا حشر ہوگا قرآن حاکم ہوگا اور تلوار بلند
کرنیوالی ہوگی دین کو اور یہ اسواسطے وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالی بسبب سلطان کے خلق کو منہیات سے
اوسقدر باز رکھتا ہے کہ بسبب قرآن کے اوسقدر باز نہین رکھتا ہے انتہی یعنی بسبب خوف شمشیر سلطان
اکثر خلق شریعت پر ہموار ہو جاتی ہے اور قرآن سے فقط خاص لوگ ہدایت یاب ہوتے ہین اور مکا
معلوم رہے کہ منارۂ بیضائے شرقی دمشق کہ جسپر حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اوترینگے
وہ ہین ایک مسجد جامع بنی امیہ کی شرقی سمت پر واقع ہے اور چالا اوس مسجد کا منارۂ اذان ہے
پچھتر مؤذن کہ ملازم مسجد مذکور ہین اونمین سے ہر روز پچیس مؤذن بالاتفاق نوبت بنوبت او
اذان کہتے ہین دوسرا حارۃ النصاری یعنی محلۂ نصاری مین جانب شرقی دمشق واقع ہے یہ بھی
کلان اور سفید رنگ ہے راقم السطور نے اسپر چڑھکر معاینہ کیا کہ تمام شہر دمشق مد نظر مین تھا
اور غوطۂ دمشق وہان سے بخوبی نظر آتا تھا اہل دمشق بعضے اوسکو فرودگاہ عیسوی جا
ہین اور غوطۂ دمشق ایک مین ہے فنائے دمشق مین نشیب کی جانب کہ تمام باغات وزرا
سے معمور ہے کتاب سیاحت مین اسکی تفصیل لکھی گئی ہے اور دمشق اور غوطۂ دمشق کی تعر
حدیث امام احمد مین کہ مشکوۃ مین بھی موجود ہے مذکور ہے بالجملہ یہ عبارت زیادہ تر سب سے
تکذیب مہدی جونپور کی کرتی تھی اسواسطے میان مذکور نے حذف کر دیا تحریف
دوازدہم تحریف معنوی ہے کہ اشعار فتوحات کے معنے میان مذکور نے نہ سمجھے اور ا
مطلب کے موافق کچھ معنی غلط تجویز کرکے اشعار مذکورہ کو اپنے مہدی کی تایید مین نقل کر

نہ اشعار مذکورہ بھی انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اگر معنی صحیح سمجھ مین آئے ہوتے اونکو بھی حذف
ینے اسواسطے اون اشعار کا اعادہ کیا جاتا ہی اور معنی صحیح بیان کیے جاتے ہین کہ اگر میان نے سمجھے
ن میان کے معتقدین سمجھ جاوین الاشعار الا ان ختم الاولیاء شہید ﴿ و عین امام
العالمین فقید ﴿ یعنی آگاہ ہو کہ ختم الاولیا حاضر ہون گے اور حال یہ کہ ذات امام العالمین کی مفقود
ی مراد ختم الاولیا سے خاتم الولایت المطلقہ ہی اور وہ عیسی علیہ السلام ہین نہ خاتم الولایت المحمدیہ
شیخ اکبر کے نزدیک خود ذات شیخ ہی یا ایک دوسرے مرد مغربی معاصر شیخ کے ہین اور امام مہدی
کے نزدیک خاتم الولایت المطلقہ ہین اور نہ خاتم الولایت المحمدیہ ہین چنانچہ یہ مقدمات فتوحات
و تصانیف شیخ مین جابجا مفصلاً مذکور ہین بلکہ اسی باب تین سو چھیاسٹھ مین کہ جہان سے
بارت خوندمیر نے نقل کی ہی بعد چند سطر کے لکھتے ہین کہ خاتم الولایت المحمدیہ سے بڑھکر
کا اور مواقع حکم کا جاننے والا کوئی شخص نہ اونکے زمانے مین ہوگا نہ اون کے بعد ہوگا پس
در قرآن اخوان ہین جیسا کہ مہدی اور عیسی اخوان ہین اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی
ہین اور خاتم الولایت اور ہین اور تفصیل اسکی اس کتاب مین باب تسویہ مین بخوبی آوے گی
اللہ تعالی اور مراد امام العالمین سے امام مہدی ہین چنانچہ شعر ثانی مین خود فرماتے ہین
ھو السید المہدی من آل احمد ﴿ پس معنی شعر کے یہ ہوئے کہ ختم الاولیا عیسی علیہ السلام
زندہ ہینگے اور امام مہدی دنیا سے رحلت فرماکر مفقود ہو جاوینگے اور یہی مضمون
نے ماقبل اس شعر کے نثر مین ادا فرمایا کہ یؤم الناس بسنۃ محمد یکسر
الصلیب و یقتل الخنزیر و یقبض اللہ المہدی الیہ یعنی عیسی آدمیون کے
ہون گے طریقۂ محمدی پر توڑین گے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کریگا
تعالی امام مہدی کو اپنی طرف بعد اون کے حضرت شیخ اکبر امام العالمین کی تعریف فرماتے
ھو السید المہدی من آل احمد ﴿ ھو الصارم الہندی حین یبید
ہ امام العالمین سید مہدی ہی آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ﴿ وہ تیغ ہندی ہی جس وقت
کرتا ہی پس اگرچہ بڑے میان کے علم و فہم کا ذکر ہے لیکن اسکے ضمن مین ایک چھوٹے
کی فہم و عقل کا حال بھی سن لیا چاہیے کہ عالم میان نے رسالہ [illegible] ضمن مین اسنے

مصرع سے ثابت کرتے ہین کہ مہدی کی جا تولد ہند ہی اور معنی یہ کہتے ہین کہ مہدی تلوار ہند
کی ہی جبکہ ظاہر ہوگا صد آفرین ہی انکے اوستاد پر کہ جسنے انکو لغت وصیغہ دانی مین ایسا چالاک
کر دیا ہی کہ یُبْدِیْ اور یَبْدُوْ مین کچھ فرق نہین جانتے ہین کہ مزید کو مجرد اور اجوف کو ناقص سمجھتے
ہین اور مادہ بیدا اور بدو کو ایکہی جانتے ہین یہ لغت دانی کا حال تھا اور معنی فہمی مین یہ کمال ہی کہ
تیغ ہندی مہدی کو بطور تشبیہ کے کہا ہی اوس سے سمجھے کہ مہدی حقیقت مین ہندی ہین عربی
نہین ہین تو لازم ہوا کہ اپنے مہدیکو تیغ بھی حقیقۃً سمجھین انسان کہین اور یہ خبر نہین ہی کہ کعب بن
زہیر نے قصیدہ بانت سعاد مین رسول خدا کو تیغ ہندی باندھکر دیر و سنایا شعر اِنَّ الرَّسُوْلَ
لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِهٖ * مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ الْهِنْدِ مَسْلُوْلٗ * اور حضرت نے اسمین بسبب
تکرار کے اصلاح فرمائی کہ ع مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلٗ * اور جو مہند کے معنے تیغ ہندی
کے ہی اوسکو بحال رکھا حالانکہ حضرت بالاتفاق عربی ہین شعر هُوَ الشَّمْسُ يَجْلُوْ كُلَّ غَيْمٍ وَّ
ظُلْمَةٍ * هُوَ الْوَابِلُ الْوَسْمِيُّ حِيْنَ يَجُوْدُ * یعنی وہ آفتاب ہی کہ روشن کرتا ہی ہر ابر و تاریکی کو وہ
باران بہار ہی جسوقت کہ سخاوت کرتا ہی انتہی غرض کہ کوئی شخص کسیکا کلام نقل کرنے مین اتنی خیانت
نکریگا جیسا کہ میان کی ہی جس کسیکا کلام نقل کرتے ہین اور اپنے مطلب کا شاہد لاتے ہین تو بلا خیانت
و تحریف اوسکو نقل کرتے ہین نہ یہ کہ اسقدر انتخاب بیجا کرین کہ کلام متکلم کے مخالف مقصود ہو جاوے
اور بلا ذکر و اشارہ انتخاب اوسکی طرف نسبت کر دیوین کہ اوس کتاب مین اوسکے مصنف نے ایسا لکھا ہی
تا کہ لوگ سمجھین کہ اوسکی رائے بھی انکے موافق ہی یہ نہایت فریب کہلاتا ہی اگر اسی کو استدلال کہتے ہین
تو ہر شخص عوام امت سے دعوی کر سکتا ہی کہ مین قطب ہون یا غوث ہون یا مہدی ہون اور فلانی
کتاب سے میرے دعوی کا ثبوت ہو سکتا ہی پس صفات منافیہ کو حذف کر کے بعض صفات موافقہ اپنے نقل کر دیا
کرے اس قسم کی نقل کا سوائے کذب و افترا کے کچھ نام نہین ہی پس اس تحریفات کے نقل کرنیسے دو مقدمے محقق ہوئے
مقدمہ اول دروغگوئی میان خوندمیر کی خصوصاً تحریف دوم مین کہ سراسر جھوٹ لکھا کہ صاحب فتوحات
کہتے ہین کہ مہدی مشابہ رسول خدا کے ہونگے خلق بضم الخا مین حالانکہ صاحب فتوحات کہتے ہین کہ خلق بضم الخا
مین حضرت سے مہدی کم ہونگے اور خلق بفتح الخا مین مشابہ ہونگے اور اسیطرح تحریف پنجم مین یاشبہ الرجل کا لفظ اپنے
دل سے بنا کر صاحب فتوحات کیطرف نسبت کر دیا اسکے سوا انکے نقل کلام مین اس قسم کے بہت کذب ہین مقدمہ حدیث وغیرہ

جو دہلین کچہ استیعاب اوسکا موجب تطویل ہے پس معلوم ہوا کہ باوجود اس کذب و افترا کے انکو لقب صدیق اکبر دینا
بنا کہ انکے حق مین مہدی جونپوری نے مقرر کیا ہی اور صاحب شواہد الولایت اور میران جی ابن سید سلام اللہ
ہ مہدویون نے نقل کیا ہی نہایت غلط ہی اور اگر کوئی فرمان نافذ اس مقدمے مین مطلوب ہی تو
ن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا موجود ہی کہ ابن ماجہ نے روایت کیا کہ امیر المؤمنین
ی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
نا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُھَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ الحدیث یعنی مین بندہ اللہ تعالی کا
ن اور بھائی رسول اللہ کا ہون اور مین صدیق اکبر ہون نکہے گا بعد میرے کوئی اس
لمے کو مگر کذاب انتہی مہدوی لوگ خوندمیر کو صدیق ولایت جانتے ہین اور انکے نزدیک
دیق ولایت صدیق نبوت سے افضل ہے بلکہ خوندمیر کو حضرت عیسی سے بھی افضل جانتے
نگے اسواسطے کہ لکھتے ہین کہ عیسی مہدی کے نظیر شریعت مین ہین اور خوندمیر حقیقت مین نظیر ہے
قیقت انکے نزدیک شریعت سے افضل ہی کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ **مقدمہ دوم**
طلان مہدیت انکے مہدی ادعائی کی اسواسطے کہ شیخ اکبر کے کلام سے جابجا ثابت ہوا کہ
ہدی نہین ہین اور انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ اکبر نے جو کچہ لکہا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کر
ر قلم تر کیا ہی چنانچہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین مذکور ہی اب اگر یہ بشارت صحیح ہی تو یہ
ح محفوظ مین مہدی نہین ہین اور اگر غلط ہی جب بھی مہدی نہین ہین کہ مہدی غلط گو نہین
تے ہین کہ لا یخطی بالاتفاق مہدی کی شان ہی یعنی خطا نکرے گا **دلیل سیوم** وہی بیان
ندمیر اوسی مکتوب ملتانی مین اوسی باب فتوحات سے نقل کرتے ہین کہ درصفت وزرائے مہدی علیہ السلام
یلویدهم علی اقدام رجال من الصحابة صدقوا ما عاهدوا الله علیه هم من الاعاجم ما فیهم
ی لکن لا یتکلمون الا بالعربیة لهم حافظ لیس من جنسهم ما عصی الله قط هو اخص
وزراء وافضل الامناء یعنی وزرا مہدی کے صحابہ کرام کے قدم پر ہونگے کہ جنکی شان مین اللہ تعالی
نا ہی کہ اونہون نے سچ کر دکھایا جیسا قول عہد کیا تھا اللہ سے اور وہ وزرا قوم عجم سے ہین کہ اونمین کوئی
مین ہی عربی لیکن بات نکرتے ہونگے مگر زبان عربی مین اونکا ایک نگہبان ہی کہ اونکی جنس سے نہین ہی اوسنے
ھی خدا کی نافرمانی نہین کی وہ خاص وزرا کا ہی اور افضل امینونکا ہی انتہی بیان مذکور کی غرض یہان اگرچہ ظاہر

یہ ہے کہ وزرائے مہدی کی صفات مذکورہ بالا سب وزرائے مہدی جونپوری میں موجود ہیں پس مہدویت اونکی ثابت ہوئی لیکن حقیقت میں اپنی تعریف و مدح خوانی منظور ہے کہ آپ اخص الوزرا ہیں مگر اس کلام کا صادق آنا ان بزرگ کے وزرا پر عموما اور میاں مذکور پر خصوصا محال ہے اسواسطے کہ لا یتکلمون الا بالعربیۃ دلالت حصر پر کرتا ہے کہ کبھی بات سوائے عربیت کے نکرتے ہونگے اور خلفائے مہدی جونپور اسکے بالعکس تھے کہ ہمیشہ زبان گجراتی اور پوربی میں بات کرتے تھے اور انصاف نامے کے بارھویں باب میں اس عبارت کی ایسی توجیہ کی ہے کہ بچوں کی سمجھ میں بھی نہ آوے گی یعنی لا یتکلمون الا بالعربیۃ ای بالقرآن وقت اظہارہ اسواسطے کہ حصر مذکور سے تکلم دائمی نکلتا ہے نہ فقط وقت اظہار قرآن کے علاوہ یہ کہ اظہار قرآن سے اگر مراد تلاوت قرآن ہے تخصیص وزرائے مہدی کی لغو ہے کیونکہ تمام جہان قرآن کو عربی میں پڑھتا ہے نہ عجمی میں علاوہ یہ کہ اوسے تکلم نہیں کہتے ہیں تکلم بول چال محاورے کا نام ہے اور اگر مراد وعظ قرآن ہے تو خلفائے مذکورین وعظ و بیان قرآن کا گجراتی و ہندی زبان میں کیا کرتے تھے عربی میں اور طرفہ یہ ہے کہ یہاں سب عجم بن گئے اور جہاں حدیث یملک العرب کی توجیہ کرتے ہیں تو مہدوی لوگ اونکو عرب بنا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مہدی مالک عرب کے ہونگے اس سے مراد زمین عرب نہیں ہے بلکہ قوم عرب ہے اور چونکہ مرید مہدی کے شیخ سید کہ اولاد عرب ہیں عرب ٹھہرے مہدی جونپوری مالک عرب ٹھہرے غرضکہ کسی ایک بات پر ثبات و قیام نہیں ہے ایسا ہی یہ کہا کہ اخص الوزرا کہ کبھی ہرگز گناہ نہ کیا ہو کون ہے اگر میاں محمود بیٹے مہدی کے ہیں اونکے گناہ ہی کیونکر ثابت ہو سکتی ہے کہ فراہ کو جانے سے پہلے ہمیشہ نوکریاں کرتے پھرتے تھے چنانچہ باب دوم میں گذرا اور مہدی و خوندمیر ہمیشہ تعین کو لعین بولتے رہے چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم میں مذکور ہے اور اخص الوزرا کی شان یہ ہے کہ کبھی معصیت و گناہ اوس سے سرزد نہوا ہو یہ کہ مدت تک فعل ناحق کا مرتکب رہے اور بعد اوسکے چندے تائب ہو جاوے اور اگر خود میاں خوندمیر وزیر کبیر ہیں جیسا کہ یہ لقب انکی کتابوں میں بھی موجود ہے تو قطع نظر اون معاصی کے کہ پیشتر بیعت کے سرزد ہوئے ہونگے کہ منجملہ اونکے جانور لڑانا ہے کہ ہمیشہ بلبل بازی اور لوہ بازی اور مینڈھا بازی وغیرہ میں مشغول رہتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الصالحین میں لکھا ہے بعد بیعت بھی ان سے گناہ سرزد ہوا کرتے تھے چنانچہ ابھی دلیل ہشتم میں دروغ و کذب صریح کہ جمیع ادیان و مذاہب میں گناہ بد ہے

چکے ہین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ جب سید حمید فرزند مہدی کی شادی غالب خان کی
ے ہوئی میان خوندمیر نے اسقدر آتشبازی چھڑوائی کہ لوگون کے گھر جلنے کا خوف
سوا ے انکے کوئی انسے اعلیٰ مہدی جونپوری کے مریدون مین نہین ہی کہ وزیر اعظم
حالانکہ دوسرے خلفا نے بھی اقسام کے خون و فساد کرنیکے بعد ملازمت شیخ کی اختیار
چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خلیفۂ بالاختصاص میان نعمت ساتھرا کا بہ گجرات ایک
کو قتل کرکے خوف انتقام بادشاہی سے بھاگ کر میران کے پاس آکر مرید ہوئے ہین
لوگ مہدی کے اخص الوزرا نہین ہو سکتے ورنہ مخلوق ہنسے گی کہ شعر وزیری چنین
ر چنان + جہان چون نگیرد قرار چنان + علاوہ یہ کہ صاحب فتوحات فرماتے ہین کہ وزراے مہدی
ن اور حافظ الوزرا انکی جنس سے نہین ہی اور یہان شیخ جونپوری کے تمام وزرا عجم
ہین غرض کہ یہ عبارت فتوحات بھی انکی تصدیق نہین کرتی ہی بلکہ تکذیب کرتی ہے اور
باقی عبارت پر نظر کیجاوے تکذیب زیادہ تر ہوجاوے کہ بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ یہی وزرا
ی صدق پر صادق قدم ہونگے اسی سبب سے ایک تکبیر سے ایک تہائی دیوار مدینۂ روم کی
گرینگے اور دوسری تکبیر سے دوسری تہائی اور تیسری تکبیر سے تیسری تہائی پس بغیر تلوار کے فتح
ہوینگے انتہی اور ظاہر ہی کہ یہ شہر وزراے مہدی موضوع نے کبھی خواب مین بھی فتح نکیا پس
لیل ان وزرا کی وزارت اور ان مہدی کی مہدویت کے منکر ہین دلیل دیگر
ن خوندمیر اوسی مکتوب مین ایک اور عبارت فتوحات کی اپنے پیر و مرشد کے بیان بزرگی اور
ن خاتمیت کے واسطے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہی الختم ختمان ختم یختم الله به
یة مطلقا وختم یختم الله به الولایة المحمدیة فاما ختم الولایة علی الاطلاق فهو عیسی
علیه السلام فهو الولی بالنبوة المطلقة فی زمان هذه الامة وقد حیل بینه وبین نبوة
الشرایع والرسالة فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعده فکان اول هذا الامر
و هو آدم واخره نبی وهو عیسی اعنی نبوة الارث فیکون له یوم القیمة حشران
نا وحشر مع الرسل واما ختم الولایة المحمدیة فهی لرجل عجمی من الهند فی اخر
الزمان فهو رجل اجل الجبهة اقنی الانف مقرون الحاجبین یشبه فی الخلق بضم الخاء

معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یشبہہ فی الخلق بفتح الخاء یصلحہ الله
او فی یوم مبین یکون لہ العلامات الکثیرۃ کما اخبر رسول اللہ صلی الله
فی بعض الاحادیث وقد رایت العلامۃ التی اشار بہا الرسول علیہ السلام
الحق فی ذات المهدی عن عیون الناس وکشفها لی حتی رایت خاتم ا
منہ وھو المهدی الذی یختم بہ الولایۃ المقیدۃ المحمدیۃ یخرج فی اخرا
مع العلامات التی اخبر بہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یعرفها کث
ولا یؤمن اکثرھم بہ وقد ابتلاہ اللہ تعالی باھل الانکار علیہ فیما یتحقق
الحق فی سرہ وکما ان اللہ ختم بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوۃ التشریع ک
اللہ بالمهدی الولایۃ التی تحصل من الارث المحمدی لا التی تحصل من سا
فان من الاولیاء من یرث ابراھیم وموسی وعیسی فهؤلاء یوجدون
ختم المحمدی ولا یوجد ولی بسنۃ الولایۃ المحمدیۃ ھذا معنی ختم الولایۃ الم
واما ختم الولایۃ العامۃ الذی لا یوجد ولی بعدہ فهو عیسی علیہ الس
یہ عبارت فتوحات میں جواب سوالات حکیم ترمذی کی تیرھویں فصل میں مسطور ہے لیک
مذکورہ سے یہاں نہایت تحریف وتبدیل کو کام فرمایا حتی کہ اپنے کام سے خود بخود
کتاب کا نام نہ لیا مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ راز آیک ایک روز فاش ہو جاوے گا اب ع
لکھی جاتی ہے تاکہ عقلاء انصاف پسند دونوں کو مطابق کر کے دیکھیں کہ کسقد
کی گئی ہے شیخ اکبر مقام مذکور میں فرماتے ہیں الختم ختمان ختم یختم اللہ
وختم یختم اللہ بہ الولایۃ المحمدیۃ فاما ختم الولایۃ علی الاطلا
عیسی علیہ السلام فهو الولی بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان ھذہ الامۃ
حیل بینہ وبین نبوتہ التشریع والرسالۃ فینزل فی اخر الزمان وارثا خ
بعدہ بنبوۃ المطلقۃ کما ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوۃ
تشریع بعدہ وان کان بعدہ عیسی من اولی العزم من الرسل وخوا
ولکن زال حکمہ من ھذا المقام بحکم الزمان علیہ الذی ھو لغیرہ

بوة مطلقة يشركه فيها الاولياء المحمديون فهو منا وهو سيدنا فكان
هذا الامر نبي وهو آدم وآخره نبي وهو عيسى اعني نبوة الاختصاص
ون له يوم القيمة حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولاية
ية فهي لرجل من العرب من اكرمها اصلا ويدا وهو في زماننا اليوم موجود
ت به سنة خمس وتسعين وخمسمائة ورايت العلامة التي له قد اخفاها الحق
عن عيون عباده وكشفها لي بمدينة فاس حتى رايت خاتم الولاية منه وهو
م النبوة المطلقة لا يعلمه كثير من الناس وقد ابتلاه الله باهل الانكار عليه
ا يتحقق به من الحق في سره من العلم به وكما ان الله ختم بمحمد صلى الله
يه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم الله بالختم المحمدي الولاية التي تحصل
ن الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء فان من الاولياء من
ث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا الختم المحمدي وبعده
يوجد ولي على قلب محمد صلى الله عليه وسلم هذا معنى خاتم الولاية المحمدية
ما ختم الولاية الذي لا يوجد بعده ولي فهو عيسى عليه السلام انتهى يعنی ختم دو ہیں
ختم ہے کہ بسبب اوسکے اللہ تعالی ولایت مطلق کو ختم کرے گا اور ایک ختم ہے کہ ختم کرے گا اللہ تعالی
سبب اوسکے ولایت محمدیہ کو پس لیکن ختم الولایت مطلقہ عیسی علیہ السلام ہیں پس وہ ولی
نبوت مطلقہ زمانہ اس امت میں اور یہ تحقیق حائل کیا گیا ہے درمیان اونکے اور درمیان
تشریع اور رسالت کے پس اوترینگے آخر زمانے میں وارث محمدی خاتم ہو کر کہ کوئی
بعد اونکے بہ نبوت مطلقہ نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہیں
بعد اونکے نبوت تشریع نہیں ہے اگرچہ بعد آنحضرت کے عیسی رسولوں اولی العزم
خاص انبیا سے ہیں لیکن زائل ہو گیا ہے حکم اونکا اس مقام سے بسبب حکم کرنے
نے کے اون پر جو حکم کہ واسطے غیر اونکے ہے یعنی انقطاع نبوت تشریع کا زمانہ
ت محمدی میں پس اوترینگے ولی ہو کر صاحب نبوت مطلقہ کے کہ شریک ہوئے
ونکے اس مرتبے میں اولیائے محمدیہ پس وہ ہم میں سے ہوئے اور ہمارے سردار ہیں

پس ہوئے اول اس امر مین یعنی ابتدا سے سلسلۂ ولایت مین ایک پیغمبر کہ وہ آدم ہین اور آخر مین
اوسکے ایک پیغمبر کہ وہ عیسی ہین یعنی پیغمبر نبوت اختصاص **فائدہ** مراد نبوت اختصاص سے
نبوت متعارفہ ہی اور یہ احتراز ہی نبوت مطلقۂ مذکورۂ الصدر سے کہ وہ اصطلاح شیخ مین ایک
قسم کی ولایت کو کہتے ہین کہ تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آخر کتاب مین آویگی انشاء اللہ تعالی
انتہی پس ہونگے واسطے حضرت عیسیٰ کے دو حشر دن قیامت کے ایک حشر ہمارے ساتھ
اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن خاتم ولایت محمدیہ پس وہ مرتبہ ایک مرد کو ہی قوم عرب سے
کہ کریم تر ہی اونکا اصالت اور سخاوت مین اور وہ اس زمانے مین آج کے دن موجود ہے
مینے پہچانا اوسکو ۵۹۵ھ پانسو پچانوے مین اور دیکھی مین نے اوسکی وہ علامت کہ چھپایا ہے
اوسکو اللہ تعالی نے اوسمین بندون کی آنکھون سے اور کشف کیا اوس علامت کو میرے
واسطے شہر فاس مین یہان تک کہ دیکھی مین نے خاتم الولایت اوسکی اور وہ خاتم النبوۃ المطلقہ
ہی نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور مبتلا کیا ہی اوسکو اللہ تعالی نے ایسے لوگون مین کہ اوسپہ
انکار رکھتے ہین اوس چیز مین کہ اوسکو متحقق ہوتی ہی جانب حق سے باطن مین معرفت الٰہی
کی قسم سے اور جیسا کہ اللہ تعالی نے ختم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت تشریع کو ایسے ہی
ختم کیا ختم محمدی سے اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی ارث محمدی سے نہ اوس ولایت کو کہ حاصل
ہوتی ہی دوسرے انبیا سے اسواسطے کہ بعض اولیا وارث ہوتے ہین ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام
کے پس یہ اولیا پائے جاوینگے سوائے اس ختم محمدی کے اوسکے زمانے مین اور بعد اوسکے پس
نہ پایا جاویگا کوئی ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہووے یہ معنی ہین خاتم الولایۃ المحمدیہ کے اور
لیکن ختم الولایت کہ جسکے بعد کوئی ولی نہ پایا جاوے پس وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی لب
ملاحظہ کیجیے کہ بعد لا ولی بعدہ کے جو عبارت کہ حذف کردی اختصار ہی کچھ مضایقہ نہین ہی
لیکن نبوۃ الاختصاص کی جاے پر کہ نبوۃ الارث کردیا سبب اوسکا بجبر یہی ہی اصطلاح
فتوحات سے کہ نبوت الاختصاص یعنے نبوت متعارفہ کے ہی اور نبوت الارث قریب المعنی
نبوت مطلقہ کے ہی کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہی اصطلاحاً کہ اوسی سے احتراز کے واسطے نبوت
آدم و عیسی کی تخریج کی کہ اسنے نبوۃ الاختصاص اوسپر اس سے پیشتر ہی کہ نفی اوسکی کے بعد

شیخ لوہوا المرئی کی ... سے ... الشیخ ... اسے شخص ... سے صحیح

تے ہین کہ مرشد ... ایک شخص عرب کو ... کہ وہ آج اس عصر مین ... ہوا ... مین

سن مین اوس سے شہر فاس مین پیدا ہون اور علامات اوسکی ... ہوا اور بیان نے اپنے

کی خاطر سے اوس عبارت کی جاے پر اپنے دل سے لگا دیا کہ وہ ... ایک مرد کے

لیے ہی کہ آخر زمانے مین ہند سے آوے گا اور چنین و چنان ہوگا اور اوسی قسم سے یہ بھی ہے

فاہا الحوی کے بعد لفظ ... کا تھا کہ ضمیر اوسی شخص عربی کیطرف راجع تھی وہان فی

المہدی بنا دیا حالانکہ اصل ... مہدی کا نام ہی نہین ہی اور کشفہا لی کے بعد

بتہ فاس کا لفظ تھا اوسکو نکال ڈالا اور وہو ختام النبوۃ المطلقۃ کی جاے پر ہو

ی الذی الخ لکھدیا اور بالختم المہدی کی جاے پر بالمہدی کردیا اسکے سوا

بھی کسی جا پر افراط و تفریط ہی لیکن وہ قسم خدع سے نہین ہے جسمہ تحریفات بالا ... ہیں

وکذب کے اقسام سے ہین اگر ان بزرگ کو شیخ اکبر کے کلام سے استدلال منظور تھا

نقہ دیانت و راستبازی کا یہ تھا کہ ... کلام کو ... نقل کردیتے کہ لوگ دعوی کا نکالنے

اپنی راے اور اعتقاد کا بیان منظور تھا تو شیخ کی عبارت لانا نامناسب تھا بلکہ زبان ... سے

مین تصنیف کتاب ہی اپنی راے اور بکثرت بیان کردینا تھا تاکہ لوگ ... دلیل ... سمجھتے

اپنا قول اپنے دعوے کی سند نہین ہوسکتا ہی سوا اسکے اور عبارات بھی ... اس

نے اوسی رسالے مین نقل کی ہین اگر سب کا استیعاب کیا جاے ... کلام طویل ہوتا

اسطے اعراض کیا گیا کہ مشتے نمونہ خروارے باشد وانکے دلیل ... ایسے

وایان مہدویہ کے مزاج مین اسقدر افترا اور سخن سازی اور دوسرے کے کلام مین

موقع دست اندازی ہی مقلدین انکے کیا کچھ خاک اڑاتے ہونگے اسی سبب سے اکثر کتابین

قوم کی اقوال کاذبہ اور روایات موضوعہ باطلہ سے لبریز ہین اور مصنفین انکے بے حجابانہ

بان پر آتا ہی بے اندیشہ لکھتے چلے جاتے ہین اور ہرگز نہین شرماتے ہین اشعار

سیاہان کہ تاراج رہ میکنند + بدزدی جہان را سیہ میکنند + بروز آتشے بر نیارند گرم

اردہی دیدہ از دیدہ شرم + دبیران نگر تا بروز سپید + قلم چون تراشند از مشک بید +

وسيلت نزد ايشان بيان مى منسوب بتعالى من ... حق تعالى و ...
ثم ان علينا بيانه و بيان با بيش و از آيات ديگر هم تحقيق فرموده است كما قال
أفمن كان على بينة من ربه تا فلا تك ... و ديگر قل هذه سبيلي أدعو
على بصيرة أنا ومن اتبعني وسبحان الله وما أنا من المشركين و ديگر قل
أكبر شهادة قل الله شهيد بيني وبينكم وأوحي إلي هذا القرآن لأ
ومن بلغ و ديگر فإن حاجوك فقل أسلمت وجهي لله ومن اتبعن و
كذلك أوحينا إليك روحا من أمرنا ما كنت تدري ما الكتاب ولا
ولكن جعلناه نورا نهدي به من نشاء من عبادنا وإنك لتهدي إلى
مستقيم و ديگر ثم أورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا فمنهم ظا
ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات بإذن الله ذلك هو الفضل
جنات عدن يدخلونها يحلون فيها من أساور من ذهب ولؤلؤا ولباسهم
حرير وقالوا الحمد لله الذي أذهب عنا الحزن إن ربنا لغفور شكور
أحلنا دار المقامة من فضله لا يمسنا فيها نصب ولا يمسنا فيها لغو
إن في خلق السماوات والأرض واختلاف الليل والنهار لآيات لأولي الأ
الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق
والأرض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار ربنا
تدخل النار فقد أخزيته وما للظالمين من أنصار ربنا إننا سمعنا منا
للإيمان أن آمنوا بربكم فآمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا
مع الأبرار ربنا وآتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيامة
تخلف الميعاد فاستجاب لهم ربهم أني لا أضيع عمل عامل منكم
أو أنثى بعضكم من بعض فالذين هاجروا وأخرجوا من ديارهم وأوذ
وقاتلوا وقتلوا لأكفرن عنهم سيئاتهم ولأدخلنهم جنات تجري من
ثوابا من عند الله والله عنده حسن الثواب و ديگر هو الذي بعث في

م يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وإن كانو
لفي ضلال مبين ۝ وآخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم ۝
فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ۝ وآيات دیگر بسیار ا
ن وی دلالت میکنند واقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز بیشمار ست کہ بصحت
آن گواہی میدہند چنانچہ قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بر اشمیعی وارد شدہ اشعار
ماجاشت الترك فانتظر + ولاية مهدي يقوم فيعدل + وذل ملوك
من آل هاشم + وبويع منهم من يلذ ويهزل + صبي من الصبيان لا رأي
+ ولا عنده جد ولا هو يعقل + فثم يقوم قائم الحق منكم + وبالحق يأتيكم
ت يعمل + سمي رسول الله نفسي فداؤه + فلا تخذلوه يا بني وعجلوا + اور عالم میاں
تفتا کبیر میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعوی کیا کہ حکم اللہ تعالی کا
ہوتا ہے کہ آیت أفمن كان على بينة من ربه آخر تک خاص تیری ذات کے حق میں
ہے اور مراد لفظ من سے أفمن كان میں خاص ذات تیری ہے اور یہ بھی دعوی
ان حق تعالی کا ہوتا ہے کہ آیت ثم أورثنا الكتاب الذين اصطفينا من
نا آخر تک تیری قوم کے حق میں ہے اور کہا کہ مراد ظالم لنفسه سے اندک فنا
والے ہیں اور مقتصد سے نیم فنا رکھنے والے اور سابق بالخيرات سے تمام فنا رکھنے
اد ہیں اور جو شخص کہ اس تین مرتبے سے باہر ہو گروہ اس سید کے سے نہیں ہے اور کہا کہ یہ بھی فرمان
یہ آیت قل هذه سبيلي أدعو إلى الله على بصيرة أنا ومن اتبعني میں مراد من سے
ات تیری ہے اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہے کہ آیت ثم إن علينا میں مراد ہماری یہ ہے
زبان سے ہم اپنی کتاب کا بیان کریں اور شواہد الولایت کے اکتیسویں باب میں لکھا ہے
مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہے کہ فإن حاجوك فقل أسلمت
ي لله ومن اتبعن اور لأنذركم به ومن بلغ اور يا أيها النبي حسبك الله
اتبعك من المؤمنين اور قل هذه سبيلي أدعو إلى الله على بصيرة أنا
اتبعني یہ تمام من کہ ان آیات میں وارد ہوئے ہیں مراد ذات تیری ہے فقط لا غیر اور باب انتیسویں میں

۱۹ لکھا ہی کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ اُولِی الاَلبَابِ الَّذِینَ یَذکُرُونَ اللہَ قِیَامًا وَّ قُعُودًا
جُنُوبِھِم الآیہ ای سید محمد یہ آیت فقط تیرے گروہ کی شان مین ہی پھر کہا میران نے
موسی کا خطاب یہود اور قوم عیسی کا خطاب نصاری اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلم
ہماری قوم کا خطاب اولوالالباب ہی انتہی اور پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے خوند میر کو
کہ تمھاری خبر حق تعالی نے اپنے کلام مین دی ہی کہ اللہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ مَثَلُ نُورِہ
کَمِشکٰوۃٍ سینہ خوند میر فِیھَا مِصبَاحٌ تجلی حق تعالی اَلمِصبَاحُ فِی زُجَاجَۃٍ دل خوند میر اَلزُّجَاجَۃُ
کَاَنَّھَا کَوکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوقَدُ مِن شَجَرَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ شجرہ ذات بندہ کہ چوتھے آسمان پر نام بندیکا
نام ہی زَیتُونَۃٍ لَّا شَرقِیَّۃٍ وَّلَا غَربِیَّۃٍ یعنی فَاَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجہُ اللہِ یَکَادُ زَیتُھَا یُضِیٓءُ وَلَو لَم
تَمسَسہُ نَارٌ یعنی ذات تمھاری بسبب قابلیت فیض الہی کے چاہتی تھی کہ بیواسطہ روشن ہو
لیکن بواسطے مہدی کے نُورٌ عَلٰی نُورٍ ہوگئی یَھدِی اللہُ لِنُورِہ مَن یَّشَآءُ مراد من سے خاص
بندیکی ہی فقط لاغیر اور ستر ھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے دعوی کیا کہ حق تعالی سے مین نے معلوم
کیا اسی قسم کے اٹھارہ آیات بعضے حق ذات مہدی مین اور بعضے اونکے گروہ کے حق مین
وہ مہدی مین ہون اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے ایک روز وعظ مین ملا
سے پوچھا کہ مفسران سلف آیت ثُمَّ اِنَّ عَلَینَا بَیَانَہ کو کس پر حمل کرتے ہین ملا نے
۲۰ بعضون نے یہ بیان زبان صدیق پر حمل کیا اور بعضون نے زبان فاروق یا عثمان یا علی پر
کیا کہ یہ چارون حضرت کے زمانے مین تھے پس معنی ثم کے کہ واسطے تراخی کے ہین
نہین ہوتے ہین پھر بعضون نے کہا کہ بزبان حسن بصری وغیرہ تابعین کے یہ بیان ہوا
معنی اضافت علینا کے کہ مانند ید اللہ کے ہی سوائے مصطفی کے کسی پر درست نہین
ہین اور وہان معنی ثم کے نہین بنتے ہین پس حیران ہوکر کہا کہ مَا یَعلَمُ تَاوِیلَہٗ اِلَّا
بعضے کہتے ہین کہ روز حشر کے حق تعالی عرش پر تجلی فرماکر بیان فرماوے گا میران نے
یہ توجیہ ایک وجہ سے نزدیک بصواب ہی لیکن اوسدن بیان سے کیا فائدہ ملا علی نے کہا
فرمائیے میران نے کہا کہ یہ بیان بزبان مہدی ہوتا ہی ملا نے کہا کہ یہ معنی مبرا ہین
اعتراضات سے اور حق ہین انتہی ملخصا جواب مثل مشہور ہی کہ خربوزے کو دیکھ

ننگ یا ٹپایی اس ملا کی عقل بھی بدولت تصدیق ان بزرگ کے چکر مین آگئی ہی کہ ثم کے معنی سمجھنا اسکو
مشکل ہو گیا کہ آیت محکم کو متشابہ ٹھہرا دیا کہ مَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ کہنے لگا اور آیت مین دلا
دور کیا نہ اوسکے معنی مین تامل کرکے دیکھا کہ اوسمین کس چیز کی تراخی کس چیز سے مذکور ہی آیت یہ
ہی کہ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ط إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ
فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ط ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ یعنی نہ چلا تو اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اسکو
سیکھ لے مقرر ہمارا ذمہ ہی کہ تمھارے دل مین قرآن کو جمع کر دینا اور تم پر اوسکو پڑھ دینا پھر جب
ہم پڑھنے لگین یعنی جبرئیل کی زبان سے تو ساتھ رہ اوسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہی اوسکو
کھول بتانا یعنی معنی بیان کروا دینا شان نزول اسکی یہ ہی کہ جسوقت جبرئیل قرآن لاتے
بھول لنے کے خوف سے انکے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی جی مین پڑھتے جاتے اور کہین کہین
معنی بھی دریافت کرتے جاتے تو جب تک پہلا لفظ کہین اگلا سننے مین نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالے
نے فرمایا کہ اوسوقت پڑھنے کی حاجت نہین سننا ہی چاہیے پھر جی مین یاد رکھوانا پھر زبان سے
پڑھوانا لوگون مین ہمارا ذمہ ہی اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہین یہ بھی ہمارا ذمہ ہی کہ وقت
پر سمجھا دینا اور بیان کرا دینا انتہی یہان ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ بعد ذکر قرأت کے وارد ہی پس وہی
موخر چاہیے یعنی قرارت سے بیان متراخی چاہیے نہ حضرت کی حیات سے کہ اوسکا مذکور آیت
مین ہرگز نہین ہی پس یہ کہنا کہ معنی ثم کے حضرت کے زمانے مین درست نہین ہوتے یہ سراسر
نادرست غلط فہمی ہی ثم کو سیکڑون برس کی تاخیر درکار نہین ہی اور نہ اوسمین یہ شرط ہی کہ بعد
انقراض حیات مخاطب کے اوسکا ظہور ہوا کرے بلکہ مطلق تاخیر اوسکا مفاد ہی خواہ زیادہ ہو یا کم چنانچہ
شواہد اسکے بے شمار ہین چند شواہد قرآنی نقل کیے جاتے ہین الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى الآية فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا
تَحْزَنُوا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ
بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا الآية ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّى حِينٍ ۝
ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ الآية ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ الآية فَتَوَلَّى
فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى ۝ لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ لَكُمْ فِيهَا

منافع الی اجل مسمی ثم محلها الی البیت العتیق ○ والذین یرمون المحصنات
ثم لم یأتوا باربعة شهداء الایة الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء الایة فسـ
لهما ثم تولی الی الظل الایة الله الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف
قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشیبة الایة ولقد فتنا سلیمان والقینا
علی کرسیه جسدا ثم اناب ○ والذین یظاهرون من نسائهم ثم یعودون لما
قالوا الایة فارجع البصر هل تری من فطور ○ ثم ارجع البصر کرتین الایة ثم نظر
ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر الایة اسکے سوا اور بہت نظائر اور شواہد قرآن
وکلام عرب مین موجود ہین کہ اوس ملا کو یاد آئے نہ میان کو کہ اوسکی تقریر اشکال کو تسلیم کر
انصاف نہ کیا کہ ان آیات مذکورہ بالا مین کب انقراض حیات کسی کا درکار ہوا کہ ثم ان
بیانہ کی صحت تاخیر کے واسطے حضرت رسالت کا انقراض حیات ضروری ہی بلکہ ثم بعضے وقت
لحظہ کی تاخیر کے واسطے بھی آتا ہی جیسا کہ اس آیت مین فرجعوا الی انفسہم فقالوا انکم
الظالمون ○ ثم نکسوا علی رءوسہم لقد علمت ما ہؤلاء ینطقون ○ کہ
ہی مجلس کا ذکر ہی کہ پہلے قوم ابراہیم علیہ السلام اپنے دلون مین سوچکر اپنے لوگونکو بولی کہ تم ہی
پھر سرنگون ہوکر خجالت سے حضرت ابراہیم کو بولی کہ تو تو جانتا ہی جیسا یہ بت بولتے ہین اور اس آیت
بھی ایسی ہی الم تر ان اللہ یزجی سحابا ثم یؤلف بینہ ثم یجعلہ رکاما الایة یعنی تو
نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہی بادل پھر اونکو ملاتا ہی پھر اونکو رکھتا ہی تہ پر تہ یہ بات ہر عام وخاص کے معا
ابر آتا اور مرکب ہوکر تہ پر تہ ہوجانا کبھی ایک لمحے مین ہوجاتا ہی اور آیات سابقہ مین بھی بعضی جگہ
پر دال ہین اور سوا اسکے اور آیات بھی تاخیر قلیل پر دال ہین چنانچہ ان تقوموا
مثنی وفرادی ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنة ○ بھی اسی قبیل سے ہی
معلوم ہوا کہ ثم کا اطلاق اسقدر مہلت قلیل پر بھی درست ہی اسیواسطے ترجمان القرآن
عبد اللہ بن عباس نے ثم ان علینا کے معنی یون کہے کہ ان علینا تبیینہ بلسانک
یعنی بیان کرا دینا اسکو تیری زبان سے ہمارا ذمہ ہی جیسا کہ صحیح بخاری مین موجود ہی اور ا
نے تفسیر معالم مین بھی اسیکو روایت کیا ہی اور دوسری تفاسیر سے بھی یہی سمجھا جاتا۔

ں قرآن منزل مین مشکل ہے اوسکو تمھین سمجھا کر بیان کر دینا تمھاری زبان سے ہمارا کام ہے
یہی معنی نظم قرآنی سے متبادر ہین نہ یہ کہ جیسا سیدان سمجھے ہین کہ حاصل اوسکا یہ ہی کہ ای محمد
قرآن جبرئیل سے پڑھ لو اور اوسکے معنی کا بیان ہم نوسو برس کے بعد کر دینگے اور نوسو برس تک
م امت محروم البیان رہے جیسا کہ شیعہ بولتے ہین کہ قرآن اصلی چالیس سیپارے کا
م مہدی کے پاس غار مین ہی جب قریب قیامت ظاہر ہونگے خلق کو دیکھنا نصیب ہوگا
پ تک تمام امت قرآن سے محروم رہیگی فرق اتنا ہی کہ اونھون نے قرآن سے محروم
ہرایا انھون کے بیان سے اور ظاہر ہی کہ قرآن بے بیان معنی بیکار ہی پس انکا اعتقاد
ہوا کہ نوسو برس تک تمام امت کو اللہ تعالی نے بیان معنی مراد سے محروم رکھکر گرفتار خطائے
معنوی مین رکھا کہ خلاف مراد الہی بیان کرتے رہے اور اب نوسو برس کے بعد جب بیان
اتارا اوسکو لاکھہ آدمی مین سے ایک نے مانا اور باقی سب نے اوسکا انکار کیا اگر اوسیوقت یہ بیان
واہوتا آج تک سب مسلمان راہ راست و معنی صحیح پر رہتے پس اس تاخیر مین سوائے خراب و
راہ کرنے امت محمدی کے کیا مصلحت ہوئی یہ نہایت نادانی کا اعتقاد ہے اللہ تعالی باقی
ماندونکو ہدایت کرے اور توفیق فہم درست کی عطا فرماوے اور تاخیر بیان اگرچہ درست
ہی لیکن وقت حاجت تک جیسا کہ حضرت رسالت کے واسطے قرات سے فارغ ہونے تک تاخیر
لی گئی پس اگر معانی جونپوری کچھ بکار آمدنی ہین تو سب کو اسکی حاجت تھی اتنی تاخیر کی کیا
وجہ اور اگر بکار آمدنی نہین ہین اب بھی حاجت نہین ہی البتہ تاویل قرآن یعنی مآل مصداق
آیات قرآنی کا کبھی بعد عرصہ دراز کے ظہور پاتا ہی چنانچہ بعضے اخبار کا ظہور ہو چکا اور بعضے کا
آیندہ ہوگا جیسا کہ خروج دابۃ الارض او ریاجوج ماجوج وغیرہ حالات قیامت اور ایسی تاویل یعنی
معنی متحملہ قرآن کی بھی حد نہین ہی کہ ہر عصر مین علما و اولیا استخراج کرتے جاتے ہین لیکن تفسیر
یعنی بیان مراد الہی بالرای حرام ہی اوسکا مدار روایت پر ہی اور حضرت اور صحابہ کرام محکمات
قرآنیہ سے مراد الہی سمجھتے تھے اور بیان کرتے تھے اور یہ نہایت نامعقول امر ہی کہ جبتک قرآن
اوترا وہ مراد کو نہ سمجھے اور اپنے اصحاب کو بھی کہ خاص مخاطب الہی وہی ہین نہ سمجھاوے بلکہ
اوسکا بیان نوسو برس تک ایک شخص آیندہ پر معلق رہے کہ وہ اگرچہ جونپوری ہون اور گجراتیون

کو سمجھاوے اور اونکے چند مارو ڈالتے ہی دکھنی سمجھ لیوین اور تمام امت سلفا و خلفا محمد و مصرح ہے
بلکہ یہ امر مخالف قرآن ہی اور ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ کے معنی شیخ جونپوری نے نص قرآنی کے
خلاف کیے ہین اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ یعنی اور اوتارا ہمنے طرف تمہارے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر تاکہ بیان کرو
تم آدمیون کو جو کہ اوتارا گیا ہی طرف اونکے امام محی السنہ فرماتے ہین کہ ذکر سے مراد وحی ہے
اور حضرت رسالت وحی کے بیان کرنے والے تھے اور بیان قرآن کا حدیث سے
ہوتا ہی انتہی وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتَابَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ الآیہ یعنی
اور نہین اوتاری ہمنے تم پر ای محمد یہ کتاب مگر اسیواسطے کہ بیان کرو تم اونسے وہ شی کہ جسمین جھگڑ رہے تھے
ہین یہان فرمایا کہ کتاب اوتارنے سے مقصود بیان ہی فقط اب صاف معلوم ہوا کہ بیان قرآن کا کام
حضرت رسالت کا ہی پس کہنا شیخ جونپور کا کہ بیان قرآن میرا کام ہی مخالف قرآن کے ہی بلکہ امر حضرت کا
خاصہ نہین ہی بلکہ تمام پیغمبرونکو بیان کا عہدہ تھا جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ الآیہ یعنی اور نہین بھیجا ہمنے کوئی رسول مگر بیچ زبان
قوم اوسکی کے تاکہ بیان کرے واسطے اونکے انتہی آپ انصاف کرنا چاہیے کہ یہ شیخ مدعی مہدویت
کسقدر آیات قرآنیہ کے مخالف قرآن کے معنی کرتے ہین جسپر دعوی ہی کہ بندہ ہمین مراد اللہ ہے
اور اسی طرح دوسرے آیات کے معنی بھی مخالف احادیث صحیحہ و تفسیرات صحابہ و جمہور مفسرین کے بیان کیے
چنانچہ سورہ جمعہ مین وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کو خاص اپنے فرقہ مہدویہ پر حمل کیا
حالانکہ صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ ہم بیٹھے تھے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ
نازل ہوئی سورہ جمعہ اور یہ آیت اوسکی کہ وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ہم نے عرض کی
کہ یہ کون لوگ ہین یا رسول اللہ حضرت نے جواب نفرمایا یہانتک کہ تین بار سوال ہوا اور اوس مجلس مین
سلمان فارسی بھی حاضر تھے حضرت نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھکر فرمایا کہ اگر ہووے
ایمان پاس ثریا کے تحقیق پہونچ جاوینگے اوسکو چال ان لوگون سے انتہی اس آیت
مجمل کے سوال کے جواب مین ہاتھ سلمان پر رکھنا ساتھ اسقدر ثنا و صفت کے بتانا صاف
دلالت کرتا ہی کہ مراد آخرین منہم سے آیت مذکور مین قوم عجم ہین بغیر تخصیص کسی قوم کے

ہے اسلئے بیضاوی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں بعد صحابہ کے تا قیامت تک ہونگے اسواسطے کہ
حضرت کی دعوت اور تبلیغ سب امت کو عام ہے اول و آخر [illegible]
دریافت صحابہ کی قید اسواسطے کہ ملایا [illegible] تو انہوں نے فرمایا [illegible] ساتھ [illegible]
ہیں بلکہ آیندہ کو لاحق ہو دینگے اور امام [illegible] نے معالم میں فرمایا کہ [illegible] اسواسطے فرمایا
جب مسلمان ہو تو [illegible] سب [illegible]
بھی ہر [illegible] کے اور یہی قول ہے [illegible] اور سعید بن جبیر [illegible]
البتہ [illegible] اور ابن زید نے کہا کہ [illegible]
اور مجاہد سے ایک روایت یہ بھی ہے [illegible] کہ حدیث سے [illegible] تفسیر [illegible] شیخ جونپوری کی
نکالی ہے [illegible] اقوال ایسے تفسیر [illegible] عموم [illegible] مہدی [illegible] شریک [illegible]
[illegible] ثابت [illegible] الشمال [illegible]
بلکہ یہ شمنا [illegible] اور اکثر آیات مذکورۃ [illegible] عام ہیں [illegible]
کرتا ہی لیکن نزدیک امام شافعی کے ظنی الشمول ہے [illegible] تخصیص بخبر واحد اور قیاس [illegible]
اور نزدیک ہمارے قطعی الشمول ہے اسواسطے [illegible]
کہ آیات مذکورہ میں تخصیص ظنی یا قطعی موافق مطالب [illegible] جونپوری کے [illegible]
آیات قرآنی کی حکم نفسانی ہو اور دعوی [illegible]
طرف منسوب کیے ہیں [illegible]
اسبات پر کرتے ہیں کہ امام مہدی وقت تیری دولت اسلامیہ کے قائم ہو [illegible]
شیعہ کہتے ہیں مہدی کی طرح آنا [illegible]
[illegible]
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ کیا ہے اللہ تعالی نے تم میں سے ان لوگوں سے
ساتھ کہ جو ایمان لائے اور کام اچھے کیے یہ کہ خلیفہ و حاکم کرے گا ان کو زمین میں جیسا کہ

خلیفہ کیا تھا اون سے پہلون کو اور البتہ جما دیگا اونکے واسطے دین اونکا کہ پسند کردیا ہی اونکے
واسطے اور البتہ بدل دیگا اونکے خوف کے بعد امن انتہی یہ وعدہ اللہ تعالی نے اہل سنت
کے خلفا اور امرا کے ساتھہ وفا فرمایا اور اونکے مخالفین کو آج تک ذلیل و رعیت بنا کر رکھا اور قریب
قیامت تک ایسی رہین گے یہانتک کہ امام مہدی بھی اسی وعدے کے موافق مسند
عزت و خلافت پر جلوہ فرماوینگے اور حدیث شریف مین ہی کہ حضرت رسالت سے وعدہ کیا ہی اللہ تعالی
نے کہ آپکی تمام امت پر دشمن کبھی مسلط نہو گا چنانچہ آج تک اسکا ظہور ہی کہ تمام امت کبھی مخالفین
کی مسخر و رعیت نہوئی اس سے بھی مذہب مہدویون کا باطل ہوتا ہی کیونکہ اگر یہی امت محمدی
ہوتے تین سو پچاسی ۳۸۵ برس سے مخالفین کے قبضۂ اقتدار مین کاہے کو گرفتار رہتے **دلیل دوازدہم**

اخرج نعيم بن حماد عن محمد بن الحنفية قال كنا عند علي فساله رجل عن المهدي
فقال هيهات ثم عقد بيده تسعا فقال ذلك يخرج في اخر الزمان اذا قيل للرجل
الله الله قتل فيجمع الله له قوما قزعا كقزع السحاب يولف بين قلوبهم لا يستوحشون
على احد خرج منهم ولا يفرحون باحد دخل فيهم على عدة اصحاب بدر لم يسبقهم
الاولون ولا يدركهم الاخرون وعلى عدة اصحاب طالوت الذين جاوزوا معه النهر

یعنی نعیم بن حماد نے حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم پاس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے
پوچھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دور ہی پھر عقد کیا اپنے ہاتھہ مین نو کا
پھر فرمایا یہ نکلیگا آخر زمانے مین جسوقت کہ کہا جاویگا اوس مرد سے کہ ڈر اللہ سے ڈر اللہ سے
یعنی بجبر و اکراہ خدا کے واسطے دیکر ڈر رہا کر اونکے ہاتھہ پر بیعت کرینگے فرمایا پس جمع کریگا اللہ تعالی
اونکے واسطے ایک قوم اشک ریزہ مانند ریزش ابر کے کہ انکے دلون مین الفت ہوگی نہ
وحشت کرینگے کسی کے جانے پر اور نہ خوش ہونگے کسیکے آنے پر شمار مین اصحاب بدر کے
برابر ہونگے نہ سبقت لے گئے اون پر اول والے اور نہ اونکے مقام کو پاوینگے پچھلے
لوگ اور بشمار اصحاب طالوت ہونگے جو کہ اوسکے ہمراہ نہر سے پار اوترے تھے انتہی
عالم میان مہدوی رسالہ معارضہ مین لکھتے ہین موافق اس قول کے نکلے حضرت مہدی موعود علیہ السلام
سن نوسو ہجری مین پھر جمع کیا اللہ تعالی آپکے لیئے قوم کو گریہ وزاری کرتی ہاری طلب رویت

سد تعالی مین اور عشق و محبت مین اوسکے مانند زاری بادل کے بعد اسکے بروایت عبد الملک سجاوندی کے اپنے مہدی کے اصحاب کا رونا وغیرہ نقل کیا بعد اوسکے اپنے پیر سید یعقوب کے رونے کا احوال نقل کیا پھر کہا کہ ای برادر قوم مہدی مین ایسے لوگ تبتک تھی موجود ہین شاید یہ اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا **جواب** حاصل کلام دو امر ہین **ایک** یہ کہ صفات منقولہ از روایت مذکورہ انکے مہدی کے اصحاب مین موجود ہین پس حقیت مہدویت پر دلیل ہین اور یہ سخن بیکار محض ہی اسواسطے کہ صفات مذکورہ خصائص مہدی سے نہین ہین کہ کسی دوسری جا پائی جاوین بلکہ تمام کاملین و طالبان حق اس صفات سے متصف ہوا کرتے ہین البتہ مہدی کے اصحاب مین یہ صفات بدرجہ کمال موجود ہونگے کہ اس مقام مین متاخرین سے بیش قدم اور متقدمین کے ہم قدم ہونگے مراد متقدمین سے اونکے مجانسین ہین یعنی اولیاء اللہ کیونکہ مطلق تفضیل راجع طرف ہمجنس و ہمچشمون کے ہوا کرتی ہی نہ انبیاء و صحابہ کرام کہ بقرینہ نصوص صحیحہ کہ اونکی تفضیل مین وارد ہین اس تعمیم سے مستثنی ہین اور اس کمال نفسانی کا اثبات ان متبعین شیخ جونپور مین مشکل ہے کہ دعوی بلا دلیل ہے اور ہر شخص اپنے تئین اور اپنے پیشواؤن کے تئین کامل و افضل سمجھتا ہی یہ کچھ کام نہین آتا ہی کہان سے ثابت ہوا کہ انکے نفوس کمالات باطنیہ کر متصف تھے یا بہ ریا و حب جاہ یہ حرکات گریہ و بکا اور ریاضات بجا و بیجا انسے سرزد ہوتے تھے بلکہ شق ثانی متبادر و ظاہر ہی کیونکہ مدار عبادات کا صحت اعتقادات پہ ہی اور مدار صحت اعتقادات کا مطابقت کتاب و سنت و اجماع امت پہ ہے اور یہان معاملہ بالعکس واقع ہوا کہ خود انکے مرشد و پیشوا نے ان تینون کو پس پشت ڈال دیا کتاب و اجماع کی مخالفت جابجا اس رسالے سے ثابت ہی اور سنت کی مخالفت کا خود اوس بزرگ نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ بارہا کہا کہ جو حدیث رسول اللہ کی اس بندے کے حال کے مخالف ہی اوسکو مین تسلیم و قبول نہین کرتا ہون پس اتباع اپنے ہوائے نفس کی ہوئی کہ صدہا احادیث صحیحہ اپنے حال کے مخالف دیکھکر رد کر دین مسلمانی اسکا نام ہی کہ اپنے احوال و اخلاق کو مطابق اقوال و افعال حضرت رسالت پناہ کے کرے نہ کہ حضرت رسالت کے افعال و اقوال کو اپنے مطابق کرے مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین کے پاس جاتا ہی نہ کنوان پیاسے کے پاس آتا ہی یہان یہی آیت صادق آئی کہ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ یعنی آیا

ح رکھا تو نے اوس شخص کو کہ بنایا معبود اپنا خواہش نفس اپنے کو نظر فرو کوشش تردید حقوق

فاسد و لیکن بنفس اسکے مصطفی خلاف شرع پیر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ظاہر ہو کہ بغیر صحت اعتقادیات کے خالی ہونا پیٹنا کیا کام آتا ہی حضرت عیسیٰ اگر بیچ تقلید

ال و صد سال تو اں تمنا گریستن ہا اور ریاضت اخمی بیکار ہو جاوے تو بات کیا

معلوم نہیں ہے کہ خوارج کسقدر عبادات و ریاضات شاقہ کیا کرتے تھے یہانتک کہ حضرت نے

اصحاب کو فرمایا کہ تم اپنا نماز و روزہ اونکے نماز و روزے کے ساتھ حقیر معلوم ہوگا لیکن

اونکے حلقوم سے تجاوز کر کے مصعد قبول کو نہ پہنچیگا اور دین سے ایسے نکل جاوینگے

جیسے تیر نشانے سے باہر پار ہو جاتا ہے کہ کچھ اثر اوس میں اوسکے نشان کا نہیں رہتا ہے انتہی مختصرا

ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس جب کہ فساد اعتقاد سے کسقدر محرومی مانند حال

اور ریاضات سب تباہ ہوتیں اسیطرح جوگی و بیراگی و انتہت و گسائیں کسقدر صعوبات

مشقات اوٹھاتے ہیں کہ خود بدولت اوسکا عشر عشیر بھی نہیں ہو سکتا ہے حالانکہ وہ سب

منثورا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا

الامر اگر جناب لا یبتانا آپنے بیان اس کلام کے نو کا عقد کیا اس سے عددی اشارہ

و یہ کو سمجھتے ہیں اور اوسی سے اپنے مشیخ توحید و حقیقت محمدیہ پر استدلال کرتے

لیکن یہ استدلال ممنوع ہے اسواسطے کہ نو سو کی کوئی روایت وارد نہیں ہوئی البتہ نو سو

تسعمائۃ [illegible] کی روایات وارد ہوئی ہیں پس وہ روایات دلیل ہیں اس بات پر کہ

[illegible] خلافت کی طرف اشارت ہے اور یہ احتمال جیسا کہ مطابق روایت

واقع [illegible] کے بھی ہے کہ ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ نوسے نو سو ہوں یا نو سو بتوں یا

[illegible] نوسے نو سو بھی سمجھنا کہ مخالف الست وضع [illegible] واسطے

وضع عقود کے تو عقد واسطے آحاد کے وضع کیے اور نو عقد واسطے عشرات کے وضع کیے ہیں

جیسا کہ آحاد سے عشرات مراد لینا غلط ہے ویسا ہی بنات سے بھی اسکا عکس مراد لینا غلط بلکہ

ہے اور علاوہ یہ ہے کہ اہل البیت کا ذریہ باقیہ من الخیر حضرت محمد بن حنفیہ کہ راوی اس کلام کے

اوسوقت حاضر مجلس تھے اور ظاہر ہے کہ حاضرین کے سبب شایع ہونیکے قرائن حالیہ و مقالیہ

لام کو غائبین سے بہتر سمجھتے ہین چہ جائیکہ وہ حاضر متکلم کا فرزند مصاحب و صاحب فضل و رائے اصحاب
ہے جیسا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے اصطلاحات و رموز و اشارات کے سمجھنے کی مہارت رکھتا
ہوگا غائبین کہ باوجود بعد مکانی و زمانی کے فہم و فراست مین اوسکے ادنی غلامون کے پاسنگ کو
پہونچتے ہون اوسکے ساتھ کیا نسبت رکھتے ہونگے پس جبکہ وہ اس کلام سے نوسو برس
سمجھے دوسرونکا سمجھنا غلط فہمی ہے اور حضرت محمد بن حنفیہ اپنی اٹکل و تخمین سے فرماتے ہین کہ مہدی
سنہ دوسو مین قائم ہونگے چنانچہ نعیم کی روایت مین موجود ہے پس ظاہر ہے کہ اگر اپنے والد عالی نسب
سے کچھ بھی اشارہ نوسو کا پایا ہوتا ایسے قیاس کلیہ کو دوڑاتے پس احتمال نو برس
خلافت کا نہایت مدلل و معقول ہے اور نوسو کا بغایت ہیچ در ہیچ ہے و اذا جاء الاحتمال
بطل الاستدلال **دلیل ششم** عالم میان رسالہ معارضہ مین رسالہ برہان سے نقل
کرتے ہین وَيحًا لِلطَّالِقَانِ فَإِنَّ لِلّٰهِ بِهَا كُنُوزًا لَيْسَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ وَلٰكِن
بِهَا رِجَالٌ عَرَفُوا اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ وَهُمْ اَنْصَارُ الْمَهْدِيِّ فرماتے علی رضی اللہ عنہ واسطے
اللہ تعالے کے خزانے ہین نہین ہین وے سونے اور روپے سے ولیکن وہ مرد ہین عارفان باللہ
بحق معرفت کا ہے یہ مرد انصار ہین مہدی کے ای برادر یہ سب اوصاف موجود تھے حضرت مہدی
علیہ السلام مین **جواب** مجیب اس قوم کی خیانتین اور تحریفات دریافت کرتے کرتے
تھک گیا مگر یہ لوگ اس فعل سے نہ تھکے اگر ایک شخص سے ہوا اوسکا حساب ہوسکتا ہے یہان سلف
خلف تک پیر سے مرید تک سب یہی پیشہ رکھتے ہین سوائے خداوند سریع الحساب کے کوئی اسکا
حساب نہین کرسکتا ہے مگر بقولیکہ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ اوس دریا کا ایک قطرہ اس
مختصر مین لکھا گیا ہے ابھی عالم میان اور اونکے بزرگون کی اس قسم کی خوبیان اور بزرگیان اوائل
گذشتہ مین بیان ہوچکی ہین اوسکو دیر نہوئی تھی کہ پھر میان مذکور نے اندیشہ وہی پیشہ اس
روایت مین بھی اختیار کیا کہ ویحا للطالقان کو کہ اصل کلام مرتضوی مین موجود تھا ویحا للطالقان
کردیا دوسرے یہ کہ ترجمہ اوسکا بالکل اوڑا دیا تیسرے یہ کہ بہا کنوزا کے ترجمے مین سے بہا کو کہ ضمیر
اوسکی راجع طرف طالقان کے تھی بالکل نکال ڈالا چوتھے یہ کہ بہا رجال مین سے بھی بہا کو نکال ڈالا
جب اتنی ہاتھ چالاکی کرچکے مابقی روایت کو اپنے مہدی پر منطبق کردیا کیونکہ ان الفاظ کے نہ ہونے سے

دایت انکے مہدی کی تکذیب کرتی ہے اسواسطے کہ طالقان جیسا کہ قاموس مین لکھا ہی ایک
درمیان بلخ اور مرو کے اور ایک شہر یا پرگنے کا نام بھی ہی درمیان قزوین اور ابہر کے کہ صاحب
ن بن عباد وہین کا ہی غرض کہ جناب مرتضوی کے کلام مین طالقان نام مقام ہے میان
نے اوسکو صیغہ تثنیہ کا سمجھکر لاعلم کے سبب سے اوسکو مجرور بالیا کرکے للطالقین کر دیا لیکن
واب اس خوبی سے صحیح کرچکے معنی مین البتہ حیران ہے کہ دو جا تثنیہ مین لفظ ہا کی اوسکی
راجع دیکھکر گھبرائے کہ ہا ضمیر واحد مؤنث یا جمع کی ہی اور یہان مرجع تثنیہ ہی جب کچھ
سکا پرانا ہاتھ نہ آیا یاد آیا بزرگون کی پڑھی ہوئی موروثی چھری نکال کر ترجمے مین سب کو چھانٹکر
ن ہانتی عبارت تراش لی کہ یہان کون پوچھتا ہی قیامت مین جب شاہ ولایت دعوی کرینگے
ے کلام کو ترمیونت کرکے مجرکیون اتہام کیا وہان کی بھگتان وہین بھگت لینگے
عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گذرتی ہی حیث حال اون میون کا ہی کہ مسند
دخلافت مہدی پر بیٹھے ہین اور اپنا لقب صادقین ٹھہرائے ہین تو واے برحال دیگران
بنائے لایت مآب کے کلام کے معنی صحیح لکھے جاتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ کلام ولایت نظام
ی دلیل ہے نہ مہدویون کی اور جناب مرتضوی انکے مہدی کی تکذیب کر رہے ہین فرماتے ہین
مت ہو مقام طالقان پر کیونکہ اوسمین خدا کے خزانے ہین کہ چاندی و سونے سے نہین
لیکن وس مقام مین ایسے مرد ہین کہ اونھون نے خدا کو پہچانا ہے جیسا کہ حق معرفت کا
روہی لوگ انصار اور مددگار مہدی کے ہونگے انتہی اب میان جی آپ فرمایئے کہ تمھارے مہدی
ی کون سے طالقانی مرد مددگار و انصار تھے علاوہ یہ کہ تمھارے میران مطلقا انصار کا انکار
تے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے انصار و مہاجرین تھے
مہدی کے فقط مہاجرین ہونگے انصار نہونگے پس ثابت ہوا کہ جناب اسد اللہ
الب مہدی آیندہ کا ذکر فرما رہے ہین تمھارے مہدی کا ذکر نہین ہی شعر تجھے کیا
ہی معلی علی سے + تو اپنے شیخ سدو کو منالے + دلیل بہار دہم نقیضہ احادیث
ثار رسالہ معارضہ منہا ما اخرجه الترمذی یلی رجل من اهل بیتی یواطی
مہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہل بیت سے میرے موافق ہی نام اوسکا میرے نام کے

ی ہاں جماعت کثیر عالموں سے عالموں سے امیروں سے فقیروں سے تصدیق و اطاعت کی آپ کی
ردیا حق تعالیٰ نے آپ کو والی اہل بیت سے ہمنام نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم **ومنہا** ما اخرجہ
ماجۃ یکون فی امتی المھدی ان قصر فسبع والا فتسع فتنعم فیہ امتی نعمۃ لم یتنعموا
لھا قط تؤتی اکلھا ولا تدخر منھا شیئ والمال یومئذ کدوس یعنی میری امت
مہدی ہوگا اگر کم زندگی کرے گا تو سات و گرنہ نو پہر پر نعمت ہوگی او سمین میری امت
ی نعمت سے کہ نہ پر نعمت ہوگی ویسا کبھی دیے جائیگی ثمرات اپنے اور نہ ذخیرہ و جمع کرے گا
ی اونسے کوئی چیز اور مال اس روز مثل خرمن پایمال کے ہی گا انتہی ثمرات سے مراد وہ فائدے
ہ کہ جنکے لیے انسان پیدا ہوا ہی ہاں موافق اس حدیث شریف کے ۹۰۱ نوسوا ایک ہجری
ت اللہ شریف مین حضرت نے دعوی من اتبعنی فھو مومن کا آشکارا کیا پھر چپ ہو رہے
۹۰۳ نوسو تین ہجری پر احمد آباد گجرات مین دعوی مہدویت کا کیا پھر چپ ہو رہے
۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین شہر بڑلی مین علانیہ دعوی مہدویت کا اور دعوی تصدیق فرض
ر کفر کا صاف صاف کیا پھر نہ چپ رہے بلکہ ہمیشہ اسی دعوے پر وفات تک مصر و ثابت
ہے اس دعوے کو دعوی مصر و موکد کہتے ہین پھر حضرت کے وقت مین پر نعمت ہوئی امت
توں و لایت محمدیہ سے مثل ترک دنیا طلب دیدار خدا تعالیٰ اور توکل تام و ذکر دوام و عزلت
وبیت خوابی و قلبی و بصری وغیرہ کے جو احکام متعلق ولایت محمدیہ سے ہین اور دیے گئے فائدے و ثمرات
یش انسانی کے مثل فنائے تعین شخصی و بقا شہود ذاتی و تجلیات جبروتی و لاہوتی کے
ر ایکدم مین اور دنیا اور اہل دنیا انکے نزدیک نہایت ذلیل تھے اور مال اسی روز انکی مبارک
ن مین پایمال ہوگیا تھا انتہی مختصراً **ومنہا** ما اخرجہ ابن ماجۃ قال رسول اللہ صلی
علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون المھدی یعنی سلطانہ
ی فرمایا حضرت نے کہ نکلینگے آدمی مشرق سے پایمال کرینگے سلطنت کو مہدی کی یا موافقت
ین گے مہدی کی ہاں موافق اس حدیث کے کئی بار خروج کر چکے ہندیان جو مشرقی ہین
رت مہدی کی قوم مبارک پر جو حضرت کی سلطنت ہین اور کئی بار پایمال کر چکے قتل و اخراج
بس و ضرب اور انواع و اقسام سے اور پھر قیامت تک کرتے رہینگے اور مغنی و طارکے موافقت

سے کے لیوین تو موافقت و تصدیق بھی ہندیون اور خراسانیون سے ہوئی او وہ ہو رہی ہی کہ یہی
مشرقی ہین **ومنہا** ما اخرجہ نعیم بن حماد عن امیر المؤمنین علي بن ابی طالب
رضي الله عنه قال يوم المهدي للطير فيسقط على يديه ويغرس قضيبا في بقعة
من الارض فيخضر و يورق يعني فرمائے حضرت علي رضي الله عنه اشاره کریگا مہدی پرندے کو
تو گر جائے گا روبرو اوسکے اور گاڑے گا سوکھی لکڑی زمین مین تو ہری پتے دار ہوگی نقلیات
مین مذکور ہی کہ شاہ نظام فاروقی سلطان ملک خاندیس بعد تصدیق و صحبت مہدی کے عرض کیے
آیات و ذکر علما کہتے ہین کہ مہدی خشک لکڑی کو سبز کرے گا اوسیوقت حضرت مسواک کو گاڑ دیے
تو جھٹ سبز ہو گئی پھر او کھاڑ لیے اور فرمائے کہ یہ کام بازی گر بھی کرتے ہین لیکن مراد یہ ہے کہ
مہدی خشک دلون کو سبز کرے گا **ومنہا** ما اخرجہ نعیم عن طاؤس قال اذا کان
المهدي يبذل المال ويشتد على العمال ويرحم المساكين يعني فرمائے طاؤس رحمه الله جبکہ
ہوگا مہدی تو بخشش کرے گا مال کو سخت ہے گا اغنیا پر اور رحم کریگا فقرا پر **ومنہا** ما اخرجہ
نعیم بن حماد عن کعب قال المهدي خاشع لله كخشوع النسر بجناحيه يعني فرمایا کعب
رحمه الله تعالى نے کہ مہدی خاشع و مراقب ہو گا مثل خشوع کرگس کے پکھوٹون مین **ومنہا**
ما اخرجہ ایضا عن علي رضي الله عنه قال اسم المهدي محمد يعني فرمائے علي رضي الله عنه
کہ نام مہدی کا محمد ہی انتہی یہ سب روایات مصنف رسالہ معارضہ نے رسالہ برہان سے نقل
کیے ہین **جواب** روایت اول مین اگر والی ہونے سے مراد ولایت عامہ اور حکومت تامہ ہے
جیسا کہ دوسرے احادیث صحیحہ اسپر شاہد ہین تو ظاہر ہی کہ یہ صفت تمہارے شیخ متنازع فیہ مین
مفقود ہی پس حدیث تمکو جھٹلاتی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ ایک جماعت کثیر کا پیر و مطاع بن جانا جیسا
تم سمجھے ہو تو یہ بات کچھ خصائص مہدی سے نہین ہی بلکہ اہل بیت مین ہزارہا شخص ہمنام
حضرت کے ایسے ہوئے ہین کہ ایک خلق اونکی مطیع و معتقد ہوئی ہی یہ کیا خصائص و
عجائب سے تھا کہ اوسکو حضرت رسالت خاص مہدی کے واسطے بیان فرماتے حاصل
یہ کہ مہدی کے صدہا علامات بروایات ثقات ثبوت کو پہونچے ہین اگر ایک شخص مین اکثر علامات
مفقود ہون اور چند ایسے موجود ہون کہ خصائص مہدویت سے نہون اوسکی مہدویت ہرگز

بت نہین ہوتی ہے بلکہ اظہر یہی ہی کہ اوس مفقود العلامات نے حب جاہ ونفسانیت کی راہ سے
وہی کیا ہی اسواسطے کہ معصوم نہین ہی اور اسی سے جواب ساتوین روایت اخیر کا بھی معلوم ہوگیا
رد وسری روایت اور سولے اوسکے بعضے اور روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے
ریانہ مہدی پانچ یا سات یا نو برس کا ہی یعنی احد الامور الثلاثہ یہ مفہوم روایات نہین ہی کہ تینون
نے اوس مین جمع ہونگے اگرچہ شق ثالث مین شقین اولین ضمنا داخل ہین مگر اجتماع ثلثہ
طوق کلام نہین ہی پس تینون وقت مین تین دعوے نکالنا تاکہ کوئی روایت ثبوت نہو سکے
لیے یہ محنت وفکر رایگان وبرباد ہی ایسے غیر ضروری امر مین اسقدر محافظت روایات کی کرنا
رصد ہا روایات ضروریۃ الرعایت کو کہ مخالف حال ہین پس پشت ڈالنا یا تحریف لفظی ومعنوی
کے اصل مطلب کو بگاڑ دینا جیساکہ دلائل سابقہ مین مذکور ہی انصاف ودیانت سے بعید
بلکہ اس روایت مین بھی اوسکا نمونہ موجود ہی کہ بعضے الفاظ ساقط کرکے ترجمہ معکوس کیا
علوم نہین کہ نسخہ غلط دستیاب ہوا تھا یا عمدا اپنی عادت کے موافق یہ کام کیا لیکن بیان مراد وبنا
بشبہہ تحریف قصدی کی گئی ہی حدیث ابن ماجہ مین عبارت صحیحہ یہ ہی تُوتِی الْاَرْضُ اُکُلَھَا
لا تَدَّخِرُ عَنْھُمْ شَیْئًا الحدیث یعنی دیویگی زمین ثمرات اپنے اور نہ بچا رکھے گی امت سے
کی شی کے تئین الخ اب اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ماقبل مین جو نعمت مذکور ہے مراد
بن سے بھی نعمت ظاہری ہی نہ نعمت ولایت محمدیہ جیساکہ ثمرات سے مراد ثمرات ارض ہین ثمرات
یدایش انسانی مثل فنا وتجلیات وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزین ثمرات زمینی سے نہین ہین
ر مواہب آسمانی ہین شاید کہ مہدویون کے معارف وحقائق زمین سے اوگتے ہون اور کتاب
یان مین یہ حدیث ابی نعیم کی روایت سے باین الفاظ مذکور ہے کہ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیَ
مَھْدِیٌّ اِنْ قَصُرَ عُمُرُہٗ فَسَبْعُ سِنِیْنَ وَاِلَّا فَثَمَانٌ وَاِلَّا فَتِسْعُ سِنِیْنَ یَتَنَعَّمُ اُمَّتِیْ فِیْ
زَمَانِہٖ نَعِیْمًا لَمْ یَتَنَعَّمُوْا مِثْلَہٗ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ یُرْسِلُ السَّمَاءُ عَلَیْھِمْ مِدْرَارًا وَلَا تَدَّخِرُ
الارض شیئا من نباتھا اور دار قطنی اور طبرانی کی روایت سے باین الفاظ مذکور ہے کہ
یکون فی امتی المھدی ان قصر عمرہ فسبع والا فثمان والا فتسع سنین یتنعم
بھا امتی نعمۃ لم یتنعموا مثلھا البر منھم والفاجر یرسل اللہ علیھم السماء

مدرارا ولا تدخر الارض شیئا من النبات ویکون المال کدوسا یقوم الرجل فیقول
یا مہدی اعطنی فیقول خذ ان دونون حدیثون مین شی کا بیان نبات کرکر دیا گیا
پس معلوم ہوا کہ مراد اکل سے ثمرات ونباتات زمینی ہین اور تاویل مہدویہ کی غلط ہی اور چونکہ
یہ حال انکے مہدی کے وقت مین موجود نہوا احادیث مذکور انکی مہدویت کا ابطال کرتی ہی
نہ اثبات اور اس کتاب کے مطالعہ کرنے والون کو یہ بات واضح ہوگی کہ ان مہدی ستنا رغ
فیہ کو کہ مبین مراد اللہ کہلاتے ہین حق سبحانہ تعالی نے ایک تاثیر عجیب بخشی ہی کہ جو لنکے
گروہ مین داخل ہوا اور انکا مصدق بنا اوسکو قرآن وحدیث سمجھنے کا ایک نادر سلیقہ اور طرفہ
طریقہ ہاتھ لگتا ہی کہ خدا نخواستہ انکے منکرون کو وہ ہاتھ نہین آتا ہی چنانچہ دلائل سابقہ مین جابجا
انکے فہم کی خوبیان بیان کی گئین اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالی یہی تذکرہ رہے گا وہی فہم مہدی
اس حدیث مین بھی بکار آیا اور اوسی کا تتمہ ہی کہ وَالْمَالُ یَوْمَئِذٍ کُدُوسٌ کا ترجمہ کرتے ہین
اور مال اوس وز مثل خرمن پایمال کے ہوگا یہ بزرگ اس مقام مین ایسا سمجھے ہین کہ کاف جار اور
دوس مجرور ہی اور بمعنی خرمن پایمال کے ہی حالانکہ اسمین سے ایک بات بھی صحیح نہین ہی دوس مصدر ہے
بمعنی کوفتن بپا ہی کے بمعنی خرمن کے نہین ہی علاوہ یہ کہ یہان دوس کہان ہی اور کاف جار کہان ہے
بلکہ حرف اصلی وجزو کلمہ ہے اسواسطے کہ یہ لفظ کُدُوسٌ ہی بروزن فُعُولٌ کے جمع کُدس کی کہ بروزن
فعل کے بمعنی خرمن کے ہی اور معنی یہ ہین کہ مال اوس روز خرمنہا وانبارہا ہوگا پس یہ فقرہ بھی دلالت
کرتا ہی کہ ما قبل مین بھی ذکر ثمرات زمینی کا ہی اور تکذیب کرتا ہی انکے مہدی کی کہ مال اونکے وقت
مین خرمنہا نہ تھا بلکہ مارے بھوکون کے اونکے مرید ہلاک ہوتے تھے چنانچہ ملک سندہ مین
چوراسی مرید فاقہ کشی سے مرگیا جیسا کہ مطلع الولایت مین مذکور ہی پس تقریر عالم میان کی کہ
مال انکی نظرون مین پایمال ہوگیا تھا رایگان وبرباد ہوگئی حیرت ہی کہ مصنفین مہدویہ جار ومجرور
کو بھی نہین پہچانتے ہین اسقدر بھی سمجھ مین نہ آیا کہ دارقطنی وغیرہ کی روایت مین یکون المال
کدوسا موجود ہی یہ جار ومجرور منصوب کسطرح ہوگیا انصاف کیا چاہیے کہ اس فراست پر قرآن
واحادیث مین بلا تامل تاویلات کرتے ہین اور اختراع معانی اور تعارض دانی کا زعم رکھتے ہین اور رسالہ
معارضۃ الروایات تصنیف کرتے ہین اور رسالہ شبہات الفتاوی مین شیخ ابن حجر مکی وغیرہ

یہ ہدایت کا رد کرتے ہیں اور معتقدین تعظیمیں بجا لاکر کودتے ہیں کہ میان کے ہاتھ سے کیا
ہوا ہی کہ ایسے ایسے علماے نامدار کار دکھدیا شعر صائب و چیز می شکنند قدر شعر
ناشناس و سکوت سخن شناس ﴿ اب باقی روایات کے اغلاط سے اعراض و اغماض کر کے
مختصر کیا جاتا ہی کہ روایت سوم میں مشرق سے مراد شرقی بلاد مہدی ہی اسواسطے کہ جسکا
بیان ہوتا ہی اوسیکے جہات مراد ہوا کرتے ہیں متکلم کے پس مہدی موضوع خود اونھین بلاد
سے تھے اون پر یہ حدیث صادق نہیں ہی اور اسیطرح لفظ سلطنت بھی قوم مہدی پر
جماعت درویش و فقرا ہی غیر صادق ہی اور روایت چہارم میں مہدی مذکور نہ جو مراد بیان
ہی لفظ یغرس کا اور فی بقعة من الارض کا اوسکو ذکر تاہی اسواسطے کہ دل سینے میں ہوا کرتے ہیں
ارض میں نہیں رہتے ہیں چنانچہ کریمہ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ اور مَا جَعَلَ
اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ اوسپر شاہد ہی اور علاوہ یہ کہ اگر مراد سبز کرنا لکڑی کا ہی جیسا کہ
ہی تو قطع نظر اوسکے ثبوت سے اور قطع نظر اوس سے کہ یہ کرشمہ قبل دعاوی ثلثہ مہدویت کے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے وقت ملاقات شاہ نظام فاروقی کے معلوم ہوتا ہی پس علامت
مہدویت سے اوسکو کیا علاقہ تب بھی بموجب قول انکے مہدی کے مثبت مہدویت نہیں ہی اسواسطے
کہ یہ کام بازیگر بھی کرسکتے ہیں اور اگر مراد دلوں کا سبز کرنا ہی تو وہ بھی مثل مہدیت کے دعوے
محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے جیسا کہ چھٹی روایت بھی دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے
ظاہر ہی کہ جب تک معاملہ باطنی ثابت نکیا جاوے فقط ظاہری ہیئت کرسی کیا کام آتی ہی
دعوے سے قبل اثبات کے دوسرا دعوی پایہ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتا ہی بلکہ طریق اثبات
مہدویت کا یہ ہی کہ کوئی علامت مختصہ مہدی کہ بروایت صحیحہ ثابت ہو اور وہ شخص متنازع فیہ میں
پائی جاوے اس طور پر کہ اوسکا وجود اوس شخص میں خصم کے نزدیک بھی مسلم ہو یہ قید اسواسطے
ہی کہ اگر وہ امر خصائص مہدویت سے نہیں ہی یا بروایت صحیحہ ثابت نہیں ہی تو اوسکے پائے جانے
سے مہدویت کسطرح ثابت ہو سکتی ہی اور ایسی با این ہمہ اگر اوسکا وجود شخص متنازع فیہ
میں خصم کے نزدیک غیر مسلم ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے ایک دعوی محض ہوا اول اوسکا اثبات
چاہیے پھر اوس سے مہدویت کو ثابت کرنا چاہیے اب تم لوگ اپنے مہدی کے احوال باطنیہ

وغیرہ کو دلیل مہدویت کی ٹھہراتے ہو یہ بے قاعدہ ہی اوسکا وجود ہمارے نزدیک غیر مسلم ہی اسواسطے کہ
ع باطل ست انچہ مدعی گوید ۔ اول اوسکا اثبات چاہیے اور پانچوین روایت مین عمال کی تفسیر اغنیا
کرکرنا غلط ہی اسواسطے کہ عمال سے مراد عاملان خدمات مملکت ہین مثل تحصیل صدقات و خراج وغیرہ کے
چنانچہ قرآن مین ہی کہ والعاملین علیہا اور چونکہ مہدی متنازع فیہ ملک رکھتے تھے نہ عاملان ملک
پس یہ روایت اونکی مؤید نہین ہے بلکہ مکذب ہی **دلیل پانزدہم تقیہ احادیث و آثار سراج**
الابصار منہا ما قال علی رضی اللہ عنہ قلت یا رسول اللہ امنا المہدی ام من
غیرنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل منا یختم اللہ بہ الدین ای اظہرہ باتم
الظہور فی زمانہ واوصل اصحابہ فی منازل المقربین و الصدیقین فہم اہل المشاہدۃ
والمعاینۃ والمکالمۃ ولکن لا یعرفہم الا اللہ واولیاؤہ کما قال تعالی اولیائی تحت قبائی
لا یعرفہم غیری اخرجہ ہذا الحدیث جماعۃ من الحفاظ فی کتبہم منہم ابو القاسم
الطبرانی وابو نعیم الاصفہانی وعبد الرحمن بن حاتم وابو عبد اللہ نعیم بن حماد وغیرہم
ومنہا ما روی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال دخل رجل علی ابی جعفر
محمد بن علی رضی اللہ عنہ فقال لہ اقبض منی ہذہ الخمسمائۃ درہم فانہا زکوۃ مالی
فقال لہ ابو جعفر خذہا انت فضعہا فی جیرانک من اہل الاسلام والمساکین من
اخوانک المسلمین ثم اذا قام مہدینا اہل البیت قسم بالسویۃ وعدل فی الرعیۃ
فمن اطاعہ فقد اطاع اللہ ومن عصاہ فقد عصی اللہ اخرجہ الامام ابو عبد اللہ
نعیم بن حماد فی کتاب الفتن قلت قد وجد لقسمۃ بالسویۃ والعدل فی الرعیۃ
ای فیمن اطاعہ فقد اطاع اللہ واما من عصاہ فقد عصی اللہ فلا یقبل عدلہ
ومنہا ما روی عن کعب الاحبار انہ قال انی لاجد المہدی مکتوبا فی اسفار
الانبیاء ما فی حکمہ ظلم ولا عیب اخرجہ الامام ابو عبد اللہ نعیم بن حماد
قلت قد تحقق الروایۃ عن المہدی انہ قال ذکر فی کتاب اللہ وکتب الانبیاء
ولم یکن فی حکمہ ظلم ولا عیب کما ہو المشہود **ومنہا** ما روی عن الحارث بن
المغیرۃ البصری قال قلت لابی عبد اللہ الحسین بن علی کرم اللہ وجہہ بای شیء

...ت الامام المهدي قال بالسكينة والوقار قلت وبأي شيء قال بمعرفة الحلال و
...م وبحاجة الناس اليه ولا يحتاج الى احد قلت صدق الحارث هكذا كان المهدي
ومنها ماروي عن علي بن الهلالي عن ابيه قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه
وسلم وهو في الحالة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه والحديث طويل
...ني اخره يا فاطمة والذي بعثني بالحق ان منهما مهدي هذه الامة
...ا صارت الدنيا هرجا مرجا وتظاهرت الفتن وانقطعت السبل واغار بعضهم
...ضا فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك منهما من
...تح حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في
...ل الزمان اخرجه الحافظ ابو نعيم الاصفهاني في صفة المهدي وانظر اليها
...صف الى قوله عليه السلام وقلوبا غلفا وهو تفسير لقوله حصون الضلالة
...لمراد ان المهدي يفتح القلوب الغلف بقبضه فيملؤها بعدله وهذا معنى يملأ
...رض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما ثم كما ذكر الامام احمد بن حنبل
...مسنده ويملأ الله قلوب امة محمد غنى ويسعهم عدله ومنها ماروي عن
...بد الله بن عطاء قال سألت ابا جعفر محمد بن علي فقلت اذا خرج المهدي
...ي سيرة يسير قال يهدم ما قبله كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم و
...ستانف الاسلام جديدا كذا في عقد الدرر اي يهدم من البدع وما اخطأ
...تهدون فيه من العمليات والاعتقاديات وهذا من خصائصه كما ذكرنا
...ل ويدل عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين في اخر الزمان كما
...مت به في اول الزمان اذ لو لم يحكم بتخطئة المخطئين لا يقوم بالدين
...ما قام به النبي صلى الله عليه وسلم فعلم ان المهدي يكون حاكما بين المذاهب
...ما ذكرت قبل ومنها ماروي عن علي بن ابي طالب في قصة المهدي
...ال ولا يترك بدعة الا ازالها ولا سنة الا اقامها كذا في عقد الدرر ومعنى
...هذا القول انه يكون فاعلا بنفسه وامرا لغيره وهذا المعنى مؤيد

بما ذکر الشیخ سعدی بالفارسیة بیت بیتیے کہ ناکردہ قرآن درست کتب خانۂ چند
ملت بشست ای حکم بنسخها فصدق المؤمنون بانها منسوخة لان الکتب
السماویة مغسولة بالماء بل مفسولة عن قلوب من امن بہ ای علمہ منسوخة
وهذہ المنقولات من عقد الدرر وان کان بعضها ضعافا لکن لما وجدت
فیمن ادعی ظهر انها کانت صحاحا فی نفس الامر وان لم تبلغ درجتها جواب
حقیقت حال یہ ہی کہ احادیث نہایت مخالف ہین احوال مہدی متنازع فیہ سے اور کلام سرور
صلی اللہ علیہ وسلم کا سراسر تکذیب و ابطال انکار کرتا ہی اسواسطے مہدوی لوگ وادی
حدیث مین بکمال احتیاط و بے پاؤن چلتے ہین جب احادیث و آثار اپنے مخالف
حال دیکھتے ہین دم ہان کچھ دم نہین مارتے ہین اگر کوئی حدیث مختصر کہ جسمین احوال امام
بہ تفصیل نہین ہی ہاتھ لگی اوسکو غنیمت جانکر دعوی مطابقت کا برپا کرتے ہین یا کسی حدیث
کا ایک ٹکڑا اپنے موافق اور دوسرا مخالف نظر آیا تو اوسمین قطع و برید کرکے پارۂ موافق کو
نقل کرتے ہین حالانکہ جب بامعان نظر و انصاف دیکھا جاتا ہی تو وہ موافق بھی مخالف ہوتا ہی
چنانچہ اس جا بھی صاحب سراج الابصار نے ایسی کیا کہ حدیث اول کے نصف اول کو نقل کیا
اور نصف ثانی کو حذف کیا حالانکہ خدا کے فضل سے وہ نصف اول جسکو اپنا شاہد مددگار بنا کر لائے
ہین وہ بھی انکی تکذیب و تخریب کرتا ہی اسواسطے کہ تمام حدیث بروایت نعیم بن حماد اور ابونعیم کے
یہ ہی کہ عن علی قال قلت یا رسول اللہ امنا ال محمد المهدی ام من غیرنا فقال لا بل
منا یختم اللہ بہ الدین کما فتح بنا وبنا ینقذون من الفتنة کما انقذوا من
الشرک وبنا یؤلف اللہ بین قلوبهم بعد عداوة الفتنة کما الف بین قلوبهم
بعد عداوة الشرک وبنا یصبحون بعد عداوة الفتنة اخوانا کما اصبحوا
بعد عداوة الشرک اخوانا فی دینهم یعنی علی مرتضی فرماتے ہین کہ عرض کیا مین نے
یا رسول اللہ مہدی ہم اہلبیت مین سے ہی یا ہمارے غیر سے فرمایا نہین بلکہ ہم مین سے ہی ختم
کرے گا اللہ تعالی بسبب اوسکے دین کو جیسا کہ شروع کیا بسبب ہمارے اور ہمارے سبب سے چھٹائے
جاوینگے فتنے سے جیسا کہ چھٹائے گئے شرک سے اور ہمارے سبب سے موافقت کرویگا اللہ تعالی

نکے دلون مین بعد عداوت فقتنے کے جیسا کہ موافقت کردی اونکے دلون مین بعد عداوت شرک کے
ہار سبب سے ہوجاوینگے بعد عداوت فقتنے کے مانند بھائی بند ونکے جیسا کہ ہوگئے بعد عداوت
کے مانند بھائیون کے بیچ دین اپنے کے انتہی خلاصہ حدیث چار باتین ہین ایک یہ کہ نسب امام مہدی کا
بیت کو پہونچتا ہی دوسری یہ کہ مہدی کے سبب سے دین انتہا کو پہونچیگا یعنی کمال پاویگا تیسری یہ کہ
جیسا کہ ابتدا مین مسلمان حضرت کے سبب سے شرک سے نجات پائے ہین انتہا مین مہدی کے سبب سے
باہم نجات پاوینگے چوتھی یہ کہ مہدی کے سبب سے مسلمانون کے دلون سے اختلاف و عداوت فقتون
جاکر ایسی موافقت ہوجاویگی کہ مانند بھائیون کے ہوجاوینگے جیسا کہ بعد جانے عداوت شرک کے
گئے تھے اور شیخ متنازع فیہ مین چارون باتین مفقود ہین اسواسطے کہ دلیل اول مین گذر چکا
سب اونکا اہل بیت کو نہین پہونچتا ہی اور دین نے بھی انکے سبب سے کچھہ کمال نہ پایا اسواسطے کہ اِنَّ
الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ دین سے مراد اسلام ہی اور حدیث جبرئیل سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام
تے ہین شہادت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور قائم کرنے نماز اور دینے زکوۃ اور روزہ
رمضان اور حج بیت اللہ کو اور اس اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے صحابہ و تابعین وغیرہ حامیان
ین محمدی نے بہزار جانفشانی نوسو برس مین مشرق سے مغرب تک کھیلایا تھا شیخ جونپوری نے دعوی
ہدویت کرکے سب کو مشرق سے مغرب تک اپنے عندیے مین کافر ٹھہرایا اور مشارق و مغارب مین سے دین کو
ٹھا دیا اور محنت و سعی ہزار سالہ برباد کردی کہ بجز چند ہندیون کے کہ مسلمین ہند کا بھی سوان حصہ
ہین ہین کسیکو مسلمان نہ سمجھا پس ستم دین مین کمال نہین ہوا بلکہ زوال دین ہوا یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا
نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ چنانچہ انکے مہدوی بھی اس امر معقول کو سمجھہ گئے تھے جیسا
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ جب شیخ جونپور کو معلوم ہوا کہ امر الٰہی ہوتا ہی کہ ہمنے تجکو مہدی موعود کیا
ہون نے عرض کیا کہ اس دعوی کے اظہار سے کیا فائدہ مقصود ہی کیونکہ اب جو شخص ظاہر شریعت محمدی پر
ہی آتش سے نجات پاتا ہی اور میرے مہدی ہونیکے بعد مجکو جو قبول کریگا فقط وہی مومن ہے گا باقی سب
فر ہوجاوینگے انتہی دیکھیے اس مہدویت کے لغو بلکہ مضر اسلام ہونے کا خیال خود شیخ موصوف کے ذہن مین
گیا تھا اور یہ اعتراض ایسا معقول تھا کہ انکے دل مین ہوس مہدویت کے ڈالنے والے نے بھی اسکا کچھہ جواب
دیا چنانچہ لکھا ہی کہ آٹھہ برس تک یہی اعتراض کرتے رہے بعد آٹھہ برس کے ایک جواب زبردستی کے

طور پر ہوا کہ قضا جاری ہو چکی اگر مانے گا ماجور ہوگا ورنہ مجبور ہو جائیگا تیسری بات فتنے سے نجات
پانا وہ بھی نہوا بلکہ بدستور سابق اہل اسلام مبتلائے فتن ہیں بلکہ انکے سبب سے ایک فتنہ کا زائد انکے عہد سے مدت
بڑھگیا چوتھی بات عداوت جاکر باہم اتفاق ہو جانا اور حدیث موصوف سے بسبب اتحاد شمار کیے ثابت
ہوتا ہے کہ جو لوگ شرک سے چھڑائے گئے ہیں وہی لوگ فتنے سے چھڑائے جاوینگے اور انہیں کے
دلوں میں اتحاد و الفت ہو جاویگی اور وہ سب مسلمان ہیں فقط فرقہ مہدویہ اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں
تالیف قلوب نہوئی بلکہ اختلاف عداوت انکے قدوم کے وقت سے یوماً فیوماً روز بروز بڑھ رہی علاوہ یہ کہ خود
انکے مذہب مہدوی میں بھی چوہتر فرقے ہو گئے ہیں اور اس قوم کا اعتقاد یہ ہے کہ انکے مہدی نے فرمایا ہے
کہ بندے کے گروہ میں چوہتر فرقے ہونگے ایک ناجی باقی تمام ہالک ہیں اور فرقہ ناجیہ وہی ہے کہ جامع اعتقاد
یعنی عقیدہ خوندمیر پر اعتقاد رکھے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہے شعر موعود کے فرمان سوں فرقہ تہتر ہیں
ہلاک بہتر اک پہ صد لعنت ٹھہرا اک ستی بہتر سو یہ معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے سبب سے اختلاف و فتنہ
دو چند سے بھی زیادہ ہوا کہ تہتر فرقہ اسلامیہ کے ایک سو سینتالیس فرقے ہو گئے حدیث ترمذی وغیرہ میں
وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ
مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ
هِیَ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ یعنی بتحقیق بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر ملت پر
اور میری امت متفرق ہوگی تہتر ملت پر کہ تمام آگ میں جاوینگے سوائے ایک ملت کے صحابہ نے عرض کیا کہ وہ
کون سی ایک ملت ہے یا رسول اللہ فرمایا جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں انتہی یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدوی
لوگ امت محمدی سے خارج ہیں اسواسطے کہ اگر داخل امت ہوتے حضرت فرماتے کہ میری امت ایک سو
سینتالیس ملت پر متفرق ہوگی اور **روایت دوم** کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھسے یہ پانسو درہم میرے مال کی زکوۃ کے آپ لیجیے آپ نے فرمایا کہ تو ہی
انکو اپنے ہمسائے مسلمانوں مساکین میں تقسیم کر دے پھر جب ہم اہل بیت میں کا مہدی قائم ہوگا
تقسیم برابر کی اور عدل رعیت میں کریگا پس اسکی اطاعت و نافرمانی خدا کی اطاعت و نافرمانی ہوگی
انتہی اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس سوال کے جواب میں تذکرہ مہدی کو کچھ مناسبت نہیں ہے
اور جب تک مہدی کی سلطنت کی طرف اشارہ لیا جاوے جواب نا مربوط ہے پس حاصل مقام یہ ہے کہ خراج وعشر

وزکوٰۃ جیسا پایون چہ بندہ اور اموال تجارت کی تحصیل کرکے اوسکے مصارف مین خرچ کرنا خلفا و سلاطین
اہل اسلام کا کام وعہدہ ہی منطوق اس آیت کے کہ خُذ مِن اَموالِھِم صَدَقۃً اور اسی پر زمانہ نبوت سے
آج تک اہل امت اسلامیہ کا چلا آتا ہی پس حضرت امام محمد باقر نے کہ مانند اکثر ائمہ اہل بیت کے کہ
سلطنت اور امامت ظاہری نہین رکھتے تھے اس کام سے انکار فرمایا اور ائمہ اہل بیت مین سے
مہدی کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ہم ائمہ اہل بیت کو بسبب نہونے خلافت و امامت ظاہری کے عہدہ
تحصیل و تقسیم زکوٰۃ کا نہین ہی البتہ ہم مین امام مہدی کہ امامت ظاہری و باطنی دونون رکھتے ہونگے
زکوٰۃ کی تحصیل کرینگے اور پھر بالسویہ تقسیم کرینگے اور اس زمانے کے سلاطین چونکہ زکوٰۃ کو موقع پر
صرف نہین کرتے ہین تو آپ مستحقین ہمسایہ پر تقسیم کرے اور یہ گمان نہین ہوسکتا ہی کہ خود امام
کو زکوٰۃ دینا اوس شخص کو منظور ہو اسواسطے کہ ادنی اعلی سب جانتے ہین کہ بنی ہاشم پر زکوٰۃ لینا
حرام ہی اب ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری نے امام محمد باقر نے حوالہ نہین کیا ہی اسواسطے کہ یہ بھی بسبب فقدان
سلطنت کے عہدہ اخذ زکوٰۃ کا نہین رکھتے ہین اگر ایسی مطلق لینا درست ہوتا حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ خود ہی لے لیتے پس قسمت بالسویہ سے بھی اشارہ طرف سلطنت و خلافت عامہ کے ہی ورنہ
مال خیرات کہ درویشانہ ہاتھ لگے اوسکو چیلون بالکون مین بالسویہ بانٹ کھاتا کونسا مقدمہ عظیم الشان تھا
کہ اوسکی پیش گوئی مناسب ہوتی اور ایسی عدل رعیت سے بھی اشارہ طرف حکومت عامہ مسلمین کے
ہی کہ تمام بلاد اسلامیہ کا شرق سے غرب تک حاکم ہو کر عدل و داد پر مستقیم رہنا نہایت امر عظیم الشان ہی کہ دنیا
مین گنتی کے لوگ ایسے ہوئے ہین ورنہ چند مرید و طالب پر عدل کرنا کچھ نادرات سے نہین ہی کہ قابل اخبار ہووے
ہزارہا بلکہ لکھہا اس صفت کے لوگ اس امت مین گذرے ہین کہ اپنی رعیت خاصہ یعنی اہل و عیال و
خادمین و طالبین کے ساتھہ معاملہ عدل و انصاف بسر ہی اوقات کیے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین
ہی کہ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ یعنی تم سب اپنے اپنے متعلقات خاص کے نگہبان ہو
اور ہر ایک سے اوسکی رعیت کا سوال کیا جاوے گا اور روایت سوم کا حاصل یہ ہوا کہ کعب احبار نے فرمایا
کہ مین مہدی کو اسفار یعنی کتابون انبیا مین مکتوب پاتا ہون کہ اوسکے حکم مین ظلم و عیب نہوگا اوسپر
مصنف ہدیہ مہدویہ نے لکھا کہ ہمارے مہدی سے روایت ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ میرا ذکر کتاب اللہ
اور کتب انبیا مین ہی اور لکھا کہ مشہور ہی کہ اونکے حکم مین ظلم و عیب نہ تھا پہلے امر کا دعوی مہدی نے کیا

اور دوسرے کا مہدی ہونیکا دعوی محض سے اثبات کسی چیز کا نہین ہو سکتا ہی پہلے اوسکو ثابت کرنا چاہیے
کہ کیونکر معلوم ہوا کہ کتب انبیا علیہم السلام مین تمھارا ذکر ہی دوسرے یہ کہ امام مہدیکا ہی اور تمھارا مہدی ہونا کہان سے
ثابت ہوا یہ اول نزاع ہی اسیکو اپنی دلیل گردانتا مصادرہ علی المطلوب ہی گویا کہ حاصل یہ ہوا کہ میرا مہدی ہونا
اس سے ثابت ہوا کہ میرا ذکر کتب انبیا مین ہی اور کتب انبیا مین میرا ذکر ہونا اس سے ثابت ہوا کہ مین مہدی
ہون کوئی عاقل بھی اس استدلال کو پسند کریگا علاوہ یہ کہ کلام کعب احبار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اسفار
انبیاے سابقین مین مہدیکا ذکر ہی اور قرآن مین نہین ہی ورنہ ایسے موقع بیان مین اوس سے سکوت کاہیکو
کرتے اور مہدی نے اوسکے خلاف دعوی کیا کہ میرا ذکر کتاب اللہ یعنی قرآن مین اور کتب الانبیا مین بھی
ہی پس دلیل ناقص اور دعوی کامل ہوا اور دوسرے امر یعنی اونکے حکم مین ظلم و عیب نہونے کا دعوی کہ مہدی ہونے
سے کیا ہی وہ بھی دعوی بلا دلیل ہے اور دعوی شہرت کا غلط ہی کہانسے ثابت ہوا کہ تمھارے شیخ کے حکم مین
ظلم و عیب نہ تھا بلکہ تمھاری کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکا حکم ظلم و عیب سے معمور تھا چنانچہ شرح اسکی
دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور **روایت چہارم** کا حاصل یہ ہے کہ علامت پہچانے
امام مہدی کی یہ ہے کہ صاحب سکینہ و وقار ہونگے اور حلال و حرام کی معرفت رکھتے ہونگے اور لوگ اونکے
طرف حاجت رکھتے ہونگے اور وہ کسیکی طرف حاجتمند نہونگے غرضکہ سکینہ و وقار کا اندازہ معلوم نہوا کہ
کسقدر سکینہ و وقار مہدویت کی علامت ہی کیونکہ مطلق سکینہ و وقار ہر مسلمان مہذب مین ہوتا ہی بلکہ
امراے اہل دنیا مین بھی ہوتا ہی اسیواسطے تنہا اس علامت کو حارث بن مغیرہ نے معرفت مہدویت
مین کافی نہ جان کر دوبارہ سوال کیا کہ فبای شئ یعنی اور کس چیز سے پہچانا فرمایا کہ معرفت حلال
و حرام سے اسکو بھی راوی مذکور نے کافی نہ سمجھا کیونکہ مقدار معرفت معلوم نہوئی اور مطلق معرفت
ہر مجتہد و عالم کو ہوتی ہی اسواسطے سہ بارہ سوال کیا اور کس چیز سے پہچانا فرمایا کہ حاجت ناس سے
پس معلوم ہوا کہ امور ثلثہ علامت مہدویت کے ہین فقط ایک ایک اور شیخ جونپوری مین دو باتین اخیر کی قطعا
مفقود ہین اور امر اول مین بھی تردد ہی اسواسطے کہ سید بھی تقریر مناظرہ دینی مین بھڑک جاتے تھے چنانچہ
[illegible] مین کچھ مذکور ہو چکا ہی اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ بادشاہ نے سید قاضی کو انکے پاس بھیجا کہ
ہمارے شہر سے باہر چلے جاؤ میران نے نمانا اور کہا جب حکم خدا کا ہوگا چلا جاؤنگا قاضی نے کہا کہ اطاعت
اولی الامر کی واجب ہی میران نے کہا کہ بادشاہ تیرا ظالم ہی ایسے شخص کو اولی الامر نہین کہتے ہین قاضی نے کہا

اگر کوئی شخص اپنے ملک مین جاندیوے کیا کیا چاہیے میران نے کہا کہ ممالک ملوک کی ملک وراثت
نہین ہین قاضی نے کہا کیا آپ کسیکی زبردستی پگڑی چھین لینگے میران نے مجلس قاضی غریب کی
پگڑی اوسکے سر سے اوتار کر اپنے زانو پر رکھ لی اور کہا کہ پگڑی چھین لینا اسکو کہتے ہین ہم نے کسکی چھینی
ہے کہ تو ایسا لائق سخن باطل لاتا ہی قاضی غریب نے جاکر اپنی ذلت اور اونکی شدت بادشاہ سے
عرض کی بادشاہ نے اس حرکت سے آشفتہ خاطر ہو کر ایک لشکر واسطے انتقام و اخراج کے روانہ کیا
لیکن دریا خان نے کہ مدار المہام اوس سلطنت کا تھا بادشاہ کی فہمایش کرکے لشکر واپس کروا دیا انتہی
مختصراً اب انصاف کیا چاہیے کہ بر سر مجلس اسقدر معزز صاحب خلعت شرع کی دستار اوتار لینا اور اوسکو سر
ننگا کر دینا کونسا سکینہ و وقار کہلاتا ہی کہین صاحب سکینہ و وقار مباحثے اور مناظرے مین کسیکی ہتک
حرمت اور آبرو ریزی نہین کرتے ہین بات کا جواب بات سے ہوتا ہی نہ ہاتھ سے البتہ حاکم سند دریا دل تھا
کہ باوجود دیکھنے ایسی حرکات کے قدرت انتقام سے رکھتے ہوئے کسقدر سکینہ و وقار کو کار فرمایا حالانکہ اوسکو بمنطوق
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ اور بمنطوق وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ
مِّثْلُهَا کے انتقام پہونچ سکتا تھا لیکن اوسنے سکینہ و وقار کو کار فرمایا اور اسپر عمل کیا کہ فَمَنْ عَفَا
وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور حال امر دوم یعنی معرفت حلال و حرام کا یہ تھا کہ باوجود دعوے امامت و مہدیت کے
امامت جماعت کے حلال و حرام بھی نجانتے تھے اسواسطے کہ اپنی مہدیت کے منکر کو کافر بلکہ اکفر جانتے تھے
اور نماز جمعہ و عیدین مین اونکے پیچھے اقتدا کرتے تھے چنانچہ انصاف نامے کے باب سوم مین موجود ہے
پس معلوم ہوا کہ اسقدر بھی معلوم نتھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہین تو انکو کافر کہنا حرام ہے اور اگر کافر ہین
تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے یہان اسیقدر کافی ہے باقی گفتگو دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور حال
امر سوم یعنی حاجتمند ہونا آدمیونکا طرف مہدی کے اور حاجتمند نہونا مہدی کا طرف کسی کے
یہ بات شیخ جونپوری مین مفقود تھی اسواسطے کہ سوال نکرنے سے حاجتمندی دفع نہین ہوتی ہے سوال
نکرنا اور بات ہے اور حاجتمندی اور بات ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ ایک شخص نے ایک کپڑا حضرت
رسالت مین پیشکش کیا حضرت نے اوسکو لیا محتاجا الیہا یعنی اس حال مین کہ محتاج تھے طرف
اوس کپڑے کے حالانکہ سوال نکرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ مین یہ قصہ مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ
شیخ جونپوری ہمیشہ محتاج ہر چیز کے رہتے تھے خصوصاً ملک سندھ مین کہ مطلع الولایت مین لکھا ہے

کہ ان مہمل ہو اسطے فقر کے جو اسی مہدی انکا مر گیا نفس فاقہ و حاجتمندی سب ایک چیز ہی جیسا کہ فقر و
مفتاق و محتاج ایک ہی اور آدمیونکو انکی طرف کیا حاجت تھی اگر ہوتی اپنے لیئے ملکونسے کیون اخراج
کرتے محتاج الیہ کی خواہش کرتا ہی یا اوسکو دور کرتا ہی یہیں ثابت ہوا کہ لوگ انسے مستغنی تھے
اور انکو لوگونسے حاجت تھی بلکہ یہ بھی دوسرون کے محتاج تھے چنانچہ انصاف نامے کے تیرھوین باب مین
لکھا ہی کہ انکے مہدی نے فرمایا کہ نماز کی سنتین جو مجھسے ادا نہین ہوتی ہین مجھکو بتلا دیو بعد چند روز کے
میان لاڈ صاحب نے بتلایا کہ کتب فقہ سے تحقیق ہوئی کہ رسول علیہ السلام سنت ظہر کی قبل فریضہ و بعد
فریضہ باہر آکر ادا فرماتے تھے میان جی نے کہا کہ اب بندہ بھی باہر آکر پڑھا کریگا پس ثابت ہوا کہ علامات مذکورہ روایت
چہارم شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین آیہ **روایت** پنجم کا حاصل یہ ہی کہ حضرت فاطمہ زہرا سے قسم
کھا کر فرمایا کہ ان دونون یعنی حسن و حسین کی نسل سے مہدی اس امت کا ہی جسوقت کہ دنیا مین ہرج
مرج ہوگا اور فتنے ظاہر ہونگے اور راہین بند ہو جاوینگی اور ایک دوسرے کو لوٹیگا پس نہ بڑا چھوٹے
پر رحم کرتا ہوگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرتا ہوگا پس قائم کریگا اللہ تعالی ان دونون سے
ایسے شخص کو فتح کریگا قلعون گمراہی کو اور دلون غلاف دار کو قائم کریگا دین کو آخر زمانے مین
جیسا کہ قائم کیا مینے اوسکو اول زمانے مین انتہی صاحب سراج الابصار نے اس حدیث کو اپنے مہدی
پر منطبق کرنے کے واسطے حصون الضلالت یعنی قلوب غلف کے لیا اور علت تفسیر یہ مقرر کیا تاکہ
مطابقت ٹھہرے کہ مہدی قلعون حقیقی کو فتح نکرینگے بلکہ فقط دلونکو گمراہون کے اپنے فیض سے فتح کرکے
اپنے عدل سے بھر دیوینگے اور کہا کہ یہی معنی ہین اس حدیث کے بھی کہ یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت
جورا و ظلما یعنی بھر دیگا مہدی زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہی جور و ستم سے
اور اس مراد خلاف ظاہر پر قرینہ ٹھہرایا حدیث امام احمد بن حنبل کو کہ ویملأ اللہ قلوب امۃ
محمد غنی ویسعہم عدلہ یعنی اور بھر دیگا اللہ تعالی دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا
امت کو عدل مہدیکا انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے سرقہ کیا ہی اوسنے
کہ روایت ابو نعیم کے آخر کا فقرہ اس تاویل کو رد کرتا تھا حذف کر دیا اور روایت امام احمد کا ماقبل و مابعد
کہ اس تاویل کی تخریب اور انکے مہدی کی صراحۃ تکذیب کرتا تھا تمام حذف کر دیا تاویل و توجیہ خلاف ظاہر
احادیث و قرآن مین کرنا اور معنی ظاہری سے انکار کرنا مذہب فرقہ باطنیہ کا ہی مہدوی لوگ باطنیہ

بوسنتے ہین کہ نصوص ظاہر پر محمول ہین تا کہ فرقہ باطنیہ مین داخل نہوجاوین اور پھر معانی ظاہر سے انکار کرتے
ہین اور ایسی تاویلات باطنیہ مخالف ظاہر کلام کے کرتے ہین کہ فرقہ باطنیہ بھی پشیمان و حیران ہوجاتے
ہین دستور تمام جہان کا یہ ہی کہ ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے اور ایک حدیث کے معنی دوسری حدیث
سے سمجھتے ہین کیونکہ خود متکلم سے بڑھکر کوئی مبین مراد کلام نہین ہوتا ہی چہ جائیکہ ایک حدیث مین
اوسی روایت و سند سے ایک کلام ہین دوسرے کلام کا موجود ہووے اور اوسکو نکال ڈالنا اور خلاف اوسکے
محض اپنی راے سے ایک معنی ٹھہرانا سخت جرم و خیانت ہی اسیکو تفسیر بالراے اور تحریف معنوی کہتے ہین
اور یہی عادت اہل کتاب کی تھی کہ توریت و انجیل کی بعضی آیت کو دستاویز ٹھہراتے تھے اور بعضی سے
روگردان ہوتے تھے کہ نؤمن ببعض و نکفر ببعض اللہ تعالی اونکو فرماتا ہی اَفَتُؤْمِنُوْنَ
بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ
فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۵
اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ
یُنْصَرُوْنَ ۵ علماے مہدویہ کو چاہیے کہ اپنے حرکات کو علماے اہل کتاب کے حرکات سے از راہ انصاف ملا کر دیکھنا
کہ کسقدر طابق النعل بالنعل ہین پس چاہیے کہ اس حرکات سے توبہ کرنا ورنہ اوسی وعید شدید کے کہ اونکے
حق مین مذکور ہوا امیدوار رہنا اور اوس وعید کا جزاء عاجل یعنی خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خود اونپر نازل
ہوچکا ہی کہ ہمیشہ طرد و ضرب و اخراج کے تختہ مشق بنتے ہین اور کبھی انجام و مآل بظفر و نصرت انجام
نہین پاتا ہی پس جزاء آجل اشد العذاب اخروی کے بھی متوقع رہنا اللهم منزل الکتاب اهدهم
سبیل من اناب القصہ فقرہ کہ آخر حدیث ابو نعیم سے حذف کر دیا وہ یہ ہی ویملأ الدنیا عدلا
کما ملئت جورا یعنی بھر دیگا امام مہدی دنیا کو عدل سے جیسا کہ بھر گئی ہوگی ظلم سے اب بچشم
انصاف دیکھنا چاہیے کہ بغیر قلعہ اور ممالک فتح کرنیکے دنیا عدل سے کیونکر بھر سکتے ہین پس کہنا کہ قلعے
بالکل فتح نہونگے بلکہ قلعوں سے بھی مراد قلوب ہین نہایت تحریف ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ دنیا کو عدل
سے بھر دینا اوس سے تمام یا اکثر مراد لیے بغیر کلام درست نہین ہوتا ہی اگر دنیا مین سے چند آدمیون کو
عدل سے بھر دیا کہ وہ تمام اہل دنیا کا لاکھوان حصہ بھی نہین ہین کیونکر صادق آتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
[illegible]

بھری تھی اوسی موافق عدل سے بھی بھرنا تا کہ تشبیہ برابر آوے اور روایت امام احمد بن حنبل کی سالم ...
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابشرکم بالمهدي رجل من قريش من عترتي يبعث
على اختلاف من الناس وزلازل فيملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا و
ويرضى عنه ساكن السماء وساكن الارض ويقسم المال صحاحا بالسوية بين الناس
قلوب امة محمد غنى ويسعهم عدله حتى انه يامر مناديا فينادي من له حاجة الى فما
احد الا رجل واحد ياتيه يسئله فيقول ائت السادن حتى يعطيك فياتيه فيقول انا رسو
اليك لتعطيني مالا فيقول احث فيحثي ولا يستطيع ان يحمله فيلقي حتى يكون قدر
ان يحمله فيخرج به فيندم فيقول انا كنت اجشع امة محمد نفسا كلهم دعي الى هذ
فتركه غيري فيرده عليه فيقول انا لا نقبل شيئا اعطيناه فيلبث في ذلك
سبعا او ثمانيا او تسع سنين ولا خير في الحيوة بعده فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
بشارت ہو تمکو ساتھ مہدی کے کہ ایک مرد ہے قریش سے اولاد میری سے اوٹھایا جاویگا امت میں
وقت اختلاف آدمیوں کے اور زلزلوں کے پس بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی
ظلم وستم سے اور راضی ہونگے اوس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے اور تقسیم
کریگا مال صحاح برابر آدمیوں میں اور بھر دیگا دلوں امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا
یہانتک کہ وہ حکم کریگا ایک منادی کو پس ندا کریگا کس شخص کو حاجت ہے طرف میرے پس نہ آویگا اوسکے
پاس کوئی مگر ایک مرد کہ امام موصوف کے پاس آکر سوال کریگا پس کہینگے کہ جا خادم کے پاس تاکہ
دیوے تجکو پس آویگا اوسکے پاس کہ میں بھیجا ہوا مہدی کا ہوں تیری طرف تاکہ دیوے تجکو مال پس
کہیگا بھر لے پھر بھر لیگا اور نہ اوٹھا سکے گا پس ڈالدیگا یہانتک کہ رہ جاویگا بقدر طاقت اوٹھا
سکنے کے پھر لے کر چلیگا پس نادم ہوگا پس کہیگا کہ میں نفس سب امت محمد سے زیادہ حریص ہے کہ بلایا
طرف اس مال کے پس سب نے چھوڑا اوسکو سوا میرے پھر پھیرے گا اوسکو مہدی پاس پس کہیگا
نہیں لیتے ہیں جس چیز کو کہ دیتے ہیں پس ٹھہریگا امام اس حال میں چھ یا سات یا آٹھ یا نو
برس نہیں خیر بیچ حیات میں بعد اوسکے انتہی اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ صاحب سراج الابصار کسقدر
متعصب ہے کہ اس تمام کلام سے موہنہ چھپا لیا اور بیچ کے دو فقرونکو دھر اوٹھا لیا

دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا اور اس سے غنا زہد اور عدل درویشانہ مراد لیا
اور ہرگز سیاق و سباق کلام کو نہ دیکھا کہ ماقبل مین تقسیم مال کا ذکر ہے کہ دال ہے کہ غنا بسبب اسی تقسیم کے حاصل
ہوئی ہے اور بعد اوسکے قصہ منادی کا مذکور ہے کہ واسطے دینے مال کے ندا کریگا اور لوگ قبول نکرینگے
کیونکہ تقسیمات سابقہ سے غنی و آسودہ ہو چکے ہونگے اور پھر قطع نظر اس سے اگر بالعرض غنا سے
غنا قلبی بھی مراد ہے اسی حدیث مین جو دوسرے امور مذکور ہین وہ تمھارے مہدی مین کہان ہین عزت محمدیہ سے
ہونا کس نے ثابت ہوا دلیل اول مین اوسکا بیان ہو چکا اور اختلاف و زلزلون کے وقت مین اوٹھانے سے
مقصود یہ کہ اونکے سبب سے وہ اختلاف و زلزلے موقوف ہو جاوین اختلاف موقوف نہوا اور زلزلے
کہان تھے اور زمین کو عدل و انصاف سے کہان بھرا اور زمین کے رہنے والے اونسے کب راضی ہوئے
بلکہ ہر زمین والا اپنی زمین سے نکالتا رہا پس آسمان والون کو اسی پر قیاس کیجیے شعر تو کار زمین را
نکو ساختی ۔ کہ بر آسمان نیز پرداختی ۔ اور منادی نے واسطے عطا کے کب ندا کیا کہ کوئی شخص بسبب
غنا کے طالب نہوا سوائے ایک کے اور یہ کیا عادت ہے کہ بیچ مین ایک بات سے لینا اور باقی سب چھوڑ دینا
روایت ششم کا حاصل یہ ہے کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سیرت مہدی یہ ہوگی کہ ما قبل
کے بدعات کو ڈھادیگا جیسا کہ رسول خدا نے کیا اور اسلام کو از سر نو تازہ کردیگا صاحب سراج الابصار
نے کہا کہ بدعات اور خطاؤن مجتہدین کو عملیات و اعتقادیات مین ڈھادیگا اور حاکم ہوگا درمیان
اسکے انتہی ڈھانے بدعات سے مراد یہ ہے کہ بدعات مروجہ اہل اسلام کو موقوف و نابود کردینا تا کہ اسلام
از سر نو تازہ ہو کر مانند زمانہ نبوت کے سنت محض بے آمیزش بدعت ہو جاوے اور یہ امر شیخ جونپوری سے
وقوع مین آیا اور یہ مراد نہین ہے کہ ترک بدعات کا زبانی امر کرین بالمشافہ چند مریدون پر اوسکو جاری کرین
اسمین مہدی کی کیا خصوصیت ہے تمام علماے دیندار ایسی کرتے ہین اور خطاے مجتہدین کے حکم بننے کے
واسطے بہت بڑا علم چاہیے کہ تمام اجتہادیات مجتہدین کے ماخذ استنباط کو پہچاننا پھر طریقون استنباط
پہچاننا پھر ماخذ کے مراتب صحت و سقم کو جاننا اور استنباط صحیح کو غیر صحیح سے تمیز کرنا اور تمام شرائط
اجتہاد کے حاصل کرنا یہ کام ایسے شخص کا نہین ہے کہ لوگون سے کہے کہ نماز کی سنتین مجکو بتلادیا کرو
جماعت نماز کے شرائط نہ پہچانے جیسا کہ روایت چہارم مین مذکور ہوچکا اور آیات قرآنی کے معنی
غلط کرے جیسا کہ اس تمام کتاب مین اوسکا تجاذب ہے اور ایسے مقدمات وجوہ کشتہ ونہ اعتقاد

ونقل لاطائل محض ہی پس مہدویونکو ضرور ہی کہ ثابت کریوین کہ مسائل اجتہادیہ کہ جنکو وہ کہتے ہین اونمین انکے
ہی کس کس کو خطا ٹھہرایا ہی اور دلیل تخطیہ مسئلے کی بیان کرین اور بغیر اس اثبات کے لاف زنی کچھ کام
اور یہ **روایت مفتم** کا حاصل یہ ہی کہ جناب تصوی فرماتے ہین کہ مہدی کسی بدعت کو بغیر زائل کیے نچھوڑے
سنت کو بغیر قائم کیے نچھوڑے گا صاحب سراج الابصار نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ آپ عمل اسپر کریگا اور
امر کریگا جیسا کہ شیخ سعدی نے کہا ہی **شعر** شنیدہ کہ نا کردہ قرآن درست بہ کہ کتب خانہ چند ملت بشست
گفتگو کی گنجایش بہت تھی لیکن قصد مختصر کیا گیا اسواسطے کہ تمھاری تقریر کے موافق یہ بات
مہدی پر صادق نہیں ہی اسواسطے کہ وہ تارک سنت او آمر و عامل بدعت تھے اسواسطے کہ جہاد
اور عمدہ سنت حضرت رسالت ہی اور سبب مہدی ہونے کے کبھی عمل نکیا اور زیارت قبر اہل بیت حضرت رسالت کہ
اور نہایت متوکد ہی اوسکو ترک کیا اور اوسکے ضمن مین بہت سی سنتین ترک ہوئین مثلاً قبا کو
نماز پڑھنا اور مشہد احد اہل بقیع کی زیارت کو جانا سوا اوسکے اور بہت سے مشاہد متبرکہ کہ تمام امت
مشرف ہوتی ہی اور صحابہ سے آج تک سب اون مواقع و مشاہد پر اتباع آنحضرت کی کرتے ہین بالکلیہ
ترک کیے اور بدعات کے زائل کرنیکے بدلے تازہ تازہ بدعات اختراع و ایجاد کین گویا ایک شریعت تازہ
فرض تازہ نکالے کہ پانچ نماز کے سوا ایک چھٹی نماز فرض ٹھہرائی اور زکوٰۃ کے سوا ایک عشر نیا ایجا
اخلاق اور بحث تسلسل مین اوسکی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالیٰ یہ روایات کہ معتبر کتب مین اسکا جواب
بخوبی ہوچکا اور دوسری روایات کہ اونکی دوسری کتابوں مین مذکور ہین اکثر اغالیط موضوعہ
معنی اور تطویلا بیجا ہین اوسپر اعتراض کیا گیا اب دل چاہتا ہی کہ خود انکے پیر و مرشد کے تقریرا
مباحثہ مہدویت کے سرزد ہوئے ہین گزارش کرون تاکہ سامعین باانصاف خود بدولت کی بزرگیاں
بیان کی سنکر زیادہ تر محظوظ ہوویں **دلیل نشانزدہم** مباحثہ شیخ جونپوری کہ بذات خود مدعی
مہدویت ہوکر خلائق سے متکلمانہ مباحثہ و گفتگو کی ہی اور وادی ہنجور ہی تیز زبانی کی ہی جو
ہی باقی سب کچھ ہی یہ قصہ بتفصیل مطلع الولایت مین لکھا ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ جب انکے
شہر فراہ مین پہونچے وہان کے علما خبر دعوی مہدیت کی سنکر ایک سال تک مباحثہ کرتے
عاجز ہوگئے وہان کے حاکم امیر ذوالنون تھے تمام ماجرا بادشاہ خراسان میرزا حسین کی خدمت
حضرت کو لکھکر روانہ کیا بادشاہ مذکور نے اپنے ملک مین سے چار عالم یعنی ملا علی فیاضی او

اور ملا علی گگل اور ملا مخدوم کو انتخاب کرکے تمام کتابین اپنے کتب خانے اور تمام شہر کے علما کے کتب خانونکی مع
ایک جماعت کے انکے حوالے کین ان سب نے بکمال جانفشانی نو مہینے تک ون تمام کتابونکو اولٹ پلٹ
کرکے چار سوال انتخاب کرکے چار وانا عالم چار سو سوار کے ساتھ فراہ کو روانہ ہوے بعد پہونچنے مقام مذکور کے
میران کی خدمت عالی مین اکر سوال شروع کیے سوال اول تم اپنے تئین مہدی موعود کہتے ہو کس دلیل سے
کہتے ہو اور کہان سے کہتے ہو جواب بندہ نہین کہتا ہی فرمان حق تعالے کا ہوتا ہی کہ ای سید محمد تو مہدی
موعود ہی سوال دوم تم کونسا مذہب رکھتے ہو جواب ہم مذہب مصطفے رکھتے ہین کسی مذہب کی تقلید
نہین ہین سوال سوم تم کس تفسیر سے بیان کرتے ہو جواب ہم مراد اللہ بیان کرتے ہین اور جو تفسیر وغیرہ
اس بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہی ورنہ غلط ہی سوال چہارم کہ تمام امت مین محال ہی
بیشتر لاکر پوچھے کہ تم دعوی رویت الہی کا کرتے ہو اور تم خلق کو اوسکی طرف دعوت کرتے ہو جواب میران نے آیات
آئی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا اور وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ
أَعْمَىٰ اور أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ اور لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ
الْأَبْصَارَ اور لَنْ تَرَانِي وغیرہ سے رویت اور دنیا مین ثابت کرکے پوچھا کہ قاضی چند گواہ اضی علما نے کہا کہ دو گواہ
میران نے کہا کہ ایک ہم دوسرے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہین رویت حق کی اور سید ہاتھ کی طرف اشارہ کر
کہا کہ دیکھو حاضر ہین جو چاہو سو پوچھ لیو ملا علی فیاضی بار بار کہتا تھا کہ ای میر ہمکو تمھین ایک گواہ بس ہو جب اونکا
دل تصدیق کرکے برخاست کی جب اپنے مقام پر آئے تینون عالمون نے ملا علی فیاضی سے کہا کہ ہمکو تو بغیر معلوم
ہمارے بادشاہ کی طرف سے سخن کہنے کا حکم تھا تمنے وقت اشارہ میران کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیون نہ پوچھ
لیا تا کہ حضرت کی آواز سے ہم مشرف ہوجاتے ملا علی نے کہا کہ مینے یہ خیال کیا کہ جب روح مطہر قالب سے مرکب
تھی اوسوقت کا کلام علماے جہان نے نو سو برس مین حل نکیا ہی اب کہ آمیزش اشباح سے مبرا ہی اگر ہم کلام
یا مراد کہئیے سمجھکر کچھ اشکال لاوین خلل عظیم واقع ہو گا اسواسطے فقط میر کی گواہی پر مین نے اکتفا کیا
اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دو طرف اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ السلام دو گواہ
حاضر ہین پوچھ لیو اور جواب ملا علی مین یون لکھا ہی کہ مقلد کو سخن مخبر صادق کا کافی ہی اگرچہ ہم اس سے پہ ہو
اہمیت پوچھنے کی نہ تھی اوسوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھتے شکر
مراد کا بجا لاکر نہ پوچھے جو لوگ کہ اونکے حضور مین تھے وہ مراد کلام کو پاگئے ہین اب کہ بمقام ارواح ہین

نہ معلوم کہ بعد پوچھنے کے ہم کیا سمجھتے **جواب** اس مقام مین چند اشکال ہین **اشکال اول** یہ کہ ایک
برس تک علماء فراہ مباحثہ کرتے رہے پھر دو مہینے تک علماء ہرات ان سوالات اربعہ کو کتابون سے انتخاب کرتے
رہے یہ چودہ مہینے ہوتے ہین پھر مطلع الولایت مین لکھتا ہی کہ بعد اس سوال وجواب کے علماء ہرات تصدیق
مہدویت کی کرکے ملا علی ہمارے صحبت مین رہا ہے اور تین شخص بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے اونکی باتی
سب کیفیت سنکر مصدق بنکر زیارت شیخ کے واسطے کوچ کیا لیکن بعد دس منزل کے راہ مین بسبب
ضعف وپیری کے سفر کیا اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ راہ سے قریب سبزوار کے بخدمت شیخ عرضی
سنکر گیا لیکن بادشاہ اور شیخ الاسلام وغیرہ علماء ہرات وفراہ اور اکثر خلائق اوس شہر تصدیق مہدیت
کی غرضکہ یہ مدت اس جانے علماء اور آنے بادشاہ کے چودہ مہینون پر اضافہ ہوتی حالانکہ کل ایام
شیخ کے وفات کا فراہ مین نو مہینے ہین جیسا کہ تمام کتب مہدویہ سے ثابت ہی چنانچہ باب دوم مین بیان ہو چکا اتنے مہینے
مین اتنے مہینے کیونکر داخل ہو گئے **دوم** یہ کہ سرزمین ہند مین کچھ غربا ورعایا معتقد ہوئے اور سلاطین وحکام
ہمیشہ نکال کرتے رہے جیسا کہ تا حال تک اہل سنت واہل مذہب موجود ہین اور خراسان مین اگر بادشاہ علماء اور رعایا
مصدق ہوئے تھے چاہیے تھا کہ وہان یہان سے زیادہ یہ مذہب باقی ہوتا کیونکہ الملک والدین توامان الناس
علی دین ملوکہم قول مشہور ہی اور ایسی دستور ہی کہ جس ملک کا بادشاہ وحکام جس مذہب کو قبول کرتے ہین
رعایا بھی اوسپر قدم رکھتے ہین اور اوس بلاد مین وہ مذہب تا دیر رواج پاتا ہی اور فروغ پکڑتا ہی حالانکہ اوس ملک مین
مذہب مہدویت کا کوئی نام بھی نہین جانتا ہی اور قبر شیخ موصوف کو اسقدر جانتے ہین کہ ایک ہندی سید
کی یہ قبر ہی اور یہ بھی کسیکو نہین معلوم ہی کہ ان بزرگ نے دعوی مہدیت کا کیا تھا یا مذہب مہدیون کا
کیسا ہوتا ہی اور کہان ہی اور نہ کسی تاریخ عجم مین مذکور ہی کہ سلطان میرزا حسین اور امیر ذوالنون وعلماء
خراسان نے تصدیق کی تھی حالانکہ ہند وگجرات کی تاریخ مین باوجودیکہ بجز چند رعایا کے کوئی حاکم ووزیر یا مصدق
نہوا تھا فصلے اونکے رواج واخراج کا مسطور ہی **سوم** یہ کہ یہ چار سوال اس قابل نہ تھے کہ تمام علماء ہرات دو مہینے
کی دردسری کرکے انتخاب کرین کیا باوجود اسقدر ورق گردانی کے اونکے دلون پر پردہ پڑ گیا تھا کہ تمام علامات
وخصائص مہدی کہ احادیث صحاح مین مذکور ہین بھول گئے اور چار باتین ایسی لیکر چلے کہ ہر شخص بول
سکتا ہی کہ مین ایسا ہون کہ کسی مذہب کا مقید نہین ہون اور جو تفسیر کے موافق ہو وہ صحیح ہی باقی سب غلط
ہے اور مین امر الہی سے دعوی کرتا ہون اور میری بات پر گواہ محمد رسول اللہ ہین یہ سب دعوے بلا دلیل ہین

ان دعوونکو مہدویت کی دلیل ٹھہرائی اور سیدھی راہ کسیکی سمجھ مین آئی چہارم یہ کہ سوال وجواب اول ایسا ہی
کہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان اسواسطے کہ مہدی موعود بلا امر الٰہی نہین ہوتا ہی پس جبکہ مہدی موعود
ہونیکی دلیل پوچھی حقیقت مین مہدی بامر الٰہی ہونیکی دلیل پوچھی اوسکا جواب دیا کہ مین مہدی بامر الٰہی ہون
یعنی سوال دلیل کے جواب مین عین دعوے کا اعادہ کردیا اگر کوئی ادنی سمجھ والا بھی ایسی گفتگو کرے لوگ
ہنسین چہ جائے کہ مہدویت کا مدعی ایسی تقریر کرے اور علماء خراسانی باسانی راضی ہو جاوین پنجم
یہ کہ سوال دوم کا جواب بھی ایک دعوی محض ہی فقط ترک تقلید سے اگر کوئی مہدی ہو جاوے تو ہزارون لامذہب
کہ مقلد کسیکے نہین ہین مہدی ہو جاوین ترک تقلید کیواسطے ایک مقام علمی ہی جبتک وہ مقام ثابت
نہو ترک تقلید حرام ہی اور وہ مقام علمی خود انکی بول چال سے معلوم ہوتا ہی پس فقط دعوی کیا کام آتا ہی
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید ششم یہ کہ سوال سوم کا جواب بھی دعوی محض ہی اور بدتر از دوم
اسواسطے کہ تفاسیر علماء نے اپنے ہوائے نفس سے نہین لکھی ہین تفسیر بالرای گناہ سخت ہی مدار تفسیر کا روایت پر ہی جو روایات
صحیح ثابت ہوا کہ فلانی آیت کی مراد حضرت رسالت پناہ نے کہ جن پر یہ قرآن اترا ہی اسطرح بیان فرمائی
ہی اوسکو مفسرین نے نقل کیا ہی اور بعضی جا معنی ایک آیت کے دوسری آیت سے سمجھے گئے ہین پس وہ
تفسیر خود حضرت رب العزت کیطرف سے ہوئی اب کہنا کہ جو تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہی
باقی غلط ایسا کہنا ہوا کہ خدا و رسول جو معنی کہ بندے کے بیان کے موافق بیان کرین وہ صحیح ہین اور اگر بندے کے
مخالف بیان کرین وہ غلط ہین نستغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن زبان پر لاتا ہی اور پھر یہ دعوی
کہ مین خدا کی مراد بیان کرتا ہون کہانسے ثابت ہوا کہ تم خدا کی مراد بیان کرتے ہو ہفتم یہ کہ صاحب
مطلع الولایت سوال چہارم مین خود لکھتا ہی کہ رویت دنیاوی تمام امت مین محال ہی جب تمام امت کے
نزدیک محال ہوئی امت کا اجماع ہوا اوسکے بطلان پر اور اجماع دلیل قطعی ہی خصوصًا اجماع صحابہ
کہ تمام امت مین وہ بھی افضل ہین انکے مہدویہ کے نزدیک اوسکا منکر کافر ہوتا ہی پس لازم آیا کہ رویت
دنیاوی کے محال قطعی ہونیکے بھی قائل ہین اور اوسکے ممکن بلکہ موجود ہونیکے بھی قائل ہین عجب تقریر ہی اور عجب
فہم ہی اشکال ہشتم یہ کہ میران نے دعوی رویت پر دو گواہ ٹھہرائے ایک آپ اور ایک نسبت حضرت
رسالت پناہ کی طرف کی اور یہ نسمجھے کہ آپ اس دعوی مین مدعی ہین گواہ کیونکر ہو سکتے ہین یہ خطاء صریح ہی
ایسی موٹی بات بھی نسمجھے آخر کو صاحب شواہد الولایت نے کہ اوسکی تصنیف مطلع الولایت سے متاخر ہی

سی قباحت کے بند و بست کے واسطے حضرت ابراہیم کا نام پڑھا کر دو گواہ کر دیے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر افترا ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہی کیونکہ ان حضرات کا نہ کلام کسیکے سننا ورنہ انکو کسینے اوس مجلس مین دیکھا کلام سننے کے خود ملا علی وغیرہ ملایان ہمراہی تھے مین اور نہ کسینا کہی و ملا علی کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ شفاء الولایت کی عبارت مین مذکور ہوا کہ ملا علی نے جواب دیا کہ اگر ہم مرتبے پر ہوتے حاجت پوچھنے کی تھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ و ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھتے الخ پس معلوم ہوا کہ میرزا نے فقط ایک اشارہ ہوائی کیا کہ وہان کوئی نظر پڑا اور نہ کسیکی آواز سنا گیا پس گواہی ہرگز ثابت نہوئی اور فقط میرزا کا دعوی محض بے دلیل و شاہد رہگیا اشکال آیات مذکورۃ الصدر کہ میرزا نے اثبات رویت دنیاوی کیواسطے نقل کیے ہین ہرگز اون سے رویت دنیوی پر استدلال نہین ہوسکتا ہی کیونکہ آیت اول فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا کے معنی یہ ہین پھر جو شخص امید رکھتا ہو اپنے رب سے ملنے کی پس چاہیے کہ کرے نیک کام ورنہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت مین کسیکو مراد لقاے رب سے رجوع طرف اللہ تعالی کے دار آخرت مین ہے تمام اعمال و عبادات اوسیدن کیواسطے ہین یا دیدار خداوند عالم کا اوس عالم مین کہ اوس سے بہتر کوئی نعمت نہین ہے اور آیت دوم وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا کے معنی یہ ہین کہ اور جو کوئی رہا اس جہان مین اندھا سو وہ پچھلے جہان مین اندھا ہی اور زیادہ دور پڑا راہ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہین کہ ما قبل مین جو نعمتین اس جہان کی بکلم الذی تزجی سے تفصیلا تک مذکور ہین جو شخص اون نعمتونمین باوجودیکہ معاینہ کرتا ہی اندھا رہا وہ شخص امر آخرت مین کہ اوسکا معاینہ نہین کیا ہی اور دیکھا نہین ہی اندھا اور گمراہ تر ہی اور یہ معنی نظم قرآنی سے نہایت مناسب ہین کیونکہ بعد ذکر ان نعمتونکے ذکر آخرت کا فرمایا اس آیت مین کہ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا یعنی جسدن ہم بلاوینگے فرقے کو ساتھ اونکے سردار کے پھر جسکو ملا اوسکا نامہ اعمال اوسکے سیدھا ہاتھ مین سو وہ لوگ پڑھینگے اپنا نامہ اور ظلم نہوگا اونپر ایک تاگے کا بعد ان دونون مذکورون کے فرمایا وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ الاية اور دوسرے مفسرین نے یہ معنی کیے کہ جو شخص اس دنیا مین خدا کی قدرت اور آیات اور حق بات دیکھنے سے اندھا رہا پس وہ آخرت مین بھی اندھا اور گمراہ تر ہی اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جو شخص دنیا مین کافر گمراہ رہا وہ آخرت مین

اور زیادہ تر اسکے بھولا ہوا ہی اور آیت سوم اَلَا اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ
شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کے معنی یہ ہین آگاہ ہو وہ لوگ دھوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے آگاہ ہو تحقیق وہ رب
ہر چیز کو یعنی قیامت مین انکو دھوکا اور شک ہی اور رب ہر چیز کو گھیر رہا ہی یعنی ہر چیز کی اوسکو
خبر اور کوئی چیز اوسکے علم سے باہر نہین ہی اور آیت چہارم لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ کے معنی یہ ہین کہ اوسکو نہین پا سکتی آنکھین اور وہ پا سکتا ہی آنکھون کو اور وہ
خبر رکھنے والا ہی انتہی معتزلہ کہتے ہین کہ دیدار الٰہی جیسا کہ دنیا مین نہین ہی آخرت مین بھی
اس آیت کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اور اہل سنت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دنیا مین نہین ہی مگر آخرت
کے واسطے جواب دیتے ہین کہ اس آیت مین نفی ادراک کی ہی اور ادراک کہتے ہین احاطے کو اور شئی کی کنہ
کو اور یہ بات البتہ آخرت مین بھی نہوگی فقط دید ہوگی کہ دوسرے آیات و احادیث سے ثابت ہی
اوسکا کچھ ذکر نہین ہی اور ابن عباس اور مقاتل نے کہا کہ اس آیت مین دنیا کی رویت کی نفی ہی یعنی
ابصار اوسکا ادراک نہین کر سکتے ہین اور آخرت مین دیکھا جاویگا اور آیت پنجم وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى
لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ
فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ
قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے معنی یہ ہین اور جب آیا موسی ہمارے وعدے پر اور
اوس سے کلام کیا اوس کے رب نے بولا ای رب تو مجھکو دکھا کہ مین تجھکو دیکھون کہا تو مجھکو ہرگز نہ دیکھیگا لیکن
دیکھ پہاڑ کیطرف جو یہ اگر ٹھہرا اپنی جگہ پر تو آگے تو دیکھیگا مجھکو پھر جب نمود ہوا رب اوسکا پہاڑ کیطرف
کیا اوسکو برابر اور گر پڑا موسی بیہوش پھر جب ہوش مین آیا بولا تیری ذات پاک ہی مین نے توبہ کی تیرے پاس
اور مین سب سے پہلے یقین لایا انتہی قصہ اسکا یون ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مصر مین
کہا تھا کہ اللہ تعالی جب تمہارے دشمن فرعون اور قبط کو ہلاک کریگا تمکو ایک کتاب دیگا کہ اوسمین تمام امر
و نہی بیان ہوگا پھر جب اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی حضرت موسی نے
اللہ تعالی سے اوس کتاب کی درخواست کی حکم ہوا کہ تیس دن روزہ رکھو حضرت تیس روزے موافق
حکم کے جب پورے کر چکے اپنے موہنہ کی بو کو کہ بسبب روزون کے پیدا ہوئی تھی مسواک سے صاف
کیا عالم سے بات کرنے کو حکم ہوا کہ تم نہین جانتے ہو کہ روزہ دار کے موہنہ کی بو پیار

نزدیک مشک کی بو سے بہتر ہے اب من و نے اور رکھو جب وقت بھی پورا ہو چکا موسی علیہ السلام غسل
کرکے اور کپڑے صاف کرکے طور سینا پر حاضر ہوئے اوسی کا ذکر ہے کہ ولما جاء موسی لمیقاتنا
پس دیکھا کہ اللہ تعالی نے ساٹھ فرسنگ تک میدان طور میں تاریکی اوتاری ہی اور شیطان و جانوروں
زمینی کو وہاں سے ہانک کر صاف کر دیا ہی اور آسمانوں کے پردے اوٹھ گئے ہیں کہ ملائک ہوا میں کھڑے
ہوئے نظر آتے ہیں اور عرش الہی ظاہر معلوم ہو رہا ہی اور قلم کی کشش کا آواز سنا جاتا ہی پس کلام الہی شروع
ہوا اور مناجات دراز گوئی اسطرح پر ہوئی کہ موسی نے سنا اور جبرئیل کہ اونکے ساتھ تھے اونھوں نے
سنا حضرت کلیم اللہ سلام اللہ علیہ حلاوت کلام سے اسقدر ذوق و شوق میں آگئے کہ باوجودیکہ جانتے تھے
کہ دیکھنا جا دیدار نہیں ہے لیکن کمال اشتیاق سے پکار اوٹھے کہ رب ارنی انظر الیک جناب باری نے فرمایا لن ترانی
تو مجکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا کیونکہ کسی بشر کو یہ طاقت نہیں ہے کہ دنیا میں مجھے نظر کرے جو دنیا میں میری طرف نظر کریگا
مر جاویگا موسی نے کہا الہی میں تیرا کلام سنکر مشتاق دیدار کا ہوا ہوں اور تجکو دیکھکر مرجانا میرے نزدیک بے دیدار جینے
سے بہتر ہے کوہ زبیر کہ مدین میں سب پہاڑوں سے بڑا وہی تھا حکم ہوا کہ اسکی طرف نظر کرو اگر یہ تجلی کی تاب لا سکا اور
اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم بھی دیکھ سکوگے پس جناب باری تعالی نے اول اپنی مخلوقات میں کی سخت ہولناک چیزیں
نمودار فرمائیں کیونکہ جو کہ مخلوقات کے ہیبت کی تاب نلا سکیگا وہ خالق کے مہابت کی کیا تاب لاویگا اور شاید
اسواسطے بھی کہ ان چیزوں کو دیکھکر کچھہ مزاج خوگیر عادت پذیر ہوجاوے پس پہلے صواعق اور رعد اور برق پہاڑ کے
ہر طرف چار چار فرسنگ تک احاطہ کئیں اور آسمانوں کے فرشتوں نے موافق حکم کے نمودار ہونا شروع کیا
پہلے آسمان دنیا کے فرشتے بڑی آوازوں سے مانند سخت کڑکنے بادل کے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے
سامنے آئے پھر آسمان دوم کے فرشتے مانند شیروں کے تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے روبرو آئے
یہ حالت دیکھکر اور سنکر حضرت موسی کے جسم اور سر کے تمام بال کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں
یہ سوال کرکے نادم ہوا اب اس جگہ سے کچھہ صورت نجات کی ہوجاوے اون ملائک کے سردار نے کہا کہ اے موسی صبر کرو
جیسا کہ تمنے سوال کیا ہی صبر کرو یہ جو تمنے دیکھا ہی بہت میں سے تھوڑا ہی پھر آسمان سوم کے فرشتوں کا ایک
لشکر عظیم مانند کرگسوں کے بکمال شدت اور زلزلے کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا اترا اور رنگ اونکے
مانند شعلوں آگ کے تھے حضرت موسی نہایت گھبرا کر اپنی زندگی سے مایوس ہوئے اون ملائکہ کے افضل فرشتہ نے پکار
کے کہا کہ اے فرزند عمران اپنی جگہ پر تھمے رہو تا کہ ایسی چیزیں دیکھو جن پر صبر نہ ہو سکیگا پھر آسمان چہارم کے

تھے ایسے اوترے کہ فرشتگان سابق مین کوئی اونکے مشابہ نہ تھا رنگ انکے شعلہ آتش کے مانند اور
نت انکی مانند برف سفید کے اور انکی تسبیح اور تقدیس کی آواز سب فرشتون کی نسبت بڑھکر تھی
موسی علیہ السلام کا دل کانپنے لگا اور گھٹنے سے گھٹنا بجنے لگا اور گریہ کا آغاز کیا سردار ملائکہ نے
ای فرزند عمران جو کچھ بلا تکو ہوا اوس پر صبر کرو یہ جو دیکھا ہی بہت مین کا تھوڑا ہی پھر آسمان پنجم کے فرشتے
ہوئے کہ سات رنگ پر تھے کہ نہ اونکے مثل کبھی دیکھے تھے اور نہ ویسی آواز کبھی سنی تھی شعاع اونکی
کے نگاہ پر غالب تھی قریب تھا کہ اونکے دیکھنے سے بصارت جاتی رہے حضرت موسی کو تاب دیکھنے کی
تھی اور دل خوف سے بھر گیا اور حزن و غم سخت ہوا اور کثرت سے رونے لگے تب اونکے سردار نے
ای ابن عمران اپنی جا سے پرے ہو تا کہ بعضی چیزین ایسی دیکھو کہ جن پر صبر نکر سکو گے پھر اللہ تعالی
چھٹے آسمان کے فرشتونکو فرمایا کہ نازل ہو میرے اوس بندے پر کہ جسنے میرے دیکھنے کی طلب کی ہے
سطرح پر اوترے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ کا نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایکدرخت خرما آتش کا ہاتھ پر
لیکن چمک اوسکی آفتاب سے بھی زیادہ تھی اور لباس اونکے مانند شعلہای آتش کے تھے جب
و تقدیس کرتے تھے سموات سابعہ کے سب فرشتے اونکو جواب دیتے تھے باواز شدید کہتے تھے
سبوح قدوس رب العزة ابدا لا یموت اور ہر فرشتے کے سر مین چار چہرے تھے جب حضرت موسی نے یہ حال دیکھا
اونکی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرنے لگے اور روکر کہنے لگے کہ ای رب میرے یاد کر مجکو اور اپنے بندے کو
بھول جا مجکو معلوم نہین کہ مین یہان سے نجات پاتا ہون یا نہین اگر نکلون جلتا ہون اور اگر ٹھہرون
ن سردار ملائکہ نے کہا کہ ای ابن عمران قریب ہی کہ خوف تیرا بڑھے گا اور دل تیرا اوڑ جاویگا پس
بس جس چیز کے واسطے کہ سوال کیا تھا پھر اللہ تبارک و تعالے نے حکم کیا کہ ساتوین آسمان کے ملائک عرش
اٹھایا جاوے پس جب کہ نور عرش ظاہر ہوا پہاڑ عظمت الہی سے پھٹ گیا اور تمام ملائکہ سموات
پکارے کہ سبحان القدوس رب العزة ابدا لا یموت پس پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور وہ پہاڑ اور اوسکے تمام جہاڑ
ٹکڑے ہو گئے اور بندہ ضعیف موسی سلام اللہ علیہ بیہوش ہو کر مونہہ کے بل گر پڑے کہ روح ساتھ
جسم مین تھوڑی تھی اوسکو اللہ تعالی نے اوپر پلٹ کر بشکل قبہ کے کر دیا تا کہ جل نجاوین پھر اللہ تعالی نے
روح کو بھیجا پس موسی خدا کی پاکی بولتے ہوئے اوٹھے اور کہنے لگے کہ ایمان لایا مین تجہ پر ای رب اور تصدیق کی
کوئی شخص تجکو دیکھکر زندہ نرہیگا جو شخص تیرے فرشتونکو دیکھیگا اوسکا دل اوڑ جاویگا

پس کیا عظمت ہے تیری اور کیا عظمت ہے تیرے فرشتوں کی تو رب الارباب ہی اور الہ الآلہہ ہی اور ملک
ہی کوئی شی تیری برابری نہیں کر سکتی ہی اور نہ کوئی شی تیرے سامنے قائم ہو سکتی ہی تیرے واسطے حمد ہے
کوئی شریک نہیں تیرا کیا عظمت ہی تیری اور کیا جلال ہی تیرا تو رب العالمین ہی عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار نے
فرمایا کہ عظمت الٰہی میں سے پہاڑ زبیر پر بقدر سوراخ سوئی کے تجلی ہوئی تھی کہ اوسکو برابر کر دیا اور سدی نے
کہا بقدر خنصر کے تجلی ہوئی تھی اسپر دلیل یہ ہی کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت رسالت مآب نے آیت فلما
تجلی ربہ للجبل پڑھکر ابہام کو خنصر کے بند اعلی پر رکھکر فرمایا کہ اسقدر ہوئی تھی کہ پہاڑ دھس گیا اور سدی
سے عطا سے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار پردوں میں سے بقدر درہم نور ظاہر کیا کہ پہاڑ کو زمین کے برابر کر دیا وخر موسی
صعقا کلبی نے کہا کہ جمعرات کے دن موسی بیہوش گرے کہ عرفہ کا دن تھا اور توریت جمعہ کے روز دسویں
عنایت ہوئی واقدی نے کہا کہ جب موسی علیہ السلام گرے آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا سوال رویت
اور بعضی کتابوں میں لکھا ہی کہ جب تک موسی غشی میں پڑے ہوئے تھے ملائک آسمانوں کے اونکے پاس آکر کہتے کہ اے بیٹے
عورتوں کے تو نے طمع کی تھی رب العزت کے دیکھنے کی پس جب حضرت موسی کو افاقہ ہوا اور پہچانا کہ میں نے ایک بڑا
سوال کیا تھا کہ جو لائق نہ تھا بولے کہ سبحانک تبت الیک یعنی تو پاک ہی اور میں نے توبہ کی سوال رویت سے
وانا اول المؤمنین اور میں پہلا مومن ہوں ایمان لانے والا اس بات پر کہ تو دنیا میں نہیں دیکھا جاوے
یہ خلاصہ ہی تفاسیر معتبرہ کا مثل معالم التنزیل وغیرہ کے اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ تمام مفسرین کے نزدیک
صحابہ اور تابعین بھی ونہیں ہیں آیات مذکورۃ الصدر سے وقوع رویت دنیوی نہیں ثابت ہوتا ہی اور شیخ نے
خلاف معنی بیان کیے ہیں اور شیخ نے عجب نادر استدلال کیا ہی کہ بعضی آیات کہ نفی وقوع رویت
کرتی ہیں جیسا کہ لن ترانی اور لا تدرکہ الابصار اوسکو بھی استدلال وقوع رویت میں پیش کیا یہ عجیب بات
ہی کچھ عقل و نقل سے علاقہ نہیں رکھتا البتہ سوال حضرت موسی امکان پر دلالت کرتا ہی لیکن لن ترانی صاف نفی پر
دال ہی اور یہاں کلام فقط وقوع میں ہی نہ امکان میں غرضکہ اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ معنی آیات کے
شیخ موصوف نے سمجھے ہیں مخالف روایت و درایت ہیں پس بموجب اس قاعدے کے کہ اذا جاء الاحتمال
بطل الاستدلال آیات سے باوجود قائم ہونے ایسے احتمالات مدللہ کے استدلال وقوع رویت پر نہیں ہو سکتا
مذہب اہل سنت کا یہ ہی کہ رویت اللہ تعالی کی آخرت میں ممکن ہی عقلا اور سمعا اور واقع ہی سمعا کہ آیات و احادیث سے
اور دنیا میں ممکن ہی عقلا اور امکان سمعی میں اختلاف ہی اور اتفاق ہی امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا میں واقع نہیں

اسلئے سوائے حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضو نکا اسمین بھی اختلاف ہے چنانچہ علم کلام کی معتبر
ن اسکی تفصیل مذکور ہے اور شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوٰۃ مین لکھتے ہین کہ سلف خلف مین سے
ص سے دیکھنا حق سبحانہ کا صحت کو نہ پونہچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اسکا قائل نہین ہے
س امر کا دعویٰ نکیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہین اسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل پر اور انوار فقہ شافعی مین
جو شخص کہے کہ خدا تعالیٰ کو دنیا مین اسکی آنکھ سے عیاناً دیکھتا ہون مین اور اللہ تعالیٰ بالمشافہہ مجھسے کلام
ہو جاویگا انتہی اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا مین رویت بصری
ت رسالت کے کسیکے واسطے شرعی نہین ہے پس عالم میان نے استغنا کبیر کے حاشیے پر عبارت شیخ عبد الحق رح
ئا ان رویت حق در دنیا خود پیچکس را خلافی نیست و اگر درین مقام انچہ ممکن است او را رعایت قریب کمال حاصل
مد دیگر کجا او کی حاصل خواہد شد یا رب مگر رویت بصری کہ مخصوص بدار آخرت موقوف آن نشاۃ داشتہ باشند
ت دلیل قاطع و باوجود حصول رویت بصری درینجا بوجہی کہ مناسب این نشاۃ باشد تواند کہ بعضی تفاصیل
وقوف نشاۃ آخرت بودہ باشند تا آخرہ فصل ثالث اس باب سے نقل کی ہے کہ مشعر رویت بصری دنیاوی کی
ت رسالت کے حق مین ہے نہ دوسرونکے اسواسطے کہ وہان فقط حضرت کی رویت معراجی کا ذکر ہے ورنہ
باب رویت اللہ تعالیٰ مین اسقدر شدت سے انکار کرین کہ اوپر مذکور ہو چکا پھر اوسی باب کی فصل ثالث
ین کیسکی عقل مین نہین آتا ہے سوا عالم میان کے کہ انکا فہم سب سے علیحدہ ہے اگر کوئی شخص اونکی تامل سے
ریگا صاف کہے گا کہ یہان حضرت کی رویت کا ذکر ہے فقط اسواسطے کہ قبل مین اوسکے سیر حضرت کی
ا دنیوی مین اختلاف صحابہ کا مذکور ہے اور متصل اس عبارت سے اول یہ عبارت ہے و بتحقیق آنحضرت را کہ رویت
ملق و عقول الشان خصوصاً در شب معراج کہ اتم و اکمل و اعلی و ارفع مقام قرب اوست و امکان
در دنیا خود الی آخرہ اور ضمیر را فقرہ انچہ ممکن است او را مین راجع طرف آنحضرت کے ہے اور لفظ غایت
ا بھی دال اسی امر پر ہے کہ مراد حضرت رسالت ہین ورنہ

دلیل ہفتدہم اخلاق

دلیل رہ شنوا ہدا و طرہ دلائل ہے کہ اسی پر مہدویت شیخ جونپوری کا بڑا مدار و قرار ہے اور سب سے اول عبد الملک
ادبیر سو جھی کہ جب احادیث نبویہ اپنے شیخ کے سراسر مخالف ہین اونسے استدلال مشکل ہے اخلاق سے استدلال کیا
ا اسمین بہت ہاتھ پاؤن مارے اور کمال طمطراق اوسکو سراج الابصار مین بیان کیا خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ حق
... علیہ السلام ...

کیونکہ اخلاق حسنہ علت تصدیقات کے ہین بعد اوسکے بہت طول و تفصیل سے اقوال علما و روایات اس
مدت میں کہ اخلاق انبیا دلیل صدق و علت تصدیق ہوتے ہین نقل کین چنانچہ عبارت شرح عقائد نسفی کی
قد یستدل ارباب البصائر علی نبوتہ بوجہین آخر تک نقل کی بعد اوسکے طوالع سے نقل کیا
اخلاق عظیمہ صدق حضرت رسالت مآب پر شاہد تھے جیسا کہ ملازمہ صدق اور اعراض دنیا سے تمام عمر اور سخاوت
کرنا ایسے وقت کے قوت سے زیادہ کبھی نہ کھا اور شجاعت ایسی کہ کبھی قدم نہ ہٹا اگرچہ مثل احد کے واقعہ ہولناک
سامنے آیا اور فصاحت ایسی کہ تمام بلغا و فصحاے عرب عربا کو ساکت کر دیا اور اوسپر دعوی با وجود تحمل سختی
رتبہ رفع اغنیا سے اور تواضع ساتھ فقرا کے کہ اجتماع ان صفات کا اوس ذات اطہر میں اعظم معجزات اور اقوی دلالات نبوت سے ہے انتہی
تفسیر و نقل کے صاحب سراج الابصار کہا کہ جب ارباب بصائر کے نزدیک اخلاق حمیدہ سے نبوت ثابت ہو جاتی ہے زمانہ
نبوت میں اگر ایک ایسی شخص ایک امر ممکن کا کہ نبوت سے کم ہے دعوی کرے اور موصوف تمام اخلاق حمیدہ ہو اوسکی تصدیق
کرنے میں کیا تامل ہے اور اس دلیل قطعی کے روبرو احادیث ظنیہ سے کیونکر اوسکا انکار ورد ہو سکتا ہے بعد اوسکے تفسیر
معانی سے راغب کا کلام نقل کیا کہ ارباب بصائر کو اخلاق کریمہ دلیل کافی ہے اور قاصرین کو کہ فرق درمیان کلام اللہ اور
کلام بشر کے نہین پہچان سکتے ہین معجزہ درکار ہے اسواسطے بعض محققین نے کہا ہے کہ قاصر معجزات سے اعتقادات صادقہ
اور اعمال صالحہ پر استدلال کرتا ہے اور کامل ان دونون کے کمال سے کسی شخص مین اوسکے صدق و وجوب اتباع پر استدلال
کرتا ہے پس جو شخص کہ ان دونون قوت علمی و عملی سے معالجہ امراض نفوس کا کرے ہم جانینگے کہ وہ نبی صادق اور طبیب حاذق ہے
بعد اوسکے مصنف کو بدلے اپنے مہدیہ اصحاب کی ریاضات کا بیان کر کے انکو طبیب امراض روحانیہ کا بنایا بعد اوسکے
شبیر نیشاپوری کی عبارت جواب اشکال امام رازی میں نقل کی کہ دعوت الی الخیر و دعوت الی الشر سے فرق درمیان صاحب
معجزہ اور ساحر کے اور الہام ملکی و وسوسہ شیطانی میں معلوم ہو سکتا ہے بعد اوسکے کلام امام ابو محمد نصر آبادی کا انکی
تفسیر کاشف المعنی سے نقل کیا تفسیر اس آیت میں واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من
کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ کہا اور جب لیا اللہ نے
انبیا سے عہد کہ جو کچھ میں نے تمکو دیا کتاب اور علم پھر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والے کو تو اوسپر ایمان لاؤگے
اور اوسکی مدد کرو گے یعنی مصدق لما معکم کے معنی یہ ہین کہ اوسکے اقوال یا افعال تمہاری کتاب کے موافق ہونگی آیت
قرآن میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیواسطے نازل ہوئی ہے لیکن حکم اسکا انبیا سابق میں بھی جاری تھا
سابق انبیا اور امتون میں اسکے موجب امر تھا کہ جب کوئی مصلح اقوال و افعال و احوال میں موافق انبیاے سابق

وحالکہ اونمین ظاہر ہوکر دعوی نبوت کا کرتا تھا اونپر اوسکی تصدیق واجب ہوتی تھی پھر اگر کسیکو اونمین سے شبہہ
رہتا تھا معجزہ طلب کرتا تھا اور جو شخص کہ معجزہ دیکھنے کے پہلے ایمان لاتا تھا اوسکا ایمان اقوی ہوتا تھا
مانند ایمان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کیونکہ اصل مقدمۂ نبوت میں اخلاق ہین اور معجزہ ظاہر مین اسکے مشتبہ
ہوتا ہے اور لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جبکہ ہووے کوئی ولی موصوف با خلاق انبیا کمال ولایت مین پھر اوسکو کوئی
خطاب خدا اور رسول کیطرف سے اور خبر دیوے اپنے احوال مکن سے باذن اللہ کسی ممکن بات کی کہ شرع اوسکو قبیح نجانتا ہو
واجب نہی ہے خلق پر کہ قبول کرین اوس بات کو اور نہین جائز ہوتی ہے تکذیب اوسکی بشرطیکہ قبل اسکے اوسکی
زبان پر کبھی شطح ظاہر نہوا ہو اور سکر اوسکا ممزوج بہ صحو ہو اور صحو غالب ہووے اور سکر محض نہووے لیکن اسکی
تکذیب ایسی ہے جیسا کہ کسی پیغمبر کی تکذیب کرین کیونکہ تکذیب نبی اوسکی تکفیر ہے اور تکفیر مومن صالح کی کفر ہے اور اخبار
اوسکی جانب الٰہی سے بواسطے روح رسول اللہ کے دلیل قطعی ہوگی کہ دلیل ظنی اوسکی مقابلے مین ساقط ہو جاوے گی کیونکہ
جو شخص کہ اس مقام کو پونہچیگا خدا تعالی پر افترا نکریگا پس ذات اوسکی واجب التصدیق ہوئی اسلیے کہ وجوب تصدیق
انبیا علیہم السلام کی بسبب خصال محمودہ موافقہ خصال انبیا گذشتہ کے ہوتی ہے پس خصلت علت ہے تصدیق
کی اور وہ موجود ہے اس ولی مین پس حکم اوسی پر دائر ہوگا اور یہ اصول فقہ حنفیہ سے ہے انتہی کلامہ غرض اسطرح
مصنف سراج الانصاف نے بعلت اسکے حدیث ابتدا وحی کی نقل کی کہ اوسمین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اخلاق نبوت
سے استدلال اور نفی خزی کیا کہ واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک تصل الرحم وتحمل الکل وتکسب
للمعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق اور حدیث ہرقل کی نقل کی کہ اوسنے بھی حضرت
رسالت کے اخلاق سے آپکی نبوت پر استدلال کیا اور کلام امام ابو حامد محمد غزالی کا نقل کیا کہ اونھون نے حضرت رسالت
کے اخلاق بیان کرکے کہا ہے کہ ان تمام اخلاق کا اجتماع کذاب مین غیر متصور ہے اور احوال حضرت کے شواہد اطہر
تھے حضرت کے صدق پر یہانتک کہ اعرابی جاہل دیکھکر بولتا تھا واللہ ما ہذا وجہ کذاب پس تصدیق نبوت
کی معرفت احوال سے ہوتی ہے خواہ بمشاہدہ یا بتواتر تسامع جیسا کہ کوئی شخص طب و فقہ کی حقیقت کو جانتا
ہو وہ اطبا اور فقہا کو اونکے مشاہدۂ احوال اور سماع اقوال سے بھی پہچان سکتا ہے اور اگر مشاہدہ نصیب
نہووے اونکی تصنیفات دیکھنے سے یقین ہو جاویگا کہ مثلاً شافعی فقیہ ہین اور جالینوس طبیب ہے ایسی
جب تو معنی نبوت کے سمجھ جاوے پھر قرآن و احادیث کا مطالعہ کرے تیقن حاصل ہو جاویگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اعلے درجات نبوت پر ہین اور بعد اونکے مقولات کے تجربے سے اس یقین کی تائید ہو جاویگی کہ کیسا سچ

ولکہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم یعنی جسنے اپنے علم پر عمل کیا اوسکو اللہ تعالے
علم لدنی مرحمت فرماتا ہی اور کیسے سچے ہوئے اس قول مین من اعان ظالما سلطه الله علیہ
یعنی جسنے کسی ظالم کی مدد کی اللہ تعالی وہی ظالم کو اوسپر مسلط کرتا ہی اور کیسا سچ ہے اوس قول مین من اصبح
وهمه هم واحد کفاه الله هموم الدنیا والاخرة یعنی جسنے سب فکرین چھوڑکر ایک فکر خدا کی رکھی
تو اوسکی دنیا اور آخرت کی فکر اوسکے واسطے کفایت کرتا ہی ایسی جب ہزار دو ہزار بار کا تجربہ کریگا تجا یقین بے شبہہ وشک
حاصل ہوجاویگا کہ بس اس طریق سے یقین طلب کرنا عصا کو اژدہا کر دینے اور چاند کو شق کر دینے کہ اوسکے ساتھ اگر دوسرے
احوال کا ملاحظہ نکیا جاوے اشتباہ سحر ونظربندی کا بھی ہوجاتا ہی اور لیکن وہ قوت باطنی سے پہچاننا یہ درجہ عالی ہی جیسا
جیسے دیکھ لیتے یا انکھ پکڑلیتے کے برابر ہی سوا طریق صوفیہ کے حاصل نہین ہوتا ہی انتہی بعد اوسکے مصنف نے ذکر
بیان کیا کہ اکثر صحابہ کرام حضرت کے اخلاق واقوال پر ایمان لائے جیسا کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی اور ابوذر اور جعفر
بن زید ہمراہ ساتھ سوار کے اور عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن ابی بن سلول مع اپنے رفقا کے ابتدائے دعوت بیعت کی
اور ابوطالب نے بحالت مرض مین اسلام لایا اور نجاشی بادشاہ حبش مع اپنے امرا ور رہبان وعلما کے قرآن سنکر ایمان لایا
تھے بغیر معجزے کے اسیطرح تمام عرب فتح مکہ دیکھکر ایمان لائے اور جن بمجرد سماع قرآن کے ایمان لائے پس معلوم ہوا کہ ایمان
سے ہیبت الٰہیہ ہے اور مناسبت باطنیہ کہ الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف
وما تناکر منها اختلف اور معجزہ دیکھکر لوگ ایمان لائے ہین اسواسطے کہ صحت معجزہ کی بھی محتاج طرف اخلاق کے
ہے جیسا اخلاق پر سوا اسکے منقولات سے یہ آیت بھی دلیل ہے کہ ام لم یعرفوا رسولهم ای بالامانة والصدق
والعقل والعلم من غیر التعلم وحسن الاخلاق مفسرین کا اسی معنی پر اجماع ہے بعد اوسکے اپنی قوم کی تین صفت
مین بیان کی کہ اوصاف اونکے مانند اوصاف اصحاب انبیاء علیہم السلام کے ہین اور پھر اونکو لوگ منسوب بکذب کرتے ہین
جبکہ اخلاق سے نبوت ثابت ہوجاتی ہی صحبت کے ثبوت مین کیا تامل ہے انتہی ملخصاً جواب خلاصہ
حقیقت خلق کا کہ جسپر علماء عرفاء اسلامی وحکماء یونانی کا اتفاق ہی اور کتب اخلاق مثل احیاء العلوم اور
کیمیائے سعادت وغیرہ مین بالاتفاق ہین اسطرح ہی کہ جیسا کہ خلق بالفتح صورت ظاہر کو کہتے ہین اسیطرح خلق
بالضم صورت باطنی کو کہتے ہین کیونکہ انسان مرکب ہے دو چیز سے ایک جسد کہ بصارت چشم سے معلوم ہوتا ہی دوسرے
روح کہ بصیرت سے پہچانی جاتی ہی لیکن روح مرتبے مین جسد سے اشرف ہی اور جیسا کہ جسد ظاہر کیواسطے ایک ہیئت
اور صورت قبیح ہو یا حسن ایسی روح کو بھی ایک ہیئت وصورت ہوتی ہے قبیح ہو یا حسن اور ہیئت

فائدہ

لق کہتے ہین اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی تو خلق حسن ہوگا اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح بد ہوا پس
ہین ہیئت راسخہ نفسانی کو کہ جسکے سبب افعال بلا تکلف بآسانی صادر ہوویں نیک یا بد لیکن اگر ایسی
ہو جس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین کہ شرعًا اور عقلًا پسندیدہ ہوتے ہین اوس ہیئت کو خلق حسن کہینگے
پسندیدہ ہوتے ہین خلق قبیح بولینگے لیکن ہر دو شرط مذکور الصدر ضرور ہے یعنی ایک یہ کہ وہ ہیئت نفس میں راسخ
ہو ورنہ اگر کبھی کبھی آدمی سے مثلا داد و دہش بسبب ریا وغیرہ اغراض کے صادر ہوئی سخاوت اوسکا
ن دوسرے یہ کہ بے تکلف و بآسانی اوس سے وہ فعل صادر ہووے ورنہ اگر بہ تکلف مال خرچ کیا یا حالت غضب میں
اپنے تئین ضبط کیا سخا و حلم اوسکا خلق نہوگا بالجملہ خلق نام ہے ہیئت باطنیہ کا اور جیسا کہ حسن ظاہر کا
فقط آنکھ کے یا ناک کے یا رخسارے کے اچھے ہونے سے حاصل نہین ہوتا ہے بلکہ تمام سراپا حسن چاہئے تب حسن ظاہر
ویسی باطن مین چار ارکان ہین جب اون چارون مین حسن آویگا تب حسن خلق تمام ہوگا وہ چار یہ ہین قوت علم
غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی انسان معروف بہ نفس عاقل و نفس ملکی کہ مبدا ہے
ادراک حقائق کا اوسکا حسن یہ ہے کہ اقوال مین صدق و کذب کو بآسانی جدا جدا پہچان لیوے
یہ سمجھے اور اعتقادات مین حق و باطل مین بآسانی تمیز کرسکے اور افعال جمیل و قبیح مین فرق پہچان سکے
درست ہوئی آدمی حکیم ہوا کیونکہ حکمت دو قسم ہے حکمت نظری یعنی چیزون کو جس طرح پر کہ نفس الامر
مین ہین جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیے ہے ویسی کام کرنا بقدر اپنے
طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سبعی کہ مبدا ہے خشم و دلیری و تسلط و تکبر و جاہ و دفع مضار کا
ن یہ ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جا سختی اور نرمی کی جا نرمی موافق فرمان عقل کے
جوش نے وقت اور تجاوز حد سے واقع نہووے اور صفت حلم کہ شجاعت اوسکی تابع ہے پیدا ہووے اور قوت
یہ نفس بہیمی کہ مبدا ہے شہوت نکاح و خواہش اکل و شرب و شوق لذائذ و جلب منافع کا حسن
ن یہی ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے حظ حاصل کرے اور اسکے مخالف
و ہوس نکرے تاکہ صفت عفت کی کہ سخاوت اوسکو تابع و لازم ہے پیدا ہووے اور قوت عدل اوس
ام ہے کہ جس وقت علم کو اول درجہ اعتدال توسط پر کرکے ان دونون قوتون غضب و شہوت کو بطور مذکور
اسکے تابع کر دیتی ہے اور حد تجاوز ہونے نہین دیتی ہے اور جب ان تینون کے ترکیب سے حالت اعتدالی خالی
ط پیدا ہوتی ہے اوسکو فضیلت عدالت بولتے ہین اور وہی خلق حسن ہے اور افراط و تفریط قبیح ہے چنانچہ

مذکور ہو چکے ہیں اور باقی آئندہ آوینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور جبکہ اتباع قرآن کی بنا معنی پر ہے جب کہ معنی کا اعتبار اپنے بیان پر ہوا اتباع اپنی ہوئی نہ قرآن کی اور آپکے بیان کا قطعی ہونا خود اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ اتباع قرآن آپ کی قطعیت بیان پر موقوف ہوا دور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث میں بھی ہے کہ تمھاری ولایت جب ثابت ہوگی کہ تم اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کر دوگے یعنی جب تک تمھارے اخلاق مطابق احادیث کے نہونگے قابل اعتبار کے نہونگے اور ولایت ثبوت کو نہ پہنچے گی پس یہ کہنا کہ جو حدیث میرے احوال و اخلاق کے مطابق ہے وہ صحیح ہے باقی غلط نہایت بے موقع ہے کیونکہ ابھی اخلاق بمطابقت احادیث کے پایۂ اعتبار کو کہاں پہنچے ہیں کہ محک صحت احادیث کا ٹھہرائے جاویں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ثبوت اخلاق حسنہ موقوف ہے مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر اب کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہے انھیں اخلاق حسنہ پر دور محال ہے کہ کوئی عاقل شک نہ کریگا اگر کہیے کہ وہ احادیث و تفاسیر کہ جن پر ثبوت اخلاق موقوف ہے وہ اور ہیں اور جنکا ثبوت کہ اخلاق پر موقوف ہے وہ اور ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ ثبوت اخلاق اونھیں احادیث و تفاسیر سے کیا جاتا ہے جسمیں ذکر اخلاق کا ہے اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کرکے بھی انھی احادیث و تفاسیر آزمائی جاوینگی کہ جسمیں ذکر اخلاق ہے ورنہ یہ کہنا ہوا کہ جو حدیث و تفسیر کہ اوسمیں ذکر آسمان و زمین کا ہو اور میرے حال کے موافق نہو وہ غیر صحیح ہے نہایت نامعقول ہے اور اگر کہیے کہ احادیث متواترہ قطعیہ اور آیات قطعیہ کہ جنکی صحت میں کلام نہیں ہے اخلاق شیخ کے اول انکے مطابق ہو کر ثبت ولایت ہو گئے بعد اوسکے احادیث و تفاسیر ظنیہ کی صحت مطابقت اخلاق مذکور پر کہ دلیل قطعی ہیں موقوف رہی جواب اسکا یہ ہے کہ احادیث غیر متواترہ ظنیہ کہ اوسمیں بعضی مشہور اور بعضی آحاد صحیحہ ہیں بالاتفاق سب قابل استدلال و مفید ظن ہیں خصوصاً فضائل اعمال میں کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہیں چہ جائے صحیحہ کے بلکہ خود مہدویوں کی کتاب انصاف نامے کے باب دوم میں مضمرات سے نقل کیا ہے کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور کہے کہ وہ حجت نہیں ہے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے پس جبکہ یہ احادیث مفید ظن ہیں اب اگر بعضے اخلاق یا علامات مہدویت کہ ان احادیث میں مذکور ہیں اور شیخ جونپوری میں مفقود ہیں تو لا محالہ ظن اسبات کا ثابت ہے کہ شیخ ناقص الاخلاق ہیں اور مہدی نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ اس ظن کے ہوتے ہوے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت مہدویت کی فاسد باطل ہے کیونکہ قطعی و یقینی وہ امر ہوتا ہے کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی نہو اور تقسیم اسکی یہ ہے کہ ہر خبر دو حال سے خالی نہیں ہے یا اوسمیں احتمال مضمون مخالف کا ہے یا نہیں ہے اگر ہے اور اس خبر کے برابر ہے

ہوتے ہیں … دوسرے … ہے ہو غالب … مطلوب لو ہم
ہیں اور اگر … مخالفت کا بالکل نہیں ہے تو اوسکو ہم کہتے ہیں اب اسکے بھی دو حال ہیں
یا واقع کے موافق ہے یا مخالف اگر مخالف ہے تو وہ جزم جہل مرکب ہے اور اگر … تو … بھی دو حال ہیں کہ
… اور … اعتقاد زائل ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو سکتا ہے تو وہ تقلید ہے اور اگر زائل نہیں ہو سکتا
تو یقین ہے تو اب ظاہر ہے کہ جب شیخ کے اخلاق کہ دلیل تھے ولایت مہدیت کے اونکی جانب مخالف کی دلائل
قطعیہ یعنی دلائل احادیث … مشہور ہوے تو دعوی کمال اخلاق اور ولایت مہدیت کا جزمی و یقینی ہرگز نہ رہا بلکہ مظنون
… مشکوک … موہوم ہو گیا اور اس کمالی اخلاق و … احادیث و تفاسیر کو کہ جنپر نو سو برس سے امت کا
عمل چلا آتا تھا رد کر دینا … کی وجرات ہے خدا اور رسول پر کہ کوئی ایماندار اوسکا روادار نہو گا —
دوسرا جواب یہ ہے کہ بہت سے اخبار ظنیہ مشترک المعنی جب مجتمع ہو جاتی ہیں تو وہ معنی قطعی ہو جاتا ہیں چنانچہ
… حقیقت یہی ہے کہ بہت سے اخبار آحاد جب ایک بات پر متفق ہوتیں وہ بات مرتبہ الیقین کو پہونچ گئی اگرچہ
ہر حدیث جدا جدا ظنی تھی مثال اوسکی مشہور سخاوت حاتم ہے کہ … بالونکی بسبب اجتماع و اتفاق بالونکے سخاوت قوی
مستحقہ … ہو جاتی ہے حالانکہ ہر ایک بالوں کے … کچھ نہیں اور ہر بال علیحدہ نہایت ضعیف تھا اور یہ متواتر
دو قسم ہے ایک یہ کہ لفظ خبر بھی تمام روایات میں متغیر نہووے اوسکو متواتر اللفظ و المعنی کہتے ہیں دوسری یہ کہ الفاظ روایات
کے مختلف ہووین لیکن کسی ایک معنی کے ادا کرنے میں تمام روایات متفق رہیں اور حد تواتر کو پہونچ جاوین اوسکو
متواتر المعنی کہتے ہیں وہ بھی قطعی ہوتی ہے چنانچہ یہاں بھی ایسی ہی واقع ہوا ہے کہ صدہا احادیث و آثار علامات
مہدی آخر الزمان کے بیان میں وارد ہیں کہ رسائل علماے حدیث مثل عقد الدرر اور القول المختصر فی علامات
المہدی المنتظر اور البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان اور العرف الوردی فی اخبار المہدی
… کے انہی احادیث و آثار سے مملو ہیں چنانچہ ایک رسالہ قول مختصر میں فقط شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
… علامات مہدیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے نقل کی ہیں اور چونکہ یہ علامات شیخ جونپوری
میں بالکل مفقود … کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا ہونا یا باپ کا نام عبد اللہ ہونا کہ امور عامۃ الورود اور
شرط … ہے … اس بزرگوار کے حق میں ثابت نہیں ہو سکتا ہے جیسا علامات نادر الوقوع … گیا
… الشیخ … ہو چکا پس روایت اسباب پر دال ہے کہ شیخ … علامات مہدیت
… مفقود ہیں اور اس … کو … لازم ہے کہ شیخ دعوی مہدیت میں کاذب ہے دونوں … یعنی فاقد

علامت مہدویت ہو بلا تخصیص تعیین علامت اور دعوی مہدویت مین کاذب ہیں تا قدر مشترک ہے تمام روایات میں
ظاہر ہے کہ تمام روایات سے قدر مشترک کے حق مین درجہ تواتر ہین پس قدر مذکور متواتر و قطعی ہوئی اور بدلیل قطعی بطلا[ن]
دعوی شیخ کا ثابت ہوا اور کذب بھی کہ تمام ادیان مین گناہ خلق بد ہے ثابت ہوا پس حسن اخلاق قطعی نہوا بلکہ بد[ی]
اوسکا قطعی ہوا پس ایسے اخلاق کو محک احادیث حضرت صادق و مصدق کا ٹھہرانا محال شرعی ہے تیسرا جو[اب]
یہ کہ اس تین سو پچاسی برس مین ہفت اقلیم مین اہل سنت و جماعت مین صدہا بلکہ ہزارہا ایسے کاملین صاحب اخلاق حمید[ہ]
گذرے ہین کہ تمام قطعیات و ظنیات احادیث پر عمل کر کے کوئی دقیقہ دقائق اخلاق واجبہ اور مسنونہ بلکہ مستحـ[ـبہ]
و مندوبہ سے بھی فرو گذاشت نکیا ہے اور صدہا کرامات باہرہ اور خوارق ظاہرہ سے ہوے ہین پس حضرات جیسا کہ شیخ ج[ی]
سے کمیت مین زیادہ ہین کیفیت مین بھی زیادہ ہین کیونکہ شیخ قطعیات کے فقط عامل ہین اور یہ حضرات تمام
قطعیات و ظنیات کے عامل ہین اور ہر قسم کے خلق محمدی کے متصف ہین خواہ روایت قوی سے ثابت ہو یا
ضعیف سے پس انکے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب مہدویت مین تکذیب کرتے
پس بموجب اقرار مہدویہ کے کہ اخلاق کو دلیل قطعی جانتے ہین شیخ مذکور کا کذب قطعی ہوا جواب چوتھا
یہ ہے کہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعوی نہیں
کیا ہے کہ میرے اخلاق ایسے کامل ہین کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہے باقی سب غلط ہین پس یہ دع[وی]
بدعت ہوا اور بدعت بلا شبہہ اخلاق سیئہ سے ہے نہ اخلاق حسنہ سے جواب پانچوان یہ کہ شیخ مذکور کا
یہ بھی ہے کہ مین تابع تام رسول خدا کا ہون کہ میرا قدم اتباع آنحضرت مین ایسا ثابت ہے کہ سر مو تجاوز نہیں
کرتا ہون اور بخوبی روشن ہے کہ اتباع تام جب ہوگا کہ تمام سنن و اخلاق محمدیہ پر عمل ہووے اور چونکہ اجناس اخلا[ق]
چار ہین جیسا کہ مذکور ہوئے اور فروع انکے بیشمار اور تحقق اجناس ضمن فروع مین ہوتا ہے اور فروع باخبار ظنیہ مروی ہ[ین]
کیونکہ احادیث مین سواے چند حدیث کے متواتر نہیں ہے اور قرآن مین بھی تفصیل تام نہیں ہے بلکہ بطور اصو[ل]
و اجمال کے مذکور ہین اور جا تفصیل احادیث ظنیہ مین اور جسوقت فقط قطعیات پر اختصار ہوا اوسوقت تابع تا[م]
نہوئے بلکہ تابع ناقص ہوئے اور دعوی اتباع تام مین کاذب ہوے اور کذب قطعاً اخلاق بد سے ہے پس بد اخلاق ہوا نہ قطع[ی]
خوش اخلاق ہوا جواب چھٹا یہ ہے کہ قرآن سب قطعی ہے اور عمل بالقرآن کے یہ معنی ہین کہ قرآن کے معانی پر عمل
اور معنی انہین تفاسیر مرویہ سے کہ آنحضرت و صحابہ کرام سے مروی ہین معلوم ہوتے ہین پس صحت اخلاق موقوف
ہوئی عمل بالقرآن پر اور عمل بالقرآن موقوف انہین تفاسیر کی صحت پر اب اگر صحت ان تفاسیر کی موقو[ف]

اخلاق پر ہووے مقدم کا موخر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہی اور وہ محال ہی اب بعد اسکے بعض
وہ اقوال و افعال شیخ جونپوری اور انکے خلفا کے گذارش کرنے مین آتے ہین کہ جنکا منشا اور مبدا اخلاق
بد واقع ہوئے ہین اسیواسطے ہر ایک کی تعبیر بہ بدخلقی کی گئی ہی تاکہ ناظرین با انصاف پر ظاہر ہووے کہ باوجود اس
دعوی انا و لاغیری کے مقدمہ اخلاق مین کسقدر انکے اقوال و افعال مخالف قطعیات قرآنی کے بھی ہین اور مخالف
احادیث کے بھی ہین اور کس جا اتباع قرآن اور سنت حضرت رسالت پناہ سے دور پڑے ہین اور معلوم ہووے کہ قول
انکا کہ ہم کبھی امر قطعی و متواتر کے خلاف نہین کرتے ہین دعوی بے اصل ہی بلکہ قطعی و متواتر کے بھی خلاف کرتے
ہین اور سنت نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہین **بدخلقی اول** دست اندازی مال غیر مین بدترین
صفات سے ہی اور تمام ادیان و مذاہب مین اسکا گناہ و معصیت ہونا یقینیات سے ہی اور نص قرآنی بھی اسکی نہی پر
دال ہی کہ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الآیہ یعنی اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمین
ناحق الآیہ اور سوا اسکے اور بہت سی آیات اور احادیث دال ہین اس بات پر کہ کسی مسلمان یا کافر ذمی کا مال
کھانا حلال نہین ہی اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم مین یقینیات سے ہی زیادہ نقل دلائل کی حاجت نہین ہی خصلت
شیخ جونپوری کی اسباب مین نقل کرنا چاہیے وہ یہ ہی کہ انصاف نامے کے اٹھوین باب مین مذکور ہی کہ بی بی شکر خاتون
اور چند شخص دوسرے میران کے پاس سے ٹھٹھہ کو روانہ ہوئے میان نظام لب آب تک بطور مشایعت کے انکے ہمراہ گئے
اہل لعل گون نے چند ٹوکرے کہ اس بلاد کا تحفہ تھا واسطے کرایے کشتی کے انکو دیے تھے میان نظام ٹوکرون مذکورہ کو فراموشی
سے وقت مراجعت کے اپنے ساتھ واپس لے آئے جب دوسرے روز یاد آیا چاہا کہ امانت مذکور اوسکے مالک کو کنارے
آب جاکر پہونچا دین انکے مہدی نے منع کیا اور کہا کہ بخور یعنی کھاؤ اور نوش جان فرماؤ اگر حق تعالی اسکی پرسش فرماوے
اوس وقت میرا دامن پکڑ لینا کیونکہ یہ لوگ روگردان ہوکر جاتے ہین اگر حق تعالی قوت دیوے جو کچھ انکے پاس ہی مار کر سب مین
بانٹ لیوین مصنف کتاب بعد اسکے لکھتا ہی کہ ای عزیز یہ لوگ مہدیت سید محمد سے برگشتہ نہوئے تھے لیکن
صحبت چھوڑ کر اپنے اقربا کے واسطے گجرات کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورہ
الصدر کے مخالف ہی اس آیت کے بھی مخالف ہی إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا یعنی تحقیق اللہ
فرماتا ہی تمکو کہ ادا کرو امانتونکو طرف اہل امانات کے آیات و احکام کہ خداوند عالم کے نازل کیے ہوئے ہین شیخ نے اونکے
مخالف حکم کیا اور جو کہ اللہ تعالی کے نازل کیے ہوئے احکام کے موافق حکم نکرے اوسکے حق مین اللہ تعالے
قرآن مجید مین تین جا پر وعید شدید فرماتا ہی کہ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

بدخلقی سوم کہ دوم مذکور کی ہم جنس ہی اور اوسکو بخوبی ثابت روشن کرتی ہی اور وہی مخالفت قرآن اور
استحقاق وعید کہ اوسکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہی انصاف نامے کے باب ہیجدہم مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے
کہا کہ مین آج کی رات بتوجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا مینے پوچھا کہ میران حضرت عیسی
کسوقت آوینگے فرمایا نزدیک بعدہ سوال کیا مینے کہ آپ سے ساٹھہ برس بعد آوینگے کہا کہ نزدیک پھر
مینے پوچھا کہ آپکے پچاس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے کہ آپ سے چالیس برس کے بعد کہا نزدیک پھر
مینے کہ آپ سے تیس برس پیچھے کہا نزدیک پھر سوال کیا مینے کہ آپ سے بیس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا
مینے کہ آپ سے دس برس بعد آوینگے فرمایا کہ نزدیک دیکھو حضرت عیسی حاضر ہین پوچھ لیو بعدہ میان کو کہتے ہین بندے
نے حضرت عیسی سے بہت چیزین پوچھین مگر یہ فراموش ہوگیا کہ پوچھون کہ تم کب آوٴگے اور اس حکایت کا شاہد
کہ بعد بیس برس کے کم و زیادہ مین شیخ محمد خراسانی نے دعوی عیسیٰ کا کیا تھا انتہی سیاق اس کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ میان
خوندمیر کو بعد انتقال میران کے حالت مکاشفے مین اس گفت وشنود کا اتفاق پڑا ہی پس معلوم ہوا کہ میران بعد
انتقال کے بھی اسقدر شوق پیش گوئی کا رکھتے ہین کہ اوس عالم سے بھی کاہے ما یہ اپنے خاص لے کے خاص خلفا پر ہویدا
الیسی غلط بے محل پیش گوئیان کرجاتے تھے یا میان خوندمیر کی چالاکیان ہین کیونکہ کذلک یفشا الدیہ
عن قتہا وحسن نبات الارض من کرم البذر اور تعجب کی جا ہی کہ آمد عیسیٰ کا سوال میران سے اس جا
کے ساتھہ کیا اور جب خود لقا عیسوی ہوئی سب کچھہ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد
عبارت بالا تمام تحدید وتعیین پر دال ہین نہ تقلیل وتکثیر پر مانند ان تستغفر لہم سبعین مرۃ یا ولتنظر نفس
ما قدمت لغد کے کہ یہان یہ موقع نہیں ہی اسواسطے کہ سبعین عدد وغیرہ اسلئے تکثیر وتقلیل کے محاورے
مستعمل ہین دس اور بیس اور تیس اور چالیس اور پچاس وساٹھہ جسوقت کہ بہ ترتیب تعداد پوچھے جاوینگے وہان
تعیین مراد ہوتی ہی دوسرے یہ کہ یہ اعداد عبارت سائل ہین کہ خوندمیر ہین مذکور ہوے ہین نہ عبارت مجیب اور
اور ظاہر ہی کہ سائل سوال تعیین کا کرتا ہی پس جواب بھی اوسی پر محمول ہوگا یعنی نزدیک ہی اس عدد سے بھی نہ کہ مطلق
نزدیکی پر دلالت کرے کہ خلاف قرینے سوال کے ہی پس صاحب انصاف نامہ کہ اسکو ولتنظر نفس لغد پر حمل
کرتا ہی غلط ہی اگر یہی معنی ہوتے کہ مانند قیامت کے قریب ہی تو مصنف انصاف نامے سے پہلے میان خوندمیر
کہ خود سائل تھے اوس جواب سے پھر ساٹھہ وپچاس وچالیس وغیرہ سے تنزل کرتے ہوے دس تک کاہے کو آتے اصل یہی بات
ہی کہ میان ایک عدد کی تعیین پوچھتے تھے اور میران اوس سے بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اوس سے کم عدد

بدخلقی سوم مانند دوم کے ہی کہ شیخ موصوف نے بعد مرنے کے بھی عادت غلط پیش گوئی کی نہ چھوڑی کہ میاں خوندمیر کے مکاشفے میں آکر کہا کہ حضرت عیسی علیہ السلام دس برس کے اندر آوینگے اور غلط محض نکلا

نام لیتے تھے اور یہی گمان وسوسہ تھا تمام شیخ ہوشنا کے خیال میں جاگزین تھا کہ جیسا کہ تو
دستہ تعلیقی امر تہ فرو الاین متفرقہ ابازشر پڑتے ہیں چنانچہ مہدوی سنتے ہوئے دنیا میں پیدا ہونیکا
شوق ہوا اکا ایک شیخ محمد خراسانی نے دعوی کیا جیسا کہ مذکور ہوا بادشاہ سے تھے اوسکا ہر
کتب نقلیات میں مذکور ہی اور انصاف نامے میں باب نہم میں مسطور ہی کہ میاں ابراہیم نے
میں دعوی عیسویت کا کیا تھا اوسکو کہا گیا عیسیٰ بیٹے مریم کے ہیں اور تیرے ماں باپ فلان بن فلان
تھے ایک شخص برودہ میراں کے دعوی عیسویت کا کیا تھا میراں نے کہا کہ تجکو عیسیٰ کسنے کیا تجکو مہدی نے
فلانی تھی عیسیٰ فرزند مریم کے ہونگے اگر تو دعوی عیسیٰ کریگا کافر ہو جاویگا بعد چند روز کے شیخ
رجوع کیا میراں نے کہا کہ بالا آسمان سے کیونکر نیچے آئے بعدہ فرمایا کہ مقام تھا **بدخلقی چہارم**
کی قسم سے ہی اور جو کچھ اونکو لازم تھا اسکو بھی التزام ہی وہ یہ ہی کہ کتاب پنجفضائل میں فضائل سید
کے عادت حضرت میراں کی یہ تھی کہ بلا ناغہ نماز جمعے کے واسطے جایا کرتے تھے ایک جمعے کو بعد سنتوں کے
آکر نیت نماز وتر کی باواز بلند باندھی وہانکے قاضی و خطیب نے سنکر کہا کہ یہ ذات مہدی موعود ہی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ نماز وتر کی ادا کی جمعے سے رخصت ہوا اس مردکو دوسرا جمعہ نصیب
میراں وہان سے روانہ ہوئے قاضی و خطیب نے سامنے آکر پوچھا کہ تولد خوندگار کا کس روز ہی اور دعوی خوندگار
موت خوندگار کی کس روز ہی فرمایا کہ روز دوشنبے کو پیش ہونے مع اپنے توابع ولواحق کی نصب
اختیار کی جب وہان سے مراجعت کی اثنائے راہ سے بیماری شروع ہوئی کہ وجہ گر
ملخصاً گر روز تولد اور روز دعوی مہدیت البتہ معلوم ہو سکتا ہی کہ مقدما گذشتہ سے تھا لیکن
وہ کسطرح معلوم ہو سکتا ہی وہان قیاس تخمین کو دخل نہیں ہی کہ مَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ اور نہیں جانتا کوئی نفس کیا کریگا کل اور نہیں
کہ کس زمین میں مریگا لیکن شیخ بخلاف آیت مذکورہ کے جرات کرکے اوسکو بھی روز تولد اور دعوی
بطور قیاس الغائب علی الشاہد کے معین کر دیا کہ روز موت بھی روز دوشنبہ ہی لیکن غیرت الہی نے اس
فرما کر اس دعوی کا جھوٹھ آشکار کر دیا کہ اوسی ہفتے میں بروز پنجشنبہ اونکی روح کو قبض فرمایا چنانچہ
مطلع الولایت وغیرہ میں موجود ہی کہ انتقال انکا روز پنجشنبہ نوزدہم ذی القعدہ سنہ ۹۱۰ نہ صد و دہم میں ہوا
بدخلقی پنجم انصافنامے کے باب ہفتم میں منقول ہی کہ میاں خوندمیر نے کہا اشرف روایت کی

تمام قرآن مین کسی آیت کو منسوخ نہ کہا ہی انتہی یہ اعتقاد شیخ مذکور کا بھی مخالف قرآن کے ہی اسواسطے کہ اللہ تعا
خود نسخ کا اقرار فرماتا ہی اور یہ انکو انکار ہی چنانچہ سورۂ بقر مین ارشاد فرمایا کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْ
بِخَیْرٍ مِّنْہَا اَوْ مِثْلِہَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی جو کہ منسوخ کرتے ہین ہم کوئی آیت
یا بھلا دیتے ہین ہم اوسکو لاتے ہین ہم بہتر اوس سے یا مانند اوسکے کیا تجھکو معلوم نہین ہی کہ اللہ ہر چیز پہ قادر ہی
سورۂ نحل مین فرمایا وَاِذَا بَدَّلْنَا آیَۃً مَّکَانَ آیَۃٍ وَّاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ
اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی اور جب بدل لیتے ہین ہم ایک آیت بجا دوسری آیت کے اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اوتارتا
تو کہتے ہین کفار نہین ہی تو مگر مفتری بلکہ اکثر اونمین لا علم ہین ان دونون آیتون مین نسخ کا ذکر ہی فرق اتنا ہی کہ پہلی
لفظ نسخ اسپر تعبیر کی گئی اور دوسری مین بلفظ تبدیل وہی مضمون ادا فرمایا اور سورۂ رعد مین فرمایا یَمْحُو اللّٰہُ
مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ یعنی محو کرتا ہی اللہ جو چاہتا ہی اور ثابت رکھتا ہی اور اوسکے پاس ہی
کتاب انتہی ان آیات ثلثہ مین سے سورۂ نحل کی اول اور اعلم ہی مقصود پر اسواسطے کہ اول مین تعلیق ہی اور ثالث مین تعمیم
بالجملہ بنص قرآنی نسخ ثابت ہوا اسیواسطے جمہور مسلمین اعتقاد رکھتے ہین کہ نسخ جائز ہی عقلاً اور واقع ہی سمعاً
یہود اور مشرکین عرب کو نسخ سے انکار تھا کہتے تھے دیکھو محمد اپنے اصحاب کو آج ایک بات کا حکم کرتے ہین
کل کو اوس سے رجوع کرکے اوسکے برخلاف حکم کرتے ہین چنانچہ اونکی دفع کے واسطے اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائین ا
یہ طعن کرنیوالے جاہل ہین کہ حکمتون نسخ سے بیخبر ہین اور یہود دو فرقے تھے بعضے جواز نسخ کے عقلاً منکر تھے اور
جواز عقلی کے قائل تھے لیکن سمعاً جائز نہین جانتے تھے اور اس مسئلے مین گویا کہ خوشہ چین انکا مسلمانون مین سے ایک
شخص ابو مسلم بن بحر ہی کہ قرآن مین وقوع نسخ کا منکر ہی اور اوسکے قدم بقدم شیخ جونپوری نے رکھا کہ قرآن مین
کسی آیت کو منسوخ نہ ٹھہرایا حالانکہ جابجا قرآن مین ناسخ و منسوخ موجود ہی اور یہ بھی ایک قدرت حضرت معبود ہی
فرماتے ہین کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بنا بر علیہ متقدمین کے نزدیک بقدر پانسو آیت کے کلام مجید
منسوخ الحکم تلاوت مین موجود ہی اور متاخرین کے نزدیک بسبب اختلاف اصطلاح نسخ کی معدود چند سے زیادہ نہ
چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مطابقت قاضی ابوبکر بن العربی کے منسوخات سلف مین سے منقح کرکے بیس آیات
ٹھہرائی ہین اور شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اونمین سے بھی تنقیح و تفتیش کرکے کل پانچ آیات منسوخ ٹھہرائی
کہ اونمین بغیر نسخ کے قائل ہوئے نہین بنتا ہی وہ آیات خمسہ یہ ہین اول کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْ
الآیۃ منسوخ ہی ناسخ اسکی آیت یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ الآیۃ اور حدیث لا وصیۃ لوارث اور اجماع

دوم اِن یَّکُن مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ الآیۃ منسوخ ہی اور اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ
لَکَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ الآیۃ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی یہ آیت ہی کہ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ
چہارم اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا الآیۃ منسوخ ہی اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی پنجم
قَلِیْلًا الآیۃ منسوخ ہی اور آخر سورت اسکی ناسخ ہی یہاں اسیقدر کلام اجمالی کافی ہی اسواسطے کہ
مانع تفصیل ہے بدخلقی **ششم تحریف آیات قرآنی** باب تحریف کا اس قوم میں نہایت شائع و را
خطر اسکو اپنا پیشہ مقرر کیے ہین جیسا دل چاہتا ہی ویسا آیات الٰہی کے معنی میں تغییر و تبدیل
وقت الفاظ کی تغیر بھی کر دیتے ہین پس تحریف لفظی و معنوی دونون قسمین موجود ہین اور اس کثرت
مشکل ہے کیونکہ ہر کہ و مہ کا یہ روزمرہ ہی مگر یہاں بطور نمونے کے چند مثالین اوسکی مذکور ہوتی ہین تا کہ او
کر لیا جاوے کہ اندک دلیل بسیاری یا مشتے نمونہ از خروارے **تحریف اول** پنجفضائل مین سہیں ع
نقل است حضرت میران حق میران سید محمود سورہ والنجم خصال و موہ اند بدین عبارت فا
مَا اَوْحٰی بھائی میران سید محمود مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی بھائی میران سید محمود اَفَتُمَارُوْ
یَرٰی بھائی میران سید محمود وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی بھائی میران سید محمود عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی
سید محمود عِنْدَہَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی بھائی میران سید محمود اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی بھائی میرا
زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی بھائی میران سید محمود لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی بھا
انتہی عقلاے انصاف پسند پر ظاہر ہی کہ اس مقام میں کسقدر ظلم و حق پوشی عمل میں لی ہی کہ جا یہ آیات او
بن سید محمد جونپوری کہہ آیت کا وہ بنا اوسکو بنا دیا کہ نہ روایت کے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا
الشمس ہے کہ باتفاق روایات ان آیات میں تذکرہ حضرت رسالت پناہ کا ہی نہ سید محمود کا اور درایت بھی
صدر کلام میں حضرت رسالت پناہ اور جبرئیل کا ذکر ہی کہ وَالنَّجْمِ اِذَا ہَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ
وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی
بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ الآیۃ
جب گرے بہکا نہیں تمہارا رفیق یعنی پیغمبر اور بے راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا اپنے چاہ سے
وحی کہ وحی کی جاتی ہی سکھایا اوسکو سخت قوت والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ
کنارے آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بھی نزدیک

اسکے اپنے بندے پر آخر آیات تک نتیٰ سا جبکہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ صاحب ساتھ
اونکے شہیں کو تھی نہ سید محمد کو کیونکہ پانچ برس کے بعد پیدا ہوا اور شدید القویٰ سے جبرئیل مراد ہیں باقی آیات
بیان و سباق کے حضرت اور جبرئیل مراد ہیں نہ سید محمد اور فرقہ کہ بعضی جا پر سید محمد کا جوڑا ایسا بیموقع ہے کہ
مکتب کتنی نا پسند کرینگے چنانچہ یہاں پر کہ عندہا جنۃ الماویٰ یعنی نزدیک سدرۃ المنتہیٰ کے جنت الماویٰ
یہاں ہا ضمیر مونث راجع طرف سدرہ کے ہی سوا اوسکے کوئی ضمیر نہیں ہے کہ سید محمد کیطرف راجع ہو
ایسی جان پر جوڑ لگانا میران سید محمد کا کیونکر درست ہوا علیٰ ہذا القیاس دوسری آیات میں بھی یہ جوڑ ناشایستہ
ہے کہ کوئی صاحب فہم پسند نہ کریگا **تحریف دوم** شواہد الولایت کے باب ہفتم میں لکھا ہے کہ
حضرت میران نے اپنے خلیفہ خوندمیر کو فرمایا کہ حضرت مصطفیٰ نے خدا تعالیٰ سے واسطے نصرت ولایت اپنی
کے ایک دعا کی تھی کہ اجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا یعنی اور بنادے مجکو اپنے پاس سے ایک حکومت
مراد وہ ذات تمہاری ہے اوس وقت میں عمر میاں خوندمیر کی اٹھارہ برس کی تھی انتہی سلطانا نصیرا سے مراد خوند
درست ہی نہ نقلا نہ عقلا نقلا ظاہر ہے کہ کسی روایت میں اسکا ذکر نہیں ہے اسواسطے کہ مجاہد نے کہا کہ مراد سلطانا نا
دلیل واضح ہے اور حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ایک بادشاہ قوی میرے تابع کردے کہ بسبب اوسکے اعدا
دین کو شکست دیوں اور دین الٰہی کو قائم کروں موافق اس سوال کے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ ملک فا
و قیصر کا تمکو دیا جاویگا چنانچہ ویسیہی ہوا اور عقلا اسواسطے کہ سلطان نصیر کے معنی یہ ہیں کہ صاحب سا
نصرت ہو اور خوندمیر ایک شخص فقیر تھے کہ ہمیشہ مقہور و مغلوب سلاطین کے رہے یہانتک کہ آخر
و توابع کے بنگال اچاری مارے گئے اور منصور نہوئے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہیں اور ولایت کے سا
ہونے کے واسطے حضرت جناب شاہ ولایت کہ جنسے تمام دنیا میں فیض ولایت منتشر ہوا اور کروڑہا
اغوث و ابدال و اقطاب اونکے نور فیض سے مستفید ہو گئے کافی تھے کہ میاں خوندمیر کی درخواست کی
بسبب ایسے کلمات کے سرزد ہونیکا یہی ہے کہ حضرات صحابہ اور ائمہ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع نہ
کہ خوندمیر وغیرہ کی ولایت کو اونسے افضل اور نادر تر جانتے ہیں اگر شمہ بھی اون حضرات کے مقامات کو
ایسے لا یعنی سخن بات پر نہ لاتے **تحریف سوم** نجم ضمائل میں لکھا ہے کہ حضرت میران نے فرمایا
عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال مراد سموات سے انبیا ہیں اور مراد
اولیا ہیں و مراد جبال علما ہیں فابین ان یحملنہا اصو القتال واشفقن منہا وحملہا الا

میان سید خوندمیر انّه کان ظلوما جهولا انتهی سبحان اللہ میرانجی آیت کے معنی کیا بیان کے
و آسمان کے قلابے ملاتے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہین ہے کہ لغت و محاور
موافق اوسکے معنی بیان کیے جاوین بلکہ جیسا خیال لگ جاوے ویسی معنی کردینا ورنہ ایسے نہ
نکتے کیونکہ زبان عربی مین لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیا و اولیا و علما کو ہے
کے معنی انبیا ہووین اور ارض کے معنی اولیا ہووین اور جبال کے معنی علما ہووین اور انسان فقط
خوندمیر ہووین اور یہ قباحت میران کے خیال مین آئی کہ جبکہ انسان سے مراد خاص خوندمیر ہوئے تو انّه کان
جهولا کی ضمیر بھی خاص اونھین کیطرف راجع ہوئی پس ظلوم و جہول اونھین کا لقب ٹھہر اصلاح ابتدا
مدح کا ارادہ تھا سو ہجو ہو گئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ حملہا کی ضمیر طرف امر قتال کے راجع کی پس
کہ امانت سے مراد امر قتال ہووے کہ انبیا و اولیا و علما نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوندمیر
اوٹھالیا حالانکہ ہزارہا اصحاب انبیا سے اولوالعزم اور اولیا کملین اور علما حقانی ہمیشہ راہ خدا مین جہاد
رہے ہین خصوصًا حضرت خاتم الرسالت اور اونکے حامیان دین تھے کہ اونکا بڑا مہم کام یہی ہے کہ ہمیشہ جہاد
کمربستہ ہو کر کسقدر جانفشانی کی ہے کہ مشرق سے مغرب تک خدا کا دین پھیلا دیا کہ اظہر من الشمس ہے میان
کونسا ایسا امر قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہوے کل آدمی کی تعدی چند آدمیون کے ساتھ گجرات
مسلمانون سے دو روز لڑے کہ ایک روز کی جنگ مین آنکھین چھوٹ گئین اور دوسرے روز کی جنگ مین
پچاس ساٹھ آدمی کے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفار
مین داخل ہوا بلکہ انھین کے چند فقرے ہمراہی تباہ و خوار ہو گئے اور آیت مذکورہ کے معنی صحیح یہ ہین کہ تحقیق
عرض کیا امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پھر ان سبھون نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے
ڈر گئے اور اوٹھالیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہے بڑا ظالم ترس اور نادان انتہی حضرت ابن عباس
عنہما وغیرہ صحابہ و تابعین نے فرمایا کہ مراد امانت سے اطاعت اور فرائض الٰہی ہین کہ جو اپنے بندون پر فرض کیے
انکو آسمان و زمین و جبال پر پیش کیا بطور تخییر کے کہ اگر تمھارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھاؤ لیکن اگر اسکو
کرو گے ثواب پاؤ گے اور اگر ضائع کرو گے عقاب پاؤ گے اونھون نے عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیرے امر کے
ہم ثواب و عقاب نہین چاہتے ہین پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ اے آدم تو اس امانت کو اوٹھاویگا
لبسر و چشم کر کے اوٹھالیا اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تمھاری اور تمھاری اولاد کی گردن پر قیامت تک رہیگی ورنہ

یہ ہیں کیا اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ معنی کہ انجام کار اور عاقبت امر اس بار گران سے بے خبر ہے شعر آ
بار امانت نتوانست کشید ۔ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ ظلم اور جہل کا
میں اولاد آدم میں سے اونھیں کے حق میں ہے کہ جنھوں نے اس امانت کو ضائع کیا خصوصاً منافقین منافقات اور
و مشرکات میں بخلاف مومنین و مومنات کے کہ جب اونھوں نے اداے امانت میں حتی الوسع کوشش
التفات الٰہی اور مغفرت رحمت نامتناہی کے ہوئے چنانچہ بعد اسکے فرمایا لِیُعَذِّبَ اللّٰہُ الْمُنَافِقِیْنَ
وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکَاتِ وَیَتُوْبَ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّ
اور میران کے معنی میں آیت بھی خلل زائد ہی کہ جب انسان سے خاص خوندمیر مراد ہو تو تعلق لیعذب اللہ الایۃ
ہوجاتا ہی تحریف چہارم شواہد الولایت کے باب بست ہفتم میں لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ بھا
فرمان حق تعالی کا ہوتا ہے کہ اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ میں کوثر سے مراد ذات تمھاری ہی اور واللہ تو
والضحی آخر رکوع تک تمھارے حق میں ہی غرض اسطرح یہ داستان بہت دراز ہی ایک تحریف
خلیفہ کی بیان کرکے مختصر کی جاتی ہے بحر فضائل میں لکھا ہی کہ ایک روز انکے خلیفہ دلاور کے سا
وقت وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ پر پونہچا دلاور نے کہا یَلِدْ یُوْلَدْ
کہا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کہا یَلِدْ یُوْلَدْ عبدالملک نے کہا یوسف چپ ہو میاں جی ولایت کا شر
کرتے ہیں جو کہتے ہیں سو حق ہی انتہی سبحان اللہ تعالی عما یقول الظالمون علوا کبیرا قرآن ب
سین ناس تک متواتر و قطعی ہی اگر کوئی ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہوجاتا ہے یہ کیا اندھ
آیت کہ حق تعالی کے وصف میں وارد ہی کہ نہ وہ کسیکو جنا ہی اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور
انکار باصرار و تکرار کرتا ہی کہ یلد یولد ہی یعنی معنی ہوئے کہ خدا تعالی جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا یعنی اسکو اولاد بھ
ماں باپ بھی ہیں سبحانہ وتعالی عما یفترون ملاحظہ کرنے کا مقام ہی کہ یہ دلاور بڑے خلیفہ کامل و مکمل شیخ جی
انکے فہم و اعتقاد کا یہ حال ہی کہ حق سبحانہ وتعالی کی جناب میں اسقدر بے باک ہیں وائے بر حال دیگران او
تحریفات سے حال شیخ و خلیفہ کی قرآن فہمی کا بھی بخوبی واضح ہوگیا کہ ایسی فہم و قرآن دانی پر
تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہووے وہ معتبر ہی ورنہ غیر سبحان اللہ یہ حال ہی اور یہ قال ہی کہ کتب سما
لفظیہ اور معنویہ کرنا پیشہ اہل کتاب کا ہی خصوصاً یہود کا چنانچہ قرآن مجید میں انکی مذمت موجود ہی کہ
یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ الایۃ بدلتے ہیں کلام کو اوسکے ٹھکانوں سے آخر آیت تک اور

اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ
یَعْلَمُوْنَ یعنی اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانین تمھاری بات اور ایک لوگ تھے اونمین کہ سنتے تھے
کلام اللہ کا پھر اوسکو بدل ڈالتے تھے بعد بوجھ جانے کے اور اونکو معلوم ہے انتہی اور معنی تحریف کے تبدیل و تغییر ہین
یعنی مائل کر دینا ایک چیز کو اوسکے حق سے چنانچہ قلم کا قط جب مائل ہوتا ہے اوسکو محرف کہتے ہین اور تحریف یا لفظی
ہے یا معنوی لفظی یہ ہے کہ مثلاً قرآن کے الفاظ اصلیہ آسمانیہ کو بدل دینا جیسا کہ لاودیرزد ہوالم یلد ولم یولد سے
دولم اوڑا دیے اور معنوی یہ کہ معنی قرآن کو روایت اور قاعدہ عربیہ کے خلاف کرنا چنانچہ انکے شیخ نے کہا کہ سموات
کے معنی انبیا اور ارض کے معنی اولیا اور جبال کے معنی علما کہ یہ معنی نہ زبان عرب کے ہین نہ کسی روایت سے ثابت ہین
اور دوسرے تحریفات مذکورۃ الصدر مین بھی یہی حال ہے اور طرہ یہ ہے کہ ایسے معنی بے موقع پر یہ بھی جا بجا لکھتے جاتے
ہین کہ مراد الٰہی اس سے یہ ہے حالانکہ سب قائل ہین اس بات کے کہ تفسیر بالرای کفر ہے اور تفسیر اسیکو کہتے ہین کہ مراد الٰہی کا بیان
کرنا بطور قطع و جزم کے چنانچہ شیخ مذکور کی غرض یہی ہے کیونکہ وہ اور اونکے معتقدین اونکے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہین اور
تاویل اسے کہتے ہین کہ اول معنی مراد کو مسلم رکھکر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اوسکی محتمل ہو و
نہ جیسا کہ شیخ موصوف نے بیان کیے کہ یہ معنی قابل تاویل ہونے کے بھی نہین ہین چہ جا تفسیر کی یہ طریقہ فرقہ باطنیہ کا
ہے کہ نصوص کو ظاہر پر محمول نہین جانتے ہین اور جو دل چاہا سو قرآن حدیث کے معنی ہین سمجھ لیتے ہین اور یہ فرقہ بالاتفاق
گمراہ ہے طرفہ یہ ہے کہ سراج الابصار سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہین اور نصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت
بد جانتے ہین اور آپ ہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہین بلکہ چند قدم اونسے بھی آگے چلتے ہین چنانچہ باطنیہ کے معنی کو
مہدویون کے معنی سے مقابلہ کر لیجیے باطنیہ کہتے ہین کہ آیت وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَهٰذَا
الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ مین مراد تین سے حضرت علی ہین اور زیتون سے فاطمۃ الزہرا اور طور سے حسن مجتبی اور بلد امین سے مہدی قائم
بامر اللہ مراد ہین اور شیخ جونپوری کہتے ہین کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ
فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی ہمنے دکھائی امانت آسمانونکو اور زمین کو اور
پہاڑونکو پھر سب نے قبول نکیا کہ اوسکو اوٹھاوین اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے انتہی مراد سموات سے
انبیا ہین اور ارض سے اولیا اور جبال سے علما اور انسان سے خود مہدی مراد ہین اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونون
معنی مین ہرگز فرق نہین جیسا اونکے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہین ویسے ہی انکے معنی بھی خارج
قانون لغت عرب اور روایت سے ہین پس فرقہ مہدویہ اور باطنیہ مین کیا فرق ہے سموہا ما شئتم [illegible]

احادیث کاذبہ اور بنے اصل روایت کرنا اور ہر قول کی نسبت طرف حضرت رسالت پناہ کے بلا خطر کر دینا
یہ خصلت مخالف ہی اس حدیث قطعی متواتر المعنی کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ
مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ جھوٹھ بولا مجپر قصداً پس ٹھہراوے جا
اپنی آگ میں ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موضوعات میں اس حدیث کے اسناد طرق روایت باستیعاب تمام بیان کیے ہیں
اور کہا کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہی اور قریب ہی کہ متواتر اللفظ بھی ہو وے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس
حدیث کے راوی ایک سو صحابہ سے زیادہ ہیں اور کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی شخص اہل سنت میں سے اوسکے
مرتکب کی تکفیر کیا ہو سوا اس گناہ کے کہ شیخ ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا کہ جو شخص کہ رسول خدا پر قصداً جھوٹھ بولیگا
کافر اور خارج الملت ہو جاویگا اور اس قول میں امام ناصر الدین مالکی بھی انکے تابع ہوئے اور امام نووی نے شرح مسلم میں
کہا کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہی یا ظن غالب ہو موضوع ہونیکا اوسپر حرام ہی اوسکا روایت کرنا اور داخل
ہی اس وعید میں خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ کی قسم سے ہو یہ حرام اور اکبر الکبائر ہی
باجماع مسلمین کے انتہی ملخصًا کلام متعلق اس مقام سے آخر کتاب میں بھی آویگا انشاء اللہ تعالیٰ غرضکہ اسقدر
گناہ ہی غلط حدیث روایت کرنا کہ امام جوینی باوجود اس شدت احتیاط تسنن کے تکفیر کے بھی قائل ہوئے اور اکبر الکبائر
ہونے میں تو کسیکو شک و شبہہ نہیں ہے اور اس کام کے کرنیوالے کے واسطے دوزخ مقرر ہونا بحدیث قطعی متواتر ثابت ہی اور ان
ہمہ مہدیوں کے پیر و مرید و شیخ و شاب سب اس کام میں مبتلا ہیں اور انکی کتابیں مثل شواہد الولایت او رنصائح وغیرہ کے
اسقدر احادیث باطلہ سے لبریز ہیں کہ حساب و شمار اوسکا دشوار ہی یہاں چند مثالیں انکے اکابر و پیشواؤں کی فقط
بیان کیجاتی ہیں کیونکہ ایکبار روایت حدیث موضوع کی بھی واسطے ابطال حسن اخلاق کے کافی ہی مثال اول نصائح
کے باب اول میں لکھا ہی کہ علما نے سوال کیا کہ تم ولایت کو نبوت پر فضل دیتے ہو میران نے جواب دیا کہ بندہ فضل دیتا ہی
یا کہ رسول نے فرمایا ہی اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ بعدہ علما نے کہا کہ ولایت نبی کی نبوت پر فضل ہی
نہ ولایت دوسرے کی میران نے کہا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندے کے تئیں نبی پر فضل ہے انتہی جواب اَلْوِلَایَۃُ
اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہی کسی کتاب حدیث سے اسکا حدیث ہونا
ثابت نہیں ہوتا ہی اور نہ کوئی محدث مستند یا عارف معتمد اسکے حدیث ہونیکا قائل ہوا اور فتوحات میں لکھا ہی
کہ کسی عارف کا قول ہی پس قول کسیکا طرف رسول خدا کے نسبت کر دینا اسکو بھی وضع کہتے ہیں جیسا کہ شرح
نخبۃ الفکر اور اوسکے حواشی میں لکھا ہی کہ حدیث موضوع کبھی بعینہٖ واضع کا کلام ہوتا ہی اور کبھی بعض دوسرے شخص

جیساکہ بعض سلف صالح یا قدمائے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے لیکر طرف رسول خدا کے نسبت
کر دیتا ہی یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اوسکے ساتھ مرکب کر دیتا ہی اور باعث
وضع کا بابد دینی ہوتی ہی جیساکہ زندیقین واسطے گمراہ کرنے مسلمین کے احادیث کاذبہ بناتے ہین یا غلبہ جہل سبب
پڑتا ہی چنانچہ بعضے عابد و زاہد لوگ احادیث فضائل اعمال مین وضع کرتے ہین کہ خلق کو عبادت پر رغبت ہووے اور بہ سبب
جہل و نادانی سے اسکو دینداری جانتے ہین اور یہ لوگ سخت ترین ضاعین ہین کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہین کبھی توبہ
نہین کرتے ہین اور خلق بسبب انکے زہد و عبادت کے معتقد ہو کر انکے قول پر تقلید و اعتماد کرتی ہی یا سبب وضع کا
افراط تعصب ہوتا ہی یا اتباع ہوا یا اظہار نوادر و غرائب اور تمام یہ اقسام حرام ہین بالاجماع اور اتفاق ہی اسپر کہ
حدیث موضوع کو روایت کرنا بغیر بیان اوسکی موضوعیت کے حرام ہی اسواسطے کہ فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ رواہ مسلم یعنی جو شخص
کہ بیان کرے میری طرف سے کوئی حدیث حالانکہ ثابت ہو کہ وہ جھوٹھ ہے پس وہ ایک جھوٹھون سے ہی یعنی جیساکہ
اوسکا بنانے والا جھوٹھا ہی ویسی ہی سنانے والا بھی جھوٹھا ہی اور رسول اللہ پر جھوٹھ بولنا بہر حال قطعا اعظم کبائر سے ہی چنانچہ مذکور ہو چکا
اب یہان شیخ جونپوری کے واسطے دو خطا ہین ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی یعنی اگر جانتے تھے کہ الولایۃ
افضل من النبوۃ حدیث نہین ہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عمدا اوسکو منسوب کر دیا تو
مرتکب اس گناہ کبیرہ کے ہووے اور اگر نہین جانتے تھے اور بلا عمد بغفلت کے روایت کر دیا تو وہ دعوی غلط ہوا
کہ مجکو اللہ تعالی نے تمام مخلوقات کا علم ایسا دیا ہی جیساکہ کوئی رائی کا دانہ کسیکے ہاتھ مین ہو اور وہ اوسکی حقیقت
بخوبی مطلع ہووے جیساکہ باب سوم شواہد مین موجود ہی اور یہ کذب بندہا ہوا خدا پر اعمال یہ بھی اکبر کبائر سے ہی
اور اول سے کیا کم ہی بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہین ہی تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا
اور اگر بالفرض حدیث ہی تو یہ کہنا غلط ہوا کہ صاحب فتوحات نے جو کچھ لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق ہی جیساکہ
شواہد مین ہی اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ صاحب فتوحات نے اسکو قول بعض العارفین کا قرار دیا ہی اور ظاہر ہی کہ نوشتہ صاحب
فتوحات سے وہی نوشتہ مراد ہی جو کہ شیخ جونپوری کے زمانے مین اونکے نسخ تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخے اوس
زمانے کے لکھے ہوئے فتوحات وغیرہ کے اب تک موجود ہین اور اونمین مخالفات و مناقضات دعاوی شیخ جونپوری کے بھی موجود ہین
سبحان اللہ طرفہ ماجرا ہی کہ باوجودیکہ ایک حدیث کی روایت کرنے مین بھی صحیح و غلط کا تفرقہ نہین کر سکتے ہین دعوی
یہ ہی کہ احادیث بندے کے احوال کے مطابق کرکے امتحان کر لیا کرو کہ اگر موافق نکلے صحیح ہے ورنہ غلط ہے واللہ المستعان

علی ما تصفون سوال دیگر یہ ہی کہ تقریر بالا مین شیخ نے فرمایا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندے کے تئین نبی پر تفضل ہے
حالانکہ مشہور ہی کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھہ کیا ہی اور اوس سے لازم آتا ہی دعوی فضل کا
ہزار ہا انبیا پر پس یہ انکار غلط ہوا یا دعوی تسویہ کے اصل لوگون نے مشہور کر دیا ہوگا اور خدا کرے ایسی ہی ہو تا کہ
شیخ انکار بالا مین صادق رہین ورنہ لزوم کذب حاضر ہی اور اگر تطبیق یون دیوین کہ مراد یہ ہی کہ مین بحیثیت ذاتیہ
خود نبی پر فضل نہین رکھتا ہون اور بسبب ولایت محمدیہ کے کہ بعینہا مجہہ مین موجود ہی مساوات رکھتا ہون
جواب اسکا یہ ہی کہ ولایت محمدیہ اوصاف نفس قدسیہ محمدیہ سے ہی اور اوصاف و اعراض کا بعینہا منتقل ہونا باتفاق حکما
و متکلمین کے محال ہی پس تمہاری ولایت تمہارے اوصاف نفسانیہ سے ہوئی اب مراد حیثیت ذاتیہ سے کیا ہی اگر ماہیت
انسانیہ مراد ہی تو کلام بے معنی ہی کیونکہ ماہیت انسانیہ مین سب افراد متساوی الاقدام ہین حتی کہ انبیا بھی
فرماتے ہین کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُم اور اوس نظر سے کوئی عاقل کسیکو کسی پر تفضیل نہین دیتا ہی پس مراد
حیثیت ذاتیہ سے لامحالہ یہی ہوتا کہ مین اپنے اوصاف ذاتیہ کی راہ سے اپنے تئین نبی پر فضل نہین دیتا ہون
پھر اونھین اوصاف کی راہ سے دعوی تسویہ کرنا کہ جس سے ہزارہا انبیا پر فضل لازم آتا ہی غلط ہوا یا یہ انکار غلط ہوا بہر
حال گلے سے چنین کا جان سے گریز نہین ہی اشکال دیگر یہ کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہو نبوت سے اور بالفرض
تمہاری ولایت حضرات انبیا کی ولایت سے کیفیت مین برابر ہووے جب بھی مساوات نہین ہو سکتی ہی کیونکہ
نبوت تشریعی کہ فی نفسہا فضیلت عمدہ ہی وہ انکے مین موجود ہی وہ مرجح بڑی ہوگی تفضیل حضرت رسالت مآب کی
پس تسویہ بہر حال باطل ہی بیان اسیقدر کافی ہی زیادہ تفصیل بحث تسویہ مین آویگی انشاء اللہ تعالی اشتال قوم
صاحب شواہد الولایت آغاز باب اول مین لکھتا ہی کہ بدر منیر سید خوندمیر نے بعض الآیات مین لکھا ہی کہ قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لکل نبی نظیر فی امتہ ای مثلہ ولا یکون مثلہ الا من کان لہ درجۃ عند اللہ مثل درجۃ
النبی فاذا حصل لہ درجۃ النبی لابد ان یکون خلیفتہ فی زمانہ ولخاتم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یکون نظیر فی امتہ وھو المہدی انتہی کلامہ رضی اللہ عنہ انتہی کلام صاحب الشواہد ایک رسالہ
ہی خوندمیر کا مسمی بعض الآیات من القرآن و الحدیث فی حق المہدی اوسمین لکھا ہی کہ لکل نبی نظیر فی امتہ حدیث
نبوی ہی یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر اور ہم درجہ ہوا کرتا ہی اونکی امت مین اور اپنے دوسرے رسالے مشہور بہ مکتوب
ملتانی مین لکھتے ہین کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خبر آمدہ است بتعیین ختم الاولیا اور سوا اسکے بعضے
اور احادیث بے اصل بھی روایت کیے ہین چنانچہ حدیث انی لاعرف اقواما ہم بمنزلتی اور حدیث آہ واشوقاه

الی لقاء اخوانی یکونون من بعدی شانہم کشان الانبیاء الخ ان سب کا اثبات انکے ذمہ ہی جو
ادعی فعلیہ البیان حالانکہ آثار کذب و وضع کے بخوبی ظاہر و نمایاں ہین اور غرض انکی ان احادیث سے یہ ہی کہ
شیخ جونپوری بلکہ اونکے مریدون کی مساوات و برابری ساتھ انبیا علیہم السلام کے ثابت کردین و ظاہر ہی کہ اتنا بڑا
مقدمہ کہ خلاف اجماع مسلمین اور مخالف نصوص صحیحہ کے ہی ایسے بے اصل و گمنام روایات سے ہرگز ثابت
نہین ہوسکتا ہی لیکن گناہ وضع حدیث کا انکو وقت ہی اور عجب حیرت ہی کہ لکھتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے خبر تعین ختم الاولیا کی آئی ہی حالانکہ یہ خلاف ہی محدثین کے اور صوفیہ کرام کا اتفاق ہی کہ خاتم الاولیا
اصطلاح حادث ہی کہ قرون سابقہ مین کہین اسکا ذکر نتھا چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات مین ہی کہ لفظ خاتم
الاولیا کا باطل ہی اور اوسکی کچھ اصل نہین ہے اور شیخ مؤید کی شرح فصوص سے ثابت ہوتا ہی کہ مقام خاتم الاولیا کا ذکر
محمد بن علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالی کے وقت سے شروع ہوا ہی اور تتمہ مقام بحث تسویہ مین آویگا انشاء اللہ
تعالی اگر مہدوی لوگ جواب دیوین کہ شاید ہمارے پیران میران انکو صحت ان احادیث کی برخلاف تمام محدثین کے راہ
کشف سے معلوم ہو گئی ہوگی جواب اسکا یہ ہی کہ یہ عین دعوی ہی کہ حسب اخلاق کو دلیل گردانی تھی اور ہم مانع ہین
مسند بد اخلاقی کے اب دفع منع یا سند عین دعوی سے نہین ہوسکتا ہی بلکہ اثبات مقدمہ ممنوعہ یعنی حسن اخلاق کا
خارج سے کرنا چاہیے موافق داب مناظرے کے علاوہ یہ ہی کہ میران کی تکذیب بسبب مخالفت کلام فتوحات پھر بھی موجود ہے
بد خلقی مشتمہ یہ کہ جو فعل کہ حضرت رسالت پناہ نے اپنے خاص گھر مین جاری کیا ہی اور امت کیواسطے بھی روا
رکھا ہی اور بعد آنحضرت کے خلفاء راشدین اور ائمہ اہل بیت نے بھی اوسپر عمل کیا ہی اوسکو فعل لعین قرار دینا استغفر اللہ
العظیم چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران تعین کو لعین کہا کرتے تھے اور خوندمیر ہمیشہ اپنے وعظ
مین بیان کرتے تھے کہ تعین لعین ہی اور با وصف اسکے اگر کوئی کسی جا سے وظیفہ پاتا تھا اور اوسکے لانیکی
اجازت مانگتا تھا اجازت دیتے تھے انتہی سبحان اللہ یہ عجب ناک ڈھنگ ہی کہ یہان عقل انسان کی دنگ ہی یعنی
معین جہ معاش کو ملعون قرار دینا اور پھر اوسکے لانیکی اجازت دینا یعنی فعل ملعون کو رواج دینا یہ قول الغرض ہوا اور فعل الغرض
اور اگر حال اوس قول کا ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوتا ہی کہ کسقدر باطل و بے اصل ہی اسواسطے کہ خود حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصل خیبر وغیرہ سے معاش اپنے ازواج مطہرات کا سالیانہ مقرر کردیا تھا کہ سال بھر کا
قوت ہر بی بی کو اوسمین سے مرحمت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری مین جابجا اسکا ذکر ہی اور صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ قبل خلافت تجارت پارچے کی کرتے تھے جب مسند آرا خلافت ہوئے فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہی کہ میرا پیشہ میرے

اخراجات خانگی کو کافی تھا اب کہ مین مسلمانون کے اس کام مین مشغول ہوا مسلمانونکا کام کرونگا اور آل ابوبکر اس مال
مین سے کھاوینگے پس شیخ یومیہ بیت المال مین سے اپنے واسطے مقرر کرلیا چنانچہ نصف گوسفند مع لوازم و مصالح
اوسکے ذریعہ بیت المال سے انکا روزینہ مقرر تھا اور اسیطرح دوسرے خلفاء راشدین مین سے جسکو حاجت ہوتی تھی
اپنا معاش خزانۂ بیت المال معین فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہوتی تھی وہ فقط حسبۃ للہ کار ریاست کیا
کرتے تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین تمام مہاجرین و انصار اور ائمہ اہل بیت کا سالیانہ
خزانۂ سرکار سے مقرر فرمادیا چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ صحابۂ بدریین کیواسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار
مقرر کیے تھے اور فتح الباری مین ہے کہ حدیث مالک بن اوس مین ہے کہ حضرت عمر رض مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار اور
انصار کو چار چار ہزار اور ازواج مطہرات مین سے ہر ایک کو بارہ بارہ ہزار دیا کرتے تھے اور سب بلا انکار اوسکو لیتے تھے بلکہ بعضے
تقاضا بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی مین ہے کہ جناب رؤف اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساڑھے تین ہزار درہم
مقرر فرمائے اور اپنے فرزند عبد اللہ بن عمر کے تین ہزار مقرر کیے اونھون نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھپر کسوجہ سے
تفضیل دی آج تک وہ کسی مشہد مین سبقت نہین لیگئی ہے فرمایا وجہ اس تفضیل کی یہ ہے کہ اوسکے باپ کے ساتھ رسول خدا
کو تیرے باپ سے بڑھکر محبت تھی اور اسامہ کیساتھ حضرت کو تجھسے بڑھکر محبت تھی پس مین نے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو
اختیار کیا انتہی غرضکہ اسیطرح حضرت امام حسن و حسین و علی مرتضی و تمام صحابہ مہاجرین و انصار اور ازواج مطہرات نے
اس تعینات کو قبول فرمایا اور کبھی کسی نے اوسکو نا روا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک امت کا اوسی پر عمل ہے پس اجماع صحابہ
سے یہ بات ثابت ہوئی اور خود شیخ جونپوری کا مقولہ ہے کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت کافر ہوتا ہے چنانچہ یہ قول انکا چند مقام مین
بحوالۂ کتب مہدویہ منقول ہوچکا ہے پس ایسے اجماعی امر کو ملعون اولنا نہایت بیعلمی و بداخلاقی ہے اور خلق حکمت سے نہایت
بعید ہے شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہے کہ پیران و رخوند میر ایسا سمجھے ہین کہ وجہ معاش ایک جا سے معین ہونے سے توکل مین
خلل آتا ہے حالانکہ یہ سراسر خطا ہے اسواسطے کہ اگر ہزار جا سے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے نہ اوس
تعینات پر وہ متوکل ہے اور اگر کہین سے کچھہ معین نہووے لیکن اسکا خیال خلق پر ہووے وہ متوکل نہین ہے کیونکہ
ترک اسباب کا نام توکل نہین ہے بلکہ ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل ہے اسی سبب سے جبکہ ایک اعرابی نے حضرت رسالت
مین عرض کیا کہ ناقے کو توکلا علی اللہ کھلا چھوڑدون یا کہ باندھون اور توکل کرون فرمایا اعقلہا و توکل
یعنی باندھ اوسکو اور توکل خدا پر رکھہ اور اونٹ باندھے پر بھروسا نکر اسی قصے کیطرف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے
ہین شعر گفت پیغمبر باواز بلند * بر توکل زانوی اشتر ببند * اور انبیا علیہم السلام ساز و سامان کے آمادہ کرنے مین

کوتاہی نہین کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت وقت جنگ کے خود سر مبارک پر رکھتے تھے اور زرہ پہنتے تھے اور تیر و شمشیر وغیرہ
وغیرہ ہمراہ لیتے تھے اور بہنگام شدت غلبہ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کروائی تھی مع ہذا با این ہمہ اعتماد بجز ذات
حق کے کسی پر نہین رکھتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ
یعنی صحابہ سے تدبیر جنگ وغیرہ مین مشاورہ کرو لیکن بعد عزم کار کے بر وقت کار توکل و اعتماد خدا پر رکھو اور وجود اسباب
البتہ مبتدی ناقص کو خلل انداز توکل ہوتا ہی اور منتہی کامل کا وہ مقام ہی کہ کسیقدر اسباب ہون اوسکی نظر مسبب پر سے
نہین ہٹتی ہی اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہین ہوتا ہی اور یہ مقام اعلی ہی کہ انبیاء و مرسلین اور اولیائے
کاملین کو حاصل ہوتا ہی شاید کہ شیخ جونپوری اور میان خوندمیر مرتبہ ابتدا مین تھے اس سبب سے تعین سے گھبراتے تھے
بد خلقی نہم ترک کسب حلال کہ شیخ جونپوری اور تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک انکے فقرا و مشایخ مین
بھی التزام ہی کہ کسب حلال کے نزدیک نہین جاتے ہین اور ایسا احتراز کسب حلال سے رکھتے ہین جیسا کہ کوئی حرام
چیز سے اجتناب کرتا ہی لیکن زبان سے اوسکی حرمت کا اقرار نہین کرتے ہین چنانچہ جب کسی نے شیخ موصوف سے یا اونکے
پیروون سے اس مقدمے مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب کو حرام نہین کہتے ہین لیکن ذکر حق فرض ہی اور کسب جو
چیز کہ مخل ذکر الہی ہو وہ حرام ہی اسواسطے ہم کسب نہین کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حال ناقصین کا ہی کہ کسی کام مین
مشغول ہونے سے خدا کی یاد مین فرق آجاتا ہی اور کاملین کا یہ مقام ہی کہ کسی کام مین مشغول ہوویں حال اونکا یاد حق سے غافل نہین
ہوتا ہی کہ دل بیار و دست بکار اور خلوت در انجمن ہمیشہ اونکے واسطے موجود ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین شعر
اگر مال و جاہ ست و زرع و تجارت * چو دل با خدا ست خلوت نشین ست * اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر شافی ہین
کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونون ہاتھہ مین دو سبوے پانی کے ہین اور ایک سبو چہ اوسکے سر پر ہی اور راہ مین اپنے رفقا کے
ساتھہ وہ باتین کرتا چلا جاتا ہی اب شخص اتنے کام کرتا جاتا ہی ایک پاؤن سے چلنا دوسرے آنکھہ سے راہ کا دیکھنا
تیسرے کان سے باتین سننا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا پانچوین اس سوال و جواب کے مضمون کو سمجھنا
اور با این ہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی اطراف سر کے گھڑے پر ہوتا ہی کیونکہ اندک غفلت مین وہ ضائع ہو جاویگا
پس اشغال کثیر اوسکے اس رابطہ قلبی و پیوند باطنی مین مخل نہین ہوتے ہین اسیطرح کاملین طریقت اگرچہ
صد ہا اشغال ظاہری رکھتے ہین لیکن ایک لحظہ دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی چنانچہ حق تعالی اونکی تعریف
و ثنا فرماتا ہی کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی ایسے مرد ہین کہ نہین غافل کرتی ہی انکو
خرید و فروخت یاد الہی سے پس معلوم ہوا کہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا نہ اونکے خلفا کو و ترک کسب

حلال سے کہ پیشہ انبیا و رسل کا ہی اور صحابہ و اہل بیت اور علماے مجتہدین اور کمل اولیا اسکو اختیار کیے ہین سفہا اجتناب
نکرنے کہ آج چار سو برس سے ابتک کوئی اسکے نزدیک نہین جاتا ہی اور کسی نے اختیار کیا تو اوسکو درویش و تارک
نہین سمجھتے ہین اور اس کام سے ایسا بھاگے ہین جیسا کہ برہمن گوشت گاو سے بھاگتا ہی حالانکہ صحیح حدیثون مین
اسکی فضیلت اور تاکید تمام مذکور ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد
طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنی کھایا
کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے دو ہاتھ کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داؤد علیہ السلام کھاتے تھے
کسب اپنے سے یعنی کسب انبیا اور مرسلین کی سنت ہی اور داؤد علیہ السلام زرہ بنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ یعنی اور نرم کر دیا ہمنے اوسکے آگے
لوہا کہ بنا کشادہ زرہین اور اندازے سے جوڑ کڑیان انتہی دیکھیے حرفہ زرہ بافی کے باب مین امر الہی ہوا کہ بناو کشادہ
زرہین اور ذکر داؤد کا مشہور ہی کہ وہ حیوان بھی اونکا ذکر سنکر ذکر کرنے لگتے تھے کہ حکم تھا یا جبال اوبی معه
والطیر یعنی ای پہاڑو رجوع سے پڑھو اوسکے ساتھ اور اوڑتے جانور و اور فرزند انکے حضرت سلیمان علیہ السلام
باوصف اوس شان و شوکت سلطنت کے زنبیل و بوریا بنکر اپنا قوت فرماتے تھے اسیطرح ہر ہر پیغمبر کا کچھ حرفہ و کسب تھا
کہ اوس سے اپنی قوت بسری کرتے تھے اور حضرت خاتم الرسالت فرماتے ہین کہ جعل رزقی تحت ظل رمحی وجعل
الذلة والصغار علی من خالف امری یعنی مقرر کیا گیا رزق میرا نیچے سایے نیزے میرے کے اور گردانی گئی ذلت
اور حقارت اوپر اوس شخص کے کہ مخالفت کی امر میرے کی یعنی حضرت کا کسب یہ ٹھہرا کہ جہاد کرنا اور نیزہ و شمشیر سے رزق
پیدا کرنا اور مہدویوں نے اسکی بھی مخالفت کی کہ کبھی سنت جہاد ساتھ کفار کے انکے مہدی نے بعد مہدی کے اور
مہدویوں نے قائم نکی بلکہ اگر جنگ کیا تو مسلمانوں سے کیا جیسا کہ حدیث شریف مین خوارج کے حال مین کہ وہ بت
پرستونکو چھوڑ دینگے اور اہل اسلام کو قتل کرینگے ایسا ہی حال انکا بھی ہی پس اس مخالفت کے سبب سے ہمیشہ ذلیل و حقیر
یعنی اپنے مخالفین کی رعیت و چاکر بنکر رہتے ہین چنانچہ مشہور ہی کہ چاکر و نوکر ابتر ہی اور کبھی عزت سلطنت و تمکین سے
کسیکو نصیب نہوئی پس صادق ہوا قول حضرت کا کہ گردانی گئی ذلت و صغار اوپر مخالف امر کے جیسا کہ صحیح
بخاری مین ہی اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم یعنی تحقیق پاکیزہ تر اور حلال تر غذاؤن مین
غذا ہی کہ اپنے کسب سے کھاؤ تم اور تحقیق اولاد تمھاری انجملہ کسب تمھارے کے ہی یعنی اگر اولاد کچھ تمھاری خدمت گذاری

کرینگے وہ بھی ایسا ہی کہ گویا اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قیل یا رسول اللہ ای الکسب طیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور یعنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب پاکیزہ تر ہی فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح اور مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلام ہوں ہاتھ سے اونکے عمل کسب کروانا بھی بنا ہی کسب ہی لیکن اپنے ہاتھ سے مشقت کرکے کھانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہی اور بیع و شرا جائز ہے کہ صحیح ہو موافق مسائل فقہیہ کے ہووے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کیا ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طلب کرنا کسب کا کہ جس سے رزق حلال بہم پہونچے فرض ہی بعد فرض کے یعنی ایمان وغیرہ فرائض کے بعد کسب حلال بھی فرض ہی اب خیال کیجیے کہ مہدویوں کے شیخ اور تمام اونکے فقرا چار سو برس سے تقریبا تارک اس فرض کے ہیں اور سب گنہگار خدا کے ہیں کہ کسب پیشہ انبیا اور مرسلین کا ہی اوسکو چھوڑ کر لقمہ خیرات پر منحصر ہو کر بیٹھ رہتے ہیں

بد خلقی وہم یہ کہ دعوی اہل سنت و جماعت میں ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیوں کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا تفصیل اسکی یہ ہے کہ شرح عقائد نسفی وغیرہ کتابوں عقاید اہل سنت میں مصرح ہی کہ اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ بسبب کرنے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہو کر کفر میں داخل نہیں ہوتا ہی اور اعتقاد معتزلہ کا یہ ہی کہ مرتکب کبیرہ کا ایمان سے خارج ہو جاتا ہی لیکن کفر میں بھی داخل نہیں ہوتا ہی بلکہ درجہ درمیانی میں بین بین رہتا ہی اور اعتقاد خوارج کا یہ ہی کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہو جاتا ہی اور اسی اعتقاد خوارج کو میران مہدویہ نے بھی پسند فرمایا کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہوں وسمیں مشغول ہونے والے بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامے کے باب پنجم میں لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا ہر یہ ہوا اور انمیں مشغول ہے وہ کافر ہی اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آل سے نہیں ہے یعنی غیر مہدی ہی اور آل محمد سے نہیں ہی اور آل خدا تعالی سے نہیں ہی انتہی اب سوال یہ ہے کہ زنان و فرزندان ملبوسات حیوانات سواری خود میران اور اونکے خلفا کے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر فقط وجود ان اشیا کا کفر ہی جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہی تو نہایت مشکل ہی ان پڑی کہ جس چیز کو آپ کفر بولیں پھر اوسیکو اختیار کرنا اور اگر مراد یہ ہو کہ ان اشیا میں مشغول ہو کر یاد اللہ سے

غافل ہونا کفر ہے جیسا کہ آخر کلام سے مترشح ہے تو اس ترجیح بلا مرجح کے کیا معنی ہیں کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات کو
بلا تکلف بسر و چشم اختیار کرنا بلکہ سنت انبیا کی سمجھنا اور زراعات و ماکولات و تجارات وغیرہا اموال کسب و اکتساب
سے اجتناب ایسا کرنا جیسا کہ کوئی حرام و کفر سے احتراز کرتا ہے جیسا ہو ان چیزوں کو اختیار کیا تھا ان چیزوں کو
بھی اختیار کرنا تھا اور مشغول انہیں رہنا تھا جیسا کہ انبیا و مرسلین کرتے تھے چنانچہ ماقبل کی بدخلقی میں کو ذریعہ حکا
یہ کیا معنی ہیں کہ آدھے پیٹ اور آدھے بیٹ کر کھاؤں گا گلو نکالیں ہیں اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ اس قول پر انکے مذہب والوں
میں سے کسینے عمل نکیا الا ماشاء اللہ والنادر کالمعدوم چنانچہ ظاہر ہے کہ تمام مہدویہ اقسام کے حیلوں و بدعتی مثل
تجارت و زراعت و نوکری و مزدوری وغیرہ اشغال دنیویہ میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں بلکہ اکثر ان میں کے
کسب حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے ہیں پس سب انکے مہدی کے قول کے موافق کفار و غیر مہدی ہیں
کیونکہ آن مہدی سے نہیں ہیں کے یہی معنی ہیں کہ غیر مہدی ہیں بہتر اسکی یہ ہے کہ انھوں نے اون بزرگ کی پاس خاطر سے
ہمکو ستایا تھا اللہ تعالی نے اونھیں بزرگ کو ان پر مسلط کر دیا کہ انکو یک قلم کافر کر دیا الحق سچ ہے کہ خلق خدا کے ایذا رسانی
تا دل مخلوقی بدست آرد خدا تعالی جہان مخلوق را بر وی گمارد تا دمار از روزگارش بر آرد بدخلقی یازدہم
سنت اجابت دعوت کو ترک کرنا چنانچہ باب ہشتم انصاف نامہ میں نہایت تاکید ہے کہ دائرے کے باہر ہو اور غیر
مذہب کے مکان پر بھی واسطے ضیافت کے نجانا اور اگر طعام اندرون دائرے کے لاتے تھے حلفا میران
بلا تامل کھا لیتے تھے انتہی اجابت دعوت طعام سنت حضرت خاتم الرسالۃ ہے اور احادیث بکثرت اس باب میں وارد ہیں
چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لو دعیت الی کراع لاجبت ولو اھدی
الی کراع لقبلت یعنی اگر دعوت کیا جاؤں میں طرف ایک پاچہ کے حاضر ہونگا میں اور اگر ہدیہ بھیجا جاوے
طرف میرے ایک پاچہ البتہ قبول کرونگا میں اور ابوداود نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ ورسولہ ومن دخل علی غیر دعوۃ دخل سارقا وخرج مغیرا
یعنی جو شخص کہ بلایا گیا طرف طعام کے پس قبول نکیا اور حاضر ہنوا تحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا و رسول کی
اور جو کہ داخل ہوا بغیر دعوت داخل ہوا چور کے مانند اور نکلا لٹیرے کیطرح اور بخاری و مسلم کی حدیث میں
ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لہا الاغنیاء ویترک
الفقراء ومن ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ یعنی بدترین طعاموں کا طعام ولیمہ ہے کہ جسکے واسطے
اغنیا بلائے جاویں اور فقرا چھوڑ دیے جاویں اور جسنے کہ قبول کیا دعوت کو تحقیق نافرمانی کی خدا و رسول کی

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبول کرنا دعوت کا واجب یا سنت موکدہ ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک
یعنی جب بلایا جاوے ایک تم میں کا طرف طعام کے پس چاہیے کہ حاضر ہووے پھر اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نہ کھاوے یعنی سنت
یا واجب اجابت ہے اور دعوت تمام ہے حاضر ہونیکا اور کھانے نہ کھانیکا اختیار ہے اور اگر عذر روزہ وغیرہ کا نہ رکھتا ہووے
کھانا مستحب ہے اب ملاحظہ کیجیے کہ شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کو کھانے سے انکار نہ تھا کہ اگر کوئی اندر ندا مرکے
کھانا لاتا تھا کھا لیتے تھے انکار فقط حاضر ہونے سے تھا اور وہی واجب یا سنت ہے غرضکہ اسی طرح سے بہت سی
مخالفت سنت محمدیہ کی انکی ذات میں تھی پس دعوی اتباع تام کا نرے معنی محض ہے اور اسی مخالفتون کے
تدارک کے واسطے اونھوں نے قاعدہ گڑھا تھا کہ جو حدیث میرے مخالف ہو وہ نامقبول ہے ایسا ہرگز
نہیں ہے بلکہ جو فعل تمہارا مخالف حدیث ہو وہ نامقبول ہے اور حدیث مقبول ہے مخالفت احادیث
عین بداخلاقی ہے چنانچہ مسطور ہو چکا سنت دعوت میں بہت احادیث وارد ہیں لیکن
زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہیں ہے کیونکہ خطاب اس قوم سے ہے کہ انصاف و قبول حق کی عادت و خلق
نہیں رکھتے ہیں واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم بدخلقی وازدہم کہ اس اصل تمام بد
اخلاقیون کی ہے وہ یہ ہے کہ علم سیکھنے سے منع شدید کرنا چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم میں لکھا ہے کہ میران علم پڑھنے
سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے ایک شخص نے پوچھا اگر
اجازت ہووے وقت قیلولے کے کچھ میں پڑھ لیا کرون کہا اسوقت بھی مت پڑھو بلکہ سوتو ہو اور انکے خلیفہ خوندمیر
نے کہا کہ اگر قرآن کو یتلونہ حق تلاوتہ کے طور پر پڑھیں جب بھی پردہ نور ہوتا ہے درمیان بندے اور خدا کے
اور یاد خدا سے وہ پردہ پھٹ جاتا ہے اور میران نے کہا کہ قرآن سمجھنے کیواسطے نور ایمان بس ہے انتہی تمہید جواب اخلاق
میں بخوبی واضح ہو چکا کہ علم و حکمت اصل اخلاق ہے کہ اوسی کے دلالت کے مطابق قوت غضبیہ اور شہویہ مہذب کیجاتی
ہیں اسواسطے کہ جب آدمی کو علم نہوا تمیز درمیان نیک و بد کے نکر سکیگا پس جہل مرکب یا بسیط کا پابند ہو کر اپنی
قوت غضب و شہوت خلاف حکمت و شریعت کے مستعمل کر کے خلق سبعی و بہیمی پیدا کریگا اور میران کا یہ قول
کہ قرآن سمجھنے کیواسطے نور ایمان کافی ہے نادرست ہے اسواسطے کہ اگر مراد یہ ہے کہ نفس ایمانکا نور کافی ہے تو ظاہر البطلان
ہے کیونکہ ہر مومن علم قرآن نہیں سمجھ سکتا ہے بلکہ اوسکے الفاظ بھی نہیں پڑھ سکتا ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ نور ایمان کامل کا
کافی ہے تو کمال ایمان اعمال پر موقوف ہے کیونکہ بغیر اعمال والیکو مومن فاسق کہینگے نہ مومن کامل اور صحت اعمال علم احکام و عقائد پر

موقوف ہی ورنہ بیعلم کیا جانتا ہی کہ دین اسلامی مین کیا کیا کام فرض و واجب و سنت و مستحب و مباح ہین کہ اونکو علی حسب المراتب
اختیار کرے اور کیا کیا کام حرام و مکروہ ہین کہ اونسے اجتناب کرے تا کہ کمال ایمانی حاصل ہووے پس نور ایمان کامل بے علم
حاصل نہین ہو سکتا ہی خواہ کتابین پڑھکر علم حاصل کرے یا ربانی علما سے مسائل دینی پوچھکر یاد کرلیوے بہر حال ممانعت علم
سیکھنے سے نہایت قبیح ہی اور پیشتر دلیل کہ اگر تم علم رکھتے میری مہدیت کو قبول نکرتے فضلا و الا بیت کہتی ہی کہ مہدو
انکی سوا جہلا کے اور کسیکے قابل پسند و قبول نہین ہی اور ظاہر ہی کہ جہلا حق و باطل مین کیا تمیز رکھتے ہین کہ اونکی پسندیدہ
ہووے وہ کیا جانتے ہین کہ مہدی کیسا ہوگا اور اوسکے کیا علامات ہین انکا پسند کرنا اور علما کا کہ واقف علامات اور احوال مہدی سے
ہین نا پسند کرنا دلیل بطلان مہدیت کی ہی شعر صائب وحشی مے شکند قدر شعر را تحسین ناشناس سکوت سخن شناس
اور میان خوندمیر نے ذکر کو تلاوت قرآن سے افضل کہا مخالف ہی فرمان خدا و رسول کے اسواسطے کہ حدیث قدسی ہی کہ
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الرب تبارك وتعالى من شغله القرآن عن ذكري ومسألتي أعطيته
أفضل ما أعطي السائلين وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه رواه الترمذي
والدارمي والبيهقي في شعب الإيمان كذا في المشكوة یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی تبارک
و تعالی نے جو شخص کہ باز رکھے اوسکو قرآن ذکر میرے سے اور دعا و سوال میرے سے دیتا ہون مین اوسکو افضل اوس چیز سے
کہ دیتا ہون سوال کرنیوالونکو اور بزرگی کلام خدا کی باقی کلامون پر مانند بزرگی خدا کے ہی اپنے مخلوق پر انتہی اور ذکر
بھی سمجھے دعا ہی کیونکہ یاد و ثنا کنایہ طلب و سوال ہی پس جب فرمایا کہ سائلین سے افضل دیتا ہون تلاوت کرنیوالیکو ذاکرین
بھی آگئے جیسا کہ سیاق و سباق کلام کا اسی پر دلالت صحیح رکھتا ہی اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءة القرآن في الصلوة أفضل
من قراءة القرآن في غير الصلوة وقراءة القرآن في غير الصلوة أفضل من التسبيح والتكبير و
التسبيح أفضل من الصدقة والصدقة أفضل من الصوم والصوم جنة من النار یعنی پڑھنا قرآن کا
نماز مین افضل ہی پڑھنے قرآن سے غیر نماز مین اور علما نے کہا ہی کہ نماز مین بھی تفریق ہی کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہی بعد اوسکے
بیٹھکر اور قرآن پڑھنا غیر نماز مین بہتر ہی تسبیح و تکبیر سے علما نے کہا کہ اگرچہ یہ اذکار نماز مین ہووین اسواسطے کہ تسبیح
و تکبیر و تحمید و تہلیل تمام جز و قرآن ہین اور قرآن چونکہ کل ہی افضل ہی جز و سے اور تسبیح افضل ہی خیرات مال اور خیرات
مال افضل ہی روزے سے اور روزہ سپر ہی آتش دوزخ سے پس جو مشہور ہی کہ عبادت مالی افضل ہی عبادت بدنی سے مراد
اوس سے سوا نماز و تلاوت قرآن و ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہی اور انمین ترتیب مسطور الصدر ملحوظ ہی اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا دیکھا میں نے
فاحشہ ہی فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر میں نے پوچھا کہ
علم کے حدود حساب سے خارج ہیں کیا تم نہیں سنا کہ چند آ
منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنی بلند
ہو گئے ہیں علم سے اور حق تعالیٰ نے کہا هل يستوي الذين ي
علمون ہیں ع وہ لوگ کہ علم رکھتے ہیں برابر وہ لوگ کہ نہ علم
رکھتے ہیں اللہ سے اوسکے بندوں میں مگر علما اور مشکوۃ
پاس ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آ
و آلہ وسلم سے تھا کہ پاس آیا ہوں ایک حدیث پوچھنے کیواسطے
وسلم سے روایت کرتے ہو سوا اسکے اور کچھ حاجت ہے بولا آ
علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے کہ يقول من سلك طريقا
طرق الجنة وان الملائكة لتضع اجنحتها رضا
ومن في الارض والحيتان في جوف الماء وان ف
على سائر الكواكب وان العلماء ورثة الانبياء
وانما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وا
الدارمی وسماه الترمذی قیس بن کثیر یعنی فرماتے تھے
آنحضرت ... جو شخص ہی علم دین کو چلا ویگا اوسکو اللہ تعالیٰ ایک راہ
واسطے رضامندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کیواسطے
زمین کے اور مغفرت مانگتی ہیں عالم کیواسطے مچھلیاں دریا
لہ فضیلت قمر کو شب بدر میں اوپر ستاروں کے پیغمبروں
دینار و درہم کا ارث نہیں چھوڑا ہی اور سوائے علم کے میراث
ترمذی کی حدیث میں ہے کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم

علیہ وسلم ان اللہ وملائکتہ واہل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرہا وحتی الحوت
فی الماء لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی ذکر کیا گیا روبرو حضرت رسالت پناہ کے دو مردوں کا ایک عابد ہے اور
دوسرا عالم پس فرمایا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے اصحاب کے پھر
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی اور فرشتے اوسکے اور اہل آسمان و زمین یہانتک کہ
چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی پانی میں البتہ درود بھیجتے ہیں اوپر تعلیم کرنے والے آدمیوں کے علم خیر کو
اور ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی
الشیطان من الف عابد یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان پر
ہزار عابد سے اور ابن ماجہ و بیہقی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل
مسلم یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہے اوپر ہر مسلمان کے اور دارمی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن رجلین کانا فی بنی اسرائیل احدہما کان عالما یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر والاخر
یصوم النہار ویقوم اللیل ایہما افضل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل ہذا العالم الذی
یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النہار ویقوم اللیل کفضلی علی
ادناکم یعنی سوال کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دو مرد کا کہ بنی اسرائیل میں تھے ایک عالم تھا کہ نماز فرض
پڑھ لیتا تھا بعد اوسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا آدمیوں کو خیر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا دن میں اور نماز میں کھڑا
رہتا تھا رات میں ان دونوں میں کون افضل ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف الصدر
کی اوس عابد مذکور پر مانند بزرگی میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے کے اور ترمذی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فانی مقبوض یعنی سیکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم
کرو آدمیوں کو اسواسطے کہ میں قبض و وفات کیا جاؤنگا اور بیہقی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما حد العلم الذی اذا بلغہ الرجل کان فقیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ
علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینہا بعثہ اللہ فقیہا وکنت لہ یوم القیامۃ شافعا وشہیدا
یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے حد علم کی کہ جب پہنچے مرد اوس حد کو ہووے فقیہ پس
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ یاد کرے میری امت کے لیے چالیس حدیثیں انکے دین کے مقدمے
میں اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالی قیامت میں مرد فقیہ عالم ہوونگا میں روز قیامت اوسکے گناہوں کا شفاعت

کرنیوالا اور نیکیونکا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محدثین سلف و خلف نے رسائل چہل حدیث کے
تصنیف فرمائے ہیں اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
العلم ثلثة آية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة وما كان سوى ذلك فهو فضل یعنی فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہیں آیت محکمہ یعنی کتاب اللہ یا سنت کہ ثابت و صحیح ہو موافق شرائط علم
حدیث کے یا فریضۂ عادلہ یعنی احکام کہ مستنبط ہیں کتاب و سنت سے باجماع و قیاس کہ برابر ہیں جو عمل میں ساتھ احکام
کتاب و سنت کے اور جو علم کہ سوائے اسکے ہی وہ زائد ہی انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ علم نہایت اعلی چیز ہی کہ کوئی عبادت اسکو نہیں
پہونچتی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورۃ الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت میں وارد ہیں کہ جسکو علم معاملہ بولتے ہیں
نہ فقط علم باطن کے حق میں کہ جسکو علم مکاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہیں کیونکہ احادیث میں تاکید تعلیم و تعلم
کی ہی اور تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہی نہ علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہی کہ حدیث شریف میں
آیا ہی کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم يعلم یعنی جو شخص کہ عمل کریگا اوس علم پر کہ جانا اور پڑھا
ہی روزی کریگا اوسکو اللہ تعالی علم اوس چیز کا کہ نہ جانا اور نہ پڑھا ہی اور حضرات صوفیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے
ہیں کہ جبکہ آدمی علم ظاہر پر عمل کرتا ہی اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجا لاتا ہی اللہ تعالی اوسکے دل پر ایک دوسرا علم الہام
فرماتا ہی کہ مستنبط ان ظاہر سے ہی اوسکو پہونچا تحصیل جب اوس علم ثانی پر عمل کرتا ہی علم ثالث الہام فرماتا ہی
اسیطرح ہر علم عمل کا سبب ہوتا ہی اور ہر عمل موجب علم کا ہوتا رہتا ہی پس علم اول علم ظاہر ہی اور وہی اصل و بنیاد ہی
ان سب علوم لدنیہ کا اور باقی سب علوم علم لدنی اور علم باطن ہیں کہ اوسی علم ظاہر پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں
چنانچہ آیت واتقوا الله ويعلمكم الله میں اسطرف اشارہ ہی یعنی اور تقوی و پرہیزگاری اختیار کرو اللہ تمکو
تعلیم فرمادیگا اور دوسری آیت میں ہی کہ والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا یعنی اور جن لوگوں نے
مجاہدہ اور ریاضت کی ہماری راہ میں بتا دینگے ہم اونکو اپنی راہیں پس معلوم ہوا کہ علم باطن فقط موہبت الہی ہی کہ
کہ پڑھنے اور سیکھنے سے علاقہ نہیں رکھتا ہی اور جس جگہ سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہی مراد اوس سے علم ظاہر ہی اور
علم ظاہر موقوف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہی کہ جب علم ظاہر پر برابر عمل کیا جاتا ہی علم باطن خود بخود الہام ہوتا ہی
کیونکہ درگاہ الہی میں بخل نہیں ہی بندے میں قابلیت ہونے کی دیر ہی اور اگر علم ظاہر نہ ہو تو عمل اول میں خلل
واقع ہوگا پس علم باطن بھی اوسپر مترتب نہ ہوگا اسیواسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہی کہ ان دونوں علموں میں
نسبت تن و جان و پوست و مغز کی ہی شعر علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر کی شود بے شیر مسکہ کی شود بے پیر پیر

پس شیخ جونپوری علم ظاہری سیکھنے سے منع کرتے ہین گویا کہ تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہین اور معرفت الہی سے محروم رکھتے ہین منع کرنے علم تو ان خداشناخت ہے اور منشا غلطی کا یہ ہوا کہ سن پایا ہی کہ حضرت خاتم الرسالت امی تھے استغفر اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ نہین جانتے ہین کہ وہان بھی توسط جبرئیل واسطے تعلیم کے حاضر تھے کہ علمہ شدید القوی وغیرہ آیات اوسپر دال ہین علم نبوت موہبت الہیہ ہی کہ بے سابقہ ریاضت و محنت کے حاصل ہوتی ہی بخلاف ولایت کے کہ کسبی ہی کہ اول کسب و ریاضت چاہیے تب حاصل ہووے اور کسب و ریاضت موقوف ہی علم شرعی پر پس شخص اپنا قیاس حضرات انبیا پر کسطرح کر سکتا ہی ہر ایک کیواسطے جبرئیل سا معلم کہان سے نصیب ہوگا پس اپنی اوقات کے موافق کوئی معلم اختیار کرنا چاہیے اسی سبب سے تمام اولیا اور مشایخ طریقت مانند شیخ عبد القادر جیلانی و جنید و شبلی و بایزید بسطامی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہم اللہ وغیرہم کے کہ حساب اونکا مشکل ہی سب علما ہین کہ اول تحصیل علوم ظاہری کر کے بعدہ طریقت مین قدم رکھے ہین اور اگر کوئی بے علم داخل طریقت ہوا چاہتا تھا پہلے اوسکو علم سیکھنے کا حکم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاذ و نادر بجذبہ الہی بغیر علم پڑھے کسی مقام کو پہونچ جاوے وہ شیخ نہین ہوتا ہی جب تک کہ بعد جذبے کے علم پڑھکر سلوک اختیار نکرے اور مجذوب سالک بنے پس اسکو بعد جذبے کے ہنگام سلوک مین علم کی حاجت ہوتی جیسا کہ سالک مجذوب کو قبل جذبے کے سلوک مین علم کی ضرورت ہوتی ہی یہ دونون شیخ ہونیکا منصب رکھتے ہین اور مجذوب محض او سالک محض شیخ نہین ہو سکتا ہی جیسا کہ عوارف وغیرہ کتابون مین اہل طریقت مین مذکور ہی اور صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ بجہالت سے انکار اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم کے سیکھنے سے منع نہین کرتے ہین حالانکہ یہ انکار غلط ہی کیونکہ بہت آویزین خود انکے عہد کی اس باب مین موجود ہین جیسا کہ مذکور ہو چکین کہ وہ سوا اپنے اور قبیلے کو علم پڑھنے پر ترجیح دیتے تھے اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول مین اونکی معتبر کتابون سے منقول ہو چکا بد خلقی پیر و ہم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے جفا کرنا اور اونکی روح اطہر کو ناخوش کرنا یعنی بیت اللہ کو جانا اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے مدینہ طیبہ کو نجانا او جنکی بدولت کعبے کو پہچانا اور حج کرنا جانا اونکے ساتھ نا شکری و احسان فراموشی پیش آنا کہ اونکے مرقد اطہر پر حاضر نہونا اور بیگانہ وار مدینے سے روگردان ہو کر فقط مکے سے حج کر کے الٹے آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر اطہر کے موعود ہی ہیچ انگارنا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہو گئی اوسکے واسطے شفاعت میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی قدر نجاننا کہ زیارت قبر اطہر مانند ملاقات حیات کے ہی چنانچہ

حدیث شریف مین ہی کہ من زار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی ہوا مانند اوس شخص کے کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی دنیاوی مین اور بالفرض اگر حاصل کرے اس شرف ومنقبت کا ارادہ نکیا تو بخشش روح اطہر کا بھی عرفان نکیا اسواسطے کہ حج کرکے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے بلکہ روح مقدس پر جفا کرنا ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی یعنی جسنے کہ حج بیت اللہ کا کیا اور میری زیارت نکی پس تحقیق مجھپر جفا کیا اور علی مرتضی حضرت رسالت پناہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزرنی قبری فقد جفانی یعنی جسنے کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت میرے پس گویا کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی مین اور جسنے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس بہ تحقیق کہ مجھپر جفا کیا اور سنے چنانچہ شیخ جونپوری کہ اپنے تئین مہدی مشہور کرتے ہین ایسی کیا کہ بیت اللہ کا حج کیا اور بغیر زیارت حضرت رسالت کے مدینے سے موڑ کر ہندوستان کا رستا لیا اور اس عیب کے چھپانے کے واسطے یہ حیلہ کیا کہ مجھکو حضرت رسالت پناہ نے فرمادیا کہ میرے پاس مت آؤ سیدھے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمہارے دعوی مہدیت کی عمدہ گاہ ہی اور اوسکا وقت ظہور بھی قریب ہی جیسا کہ مطلع الولایت مین مسطور ہی اور حقیقت مین وہی بات ہی کہ عذر گناہ بدتر از گناہ اور کذب اس کلام کا ظاہر ہی اسواسطے کہ سفر آمد و رفت مدینے کا کل ایک مہینے کا ہوتا ہی اسقدر دعوی مہدیت کی کیا جلدی تھے کہ اوس سفر مبارک کو چھوڑ کر تاخت گجرات کا مقدم رکھا حالانکہ گجرات مین آکر شہر احمد آباد مسجد تاج خان مین عنقریب دروازہ جمال پور کے اٹھارہ مہینے اقامت کرکے دعوی مہدیت کا سنہ ۹ نوسو تین ہجری مین دعوی مکیہ سے دو برس کے بعد کیا ہی پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا بجلد دعوی مہدیت کے اور پھر گجرات مین آکر اس مدت دراز تک دعوی نکرنا نہایت سخن بیوجہ ہی علاوہ یہ کہ دعوی گجرات مین کیا ضرور تھا کیا مدینے مین دعوی کرنے سے کچھ شرم دامنگیر ہوتی تھی ورطہ یہ ہی کہ اس کثرت مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ خیال نکیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی مین اپنی زیارت کی اسقدر تاکید فرماوینگے کیونکر بعد رحلت کے لوگونکو علم مکاشفہ مین زیارت سے منع فرماوینگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماع علمائے دین قولا وفعلا افضل سنن اور اکد مستحبات سے ہی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا مین فرماتے ہین کہ زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سنت ہی کہ اوسپر اجماع ہی اور بعض علمائے ... ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیارت آنحضرت کی افضل مندوبات اور اکد مستحبات سے ہی قریب بدرجہ واجبات کے اور بعضے ... اس مین واجب کہتے ہین چنانچہ جذب القلوب وغیرہ کتابون مین اسکی تفصیل موجود ہی پس جب ایسے امر اجماعی کے برخلاف کوئی

کشف والہام ہووے اوسپر عمل نچاہیے بلکہ وسوسۂ نفسانی اوسکو سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر موجب حیرت
ہی کہ خود شیخ جونپوری کا بھی یہی اعتقاد ہے چنانچہ شواہد کے چوبیسویں باب میں لکھا ہی کہ میران نے فرمایا ایک شخص کو
کہ اوسکو کشف کہنا نچاہیے کہ رعایت شرع محمدی کی جسمیں قائم نہووے پھر فرمایا کہ معلومات تمھاری تنور میں
پڑین کہ خلاف شرع محمدی کے کیا تمنے سبحان اللہ قول یہ اور فعل یہ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا
اللہ تعالی فرماتا ہی أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَکُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتَابَ أَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ یعنی کیا حکم کرتے ہو تم لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہیں بوجھتے ہو
بدخلقی چہاردہم یہ کہ ارادہ اتباع سنت محمدیہ کا کرنا لیکن بسبب کم علمی کے وہ مخالف سنت کے ہوجانا
چنانچہ شواہد الولایت کے باب بست وہشتم میں لکھا ہی کہ شیخ جونپوری بروز انتقال اپنی زوجہ بی بی الون کے گھر میں تھے
اور عادت یہ تھی کہ زمین میں میخیں واسطے شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھیں جب اون میخوں پر
سایہ ہوپنچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری بی بی کے گھر جانیکی نوبت آتی تھی اوس وقت سایہ میخ پر پہنچا
فرمایا کہ مجکو بی بی ملکان کے گھر میں لیچلو بی بی ملکان وہان حاضر تھیں اونھوں نے عرض کیا کہ آپ پہنچتی ہی اور میں خود
یہان حاضر ہوں اور میں نے اپنی نوبت تمکو بخشدی آپ یہیں ہو اور یاروں نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض
کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالی نے حکم کیا ہی کون شخص توڑ سکتا
ہی بعد اوسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ یہ
لوگ ہماری رعایت کرتے ہیں لیکن شرع محمدی کی رعایت نہیں کرتے ہیں الغرض نمانا اور بی بی ملکان کے گھر میں ظہر
اپنے تئیں پونھچایا انتہی میران کی اس حرکت میں چند قباحتیں پائی گئیں ایک یہ کہ خلاف حضرت رسالت مآب کے
کیا اسواسطے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہی کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسئل فی مرضہ الذی
مات فیہ این انا غدا این انا غدا یرید یوم عائشۃ فاذن لہ ازواجہ ان یکون حیث شاء فکان فی
بیت عائشۃ حتی مات عندہا یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت میں ہر روز پوچھتے
تھے کہ میں کل کس بی بی کے گھر میں ہونگا اشتیاق تھا نوبت حضرت عائشہ کا ازواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھکر اون
دیا کہ جب جہان حضرت کا دل چاہے وہان رہیں پس حضرت خانۂ عائشہ میں تشریف فرما رہے یہان تک کہ اونھیں کے پاس رحلت
فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت رسالت نے رخصت ازواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جونپوری کو کمال اتباع کا
دعوی کرتے ہیں اونکو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتا اور طریقہ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت بسبب کمال تقوی

نہین ہی بلکہ وسوسہ نفس ہے چنانچہ کیا خوب کسی نے کہا ہی شعر فرو کوش در زہد و صدق و صفا ولیکن میفزاے
بر مصطفی ہاں دوسری قباحت یہ کہ نوبت شب باشی حق بیبیون کا ہی اگر کوئی بی بی اپنی نوبت دوسری کو حلال کر دے
وہی حلال ہو جاتی ہی چنانچہ حدیث سابق سے بھی ظاہر ہوا اور دوسری حدیث متفق علیہ مین بھی ہی کہ ان سودة
لما کبرت قالت یا رسول اللہ جعلت یومی منک لعایشة فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقسم لعایشة یومین یومها ویوم سودة یعنی سودہ رضی اللہ عنہا کہ ازواج مطہرات سے
ہین جب کبیر السن ہوئین عرض کیا یا رسول اللہ کر دیا مینے اپنا روز نوبت واسطے عایشہ کے پس رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم عایشہ کیواسطے دو روز نوبت فرماتے تھے ایک خود انکا روز اور ایک بی بی سودہ کا روز اسیطرح
شیخ جونپوری کیواسطے بھی بی بی ملکان اپنی نوبت بی بیون کو دیتی تھی اور انھون نے اس حلال کو بمنزلہ حرام کے
سمجھکے انکار کیا تیسری قباحت یہ ہی کہ تمام فقہا اور محدثین کا اتفاق ہی کہ شب باشی مین عدل واجب ہی یعنی جتنے
ساعات شب ایک عورت کے گھر رہے ہے اوسیقدر دوسری کے پاس بھی رہے اور دن مین حساب ساعتون اور لحظونکا
ضرور نہین ہی بلکہ دن مین کسیقدر رہنا بھی پاس ہی اور کسی جا یہ نہین پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کی گھڑیونکا
حساب کر کے عورتون پر تقسیم فرماتے ہون پس شیخ کو یہ اور اسقدر باریک بینی اس مقدمے مین حرکت زائد لاطائل تھی
چوتھی قباحت یہ کہ شیخ موصوف باوصف اسکے کہ دعوی علم غیب اور اطلاع جمیع احکام کا رکھتے تھے اس حال تک
بھی کہ ہنگام مرگ قریب پونہچا اسقدر نجانتے تھے کہ حد شرعی بخشنے سے نہین بخشی جاتی ہی وہ کونسی ہی اور حقوق
قابل بخشنے کے کون سے ہین پس نوبت ازواج کو کہ حق الناس ہے اور مانند دوسرے حقوق الناس کے بخشا جاتا ہی اوسکو حد الہی
ٹھہرایا اور کہا کہ اس حد شرعی کو کون شخص بخش سکتا ہی اور یہ نجانا کہ وہ بخش سکتا ہی کہ جسکا یہ حق ہی یعنی بی بی ملکان
بخش سکتی ہی جیسا کہ بی بی سودہ نے حضرت عایشہ کو اپنا حق نوبت بخشدیا اور وہ حدود کہ جنکو بخشنا بندے سے
نہین ہو سکتا ہی وہ حقوق الہی ہین اسواسطے کہ حد کی تعریف یہ ہی کہ عقوبت مقدرہ معینہ کہ واسطے حق خدا تعالی کے
واجب ہوئی ہو ایسی حد مین حاکم کے پاس پہونچنے کے بعد شفاعت درست نہین ہے پس تعزیر کو حد نکہینگے کیونکہ مقدر و معین
نہین ہے اور قصاص کو حد نہین کہتے ہین کیونکہ اگرچہ عقوبت معینہ ہی لیکن حق بندے کا ہی اسواسطے بخشدیا جاتا ہی اور
قرآن سے اوسکا عفو ثابت ہی کہ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ
یہ آیت بھی اگر شیخ موصوف کو یاد آجاتی جانتے کہ جب قصاص سا حق عفو ہو سکتا ہی دوسرے حقوق الناس بطریق اولی عفو
ہو وینگے بالجملہ سبب ثمرات اسکے ہی کہ اپنے تئین بھی علم کیطرف توجہ نہین ہی اور دوسرونکو بھی اوسکی طرف مائل

ہونے سے مانع ہوتے ہین بدخلقی بانزدہم یہ کہ بسبب اپنی مہدویت کے انکار کے تمام اہل اسلام کو مشرق سے مغرب تک کافر جانتا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھنا چنانچہ انصافنامے کے باب دوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ انکار کرنا مہدویت سید محمد بن سید خان سے کفر ہی اور ملا احمد خراسانی نے سید محمود فرزند میران سے پوچھا کہ منکران مہدیکو کیا فرماتے ہو کہا کافر کہتا ہون مین ملا احمد نے کہا اگر مین انکار کرون سید محمود نے کہا اگرچہ بایزید ہووے اور انکار مہدیکا کرے کافر ہو جاوے اور باب سوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ نماز پیچھے منکران مہدی کے پڑھنا نہ چاہیے اگر پڑھی ہون اعادہ کرین اور موضع بہدریوالی مین اکثر مہاجرین میان نعمت مجتمع ہوئے تھے گفتگو یہی تھی کہ منکرین کے پیچھے نماز نچاہیے گزارنا بعدہ بعضے یارون نے اعتراض کیا کہ خود میران نے نماز جمعہ اور نماز ہر دو عید کی پیچھے مخالفین کے ادا کی ہی اگر روا نہوتا کیون پڑھتے بعدہ میان خوندمیر اور میان نعمت وغیرہ نے کہا کہ ہم اس گفتگو مین نہین پڑتے ہین جو کچھ میران نے کہا ہی وہ ہمکو کرنا چاہیے اور جس چیز سے منع کیا ہی چاہیے کہ اوس سے ہم باز رہین مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ اس مجلس مین یہ ناقل حاضر تھا اور باب ہشتم مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ مہدویونکو مسجد جامع اور عیدگاہ مین بجمعیت و سلاح و لباس عمدہ جانا چاہیے تاکہ مخالفین اونکی کثرت دیکھکر سوختہ ہووین اور باب چہارم مین لکھا ہی کہ شہر ٹھٹھہ مین میران دعوت کر رہے تھے ایک ملا اپنے لڑکے کیواسطے خواہان دعا ہوا میران نے جواب دیا کہ اگر حق تعالی قوت دیوے ان لوگونسے جزیہ لیوکون مین اور خوندمیر نے کہا کہ یہ لوگ حربی ہو گئے ہین اور خوشی میران اور اونکے یارونکی نہ تھی کہ علماے مخالفین کے گھر علم پڑھنے اور وعظ سننے کیواسطے کوئی جاوے اور خوندمیر بہت تشدد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے دائرے سے تمہارے پاس علم پڑھنے کو نہ آویگا یہانتک کہ علماکے پاس جاوے اور دوستی کرے مخالف آیت اور مخالف مہدیکا ہووے آیت یہ ہی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم الآیۃ انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر اپنے مخالفین کو حربی اور کافر اور قابل جزیہ جانتے تھے ہمکو اوسکا جواب دینے کی حاجت نہین بلکہ خود میران و خوندمیر کی زبان سے اسکا جواب لو دیتے ہین وہ یہ ہی کہ اوسی کتاب انصافنامے کے باب پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ جو شخص کلمہ کہے اوس سے جزیہ نچاہیے لینا اور اونکی عورتون مین سے نکاح تصرف نچاہیے کرنا اسطرح حرمت کلمے کی چاہیے رکھنا اور یہ بھی لکھا ہی کہ خوندمیر نے جنگ کے بعد اسباب مخالفین کا نلیا اور لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانون تک اونکی کشت زار کچھ نلیا جب ملک کفرستان مین پہنچے اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی یہان سے معلوم ہوا کہ اپنے

مخالفین کو حربی نہین جانتے تھے بلکہ اونکے اموال اور عورتونکو مانند اموال و اعراض مسلمانون کے اپنے پر حرام جانتے تھے یہانتک کہ میان خوندمیر نے اونکے ہاتھو پر جان دیا اور اونکا مال نہ لیا اور میران نے سفر خراسان نیز حالت اضطرار مین بھی اونکے کشت زار پر دست دراز نکیا اور ذمی بھی نہین جانتے تھے اسواسطے کہ میران نے فرمایا کہ انسے جزیہ نچاہیے لینا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ اونکے ذمے مین کب آئے تھے کہ ذمی ہوتے اور اونکی رعیت نہ تھے بلکہ یہ خود اونکی رعیت تھے اور مستامن بھی نہ تھے کیونکہ وہ لوگ کب انسے امن مانگکر انکے ملک مین آئے تھے انکا ملک کہان تھا بلکہ یہی اونکے ملک مین اونکے امن مین پھرا کرتے تھے اور منافق بھی نہ تھے اسواسطے کہ منافق وہ ہوتا ہی کہ اپنے اعتقاد کو چھپاوے وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور میرانیونکے سامنے نہین چھپاتے تھے بلکہ بزور سلطنت خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر حربی اور ذمی اور مستامن اور منافق نہ ٹھہرے معلوم ہوا کہ خود میران اور خوندمیر کے اعتقاد مین بھی وہ لوگ مسلمین پاک باطن تھے اسواسطے کہ کوئی احتمال دیگر باقی نہین ہی اور احکام بھی مسلمین کے اونکے حق مین میران اور خوندمیر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور حربی یا قابل جزیہ اور غیر قابل اقتدا نماز کے جانتے تھے محض تعصب اور نفسانیت سے تھا کہ مسلمانون کو دیدہ و دانستہ کافر لکھ بیٹھتے تھے اور شدت غضب اور غلبہ تعصب مین اس سخن کے انجام کا خیال نہین کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف اسبات کا نہین کرتے تھے کہ مسلمانونکو کافر جاننے سے آدمی آپ کافر ہوجاتا ہی یہ مقتضا نہایت بے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی کا ہی آدمی خداترس دیندار کبھی ایسی جرأت نہین کرتا ہی چنانچہ محرر اوراق باوجود اسقدر ظلم اور زیادتی ان بزرگوارون ناعاقبت اندیش کے الحمد للہ کہ صراط مستقیم احتیاط پر چلا جاتا ہی اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو انکی تکفیر سے آلودہ نہین کرتا ہی اور یہ جو تمام امت اسلامیہ کی تکفیر کررہے ہین اسکا انتقام خدائے دادار پر حوالہ کرتا ہی کہ واللہ المستعان علی ما تصفون

جواب دوم یہ کہ کلام مذکور الصدر مین خود انکے اقرار سے ثابت ہوا کہ خود میران اور انکے تمام ہمراہیون اور خلفا نے نماز جمعہ اور عیدین کا پیچھے مخالفین کے پڑھنا صحیح اور درست سمجھا ہی اور اوسپر عمل کیا ہی اور دوسری کتابون قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ کبھی میران نے جمعے اور عیدین مین اقتدا سے مخالفین کے انکار نکیا بلکہ ہمیشہ ہندستان و عربستان و خراسان مین جمعہ اور عیدین پیچھے مخالفین کے پڑھا کیے ہین چنانچہ آج تک اونکی قوم کا اسی پر عمل ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہ کونسی شریعت اور دین ہی کہ جمعہ و عیدین کافرون کے پیچھے صحیح ہو جاوے شریعت محمدیہ مین تو یہ ہرگز نہین ہی اگر ہی تو ثابت کرو اور اگر میران نے کوئی شریعت تازہ ایجاد کی ہی تو وہ دکھلاو

اون کا غلط ہوا کہ ہم شریعت تازہ نہیں لاتے ہیں ہم میں اور تم میں باب شریعت میں کچھ فرق نہیں ہے جیسا کہ شواہد
کے باب ستم میں منقول ہے پس معلوم ہوا کہ مہدی سمجھتے تھے کہ ایسے دعوے باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تازہ نہیں
لاتے ہیں جیسا کہ ادعا ہے تو کافر کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین پڑھنا بمقتضائے شریعت محمدیہ کے خلاف بدیہی ہے جب اسقدر
مسئلہ دینی نجانتے تھے یا جانکر اوسکے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی مہدی نہوئے کہ مہدی کے حق میں ہی یقفوا
اثری ولا یخطی یعنی میرے قدم پر چلیگا اور خطا نکریگا اور اگر مخالفین حقیقت میں کافر تھے اسواسطے اونکے
پیچھے جمعہ اور عیدین ادا کرتے تھے تو اونکو کافر بولنا اور نماز پنجگانہ اونکے پیچھے ناروا سمجھنا خطائے فاحش ہوا تب بھی
مہدویت اوڑ گئی اور دوسری خطا یہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین اور نماز پنجگانہ میں تفرقہ کرنا خلاف اجماع مسلمین ہے جسکے پیچھے
جمعہ صحیح ہے اوسکے پیچھے پنجگانہ بھی صحیح ہے جواب سوم یہ کہ سند تکفیر مخالفین کی یہی حدیث ہے کہ من انکر خروج
المہدی فقد کفر بما انزل علی محمد یعنی جسنے انکار کیا خروج مہدی کا پس تحقیق کافر ہوا اوس چیز کا کہ اوتاری گئی
ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جیسا کہ صاحب سراج الابصار نے امام ابوبکر اسکاف کی فوائد الاخبار اور ابو القاسم سہیلی
شرح السیر اور فصل الخطاب سے نقل کیا ہے اور یہ حدیث احادیث احاد ظنیہ سے ہے کہ بتقدیر صحت بھی ثبوت کے مفید جزم و یقین
کو نہیں ہے اور اسلام امت محمدیہ کا قطعی یقینی ہے پس اس ظنی سے اوس قطعی یقینی کے زائل ہونیکا حکم کیونکر
ہو سکتا ہے اور اگر کہیں کہ جب خود مہدی نے اس حدیث کی تصدیق و تصویب کی اور اسکے مطابق اپنے مخالفین کی
تکفیر کی تو حدیث قطعی ہو گئی جواب دیسکتا ہے کہ اول یہ تقریر دوری ہے کہ صحت تکفیر موقوف ہوئی صحت مہدویت
اور صحت مہدویت موقوف ہے صحت تکفیر پر کیونکہ تکفیر اوسکے آثار خلق قبیح سے ہے کہ بطلان مہدویت اوسکو لازم ہے
اور علاوہ اسکے یہ کہ خود تمہارے مہدی کے حکم میں تذبذب ہے جیسا کہ جواب اول و دوم میں مذکور ہوا کہ تمہارا معلوم نہیں
ہوتا ہے کہ منکرین کو کافر جانتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ متردد رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام اونپر
کرتے تھے اور کبھی احکام کفر اون مطلوبوں کی طرف منسوب کرتے تھے پس جب خود متردد ہوئے حکم جزمی نہ ہوا
اور حدیث بھی مفید جزم نہوئی پس اسلام قطعی ثابت کیونکر زائل ہو سکتا ہے اور جواب حقیقی یہ ہے کہ حدیث
مسطور کا مطلب یہ ہے کہ پیشتر خروج مہدی کے خروج مہدی موعود کا انکار نچاہیے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے
مہدی موعود آنیوالا ہے جیسا کہ اب ہم سب عامہ اہل سنت کو اعتقاد ہے اور بعد خروج امام موصوف کے تصدیق
چاہیے کہ بنایت اعتقاد سابق کی یہی ہے جیسا کہ ہم سب اوسوقت تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالی اور مہدویہ
تو اوسوقت بھی دفت انگشت کرتے رہینگے اور منکر مہدی موصوف کے ہونگے اب انصاف کرنا چاہیے

ہر چیز کے واسطے کچھ علامات مختصہ ہوتی ہین کہ جنسے وہ چیز پہچانی جاتی ہی پس مہدی کے واسطے بھی علامات ہین کہ جسمین وہ پائی جاوین تو وہ مہدی ہی ورنہ ہر شخص دعوی کر بیٹھے کہ بندہ مہدی موعود ہی کیونکہ آدمی ہی اور محمد نام رکھتا ہی اور یہ امر مشترک ہی اس سے مہدیت ثابت نہین ہو سکتی ہی پس علامات مہدویت کے احادیث مین مذکور ہین وہ سب مدعی مین موجود چاہیے ہونا تاکہ اوسکی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس ہی علامات تعریف مہدی کی ہوئی اور تعریف مین ضرور ہی کہ جامع اور مانع و مختص بمعرف ہووے کہ دوسرون مابہ الامتیاز واقع ہو پس اسقدر علامات مذکورہ احادیث کہ جنسے مہدی غیر مہدی سے متمیز ہو جاوے اور وہ علامات دوسرون مین موجود نہوین ذات مدعی مہدویت مین ضرور ہین اب اگر بانصاف دیکھیے تو شیخ جونپوری مین سب علامات مفقود ہین سوا اسکے کہ محمد نام تھا اسواسطے کہ اب تک انکا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا اور باپ کا نام عبد اللہ ہونا بھی ثابت نہوا حالانکہ یہ علامات عامہ سے ہین کہ تنہا مثبت مہدویت کے نہین ہو سکتے ہین چہ جائے دوسری علامات کی اور حال اخلاق خود ظاہر ہی کہ سراسر مخالف احادیث و قرآن کے ہین اور اخلاق محمدی سے نہایت مخالف ہین اور دعوے انکا کمالات باطنیہ کے غیر مسموع ہین کیونکہ وہ امور باطنیہ ہین فقط تمہاری زبانی ہین وہ خود محتاج اثبات ہین مہدیت کا اثبات کیا کر سکتے ہین پس ایسے شخص کی مہدویت کا اقرار احادیث کثیرہ کا انکار ہی اب اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہی اور انکار موجب اجر و ثواب ہی اور اگر بلا علامات مذکورہ احادیث تصدیق واجب اور انکار کفر ہووے تو کوئی کس کس کی تصدیق کرے اسواسطے کہ کچھ فقط شیخ جونپوری مدعی مہدویت کے نہین ہین بلکہ اونسے اول بہت سے مدعی گذر چکے ہین یہ بھی منجملہ اونکے اور مقتدی اونکے ہین چنانچہ تفصیل اون جھوٹے مہدیون کی موافق لکھنے قاضی ارتضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہ ہی کہ ایک اونمین سے محمد بن تومرت مغربی ہی جو سن پانچ سو چودہ ہجری مین اتفاق سے عبد المومن کومی کے مغربی ملکون مین نکلا تھا ریاست پیدا کرکے مال و اسباب لوگون سے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی مہدیت ثابت کرنیکے واسطے چند لوگونکو قبرون مین پوشیدہ رکھا تھا تا وہ ندا کرتے رہین کہ یہ مہدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلونکو دام گمراہی مین لایا آخر بخوف راز فاش ہونیکے جو لوگ کہ قبرون مین پوشیدہ تھے اونکو جیتے جی قبرون مین دفن کر دیا اور آپ مہدی معصوم کہلایا بعد تھوڑے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر بدلا اپنے دعوے کا پایا **دوسرا** محمد بن عبد اللہ میمون جو نواسا یہودیکا مجوسیہ عورت کا جنا ہوا ملوک عبیدہ کا پوتا تھا مہدیت کا جھوٹا دعوی کرتا ہوا شام کیطرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف کرکے

مغرب اور شام اور مصر اور خراسان کے ملکون کے اکثر لوگونکو اپنے تصرف مین لایا اور مغرب کیطرف ایک شہر بسایا نام اوس شہر کا مہدیہ رکھکر تخت گاہ اپنی بنایا فساد اور برائیان اوس سے اور اوسکی اولاد اور تابعدارون سے جو ہوئین دنیا مین کسی فاسق و فاجر سے نہوئین آخر سلطان صلاح الدین نے اس شجرۂ ملعونہ کی جڑ اوکھاڑ دی اور اسکے باقی لوگونکو چنگیز خان نے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اور اوسکی اولاد کے ابن کثیر اور ابن جوزی اور حافظ عماد الدین اور شمس الدین بن خلکان نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابون مین تفصیل سے لکھے ہین اور اسمعیل بن جعفر صادق کیطرف اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی ہی **تیسرا** ازمک نامے ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اوٹھکر مہدی کہلایا شہر زور کے پہاڑونکی طرف نکلکر ایک بڑی ٹکڑی لوگونکی اپنا تابعدار کیا آخر اوس طرف کے امیر احمد خان کردی نے اوسپر فوج کشی کر کے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پراگندہ کردیا اور اوسکے بھائی کو اسیر کرکے دار السلطنت پر لایا **چوتھا** ایک کیمیاگر سید محمد نامے نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کیطرف سے نکلکر دعوی مہدیت کا کیا اور اکثر اوس اطراف کے لوگونکو مطیع کر لیا آخر دروغ اوسکا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا **پانچوان** محمد بن عبد اللہ نامے نے سنہ نو سو سترہ ہجری بیچ اطراف مصر مین ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا تھا آخر کو اوسطرف کے حکام کے ہاتھ سے قید ہو کر توبہ کی **چھٹے** سید محمد نوربخش جونپوری کہ اولیا مغلوب الحال سے ہین ایک گروہ اونکو مہدی موعود جانکر ضلالت مین پڑے ہین حالانکہ صاحب معارج الولایت کہتا ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک وجد حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ انت مہدی یعنی تو مہدی ہے انھون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے آخر جب حج کو چلے اثناے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی باینمعنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون راہ نمائی خلق کی طرف عبادت الہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اپنے دعوے سے باز آکر مریدون اور ہمراہیونکو اس اعتقاد سے پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا باقی مریدونکو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثناے راہ مین وفات پائی بعد اوسکے ہمراہیون نے جا انکو یہ خبر پہنچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد پر اڑے رہے **ساتوین** شیخ اویس رومی جو سلطان بایزید کے زمانے مین تھے اور یہ سلطان بھی اولیاء اللہ مین ہے اور ان شیخ کے اسی خلیفے تھے ایکدن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ مین مہدی ہون تم بھی اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ ظاہر ہو مجسے بیان کرو چنانچہ خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر بولے کہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ تم حق پر ہو پس سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو مین تمھارے ساتھ ہون

اور مدد کو حاضر ہو ان بعد چند روز کے حب باطن کی طرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرہ شیطانی تھا اوس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا آٹھوان ایک شریف بلاد مغرب مین شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ وہ ہمارے زمانے مین موجود ہی صاحب شوکت عظیم ہے کہ بلاد مغرب مین چار مہینے کی راہ تک اوسنے ملک فتح کیا ہی اور اتباع اوسکے دعوی مہدویت کا کرتا ہی اور بعضے لوگ ایسے ہین کہ وہ خود دعوی مہدویت کا نہین کیے ہین بلکہ اوس سے انکار کرتے رہے ہین لیکن معتقدین اونکے اونکو مہدی جانتے ہین چنانچہ شیعہ کہتے ہین امام محمد بن حسن عسکری مہدی ہین اور اللہ تعالی نے اونکو طفولیت مین صاحب علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا دیا اور لقب اونکا حجت اور صاحب الزمان اور مہدی ہی اور سنہ دو سو چھپن ہجری مین پیدا ہوکر تاریخ پانچ یا نو یا ستر برس کی عمر مین باختلاف الروایات سرداب سر من رای مین پوشیدہ ہوگئے آخر زمانہ مین ظہور کرینگے اور تمام زمین پر حاکم ہوکر ظلم و اختلاف مذاہب و تعصبات مٹائینگے جوابات اسکے خاتم المحدثین حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حید المتکلمین مولوی حیدر علی صاحب سلمہ اللہ تعالی کی تصانیف مین بخوبی مسطور ہین یہان حاجت عادہ کی نہین ہی کیونکہ کلام ساتھ قوم دیگر کے ہی اور ایک جماعت کہتی ہی کہ محمد بن حسن مثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما کہ بڑے پاک ذات تھے مہدی ہین اور وہ منصور عباسی کی ریاست مین خروج کرکے مقام احجار الزیت پر کہ قریب مدینہ منورہ کے ہی مقتول ہوے انمین کچھ علامات مہدویت کی ظاہر تھین البتہ یہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مارا جاویگا ایک اولاد سے میری پاک ذات احجار الزیت مین انکے حق مین صادق ہی اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام مہدی ہین باوجودیکہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ لوگ مجکو مہدی سمجھتے ہین حالانکہ مین قریب موت کے پہونچا ہون اور مجھ مین کچھ علامات مہدویت کے نہین ہین اور فرقہ کیسانیہ روافض سے محمد بن حنفیہ بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما کو مہدی جانتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ انھون نے وفات نہین پائی ہے بلکہ وہ رضوی پر زندہ مخفی ہین اور دو شیر دشمنون سے انکی نگہبانی کرتی ہین اور دو چشمے شیر و شہد کے اونکے پاس جاری ہین اونھین سے اپنی غذا کرتے ہین آخر زمانے مین نکلینگے خرابی عالم کو عدل و انصاف سے بدل دینگے کثیر و حمیری کہ دو شاعر تھے اس اعتقاد پر رہے بہت سے ابیات اس باب مین لکھے ہین جیسا کہ مذہب جو مہدی مین مہدی شاعر نے دیوان مہدی لکھا ہی کہ باتون اور بیتون سے دین کو ثابت کرے اور وفات حضرت محمد بن حنفیہ کا خلافت عبد الملک بن مروان مین سنہ اکیاسی ہجری مین ہوا اور ایک گروہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل مروانی کی مہدویت کے قائل تھے اور ایک گروہ محمد بن عبد اللہ الملقب مہدی بااللہ ثالث ملوک بنی عباس کی مہدویت کے قائل تھے حالانکہ وہ ایک بادشاہ

فاسق وفاجر تھا القصہ جیسا کہ مہدویان جھالی دعوی اخلاق وخوارق عادات اپنے مہدیکا کرتے ہین اسیطرح سے
معتقدین ان مدعیان مہدویت کے بھی دعوی کرتے تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقد فیہ کے اخلاق وخوارق مین دعوی
تواتر روایات کا رکھتا تھا جیسا کہ مہدوی لکھتے ہین اور تادم مرگ اوسکے اصرار دعویکا قائل تھا جیسا کہ مہدوی قائل
ہین اور نصرتی مین اور بعض دیگر علامات کے بھی مدعی تھے اور اکثر علامات مذکورۂ احادیث کہ اون لوگون مین مفقود تھے
اوسکی کچھ پروا نہین رکھتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کرتے ہین اب ان مدعیان مہدویت کا ابطال مہدوی لوگ
کس دلیل سے کرتے ہین سو بیان کرین کہ اوسی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کرسکتے ہین اگر کہین اونکے اخلاق خوارق
کا تواتر ممنوع ہی ہم کہتے ہین کہ ایسی تمھارے شیخ کے اخلاق وخوارق کا تواتر بھی ممنوع ہی بلکہ خود تمھارے کتابون
اونکی بداخلاقیان کہ منافی ولایت ہین بلکہ عوام مؤمنین کی شان کے بھی خلاف ہین ثابت ہین جیسا کہ مذکور ہوے
ہین پس ضرور ہوا کہ بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورۂ احادیث نبویہ پر ٹھہرائی جاوے کہ اوس سے ان تمام مدعیان
ومظنونان مہدویت کا مہدی ہونا مع مہدویت شیخ جونپوری کے زائل وباطل ہوجاوے اور فقط حضرت امام مہدی
متصف بعلامات مہدویت پر اعتقاد منحصر ہوجاوے والحق احق بالاتباع **بدخلقی شانزدہم** شیخ جونپوری
ایسا خلق اختیار کیا ہی کہ بقول مشہور خویش را بگذارم نہ بیگانہ جیسا کہ اپنے عندیے مین اپنے منکرین کو کافر
ویسی اپنے معتقدین مہدویونکو بھی منافق ومشرک بنایا چنانچہ انصافنامے کے باب یازدہم مین لکھا ہی کہ
پہر ذکر کرنا صفت منافقون کی ہی اور چار پہر ذکر کرنا یہ ذکر مشرکونکا ہی اور ایک دوسرے رسالے اس قوم مین مسطور
کہ میران نے فرمایا کہ تین پہر ذکر کرنیوالا منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنیوالا مشرک ہی اور پانچ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن
ناقص ہی اور آٹھ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن کامل ہی فقط آپ دیکھیے کہ مہدوی لوگ کس بلا مین گرفتار
کہ ہمارے یہان سے بھاگ کر وہان گئے تھے طلب ولایت و دیدار خدا کیواسطے وہان لینے کے دینے پڑ گئے کہ یک قلم
مشرک ومنافق بلکہ اونسے بھی بدتر ٹھہرائے گئے اسواسطے کہ تین چار پہر کا ذکر بھی کس مہدوی سے ہوسکتا ہی کیونکہ
اکثر اپنے کسب وشغل وسیر وگشت مین مشغول رہتے ہین اور کسب واشغال دنیوی کے ساتھ دل ذاکر رہنا یہ مقام
انکو نصیب نہین ہی ورنہ کسب کہ پیشۂ انبیا ہی اوسکو مانع الذکر جانکر کیون حرام کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر
کے بموجب فرمان انکے مہدی کے دوسری دلیل کفر بھی اس قوم مین موجود ہی چنانچہ بدخلقی دہم مین مذکور ہوا
کہ میران نے فرمایا ہی کہ زنان وفرزندان واموال وحیوانات ومزارعات وعمارات وملبوسات وماکولات وغیرہا جو کہ انکا
ہو اور انہین مشغول ہو وہ کافر ہی اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی انتہی حالانکہ

...یا مذکورہ بالا اس قوم کے ادنی اور اعلی باپس جو ثابت ہین فی کرتہ پائیں چہار پاس مفقود تہا ہی پس موافق
بیان حضرت میران بابر البیان کے تمام مہدویہ کافر و منافق و مشرک ٹھہرے اور اگر ہزارہ ان مین کوئی ایک آدہ تھا
وہ شخص امام الورود سے بچ گیا وہ کس حساب مین ہی کہ النادر کالمعدوم اب مہدیون نے اپنے مہدی کا یہ وارد و بہشتی بچانیکے
واسطے یہ اون نکالا ہی کہ مرتے وقت ترک دنیا کر لیتے ہین یعنی جب جہان سے مایوس ہو جاتے ہین آپ ایک میان پیرادے
لڑانکو ترک دنیا سکہاکر اونکا اسباب سیاہ ان اسغنا لسبیل آپ سمیٹ کر لیجاتے ہین اور کہتے ہین کہ اوسوقت عجیب عجیب
برکات مخالف عقل و نقل کے عمل مین آتی ہین اب غور کیجیے کہ جس شخص کی ملک الموت اسکے سر پر آ پونچے ہین وہ دنیا کو
ترک کرتا ہی اور اس ترک سے قرب آلہی ڈھونڈھتا ہی حالانکہ قرب آلہی وہ فعل سے حاصل ہوتا ہی کہ جس مین بندہ کو
قدرت کرنے نہ کرنے کی موجود ہو اس شخص کو قدرت دنیا رکہنے کی کہان ہی بلا تکرہ موت جبرا اوس سے دنیا چہوڑوانے
لگی پیر دو لے مین مثل اپنے دنیا کو چہوڑایا دنیا نے اوسکو چہوڑا یہ تارک الدنیا ہوا یا متروک الدنیا ہوا غرضکہ اونکے
پیر لڑادے اپنی کمائی کے واسطے یہ حیلہ ایک فریب ٹھہرائے ہین تمام مہدی عمر بھر اسپر اعتماد کرکے بکمال حفظ نفس دنیا
مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مہدی کے اقوال کو ہرگز کان نہین لگاتے ہین اور بموجب فرمان انکے مہدی کے تمام
عمر کفر و نفاق و شرک مین مبتلا رہتے ہین اور مر جاتے ہین کیونکہ مرتے وقت کا ترک کفایت کرتا ہی حالانکہ خود انکے مذہب کے
موافق ترک و توبہ مرتے وقت کی نامقبول ہی چنانچہ انکے رسائل مین ہی کہ سیدن میان نعمت صاحب نے توضیح المراتب
مین لکہا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی اوقات لہو و لعب مین گذرانی اور ہمت اپنی شب و روز تدبیر ماکولات و ملبوسات
و مشروبات مین صرف کرے بلکہ بعضے گناہون کبائر کا بھی مرتکب ہووے اور باین ہمہ ظن رکہتا ہی کہ اپنے مرنیکے
وقت خدا تعالی کو دیکھے گا یہ غرور و فریب و عدو نفس ہی کہ اوسکو بہکا رہا ہی جیسے ہوس خام پکائی اور خیال باطل باندہا
مثال اوسکی یہ ہی کہ جیسے زیرے کا تخم بویا اور امید گندم کی رکھی اور شاید یہ ان آیات سے مطلع نہین ہی کہ
لتنظر نفس ما قدمت لغد ایضا فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال
ذرة شرا یرہ بلکہ موت اوسکو اوسی حال پر آیگی جسمین عمر گذاری جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون یعنی جس حال مین زندگی کاٹو گے اوسی حال مین مرو گے تم اور جس
حال مین مرو گے اوسی حال مین اوٹھائے جاؤ گے تم اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ ولیست التوبة للذین یعملون
السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الان ولا الذین یموتون وهم کفار اولئک
اعتدنا لهم عذابا الیما یعنی نہین ہی توبہ ان لوگون کیواسطے کہ برے کام کرتے ہین یہان تک کہ جب

حاضر ہوئی ایک شخص کہ اون مین سے تھا بولا کہ مینے اب توبہ کی اور نہ اون لوگونکے واسطے کہ کافر تھے مین ان لوگونکے واسطے
مہیا کیا پوشیدہ نہ رہے ذالک انتہی تمام ہوئی تقریر سید بیان کی اور ثابت ہوا کہ توبہ وقت مرگ مذہب مہدویہ مین
نامقبول ہے جیتے پچھلے سیزدہ وانی اپنی کمائی کے واسطے تو اسکی ہے علاوہ یہ ہے کہ باوجود عقیدہ پانزدہم مین کہ ہو چکا
کہ ان کے مہدی نے فرمایا ہے جو مہدی کا منکر ہے ویسا ہی منافق ہے پس بعد مرگ کے ذکر کے بھی ہجرت نکرنیکے سبب سے منافق
ہے پس تم مہدی لوگ ہر چند اپنے مہدی پر پھولے ہو لیکن مہدی کے نزدیک تم لوگ ہرگز مہدی نہیں ہیں
بلکہ مسلمان بھی نہیں کیونکہ مہدی انکو مشرک و منافق و کافر ٹھہرا گئے ہیں جیسا کہ مذکور ہو چکا سبحان اللہ نیچا
اندہ وازانجا ماندہ غرضا کردہ خویشتن آید پیش خطا خود انحین مہدیوں سے ہوئی کہ ہمارا دین سارا مہمل کھونے
چھوڑا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ فرماتے ہیں اتیتکم بالحنیفیة السمحة البیضاء یعنی لایا ہون تمہین تمہارے واسطے دین
الیطرف والا آسان و شرع ہے اور جناب باریتعالی نے ارشاد کیا کہ ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج یعنی اللہ
نے تمکو پسند کیا اور نہیں کی تمپر دین مین کچھ مشکل اب ثابت ہوا کہ مشکل کہ شیخ جونپوری نے خلق خدا پر رکھا ہے کہ
تین چار پہر برابر ذکر و فکر الٰہی مین جان مارے تب بھی اسکو مشرک منافق جانتے ہیں خلاف حدیث و قرآن ہے
بدخلقی ہفدہم یہ کہ شیخ جونپوری کتا رکھتے تھے حالانکہ نہ کشت زار رکھتے تھے اور نہ شکار کھیلتے تھے اور نہ گلہ
گوسفند وغیرہ کا پالا تھا کہ حاجت کتے کی ہوتی اور عذر درست ہو پس بغیر ان تین عذر کے کتا رکھنا خالی گناہ سے
نہ تھا اور خلاف سنت محمدیہ کا تھا کیونکہ اس شریعت مین کتے کا رکھنا گناہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جس گھر مین
کتا ہو ہی فرشتے اوس مکان مین نہین جاتے ہیں اور جو شخص کتا رکھتا تھا حضرت رسالت پناہ اوسکے گھر مین تشریف
فرما نہوتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلبا الا کلب ماشیة
او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص رکھیگا کتا سوا کتے مواشی یا شکار یا کھیت کے
کم ہوگا اجر اوسکے سے ہر روز ایک قیراط قیراط نیم وانگ کو کہتے ہین لیکن اوس عالم کے قیراط کی مقدار اللہ تعالی کو معلوم
ہے کہ کسقدر ہے اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الکلاب الا کلب صید او
غنم او ماشیة یعنی حکم فرمایا آنحضرت نے قتل کرنے کتونکا سوا کتے شکار یا بکریونکے یا لفظ ماشیہ کا فرمایا چونکہ
مدینہ مطہرہ انوار وحی اور ملائکہ رحمت کے اوترنیکی جا ہے اور کتے مانع ہین نزول ملائکہ سے اسواسطے حکم ہوا کہ اوس شہر مطہر
کو آلودگی کتون سے پاک کرین اور سوا اسکے بہت احادیث اس جانور کی مذمت مین وارد ہین اور تمام امت اسلامیہ کو
اس جانور سے انکار ہے اور صحابہ اور ایمہ اہل بیت اور اولیا کاملین مین سے کسیکی یہ عادت نہ تھی کہ بے ضرورت ثلثہ مذکورہ

لے ایک کتا بھی اپنا رفیق بنائے ہوئے پھرا کرین جیسا کہ شیخ جونپوری نے امن جنت کا اختیار کیا تھا پس طرح یہ بھی
بعذر گناہ بدتر از گناہ معتقدین ویسے کتے کی وہ بزرگیاں اور پاکیاں بیان کرتے ہیں کہ اپنے نو دریا
صحابہ پر اوسکو تفضیل دیتے ہیں چنانچہ ولی یوسف کہ انکے تابعین سے ہیں رسالہ تحجۃ المنصفین میں لکھتے ہیں کہ
ایک کتا میران کے دنبال ہوکر آتا تھا جہاں اوترتے تھے کتا بھی اوترتا تھا وہ کتا پانچ وقت بانگ نماز کہتا تھا
ور موذن غیرت مند اس کتے سے تنگ کرکے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور وہ کتا ہر روز جمع کو دو زانو بیٹھکر ذکر خفی
کیا کرتا تھا اور اوسوقت اگر اوسکے روبرو طعام رکھا جاتا تھا ہرگز نکھاتا تھا اور اوسکو بھی معیت ذاکر
تھے لوگوں نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہوگا فرمایا ہمراہ اصحاب کہف کا ہوگا انتہی اسی سبب سے بڑے
بڑے پیشوا مہدویوں کے مانند ملک جی مہاجر مہری اور ولی یوسف وغیرہم کے اپنی تصانیف میں تمنا کرتے ہیں
کہ مہدی کا کتا ہووین اور کاش اوسکے مقام کو پہونچکر اوسکے ساتھ انکا بھی حشر ہووے اور اتنا نہیں سمجھتے ہیں
کہ خود اعالم کے کتوں کا یہ حال ہے کہ ملائکہ رحمت اونکے نزدیک نہیں آتے ہیں بس مہدی کے کتوں کو کون پوچھتا ہے
اب ان دانشمندوں سے سوال ہے کہ یہ کتا مہدی کا کہ پنجوقتہ اذان کہتا تھا اذان کس لہجے میں ہوتی تھی آواز بشری تھی یا عو عو کلاب
تھی اگر آواز بشری تھی تو کیا وضع تھی پوربی جونپوری ادا تھی یا مارواڑی صدا تھی یا گجراتی ندا تھی اور
فقط ایک غنغناہٹ تھی یا کچھ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب بنی آدم سمجھتے
تھے یا فقط مہدوی لوگ اس فہم سے مشرف تھے لقولیکہ پانچیں آگ لگی اندھے کو سوجھی اور گونگے نے تان لگائی
بہرے نے بوجھی اور اس صورت میں موذن دیگر کی کیا حاجت تھی اور وہ موذن بشری کیوں بکثر غیرت سے
بیدار ہوتا تھا یہی سگ خوش الحان مسجد مہدیکے واسطے موذن کافی تھا اور اگر آواز بشری نہ تھی بلکہ فقط ایک
عو عو تھی تو اسکا کیا اعتبار ہے ایسے بہت سے کتے پکارا کرتے ہیں اسمیں کیا بزرگی ہے مرغوں کی اذان مشہور ہے
اگر کتے نے بھی صدا کی کیا کمال ہوا اور طرفہ یہ ہے کہ اس کتے کو اسقدر بڑھایا کہ موذن مہدی پر کہ بلا شبہہ صحابی مہدیکا
تھا اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اسپر مہدی کی ایسی تاثیر پڑی تھی کہ اسکی خوش اوقاتی دیکھکر موذن مہدی
نرماتا تھا کہ تنگ کرکے اسکی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا کیا وہ غریب اس کتے سے بھی بدتر تھا آخر وہ
بھی مہدیکا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہوگا کہ سفر و حضر میں رفیق تھا اوسکا مادہ استعداد قابلیت کھتا تھا کہ کتے
کے برابر تو فیضیاب ہوتا اور مہدیکی سرکار میں اس کتے کا نام بھائی نگہ یا بھائی کالو تھا جیسا کہ شواہد الولایت سے معلوم
ہوتا ہے اور پنج فضائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت سگ پروری کی خاندان مہدیہ میں جاری ہے چنانچہ میاں سید محمود

مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا لالہ نام ایک وزیر بی بی ملکان نے اوسکو اینٹ کا ٹکڑا مارا میان نے کہا کہ اگر وہ کتا ہے اوسکو مارو لیکن وہ کتا نہین ہے بی بی نے کہا کہ میرانجی یہ بھائی کالو کے سچا ہے کہا ہان یہ اوسکا بھائی ہے غرضکہ یہ سب خوبیان علم وعقل نہونے کی ہین کہ جسکے بیزار ہین بلکہ ممنوعات سے جانتے ہین سچ ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر بد خلقی ہنود یہ ہم یہ کہ شیخ جونپوری حج بیت اللہ سے لوگونکو باوجود فرضیت و استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرہ کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ اوسکے تین شوط کعبۃ اللہ کے سات شوط بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام جانتے تھے چنانچہ تحفہ فضائل مین لکھا ہے کہ ایکروز ایک زن پارسا ویکر نے میران سے کہا کہ مینے نیت کی ہے کہ حج ادا کرون اگر آپ رضا دینگے جاؤنگی فرمایا جاؤ یاد خدا مین مشغول رہو اوسنے بعد چند روز کے پھر آکر کہا کہ میرانجی بندی کے پاس زاد وراحلہ وجود ہے اور راہ مین امن ہے اور تندرستی بھی حاصل ہے اگر رضا ہوے جاؤن فرمایا جاؤ تین مرتبہ میان دلاور کے حجرہ کا طواف کرو اوسنے ویسے ہی کیا بار سوم مین خدا کو دیکھکر مستغرق ہوئی میران نے پس خوردہ بھیجا جب ہوشیار ہوئی انتہی غرضکہ اس سنت مہدیکو انکی اولاد وخلفا نے بسر وچشم قبول کیا اور حکم خدا ورسول کو کہ مقدمہ حج مین نہایت تاکید سے ہے پس پشت ڈالدیا یہان تک کہ اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تھا اوسکو منع کرتے تھے اور وہی حجرہ دلاور کہ قبلہ موروثی وآبائی تھا بتلا دیتے تھے چنانچہ تحفہ فضائل مین لکھا ہے کہ میران سید محمود کیوقت مین میان ولی جامع نقلیات اور میان یوسف حاضر تھے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہوے مین حج کر کے آؤن سید محمود نے فرمایا جاؤ طواف حجرہ میان دلاور کا کر کے آؤ اگر حج تمہارا قبول نہوے حج کو جانا چنانچہ میان یوسف طواف کر کے افتان وخیزان آئے اور کہا کہ مینے اپنے خدا کو بچشم سر دیکھا انتہی سبحان اللہ معلوم نہین کہ انھون نے کسکو اپنا خدا سمجھا ہے کہ وہ حجرہ دلاور کے طواف مین نظر آتا ہے اور خدائے عالم کے بیت اللہ کے طواف مین نظر نہین آتا ہے بالجملہ ان لوگون کے نزدیک حجرہ دلاور کعبہ شریفہ سے افضل ہوا اور فرض خدا سے کہ رکن اسلام ہے بندگان خدا کو منع کیا اور یہ سر مخالفت خدا ورسول کی کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکھا اور طواف حجرہ دلاور مین خدائے عالم کا نظر آنا غلط محض ہے بلکہ وہ فریب شیطان ہے وہ ایسے ہزارون شعبدہ بناتا ہے اور جاہل عابدون کو بہکاتا ہے ایک عابد کو دعوی تھا کہ مین بارہ برس سے خدا کو دیکھکر سجدہ کیا کرتا ہون ایک عالم محدث نے پوچھا کہ کسطرح دیکھتے ہو کہا دریا پر تخت ہوتا ہے وہ جلوہ فرما ہوتے ہین عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ابلیس اپنا تخت دریا پر بچھاتا ہے اور افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے گمراہ کرنے خلق کے روانہ کرتا ہے

س بزرگ نے فوراً توبہ کی اور کہا کہ استغفر اللہ بارہ برس مجکو اس ملعون نے دھوکا دیکر اپنا سجدہ کروایا اور
بیط معتبرہ مین لکھا ہی کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی سیاحی
وقت مین ایکبار ایک صحرا مین پونہچا اور وہان چند روز توقف کیا ایکروز تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اوسوقت
یک ٹکڑا ابر کا جیسا سایہ انداز ہوا اور اوسمین سے مانند شبنم کے جیسا کہ مینہ برسے ہوگیا بعد اوسکے ایک ایسا نور ظاہر
ا کہ تمام آسمان ورش سے نورانی ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی اور ایک آواز ہوا کہ اے عبد القادر مین تیرا پروردگار
ں حرام چیزون مینے تجپر حلال کردین جو چاہے سو کر مینے کہا اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ دور ہو ای
عون اسی بیک بارگی وہ نور تاریک ہوگیا اور وہ صورت دہوان ہوگئی اور مجھسے کہا کہ اے عبد القادر تو نے بسبب اپنے
لم کے میرے ہاتھہ سے نجات پائی اس کرشمہ سے مینے ستر اہل طریقت کو گمراہ کردیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ آپ نے
یونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہی فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو مینے تجپر حلال کردیا انتہی دیکھیے ایسے حضرات
طریقت جہان خلاف شریعت کچھہ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدولت معلوم کرلیتے تھے کہ یہ کرشمہ شیطانی ہی یہا
بات کے مہدی نے شرع سے علم کی ممانعت کردی بیچارے کیونکر جانین کہ یہ کرشمہ شیطانی ہی اگر پڑھتے تو ان کی
سمجھہ ہوتی پہچان لیتے کہ حج سا فرض خدا کا اسکو الہام منع کرنے والا خدا کیطرف سے نہین ہی بلکہ شیطان کیطرف
سے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہی کہ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ
یعنی پورا کرو حج اور عمرے کو خدا کے واسطے وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا
وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ یعنی اور حق ہی اللہ تعالی کا لوگون پر قصد کرنا بیت اللہ کا اور
شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہی اوسکی طرف راہ کی اور جسنے کفر کیا پس اللہ تعالی ہی بے نیاز ہی عالمین سے انتہی
دیکھیے کسقدر تاکید ہی کہ حج نکرنیکو کفران نعمت فرمایا اسی واسطے حدیث شریف مین دارمی کی روایت سے وارد ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاہرۃ او سلطان جائر او مرض
حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض روکنے والا پس مرجاوے وہ شخص اور حج نکرے پس وہ
شخص چاہے یہودی مرے اور چاہے نصرانی مرے انتہی دیکھیے کسقدر تہدید ہی کہ اگر بلا عذر حج نکیا تو فرمایا کہ ایسا شخص
چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے اور یہ نفرمایا کہ اگر چاہے دلاور کے جھونپڑیکا طواف کرلے اور جب ابراہیم علیہ
السلام تیار کرچکے حکم الہی ہوا کہ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ

کُلِّ فَجٍّ عَمِیقٍ یعنی پکار دے لوگون مین حج کیلئے کہ آوین تیری طرف پیادہ پا اور دبلے دبلے اونٹون پر
چلے آتے راہون دور سے پس حضرت ابراہیم سب جگہ مقام ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوئے اور وہ پتھر بلند بلند پہاڑ کے
اونچا ہوگیا پس حضرت ابراہیم نے دونون انگلیان کانون مین ڈالکر چارون طرف متوجہ ہو کر پکارا کہ ایہا الناس
تمہارے رب نے ایک بیت بنایا ہے اور تمہپر اوسکا قصد کرنا فرض کیا ہے اپنے رب کا حکم قبول کرو پس جسکی تقدیر مین
حج کرنا تھا اونہون نے اپنے باپ دادا کی پشتون اور ماؤن کے رحمون مین سے جواب دیا کہ لبیک اللهم لبیک
چنانچہ معالم التنزیل مین منقول ہے اور یہ کہین نہین ہے کہ حضرت ابراہیم یہ بھی پکارے ہون کہ چاہے اس بیت کو آنا
اور چاہے گجرات مین ایک دلاور فقیر ہوگا اوسکے حجرے کا طواف کر لینا والله المستعان علی ما تصفون
اسکے سوا اور بہت سے آیات و احادیث اس بیت پاک کے حج کے وارد ہین کہ اون سب کا خلاف کیا شیخ جونپوری اور
اونکے بیٹے سید محمود مذکور نے بدخلقی نعوذ بالله منہم سے کہ یہی میان دلاور کے حجرے کو شیخ جونپوری اور اونکے بیٹے نے
کعبہ اور حج کی جاے بلکہ تجلی گاہ الٰہی مقرر کیا ہے شیخ جونپوری اونکے حق مین فرماتے ہین کہ میان دلاور کو عرش سے
تحت الثری تک ایسا روشن ہے جیسا کہ ہاتھ مین رائی کا ہو چنانچہ تحفہ فضائل مین مذکور ہے حالانکہ یہ دلاور
اپنی غیب دانیان ایسی بیان کرتے تھے کہ نص قرآن کے مخالف ہوتی تھین چنانچہ اوس تحفہ فضائل مین لکھا ہے
کہ ایک روز میان دلاور مراقبے مین بیٹھے تھے دل مین آیا کہ آدم و [illegible] نے دنیا مین بہت ریاضت کی تھی حال
انکا کیا ہوگا اوسی وقت حکم الٰہی ہوا کہ ہمارے بندے نے یاد کیا ہے لیجاؤ ملائکہ نے اونکو ویسی ہی سلسل انکی پیٹھ پیچھے
لاکر کھڑا کیا میان دلاور نے متوجہ ہوکر سبب اس گرفتاری کا پوچھا وہ لوگ ہاتھ پیشانی پر رکھکر رونے لگے اور کہا کہ ہماری زہد و ریاضت
مین چونکہ خدا مقصود نتھا سب ضائع ہوگئین اب اس عذاب مین گرفتار ہین اس لحظہ آپ کی نظر کے سبب عذاب سے امن ہے
جب نظر خوندکار سے غائب ہونگے پھر ملائکہ عذاب کرینگے میان یوسف نے پوچھا کیا جی یہ لوگ آتشی ہین انکو عذاب کس
چیز کا ہے فرمایا انکو عذاب زمہریر کا ہے کہ بعضے درکات سقر کے ہین اونکا نام زمہریر ہے انتہی یہان قطع نظر
اس بحث سے کہ آدم وغیرہ خاکی ہین یا آتشی میان دلاور کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن و شیاطین کو کہ آتشی ہین
عذاب آگ کا نہوگا بلکہ زمہریر کا ہوگا اور قرآن مجید مین صاف وارد ہے کہ جن کو بھی عذاب آتش ہے چنانچہ آیت
اوسی شاہد ہے قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ یعنی فرمایا داخل ہو
ساتھ اور امتون کے کہ گذر چکی ہین پیشتر تمسے قسم جن و انس سے آگ مین اور تحقیق اس امر کی کہ جن خود آتشی ہین
انکو آتش سے کیونکر عذاب ہوتا ہے کتاب بستان المحدثین کی فصل تنقیح اصل جن مین موجود ہے یہان بسبب غرابت مقام کے

آمادہ نکیا گیا اور حیرت کا مقام ہی کہ مہدی جسکے حق مین کہے کہ اوسکو عرش سے فرش تک مانند دانۂ رائی کے
روشن ہی اوسکو یہ معلوم نہووے کہ ارم وچھپتن سینا کا کیا حال ہی اور یہ بھی معلوم نہووے کہ جن کو عذاب آتش ہے
در آیت مذکورہ بالا ابھی یاد نہووے یہ وہی میان ہین کہ لم یلد و لم یولد کو یلد یولد پڑھتے تھے چنانچہ
مذکور ہو چکا واہ واہ وسعت ہی اوسکے کشف کی **بد خلقی بستم** یہ کہ تحفۂ فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ
خدا تعالی نے میان نظام کو ایسا کشف دیا ہی کہ عرش سے فرش تک بلکہ افلاک سے سمک تک انکے سامنے ایسا ہی جیسا
کسیکے ہاتھ مین دانہ رائی کا ہووے انتہی حالانکہ اس بزرگ کو قطع نظر زمین و آسمان کے اپنے عقائد ایمانیہ بھی پورے معلوم
نہ تھے تحفۂ فضائل مین لکھا ہی کہ ایک دن انکے پاس دو شخص مرید ہونیکو آئے ایک کو مرید کیا اور دوسرے کو دوسرے دن
کا وعدہ کیا جب کل کو آیا اوسکو مرید کیا عبد الرحمن نے پوچھا کہ اس تاخیر مین کیا حکمت تھی کہا کہ مینے دیکھا کہ اوسکی
پیشانی پر مقبول لکھا ہی اور لوح محفوظ مین بھی مقبول لکھا ہی لیکن علم قدیم مین مردود ہی پس خدا سے بحث ہو کر
علم قدیم مین مقبول لکھوا دیا انتہی آپ خیال کیجیے کہ اوس بزرگ کو اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ علم قدیم الہی
نہین بدلتا ہی ورنہ جناب باری مین صفت جہل کی لازم آوے مثلا اسی مثال خاص مین لازم آتا ہی کہ نظام کا
اعتقاد یہ تھا کہ اب تک اللہ تعالی اس شخص کو مردود جانتا تھا اور وہ آج میری کوشش سے مقبول ہو گیا تو [بنسبت] دا
الہی آج تک خطا و جہل تھی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا اور اس کشف عرشی و فرشی پر
تاریخ دانی بلکہ قرآن دانی آپ کی ایسی تھی کہ آپ تک بھی معلوم نہ تھا کہ شداد کہان ہوا ہی اور باغ ارم کس سرزمین پر بنا ہی
اور قصہ سکندر کیا ہی اسواسطے کہ تحفۂ فضائل مین لکھا ہی کہ ایک دن عبد الفتح نے شاہ نظام سے پوچھا کہ سنا جاتا
ہی کہ دامن کوہ قاف مین ایک درخت ہی کہ ثمرہ اوسکا آدمی ہین کہ دختران پانزدہ سالہ کثرت اوسمین معلق ہین جب
سکندر ذو القرنین وہان پہنچے ایک دختر کے ساتھ اوسمین سے تراش کر جماع کیا اوسدن سے اسدم تک قطرات
خون اوس درخت سے ٹپکتے ہین شاہ نظام نے کہا سچ ہی تم بھی دیکھو گے پس دو انگلیان عبد الفتح کی آنکھو پر
رکھدین اور بعد لحظے کے کہا دیکھو جب دیکھا تو اوسی درخت کے نیچے موجود تھے اونسے پوچھا میان جی
سکندر نے آدمیونکو اسی پہاڑ پر سوار کیا تھا فرمایا ہان ایک آدمی کو پہاڑ پر بھیجا کہ دیکھے اسطرف کیا ہی وہ جب
سر کوہ پر پہونچا اوس جانب دیکھکر ہنسا اور کود پڑا دوسرے کو زنجیر آہنی کمر مین باندھکر بھیجا وہ بھی تبسم کر کے
زنجیر توڑا کر کود پڑا پس سکندر نے درگاہ الہی مین متوجہ ہو کر استفسار حقیقت حال کا کیا حکم ہوا کہ وہان بہشت
شداد ہی کہ اون لوگونکو نصیب ہوئی انتہی سبحان اللہ اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ درخت مین آدمی کہان سے

تک آدمی ہو کہ حضرت آدم کی نسل سے ہووے کہ دو جنت سے نکلے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے یا ایہا الناس انا
خلقنکم من ذکر و انثی یعنی ہر آدمیون ہمنے پیدا کیا تمکو ایک مذکر اور ایک مونث سے یعنی آدم وحوا
سے اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ سکندر کہ جنکی نبوت مین اختلاف ہے اور ولایت مین اتفاق ہے وہ بغیر نکاح
[illegible] معلوم نہ تھا کہ بہشت شداد کوہ قاف کے پرے کہان ہے وہ بہشت
[illegible] کے صحرا مین تھی اور اسیکا نام ارم ہے اسواسطے کہ بانی اوسکا شداد بن
[illegible] سام بن نوح ہے [illegible] کان جنت نشان کا نام بھی اپنے جد کے نام پر رکھا تھا
[illegible] عاد کہتے ہین لیکن انہین متقدمین کو عاد اولی اور ارم بھی کہتے ہین اور متاخرین کو
[illegible] تفسیر کشاف مین لکھا ہے اور عاد نیز وہین حقاف مین متصل حضرموت
[illegible] علیہ السلام تھے تھا قرآن مجید مین جابجا مذکور ہے اور عاد اولی کہ بانی شہر ارم ہے
[illegible] قرآن مجید مین فقط بطور اجمال کے مذکور ہوا ایک سورہ نجم مین کہ
[illegible] عادا الاولی اور دوسرے سورہ فجر مین الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی
[illegible] البلاد [illegible] کی تفسیر نیشاپوری وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین موجود ہے اب اگر کوئی ملحد
[illegible] کیواسطے توجیہ کرین کہ یہ بہشت باوجودیکہ چالیس کوس کے دور مین
[illegible] کی خشت سونے اور دیوارین اوسکی خشت چاندی کی اینٹون سے تیار ہو کر اوسکے کنگرہ کا
[illegible] اور اوسکے ایک ہزار محل عالیشان ناصح زمرد و یاقوت سے تھا جہانتک کہ شداد کے
آدمیون کی [illegible] تیار [illegible] اور اگر کوہ قاف کے پرے یا اوپر پہنچ گئی ہو اور بیان نظام کا کشف
جواب [illegible] یہ بات عقل سے ثابت ہو سکتی ہے نہ کسی نقل معتبر سے بلکہ فقط تمہارا خیال خام ہے
[illegible] موجود ہے چنانچہ بروایات معتبر ثابت ہوا کہ عبداللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کہ اصحاب
[illegible] اوس نواح مین مفقود تھے کہ ایک اونٹ انکا کھو گیا اوسکے پیچھے دوڑے
[illegible] اللہ تعالی نے وہ شہر ان پر مکشوف کر دیا بمجرد دیکھنے اوسکے منارات اور دیوار
[illegible] دل مین خیال کیا کہ شکل اسکی مشابہ بہشت موعود کے ہے شاید عالم اسباب
[illegible] جب اندر داخل ہوئے دیکھا کہ مکانات و انہار و اشجار تمام مشابہ بہشت
[illegible] مین [illegible] مشک و عنبر و یاقوت کے ٹکڑون مین پڑے تھے چاور [illegible]

اور تنہائی سے خوف کر کے باہر چلے آئے اور روانہ دمشق کو ہوئے جب وہان پہونچے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے
کہ اوس وقت کے خلیفہ تھے یہ ماجرا بیان کیا معاویہ نے پوچھا کہ یہ شہر خواب مین دیکھا ہی یا بیداری مین کہا بیداری مین
مینے دیکھا ہی اور علامات اوس مقام کے مجکو سب یاد ہین کہ کوہ عدن سے فلان سمت مین اسقدر فاصلے پر ہی اور اوسکی
چوتھی جہت مین فلانہ درخت ہی اور فلانی طرف فلانہ چاہ ہی اور یہ دیکھو جواہر و یاقوت جو وہان سے اوٹھا لایا ہون
میرے پاس موجود ہین خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور علماء عصر سے استفتا کیا کہ دنیا مین کوئی ایسا
شہر ہی کعب احبار وغیرہ علما نے جواب دیا کہ ہان ہی اور قرآن مین اوسکا ذکر ہی کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الآیۃ اور اللہ
تعالی نے اوسکو نظر سے پوشیدہ کر دیا ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایک آدمی میری امت کا اوس شہر
داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد ابرو اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش مین وہان پہونچیگا جب معاویہ
نے یہ سب اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین مطابق پائے کہا واللہ وہ مرد یہی ہی چنانچہ یہ قصہ تفسیر عزیزی اور
کشاف اور بیضاوی اور مدارک مین بھی تفصیلاً اور اجمالاً مسطور ہی ۱۱ **خلقی سبت و یکم** یہ کہ میران کو
دعوی تھا کہ مین تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور جسقدر اتباع مجکو حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی
اور اثبات اس دعوے مین یہان تک جد و کد تھی کہ زوائد اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطے اظہار مطابقت
اور متابعت کے ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزین کہ سنن موکدہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات
و فرائض سے تھین اوسکو مطلقا ترک کر دیا تھا بیان اوسکا یہ ہی کہ میان ولی یوسف سالک حجۃ المنصفین مین
لکھتے ہین کہ ایک وزیر ان کھڑے تھے ایک دندان بازو چار دندان پیشین کا اونکے دہان سے جدا ہو گیا اتباع
کے واسطے انتہی اور شواہد الولایت کے باب چہارم مین لکھا ہی کہ شیخ دانیال جونپوری نے بعد تولد میرانکے
انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمنے فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہی اونھون نے کہا کہ ہمارے جد کا نام
سید قاسم تھا اسواسطے اوس لڑکیکو ہم ابو القاسم بولتے ہین انتہی غرضکہ یہان تک مطابقت کی فکر ہی
کہ بے جنگ و جدال ایک دانت بھی گر پڑا اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادا
نام پر ہم نے مسمی ابو القاسم مقرر کر دیا اور جہاد ساتھہ کفار کے کہ حضرت رسالتمآب پر فرض تھا اور سنت
قائمہ اور طریقہ دائمہ آنحضرت کا تھا اوسپر بعد دعوی مہدیت کے کہ وقت اتباع تام کا وہی ہی کبھی عمل نکیا اور جو سنتین
آنحضرت کی کہ ضمن جہاد مین ہین مانند قرائن جنگ و تقسیم غنائم و اخذ جزیہ و فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور بہم پہنچانا
اور حکمرانی بلاد اور عدل و انصاف بین العباد اور اجراے حدود و احکام وغیرہ صدہا سنن علوم حضرت سید

کائنات کو ترک کردیا اور کبھی اقامت ان سنن کا ارادہ نکیا پس باوجود اسقدر مخالفت کے تابع تمام کیونکر ہوے اور سواے اسکے اور بہت سی سنتیں ان لوگوں میں متروک ہیں چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازوں کے کہ سنت مستمرہ ہی کہ آنحضرت کے وقت سے آج تک تمام اہل اسلام اوسپر متفق ہیں اس قوم میں مطلقًا ممنوع و موقوف ہی حالانکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ وقت مقبولیت دعا کا بعد نمازوں فرض کے ہی اور طریق مسنون دعا کا یہ ہی کہ دونوں ہتیلیاں پھیلانا اور آسمان کے سامنے کرنا اور دونوں مونڈھوں تک اونچا کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھوں کو مونہہ پر پھیر لینا چنانچہ ابوداود میں ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظهورها فاذا فرغتم فامسحوا بها وجوهکم یعنی سوال کرو اللہ تعالے سے باطن ہتیلیوں سے اور نہ سوال کرو پشت ہتیلیوں سے پس جب فارغ ہو پھیر لیو ہتیلیوں کو اپنے چہروں پر اور ترمذی میں ہی کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یردهما حتی یمسح بهما وجهه یعنی تھی عادت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اپنے دعا میں نہ اوتارتے تھے اونکو یہاں تک کہ پھیر لیتے تھے اونکو اپنے چہرہ شریف پر اور حصن حصین میں نقل کیا کہ آداب دعا سے ہی بسط الیدین ف مس یعنی کھولنا دونوں ہاتھوں کا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم نے ورفعهما ع وان یکون رفعهما حذو المنکبین د ا مس یعنی اوٹھانا دونوں ہاتھوں کا طرف آسمان کے نقل کی یہ صحاح ستہ میں اور یہ کہ ہووے اوٹھانا دونوں ہاتھوں کا برابر مونڈھوں کے روایت کی یہ ابوداود و احمد و حاکم نے اور ترمذی میں ہی کہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوات المکتوبات یعنی لوگوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کونسی دعا مستجاب تر ہی فرمایا درمیان پچھلی رات کے اور پیچھے فرض نمازوں کے اور نسائی میں بھی روایت ہی کہ نمازوں فرض کے بعد وقت اجابت دعا ہی غرضکہ دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازوں کے سنت حضرت رسالت کی ہی اور اس باب میں احادیث صحیحہ بکثرت وارد ہیں کہ اوسکا حصر اس رسالے میں نہیں ہوسکتا ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ دعا میں ہاتھ اوٹھانا سنت انبیاے سابقین کی بھی ہی چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیا میں ہی کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمٰعیل کو مع اونکی والدہ کے بامر الٰہی مکے میں بیت اللہ کے پاس رکھکر چلے بعد چند قدم کے جب اونکی نظر سے غائب ہوے بیت اللہ کیطرف مونہہ کرکے دونوں ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ

من الثمرات لعلهم يشكرون الحديث پس معلوم ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے جیسا کہ سنت محمدی ہے سنت ابراہیم بھی ہی اور منشا غلط اس قوم کا شاید کہ حدیث مسلم ہے صلوۃ الاستسقا مین روایت انس رضی اللہ عنہ کے ہے ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ فی شیء من دعائہ الا فی الاستسقاء حتی یرے بیاض ابطیہ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کسی دعا مین مگر استسقا مین یہان تک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اونکے کی انتہی اور ظاہر ہے کہ اس حدیث مین مطلق ہاتھ اوٹھانیکی نفی نہین ہے بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلونکی نظر پڑے اسیواسطے امام نووی نے شرح اس حدیث مین فرمایا کہ ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہے کہ حضرت نے سوا استسقا کے ہاتھ نہین اوٹھائے ہین اور حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ ثابت ہوا ہے حضرت کا ہاتھ اوٹھانا دعا مین سوا استسقا کے بہت مقامون مین اور وہ مقامات حصر و شمار سے زیادہ ہین اور مینے اونمین سے قریب تیس حدیث کے جمع کی ہین صحیحین سے اور شرح مہذب کے آخر باب صفۃ الصلوۃ مین اونکو نقل کیا ہے مینے اور تاویل اس حدیث کی یہ ہے کہ رفع بلیغ کہ جسمین سفیدی بغلونکی نظر پڑے سوا استسقا کے نہوا یا یہ کہ انس نے نہ دیکھا اور دوسرون نے دیکھا کہ حضرت نے اور دعاؤن مین بھی دست مبارک بلند فرمائے اور دیکھنے والے مواضع کثیرہ مین کہ جماعات ہین ایک شخص پر کہ حاضر ہو وے اوس واقعے مین مقدم رکھے جاوینگے اور یہ تاویل ضرور ہے کیونکہ احادیث کثیرہ دو سے مقامات غیر محصورہ کے باب مین وارد ہین تمام ہوا کلام امام نووی کا اور بعضی تاویلات وس روایت ہین کہ جسمین بیات مواضع کا ذکر ہے اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح مین ضمن مین حدیث طویل کے مذکور ہے کہ ایکروز حضرت بنی عمرو مین کچھ نزاع تھا اونکے مصالحے کے واسطے تشریف لیگئے تھے جب وہانسے مراجعت کی دیکھا کہ ابوبکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہین حضرت صفوف پھاڑ کر اونکے پیچھے صف اول مین کھڑے ہو گئے جب ابو بکر صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے اشارہ کیا کہ بدستور امامت پر کھڑے رہو فرفع ابوبکر یدیہ فحمد اللہ ثم رجع القہقری یعنی پس اوٹھائے ابوبکر نے دونون ہاتھ اپنے پس حمد خدا کی بجالائے پھر پچھلے پاؤن پیچھے ہٹے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ مینے اشارہ کیا تھا تم کیون کھڑے نرہے کہا کہ نہین لائق ہے ابو قحافہ کے بیٹے کو کہ امامت کرے روبرو رسول اللہ کے اور خیر جاری شرح بخاری مین ہے کہ جب حضرت کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہونچی دونون دست مبارک دعا کے واسطے اوٹھائے اور صحیح بخاری مین باب التکبیر عند الحرب مین ہے کہ جب صبح کیوقت لشکر محمدی خیبر پہونچا اوسوقت اہل خیبر اپنی کشتی پھاوڑے لیکے نکلے تھے کہ ناگاہ نگاہ لشکر اسلام پر پڑی گھبرا کر قلعے مین بھاگے کہ محمد مع لشکر آن پہونچے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے

دونون دست مبارک اوٹھائے اور کہا کہ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین یعنی اللہ اکبر خراب ہوئی خیبر ہم جسوقت اوترے میدان کسی قوم مین بری ہوئی صبح کفار کی غرضکہ
اسقدر روایات ہاتھہ اوٹھانے مین وقت دعا کے وارد ہین کہ شمار سے باہر ہین پس ثابت ہوا کہ ہاتھہ اوٹھانا وقت دعا کے
سنت مستمرہ ہی کہ انبیا سابقین سے آنحضرت تک جاری تھی پس آدمی جب دعا کرے ہاتھہ اوٹھانا مسنون ہی اور
چونکہ دعا بعد نمازون فرض کے مستجاب ہی جیسا کہ ترمذی اور نسائی کی حدیث سے ثابت ہوا پس بعد نماز پنجگانہ
کے بھی دعا مانگنا اور ہاتھہ اوٹھانا مسنون ہوا اور عمل مہدویونکا خطا ٹھہرا اور ایک سنت انبیا یہ بھی ہی کہ بکریان چرایا
چنانچہ صحیح بخاری مین کتاب الانبیا مین ہی کہ صحابہ کرام نے حضرت سے پوچھا کہ اکنت ترعی الغنم قال وھل من
نبی الا وقد رعاھا یعنے کہا آپنے بھی بکریان چرائی ہین فرمایا کہ جو پیغمبر ہی اوسنے بکریان چرائی ہین انتہی ایسے ہی
کہ شیخ جونپوریہ باوجود دعوی اتباع تام کے اسپر عمل نکرکے اس شغل کو کفر بتلاتے ہین چنانچہ عقیدہ چہاردہم او سیزدہم
دہم مین مذکور ہوچکا کہ حیوانات وزراعات وغیرہا کو کفر جانتے تھے شیخ جونپوری کے اخلاق اسقدر حضرت رسالت سے
مخالف ہین کہ اونکو سوائے کرام کاتبین کے کوئی حصر کتابت مین نہین لا سکتا ہی یہان بقدر نمونے کے اسی قدر
اکتفا کفایت کی گئی کہ مشتے نمونہ از خروارے باشد واندکے دلیل بسیارے فقط تمام کتاب حقیقت مین انہین
اخلاق مخالفہ کے بیان مین ہی اب تھوڑی سی خوبیان انکے خلفا وتوابع کی بیان کرکے بحث تمام کیا جاتا ہے

تتمہ خلفا وتوابع شیخ کے بعضے احکام ودعاوی خوارق خلاف نقل وعقل کے بیان مین منہا

انصاف نامے کے باب ہشتم مین لکھا ہی کہ میان علی دھولکہ نے شہر ناگور مین پیچ دارکے بیان نعمت کے انتقال کیا اور بچار
فیروزے ترکہ چھوڑا میان نعمت نے سویہ کرکے تمام اہل دائرہ کو تقسیم کردیا اور پیر دختر متوفی مذکور کے دھولکہ مین موجود
تھے انکو کچھہ نہ بھیجا اور قصبہ برنی مین میان فقیہ محمد جیو کے ہاتھہ مارا گیا میان نظام نے اوسکے اقربا کو خبر کرکے
ترکا اوسکا سپرد کردیا خوندمیر نے سنکر کہا کہ نیک کیا یہ حق فقرا ومہاجرین کا تھا اگر اقربا اوسکے ہجرت جہاد کرین
تم مین سے ہونگے انکے ساتھہ حق صلہ رحم کا بجالانا چاہیے انتہی یہ بنار الفاسد علی الفاسد ہی کہ اول ایک شریعت تازہ
یہ تراشی گئی کہ ہجرت کرنا یعنے اپنا گھر اور وطن چھوڑنا فرض ہی حالانکہ فرض یہی کہ دار الملک کفار سے ہجرت کرکے دار
الاسلام مین جانا اور اسیواسطے جب تک مکہ فتح نہوا تھا اصحاب مکے سے ہجرت کرکے مدینے کو آتے تھے جب مکہ معظمہ
فتح ہوکر دار الاسلام ہوگیا حکم ہوا کہ لا ھجرۃ بعد الفتح یعنی نہین ہی ہجرت بعد فتح کے یعنی اب مکے سے
ہجرت کرنا کچھہ ضرور نہین ہی بخلاف مہدویون کے کہ جس حکومت سے ہجرت کرتے ہین پھر اوسی حکومت مین دوسرے

بستی مین رہتے ہین چنانچہ خود مہدی جونپوری اپنے وطن سے کہ دار الحکومت بادشاہان اہل سنت کا تھا ہجرت
کرکے پھر اونھین کی حکومت مین گجرات وسندہ وغیرہ مین رہتے پھرتے تھے اور خلفا انکے گجرات مین اپنی اپنی
بستیون سے نکلکر اوسی بادشاہ کی حکومت مین دوسری بستیون مین متوطن ہوے تھے پس ہجرت کہ شریعت محمدیہ مین
مقرر ہے وہ مقصود نہ تھی بلکہ ایک اختراع تازہ یا کہ اتباع رہبان اہل کتاب کا تھا کہ اوسمین فقط وطن وخانہ
قدیمی کا چھوڑنا اور ایک دوسرا خانہ دوسرے مقام مین بنانا مرکوز ہوتا تھا اول یہ ہجرت دین اسلامی مین فرض
نہین ہے بلکہ ممنوع ہے کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام پھر اس ہجرت فاسدہ پر یہ حکم مقرر کرنا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے
اقربا کو نہ پہونچے دوسرے مہاجرین اگرچہ اغیار واجانب ہون بالسویہ بانٹ لیوین یہ حکم شروع اسلام مین تھا
کہ بسبب موالات دینی و ہجرت کے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے نہ بسبب قرابت کے صورت اسکی یہ تھی کہ جب
صحابہ کرام ہجرت کرکے مدینے مین انصار کے پاس اوترے حضرت نے دو دو آدمیون مین مواخات اور برادری کرادی تھی
اور جب اونمین سے ایک شخص مرتا تھا دوسرا وارث ہوتا تھا اور اوسکے اہل قرابت کو کچھ نہین ملتا تھا بعد
اوسکے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ناسخ اوسکی یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ
فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ الایہ یعنی اہل قرابت بعض اونکے اولی ہین ساتھ بعض کے
کتاب اللہ اور حکم خدا مین مومنون اور مہاجرون سے یعنی قربا کا آپسمین وارث ہونا کتاب اللہ کی رو سے بہتر ہے
کہ مومنین و مہاجرین بسبب برادری ایمانی اور ہجرت کے وارث ہووین پس اوس وقت سے آج تک حکم منسوخ ہے اب
نعمت خوندمیر چاہتے ہین کہ اس ناسخ کو موقوف کرکے پھر اوسی منسوخ پر عمل کرین یہ سراسر مخالفت قرآن
وحکم خدا و رسول کی ہے اور یہ حکم انکا جیسا کہ اس آیت کے مخالف ہے ویسی آیت میراث کے مخالف ہے کہ اللہ
نے ہر ہر کا حق مقرر کردیا اور اونکا حق اونکو حوالہ کرنیکی تاکید فرمائی کہ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ الا
اور انھون نے اہل حق کی حق تلفی کی اور مال غیر مین تصرف کیا پس جو آیات و احادیث کہ مال غیر کے تصرف کی مذمت
واقع ہین وہ سب اوسکے مخالف کیا اور کسی پر عمل نکیا اور ظلم صریح واقع ہوا اور جو جو آیات کہ باب ظلم مین واقع ہوئین
سب ان پر صادق آئین کیونکہ حق الناس مین تصرف کرنا ظلم صریح اور گناہ قبیح ہے اور عجیب تر یہ ہے کہ ان لوگونکا
یہ تھا کہ بجز قوت ایکروز کے کچھ اندوختہ نہین رکھتے ہین حالانکہ بعد مرنے کے پچاس پچاس فیروزے وغیرہ
انکے پاس نکلتے تھے **ایضاً** ایکروز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ روایت کرتے تھے کہ جب شیخ عنایت
رسالہ در مذہب مہدویہ مین کہ معظمہ سے گجرات مین پونہچا میان عالم اور خلیفہ مہدی نے اپنے مرید ملک

اوسکے جواب لکھنے کا حکم کیا اونھون نے عرض کیا کہ بندہ جب سے آپ کا مرید ہوکر کسب و شغل درویشی مین پڑا ہی تمام علوم
فراموش ہوگئے ہین میان نے فرمایا کہ تم لکھنا شروع کرو جس علم کی جواب لکھنا منظور ہوگی اوس علم کے امام کی
روح حاضر ہوکر بتلایا کرے گی چنانچہ کتاب سراج الابصار بیسطر چند تمام لکھی گئی انتہی بندہ کہتا ہی کہ یہ دعوی
میان لاور کا امر غلط ہی اسواسطے کہ اوس کتاب مین علم کلام و حدیث و اصول و مناظرہ وغیرہا علوم کے اغلاط موجود
ہین چنانچہ اس رسالے مین بمواضع متفرقہ بعضے اغلاط اوسکے منقول ہین اگر تمام ایمہ علوم کی ارواح کمک کو
حاضر ہوئی ہوتین یہ اغلاط کاہے کو واقع ہوتین علاوہ یہ کہ اگر تمام ایمہ علوم کی ارواح حاضر تھین اخفش کی
روح کو کیا سرخاب کا پر لگا تھا کہ حاضر نہوئی کیونکہ اوس کتاب مین سجاوندی نے بعض مقامات مین ترکیب نحوی
کے سمجھنے مین بھی خطا پائی ہی چنانچہ بطور نمونہ ایک مقام اوسکا نقل کیا جاتا ہی عبارت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ
رسالے کی رد مہدویہ مین یہ ہی فان قیل حدیث من کذب بالمهدی فقد کفر صریح في ان انکاره کفر فالجواب
علی التنزل من ان الحدیث احاد ضعیف علی تقدیر صحته فلا یفید الا الظن فلا یجزم بکفر جاحد
بهذا الحدیث ان الحدیث انما یدل علی وجوب اعتقاد مهدیتی ما لا المهدی المعین انتهی اس عبارت پر
صاحب فهم و کشف و خرق اعتراض کرتے ہین باین عبارت قلت و الاولی ان تقول لان الحدیث باللام
لیکون علة لقوله فلا یجزم بکفر جاحده او مع ان الحدیث انتهی الخ انتہی ظاہر ہی کہ باوجودیکہ عبارت شیخ
علیہ کی نہایت واضح ہی اور اوسمین کسیطرحکا اغلاق نہین ہی مہدیون کے علما بالعموم سجاوندی صاحب سمجھ
اور اوسکی ترکیب نحوی مین خطاء فاحش کی پس کجا ارواح ایمہ علوم اگر کوئی بچہ کافیہ خوان بھی حاضر
سمجھا سکتا تھا کہ فالجواب مبتدا ہی اور ان الحدیث اوسکی خبر ہی فلا یجزم کی علت نہین ہی اور من ان
متعلق ہی تنزل مصدر سے وہ مبتدا مذکور کی خبر نہین واقع ہوا ہی ورنہ متنزل منہ کون ہی اور حرف من ا
کیون ہی ایضاً سید محمود بن خوندمیر نے کہ شیخ جونپوری کے نواسے اور مہدیونکے خاتم مرشد او حسین لا
انصاف نامے کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ انھون نے معاملے مین دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالی نے
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اونھون نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا پس خوندمیر حساب
کا کرتے ہین انتہی یہ کشف بھی نہایت غلط ہی اسواسطے کہ اگر بادشاہ کسی امیر خاص کو فرماوے کہ تم یہ کام
وہ بذات خود اوپر التفات نکر کے کسی دوسرے پر ڈالدے اور وہ دوسرا کسی تیسرے پر ڈالدے یہ امر شعر کمال
اور بے پروائی کا ہوکر موجب عتاب سلطانی ہوگا چہ جائے کہ شہنشاہ عالم صاحب کن فیکون کے ملائکہ

ایضاً الخ مہدی کے نواسے ...

انبیاے مرسلین جسکی عدول حکمی سے تھہراے ہین اور اوسکے ہر امر موکد وغیر موکد کی بجا آوری کو موجب فخر
نجات جانتے ہین اتنا بڑا کام آپ کرنیکے قابل یعنے محاسبہ تمام عالم ایسے بڑے فرمان بردار خاص رسول با اختصاص
فرما کر شریعت بخشنے اور وہ اسکو میراث سمجھیلین اور نیز ان اَطِیْعُوا اللّٰہَ پر عمل کرین اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے
مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ پر بلکہ اپنی توجہ کے قابل نہ سمجھکر اپنے یہان سے ایکنیچے پر ڈال دیوین یا استغفر اللہ
تعظیم علاوہ یہ کہ نصوص صریحہ مانند اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ و یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ کے شاہد ہین
حساب مخلوقات کا کام خالق کائنات کا ہی اور انکو کشف ہوا ہوگا کہ نہین کام میرے باپ ساکن گجرات کا ہی اور احادیث
شفاعت دال ہین اسبات پر کہ تمام انبیا و مرسلین وسع زہیبت الٰہی سے تھہرا رہے ہونگے کہ سوا نفسی نفسی کے
اسقدر بھی جرات نکر سکینگے کہ کسی کی شفاعت مین زبان ہلا کر اوسکا حساب رجوع کروا دیوین اور حضرت خاتم
الرسالت مقام محمود مین اسی درخواست کے واسطے کہ خداوند احساب خلق کا لیکر انکو حالت انتظار سے نجات دے
سر بسجدہ پڑے ہونگے تب اونکی نہایت تضرع وزاری کے بعد خداوند دادار آپ متوجہ حساب خلائق ہوگا اور ان
احادیث مین کہین مہدی کا نام و نشان بھی نہین ہی حیف ہے اسکے کہ شیخ جونپوری کہ جنکی مہدویت کو بھی ثبوت نہین
ہی کام خدا کا اپنے خادم و داماد سے کرواوین کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا

ایضًا اوسی باب مین لکھا ہی کہ اونھین میان محمود نے دوسری بار معاملہ دیکھا کہ مینے اس عالم سے عروج کیا اور
عرش و کرسی سے گذر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالیٰ کے سامنے بعضے اصحاب مہدی کے اپنے سر کے بال کھولے ہوے
ناچ رہے ہین اور دستکین بجا رہے ہین اوس جا جو کچھ حضرت رسول خدا کو دکھلائی تھی مجکو بھی دکھلائی لقولہ تعالیٰ
وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی الی وَمَا طَغٰی انتہی رسول خدا کو یہ ناچ اور دستک نی کہان دکھلائی گئی تھی جو
تمکو دکھلائی گئی اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ جب کوئی عالم پرہیزگار کسی مجلس مین وارد ہوتا ہی تو اوسکے ادب سے رنڈی
وغیرہ کا ناچ موقوف کروا دیتے ہین چہ جا کہ حضرت رب العزت کے سامنے اسقدر بوڑھے بڈھے لمبی لمبی داڑھیان ہلا
بال بکھیرے ہوے دھما چوکڑی مچاوین اور تالیان بجاوین استغفر اللہ العظیم کبھی اور بھی اس عرش پر جلسہ ناچ کا ہوا
تھا یا فقط تمھارے مہدی کے عہد مین اس بدعت تازہ کا ایجاد ہوا اور اس رقص سے کیا غرض تھی خدا کو یہ تماشا دیکھنا
منظور تھا یا اپنا کمال جتانا مقصود تھا اللہ تعالیٰ کی شان لہو و عبث سے منزہ ہی لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَہْوًا
لَّاتَّخَذْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ کُنَّا فٰعِلِیْنَ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُہٗ فَاِذَا ہُوَ زَاہِقٌ
وَلَکُمُ الْوَیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ و اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا الآیۃ اور اگر اپنا کچھ کمال جتلانا منظور

ٹھوڑنا چینا اور دستک بجانا کیا کمال ہی اگر اسیکا نام کمال ہی تو تمسے بڑھکر بھانڈ و قوال و رقاصین اس فن مین کامل ہین
خدا کے پاس اون کا کمال پوچھا جاتا ہی نہ لہو و لعب کا ع اندر رہ حق جملہ ادب باید بود + اب دیکھیے کہ جب اس خاندان کے
بچونکو ایسی جھوم و جھڑکے کی معراج ہوتی ہی اگر لٹ نانا کے واسطے بھی کہ منطوق ع امی باد صبا این ہمہ آوردۂ تست
کہ یہ سب کرشمے اونھین کی بدولت رنگ پکڑے ہین دعوی معراج کا کرین کیا عجیب ہی چنانچہ سید مصطفی نے اپنی کتاب
اثبات مہدویت مولفہ ۱۳۰۳ سنہ مین ایک داستان طویل متضمن معراج مہدی جونپوری کی بیان کی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ
ایک رات ثلث شب کے وقت ندا ہاتف سے ہوئی کہ اے بندہ میرے تم باذنی اور میری طرف نقل کرو پس بی بی ملکان کے گھر مین سے
نکلے اور سید سلام اللہ کو بھی ساتھ لیا سبحان اللہ یک نشد دو شد پھر مکے اور مدینے کو آئے بعدہ مسجد اقصی کو پہنچے
پھر بیت المعمور پر چڑھے اور تمام ارواح مومنین و اولیا و شہدا و انبیا اور ملائکہ حاضر تھے اور بہشتین اور فلک ہا ہفتم
بزیب و زینت آراستہ تھے کہ اتنے مین روح کلیم اللہ کی آئی اور میان سلام اللہ نے کہا کہ یہی موسی ہین پس موسی
علیہ السلام نے طپانچہ اوٹھایا پس مہدی نے کہا کہ اے کلیم اللہ عفو کرو پھر سلام اللہ سے خفا ہو کر کہا کہ یہ تمسے بڑی خطا ہوئی
بعدہ آگے بڑھے اور دیدار جل جلالہ سے مشرف ہوے فکان قاب قوسین او ادنی کا مقام ہو گیا اور عابد و معبود مین کلام
ہوا کہ یرضی عنک الرحمن انک ماحی البدعۃ والطغیان ومحی السنن والایمان من یرٰک لہ الامن والامان
ومن امن بک وجب علیہ الغفران ومن انکر بک حقت لہ النیران تو میری درگاہ مین آیا کیا لایا ہی عرض
کیا کہ تیرے کلام اور رسول کی اتباع لایا ہون اور جو کچھ حکم تیرا تھا بطور امانت کے خلق کو پہونچا دیا جو کہ روز ازل
مین مومن تھے مطیع ہوے اور جو کہ روز میثاق مین ہالک تھے گمراہ رہے پس جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت
ہوے تھے مہدی موعود کو بھی ہوے اور اسی شب مین اپنے گھر مین واپس آئے انتہی غرضکہ ان خرافات کی کچھ انتہا نہین ہی
آدمی کہانتک اوسکا شمار کرے اور ایسے مقامات کا تعاقب بھی زائد ہی اسواسطے کہ اہل دین و دانش کو بادی النظر مین
اونکا بطلان مانند روز روشن کے روشن ہو جاتا ہی اس سبب سے یہان اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور اگر اس سے زیادہ شوق
مطالعے کا ہو تو ابواب اربعہ مابعد مین شیخ موصوف اور اونکے خلفا کے باقی اقوال و افعال ہر باب کے آغاز مین جمع کر دیے
گئے ہین کہ اونسے انکی مخالفت اخلاق زیادہ تر واضح ہوتی ہی اور اگر بغور ملاحظہ کیا جاوے تو تمام کتاب بیان خلاف
مخالفہ ان بزرگ مین ہی کہ جس سے انکا کذب و بطلان دعوی بخوبی واضح ہوتا ہی کیونکہ جس شخص کے اقوال و افعال اسقدر
مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہوون اوسکے دعوے کی تصدیق کسی پر ہرگز واجب نہین ہوتی ہی بلکہ جبکہ
دعوی ایسا ہو کہ جسمین مخالفت ساتھ صدہا احادیث و آثار صحیحہ کے کہ علامات مہدی کی وارد ہین لازم آتی ہو

یہ واجب ہوتی ہی علاوہ یہ کہ جب اوس شخص کی تصدیق مہدویت متضمن تصدیق دعوی اوسکے عقائد باطلہ اور اوسکے
ال کاذبہ کی ہو مثلاً تمام امت اسلامیہ کو چار سو برس سے اوسکے انکار کے سبب کافر جاننا اور اوسکو برابر رتبہ
ت خاتم الرسالت کے سمجھنا اور دوسرے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل جاننا اور روئیت و کلام الٰہی و وحی کے اوسکے
ے مین قایل ہونا الی غیر ذالک خلاف نصوص قرآنی اور احادیث اور اجماع مسلمین کے ہین تو بالضرور اوسکی تکذیب
جب اور تصدیق حرام ہوگی اور تصدیق کرنے مین آدمی کے ایمان و عاقبت کا ضرر ہے پس کہنا عالم میان کا
یسا لہ معارضہ مین کہ لو بالفرض و افق زعم اہل انکار کے اگر دعوی خطا پر بھی تھا تو بھی اہل اقرار و تصدیق پر شرع شریف
کیا الزام و ضرر ہی بخلاف اہل انکار کے انتہی باطل محض اور سخن ابلہ فریب ہی کیونکہ ثابت ہوا کہ اہل اقرار سر تا سر خسارت
ضرر مین ہین بخلاف اہل انکار کے کہ امن مین عاقبت سے محفوظ و امین ہو کر طریقہ سواد اعظم اسلامی اور عقائد حقہ ایمانی
بت ہین یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ باب چہارم
ن اون گستاخیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرت مشائخ اسلام و ائمہ اعلام کے کی ہین اول یہ کہ کتاب شواہد
الولایت کے گیارھوین باب مین لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری گلبرگے کو آئے اور واسطے زیارت خواجہ سید محمد گیسو دراز کے
ندر گنبد کے جوتیان پاؤن سے نہ اوتارین اور اندر جا کر دروازہ گنبد شریف کا بند کر لیا جبکہ بعد عرصہ دراز باہر آئے
مریدون نے پوچھا کہ سبب دیر کا کیا تھا جواب دیا کہ موافق درخواست روح سید گیسو دراز کے تین بار ہم جوتیون سمیت اونکی قبر کو
روندا تا کہ گرد نعلین کی قبر پر پڑے اور دعوی مہدیت کا کہ اون سے حیات مین صادر ہوا تھا اوسکی نجاست سے پاک ہو جاوین
اوسکے ساتھ یہ بھی لکھا ہی کہ انکو اللہ تعالی نے مرشد زمانہ کا بنایا تھا جو لوگ کہ انکے ہمعصر تھے اور انسے طالب حق نہوئے اونسے
یہ بھی پوچھے گا کہ ایسا مرشد ہو کے کیون تحقیق حق نکی انتہی ملخصاً اب محرر اوراق انسے پوچھتا ہی کہ کشف تمہارے
پیر کا موافق شرع اطہر کے تھا یا مخالف اگر مخالف تھا تو کسواسطے اسپر عمل کیا باوجودیکہ خود بھی بات پر اعتقاد رکھتے
ہے کہ کشف مخالف شرع مردود ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ جو بات
بیت شرع محمدی کی نہو اوسکو کشف نہ بولا چاہیے اور معلوم ہوتا ہے تمہارے تو رات مین پڑھین کہ خلاف شرع محمدی کے کیا تم نے انتہی اور جو
اعتقاد کے کیون اسکے خلاف کیا اور اپنے معتقدون کے واسطے راستہ ڈالا کہ وہ بھی ایسی حرکات کیا کرین چنانچہ الیسی
راکہ کتاب پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز شاہ دلاور خلیفہ مہدی کے کہین جاتے تھے راہ مین ایک قبر کہنہ نظر آئی تو لوگ کہ
تعالی فرماتا ہی کہ اسی ڈالا اور اپنا پاؤن قبر پہ رکھ کہ تیری جوتی کی گرد سے مستحق عذاب بخشا جاتا ہے پس انکو بھی مطابق
نت اپنے پیر کے اوس قبر کو پامال کیا آیندہ مغفرت کا حال خدا جانے تعذیب فی الحال ہمکو تو یاد ہے اگر یہ کشف مہدی کا

موافق شرع اطہر کے جانتے ہو تو بیان کرو کیس واسطے شارع نے زیارت قبور کا یہ ڈھنگ ٹھہرایا ہی بلکہ اسکے خلاف آ
سنن ابن ماجہ مین آخر مین ایک حدیث طویل نقل کی ہی کہ فرای رجلا یمشی بین المقابر فی نعلیہ فـ
یا صاحب السبتیتین القہما یعنی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ جوتیا
مقابر مسلمین مین پھرتا تھا پس فرمایا کہ ای جوتیون والے پھینک ان جوتیونکو اور عبد اللہ بن عثمان نے کہا کہ یہ
جید ہی اور یہ حدیث سنن ابی داؤد مین بھی مذکور ہی اور ابن ماجہ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم وما ا
القبر قضیت حاجتی او وسط السوق حاصل یہ کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ چلنا مرا آگ پر یا تلوار کی د
سی لینا جوتیکو پاؤن سے اچھا ہی میرے نزدیک اس بات سے کہ چلون مین قبر پر کسی مسلمان کے اور بیچ قبر کے یا بیچ بازا
حاجت بشری کرنا میرے نزدیک دونون برابر ہین انتہی ملاحظہ کیا چاہیے کہ اس حدیث مین حضرت نے
اپنی طرف نسبت فرمایا کہ اگر مین کرون تو بھی بدہی اوس سے معلوم ہوا کہ یہ افعال بذاتہا بد ہین نہ یہ کہ اگر
کرے تو مردہ بخشا جاوے اور عوام کرین تو گنہگار ہووین بالجملہ قصداً جوتیون سے مسلمانون کی قبر وا
ثابت نہین ہوتا بلکہ عقل سلیم بھی متحیر ہوتی ہی اسواسطے کہ واسطے مغفرت مقبور کے روندکر جوتیون
اور آپ گنہگار ہونا کیا ضرور تھا کیا بطور مسنون پاس قبر کے کھڑے ہو کر سلام و دعا آمرزش کافی نـ
رہی ایک یہ بات کہ فائدہ جلیلہ ہی وہ یہ کہ مہدویونکی تقریر سے معلوم ہوا کہ سید گیسو دراز نے دعوۃ
کیا تھا اور اسکے کفارہ کے واسطے یہ پامالی کی گئی اب نسے پوچھا جاتا ہی کہ تمھارے نزدیک دعوی الـ
اور خواجہ گیسو دراز تمھارے مہدی کے حسب الاقرار بھی مرشد زمانہ اور کملین عصر سے تھے پس معا
کاملین بھی باوجود جلالت منزلت کے خطا سے معصوم نہین ہین بلکہ کبھی دھوکا کھا کر دعوی مہدویت کـ
ہین اور تا دم مرگ اوسی دھوکے مین رہتے ہین اور تائب نہین ہوتے بلکہ عالم برزخ مین اسکے تدارک کی فکر
ورنہ معلوم ہی کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اگر تائب ہوے ہوتے کیا حاجت تھی ا
پس یہی اگر سید محمد جونپوری بھی بالفرض اگر ولی ہون اور ایسا دھوکا پائے ہون اور اوسی عا
ہوتے ہون کیا عجب ہی اب جو صاحب سراج الابصار اور تمام مصنفین انکے سلف سے خلف تک دھو
ہین کہ جب ایک شخص مین مقامات ولایت اور خصائل و اخلاق پیغمبرون کے مانند ثابت ہوے محال ہی کہ
خطا واقع ہووے اور ازالہ اوسکی خطا کا نکیا جاوے مثل برکاہ کے اوڑ گیا والحمد للہ علی ذلک وہم شواہ

حاشیہ: اور یہ سنت نہیں ہے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے پیر اور دیگر اہل سنت کی قبر بلکہ اوس کے کہنے کے صاف معلوم ہوتا ہے یعنی کون قبر پر بیٹھتا ہے

دین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے ایک روز مقام فراہ مین اپنی ہتھیلی کیطرف نظر کرکے کہا تم بھی پیر کے نہین ہو
یا پیر کے نہین ہو تم بھی پیر کے نہین ہو تم بھی اس جماعت مین داخل ہو یارون نے پوچھا کہ میران جی یہ بات
کی تم نے بولے ارواح سات سلطان یعنی بایزید بسطامی ابراہیم ادہم شیخ شبلی حضرت عبد القادر جیلانی
ان سنجر ماضی عبد الخالق غجدوانی ابوسعید ابو الخیر کی حاضر ہوکر آرزو کرتی تھین کہ کاش ہمیرے وقت مین
ہمارے فیض ولایت سے بہرہ یاب ہوتی اس لیے مینے جواب دیا کہ تم بھی پیر کے نہین ہو میرے گروہ مین داخل ہو
شواہد الولایت کے تینتیسوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی سے معجزہ تینتیسوان یہ ہوا کہ جب جہاز پر سوار ہوے بعد
بیٹھے تھے انکے ایک مہاجر کے دل مین گذرا کہ راستے مین بیرانجی سے فلانے ولی کی زیارت چھوٹ
کر لی ہوتی تو اچھا تھا مہدی نے اس خطرے پر مطلع ہوکر تند نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ دیکھیے پس
بتاہی کہ تمام اولیاء اللہ کہ ہندوستان مین مدفون ہین سیان جہاز کی کندھون پر ڈالے ہوے کھینچتے چلے جاتے
ہاجر مذکور دیکھکر شرمندہ ہوا اور مہدی نے کہا کہ پھر ایسی گستاخی نکرنا چہارم شیخ فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ دلا
مہدی کی عورت خوندبوا پوتی حضرت شاہ عالم بن قطب عالم بن محبوب عالم کی ایک روز شاہ دلاور سے پوچھی
کہ خادم یوسف کہان گیا کہ آج پانی نلایا کہا بی بی نام میان یوسف کا بے ادبی سے کیون لیا عورت نے
کہا ہم سے عالی مقام ہی کہا ہان کہا ہمارے باپ سے بھی کہا ہان کہا شاہ عالم سے کہا ہان کہا قطب عالم سے کہا
محبوب عالم سے بھی بڑھکر ہی کہا ہان اگر چاہو تو دیکھ لیوسین دو انگلیان اپنی بی بی کی آنکھ پر رکھنے کے
بعد مین پر منکشف ہوا کہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی ایک تخت پر بیٹھے ہین اور یوسف انکے پاس کھڑا
حضرت شاہ عالم اور قطب عالم اور محبوب عالم حسب جا یوسف نے جوتیان اوتاری ہین کھڑے ہین پنجم
شمائل مین لکھا ہی کہ ایکروز ایک ہی کو ہلا یعنی بولایا و سمین بیلین لگڑیون کی لوگون کے کھیتون سے بھسکر
مین ایک مہدوی بطمع لگڑیون کے اوسمین کودا اور بیلون مین اوجھکر ڈوب گیا اور عبد الفتح مہدوی نے
دار الہجرہ پہنچکر چھپنیک دیا اور میان ولی مہدوی نے دفن کرا دیا جب محاکمہ اسکا شاہ دلاور پاس گیا کہا کہ خدا تعالی
جو مقام بایزید بسطامی کا دیتا ہی وہ قبول نہین کرتا ہی کہ یہ مقام میرے کب لائق ہی مین تو مہدی کے گروہ سے
عبد الفتح نے سنکر کہا کہ یہ بھی بقال کی دکان ہوئی کہ میان دلاور جب راضی ہوتے ہین کسیکو مقام انبیا کے
دیتے ہین اور کسیکو مقام اولیا کے بخشتے ہین کہا ہان ہان خزانے ولایت محمدی کے مہدی نے حوالے میرے کر دیے
ہین مجھے اچھا معلوم ہوتا ہی سو کرتا ہون فقط حیرت کا مقام ہی کہ جس قوم کے پاس دائرہ یعنی تکیہ سے باہر

جانا حرام ہووے بلکہ اطراف دائرے کے آگ سمجھکر اندر اوسکے بیدیت وپا بیٹھے رہنا اور تینون قسم کا سوال یعنے حالاً اور قولاً اور فعلاً حرام ہووے اور اگر عمل ان احکام پر نکرے گروہ مہدی مین قابل شمار وقطار کے نرہے اور اوسکے فلاح ونجات کی امید نہووے جیسا کہ رسالہ سید میران جی بن سید سلام اللہ مین مسطور ہی باوجود اس سب باتون کے اگر ایک شخص ان مین سے برائی بیل اور پھل پہنتے ہوئے دیکھکر غایت حرص وناعاقبت اندیشی سے ندی مین کود پڑے اور اپنی جان کو بے آمال پر فدا کرکے ڈوب مرے اوسکو مقام بایزید بسطامی کا کہ سلطان العارفین ہین ورکاملین امت انکے حق مین فرماتے ہین کہ ابو یزید فینا کجبرئیل بین الملائکۃ ملے اور وہ اپنی حسن خدمت کے لائق نہ سمجھکر خداوند عالم کی حضور مین پھیر پھار شروع کرے اور جانے کہ میری قدر دانی اس کلہ مین برابر نہین ہوئی جانتا تھا کہ خداے عالم نے اسکے مرتبے کو برابر نہ پہچانا یا باوجود پہچاننے کے جزا اسکے برابر ندی کیا قرآن شریف کی اس آیت پر اعتقاد نہ تھا کہ فرمایا ہی اِنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی یعنی مین تم مین سے کسی محنت کرنے والیکی محنت کو ضائع نکرونگا مرد ہو یا عورت اور فرمایا ہی کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیْرٌ مِّنْہَا یعنے جو شخص کہ نیکی لاویگا اوسکو اوس سے بہتر اور بڑھکر بدلا ملیگا ششم شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ اکابر دائرے کے مہدیہ سے روبرو مذکور ہوا کہ سلطان عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ جواب دیا کہ ہان سید عبد القادر اپنے وقت مین صاحب زمان ہوے ہین چنانچہ شیخ صنعانی کہ قدم انکا قبول نکیا خوک بانی کے اور آخر کو قدم خوکونکا اپنے شانے پر لیا بعد اوسکے بولے کہ سید عبد القادر گیلانی نے کہ بوجہ اپنا اولیاء اللہ کے شانے پر رکھا بہتر یون تھا کہ فرماتے قدم اولیا اللہ میرے شانے پر ہین انتہی جواب انصاف کا مقام ہی کہ انھون نے جو پہلے دعوی ولایت کا کیا پھر مہدویت کا پھر برابری کا ساتھ رسولون اولو العزم اور حضرت خاتم الرسل کے پھر اس منصب مساوات کو اپنے یارون اور مریدون کے واسطے تجویز کرکے اپنے واسطے عہدہ خدائی کی ہوس کی چنانچہ انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہوگا یہ سب زیبا اور بجا معلوم ہوا اور ایک بات بھی اسمین سے یہ لوگ انکے معتقد قابل انکار نہ سمجھے اور حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ موافق حکم خدا کے جاودانی کے اتنا دعوی کیا کہ میرا قدم میرے زمانے کے تمام اولیا کی گردن پر ہی سو اونکو ناپسند معلوم ہوا اسمین کونسی بات مخالف قواعد شرعیہ یا منافی قوانین عقلیہ کے تھی اور نہایت صحیح روایتون سے کہ موافق شرائط محدثین کے ہین ثابت ہوا کہ جناب ممدوح نے یہ کلام بحکم حق سبحانہ فرمایا اور اسکے علاوہ مامور تھے بلکہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بڑے بڑے کاملین خبر دی تھی کہ آپ ایسا فرماوینگے چنانچہ شیخ ابو

ہے بطور نمونے کے لکھا جاتا ہے کہ عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ یہ جو باتین لکھی جاتی ہین یہ سب روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے موافق شرائط محدثین کے بہجۃ الاسرار مین مروی ہین لیکن یہان واسطے اختصار کے انکے اسانید حذف کرکے متون روایات پر اکتفا کی جاتی ہے **بیان پیش گوئی اولیا کا** اس باب مین شیخ ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسی الجون نے سن چار سو چونسٹھ مین بطور پیش گوئی کے کہا کہ قریب ہے کہ عجم مین ایک شخص پیدا ہووے کہ اوسکے واسطے ظہور عظیم ہوگا ساتھ کرامات کے اور قبول تام ہوگا نزدیک اولیا کے اور کہے گا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله اور اولیا اوس وقت کے اوسکے قدم کے نیچے داخل ہونگے اور اپنے زمانیکو شرف بخشنے گا اور جو اوسکو دیکھیگا فائدہ مند ہوگا **ایضا** اور شیخ ابو محمد شنبکی بطائحی نے کہا کہ قریب ہے کہ ظاہر ہوگا ملک عراق مین ایک مرد عجم کا بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اوسکا عبد القادر سکونت اوسکی بغداد مین کہیگا قدمي هذه على رقبة كل ولي الله **ایضا** اور شیخ تاج العارفین ابو الوفا کے پاس حضرت شیخ عبد القادر وقت جوانی کے جب آتے تو وہ بکمال تعظیم پیش آتے انکے لوگون نے سبب اسکا پوچھا تو جواب دیا کہ اس جوان کو ایک وقت آنے والا ہے کہ خاص و عام اوسکی طرف محتاج ہونگے اور فرمایا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ بغداد مین برملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله اور اوس ملک کے اولیا گردنین رکھ دینگے کیونکہ اونکا قطب ہوگا پس تم مین سے جو شخص یہ وقت پاوے اوسکی خدمت کا ملازم ہووے **ایضا** اور شیخ عقیل منبجی سے ایکدن لوگون نے پوچھا کہ اس زمانے مین قطب الاقطاب کون ہے بولے کہ مدینہ مین ہین اور مخفی ہین کہ اونکو سوا اولیاء اللہ کے کوئی نہین پہچانتا اور عراق کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ قریب ہے کہ یہان ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظ کریگا بغداد مین خاص و عام اوسکی کرامت کو پہچانینگے اور وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہ کہیگا قدمي هذه على رقبة كل ولي الله اور اولیا اپنی گردنین رکھ دینگے اور اگر مین ہوتا تو اپنا سر رکھ دیتا **ایضا** اور شیخ علی ہیتی کے پاس ایکروز ایک جماعت فقرا کی آئی اونسے پوچھا کہان سے آئی بولے عجم سے پوچھا کس بستی سے بولے ... سے کہا اللہ تعالی نے روشن کردیا وجود کو سبب ایک مرد کے کہ ظاہر ہوگا تم مین سے مقرب اللہ تعالی کا نام اوسکا عبد القادر جائے ظہور اوسکی عراق ہے کہیگا بغداد مین قدمي هذه على رقبة كل ولي الله اور اولیا اوس زمانے کے اوسکی فضل و بزرگی سے مقر ہونگے **ایضا** اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی نے کہا کہ مین سنہ ۵۰۳ پانسو تین کے بغداد مین خدمت مین شیخ حماد دباس کے تھا اور شیخ عبد القادر اوان بو

اونکی صحبت مین تھے ایک روز آکر اونکے سامنے ہو بیٹھے جب وعظ کرنے گئے تو شیخ حماد دباس نے فرمایا کہ اسے عجم
قدم ہے کہ ایک زمانہ وقت مین اوس وقت کے اولیا کی گردنون پر ہوگا اور مامور ہوگا کہ کہے قدمي هذه علی رقبة
کل ولي الله اور رکھدیگا اور جھکاوینگی اوسکے واسطے اوس عصر کے اولیا کی گردنین اپنی اور ابوسعید عبد اللہ نے دمشق
سنہ ۵۸۰ مین روایت کی کہ مین ہنگام جوانی مین بغداد کو گیا اور برفاقت ابن السقا کے مدرسہ نظامیہ مین طلب علم
مشغول ہوا لیکن ہم عبادت بھی کرتے تھے اور اولیاء اللہ کی ملاقات کے واسطے بھی جایا کرتے تھے اور اوس زمانے
مین بغداد مین ایک شخص تھا کہ اوسکو لوگ کہتے تھے کہ یہ غوث ہین اور کہتے تھے کہ یہ جب چاہتے ہین ظاہر ہوجاتے
اور جب چاہتے ہین نظر سے غائب ہوجاتے ہین صاحب بہجۃ الاسرار نے کہا کہ کہتے ہین کہ نام اونکا ابو یعقوب
یوسف بن ایوب الہمدانی تھا حاصل کلام مین اور ابن السقا اور شیخ عبد القادر کہ اون تینون جوان تھے اوس
ملاقات کو گئے ابن السقا نے راہ مین کہا کہ مین ایسا ایک مسئلہ پوچھونگا کہ اوسکا جواب نہ دیگا اور مینے کہا کہ مین ایک
پوچھکر دیکھونگا کہ کیا جواب دیتے ہین اور شیخ عبد القادر نے کہا کہ معاذ اللہ کہ مین کچھ پوچھون مین سامنے بیٹھکے
منتظر اونکی برکات کا رہونگا القصہ جب ہم اونکے مکان مین پہنچے وہان وہ ہمکو نظر نہ آئے اور بعد ایک
ساعت کے دیکھتے ہین کہ وہ بیٹھے ہین پس غضب کی نگاہ سے ابن السقا کو دیکھکر کہا کہ خرابی تیری آئی اے ابن
تو مجھسے ایک مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجکو اوسکا جواب نہ آوے مسئلہ یہ ہے اور جواب یہ ہے مین دیکھتا ہون کہ کفر کی آگ تجھ
بھڑک رہی ہے پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ تو مسئلہ پوچھکر دیکھتا ہے کہ مین کیا جواب دیتا ہون مسئلہ یہ ہے اور
جواب یہ ہے اور بسبب اس بے ادبی کے کانون کی لو تک تجھپر دنیا گرے گی پھر نگاہ کی طرف شیخ عبد القادر
کے اور نزدیک بٹھا کر اکرام کیا اور کہا اے عبد القادر بسبب اس ادب کے تجھسے خدا اور رسول کو راضی کیا گویا کہ
دیکھتا ہون کہ تم بغداد مین کرسی پر چڑھکر وعظ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ قدمي هذه علی رقبة کل ولي
الله اور گویا کہ مین دیکھتا ہون کہ تمہارے وقت کے اولیا نے تمہارے اجلال کے واسطے اپنی گردنین جھکادی ہین پس اوسی
غائب ہوگئے اور بعد اسکے ہمنے اونکو نہ دیکھا اور شیخ عبد القادر کا حال تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا ابن
السقا تمام علوم مین فائق ہوکر خلیفہ کا مقرب ہوا اور بعد اوسکے خلیفہ کی طرف سے ایلچی بنکر روم کو بادشاہ
کے پاس گیا اور وہان بادشاہ نصاری نے اوسکا علم و زبان آوری دیکھکر اپنے علماء سے مقابلہ کروایا ابن السقا
نے سبکو ساکت اور عاجز کردیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہوکر حسب درخواست بادشاہ کے نصرانی بنکر اوس
لڑکی سے عقد کیا اور کلام غوث کا یاد کیا اور تاریخ ابن خلکان مین ہے کہ مین حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی

تھا ہی کہ ابن السقا قاری جید تھا چنانچہ بموجب خبر حضرت یوسف ہمدانی کے نصرانی ہو گیا ایک شخص نے اسکو خرد حال میں شہر قسطنطنیہ میں دیکھا کہ ایک دکان میں بیمار پڑا ہوا اپنے مونہہ سے مکھیاں اوڑا رہا ہے اوسی بہتا ہے اسکے نزدیک جا کر پوچھا کہ اب بھی کچھ قرآن یاد ہے کہا سب بھولا مگر ایک آیت یاد ہے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِینَ کَفَرُوا لَوْ کَانُوا مُسْلِمِینَ العیاذ باللہ اور میں دمشق میں آیا اور مجکو سلطان نور الدین شہید نے جبرًا خدمت بیت المال و اوقاف کی دی اور دنیا بہت کچھ اوسکے بہت گر پڑی یہ سب حق میں غوث کا کلام سچ ہوا انتہی

بیان میں اولیائے کرام کا کہ اوسوقت مجلس میں حاضر تھے اور اپنے سرونکو جھکا دیے اور اونکا او نہوں نے دو رسے بطور کشف کے معلوم کر کے تعظیم کی اور سرنگون ہو

جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اور پچاس اولیائے کرام اور مشایخ عظام اوس روز اوس مجلس میں حاضر تھے کہ شیخ علی ہیتی اور شیخ بقا اور شیخ شریف قیلوی اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی اور شیخ ماجد کردی اور شیخ صدقہ اور شیخ قضیب البان موصلی اور شیخ داود کہ ہر روز پانچ نماز مکے میں ادا کرتے تھے اور شیخ ابو عمرو سلو کی رجال الغیب سیارہ ہیں اور شیخ مطر جمال رضی اللہ عنہم اونمیں افضل تھے کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی نے کرسی پر بیٹھ کر وعظ میں علی رؤس الاشہاد فرمایا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور تمام اولیا و مشایخ اور غیرہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں بلکہ شیخ علی ہیتی نے کرسی پر چڑھ کر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھکر دامن کے نیچے کر لیا اور مجلس اوٹھی پر چپ اونکے مریدوں نے اونسے پوچھا جواب دیا کہ اگر جو میں نے دیکھا تم دیکھتے مر گیے اوسوقت کی تجلی سے اور ابو النجیب سہروردی نے ایسا سر جھکایا کہ قریب تھا کہ زمین کو چھو جاوے اور تین بار کہا کہ علی راسی علی راسی علی راسی اور حضرت کے صاحبزادوں یعنی سید عبد الرزاق اور سید ابو عبد الرحمن سید عبد الوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم سے منقول ہی کہ ہمکو مشایخ متفرقین سے کہ اطراف و امصار بعیدہ تک خبر پہونچی کہ اون سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور شیخ ابو سعید قیلوی سے مروی ہی کہ جسوقت شیخ عبد القادر نے کہا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ حق عز و جل نے اونکے دل پر تجلی فرمائی اور ملائکہ مقربین نے ایک خلعت حضرت رسالت مآب کی طرف سے لا کر اونکو پہنایا کہ اوسوقت ایک جماعت اولیا متقدمین و متاخرین کی تھی زندہ ساتھ اجساد کے اور مردہ ساتھ ارواح کے اور ملائکہ اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا میں صفیں باندھے کھڑے تھے اور تمام اولیا روی زمین نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ کردی اور شیخ مکارم نے بھی قریب اسکے خبر دی ہیں اور شیخ مکارم کی روایت میں یہ بھی ہی کہ علم قطبیت کا

سلف اوٹھایا گیا اور تاج غوثیت سر پر رکھا گیا اور خلعت تصریف عام کے پہنائے گئے یہ معاملہ دیکھکر سب
اولیائے وقت واحدین نے سر جھکایا یہانتک کہ دس ابدال نے کہ خواص مملکت و سلاطین وقت ہین آور شیخ خلیفہ نے
خواب مین حضرت رسالت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله
فرمایا کہ سچ کہا شیخ عبد القادر نے اور کیون نہو کہ وہ قطب ہین اور مین اوسکی نگہبانی کرتا ہون آور شیخ عطا نے
کہا کہ مین شیخ لولو ارمنی قطب کے پاس حاضر ہوا اور اونکا وہ مقام مجکو نظر آیا کہ اپنے زمانے مین کسی مین نہ
دیکھا تھا میرے دل مین خطرہ گذرا کہ انکو کس شیخ سے نسبت ہوگی اونھون نے فوراً جواب دیا کہ اے عطا میرا شیخ شیخ
عبد القادر ہے جسنے کہا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله اور تین سو تیرہ اولیا نے کہ آفاق متفرقہ مین رہتے
ہین سر جھکا دیا اون مین سے اوسوقت حرمین شریفین مین سترہ تھے اور عراق مین ساٹھ اور عجم مین چالیس
اور شام مین تیس اور مصر مین بیس اور مغرب مین ستائیس اور یمن مین تیئیس اور حبش مین گیارہ اور سد یاجوج و
ماجوج مین سات اور وادی سرندیپ مین سات اور کوہ قاف مین سینتالیس اور جزائر بحر محیط مین چوبیس تھے
رضی اللہ تعالی عنہم وعفا بہم آور شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مقام ام عبیدہ مین اپنے زاویے مین تھے کہ اکا
گردن دراز کر کے بولے کہ میری گردن پر لوگون نے سبب اسکا پوچھا جواب دیا کہ اسوقت بغداد مین شیخ عبد القادر نے
فرمایا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله مریدون نے تاریخ لکھ لی اور بعد تحقیق کے برابر ٹھہری آور شیخ
عبد الرحمن طفسونجی نے کہ اوسوقت مقام طفسونج مین اپنے یارون مین بیٹھے تھے سر جھکایا اور کہا کہ
سر پر اور بعد پوچھنے کے یہی سبب بیان کیا اور مریدون نے تاریخ لکھ رکھی اور برابر نکلی آور شیخ محمد بن
عبد البصری نے بصرے مین حالت وعظ مین قطع کلام کر کے سر زمین پر رکھ دیا آور شیخ حیات بن قیس نے مقام
حران مین گردن دراز کر کے کہا کہ میری گردن پر آور شیخ سوید سنجاری نے اپنے رباط مین مقام سنجار مین
سر جھکا کر کہا کہ میرے سر پر آور شیخ رسلان دمشقی نے شہر دمشق مین اوسدن گردن جھکا دی اور ایک
دراز آپ کی تعریف مین پڑھی کہ آغاز اوسکا یہ ہے لله در من شرب من بحار القدس وجلس على
بساط المعرفة آخر تک آور شیخ ابو مدین مغربی نے مغرب مین گردن جھکا کر کہا وانا منهم اللهم
اني اشهدك واشهد ملائكتك اني سمعت واطعت آور شیخ عبد الرحیم قناوی نے مقام
قنا مین گردن دراز کر کے کہا کہ صدق الصادق الصدوق اور شیخ ابو عمرو بطائحی نے مقام بطائح
بطلو بطی ارض کے بغداد مین آ کر داخل اوس مجلس کے ہوئے اور گردن جھکا دی اور وقت برخاست مجلس کے ج

دست بوسی واسطے سامنے لئے حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو جلد جاؤ پھر تھوڑی سی دیر مین بطایح کو پہونچ

بیان اس بات کا کہ یہ کہنا محض بامر آلہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے

شیخ ابو المفاخر نے کہا کہ مینے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہی کہ شیخ عبد القادر سے پہلے کسی اور نے بھی کبھی کہا ہی کہ میرا یہ قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہی بولے نہین مینے کہا پھر انکے کہنے کا کیا مطلب ہی کہا یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ انکو اپنے وقت مین مقام فردیت کا ہی مینے کہا ہر وقت مین فرد ہوتا ہی فرمایا ہوتا ہی لیکن سوائے شیخ عبد القادر کے کسیکو حکم نہوا ہی کہ یہ بات کہے مینے پوچھا کیا انکو اس کہنے کا حکم ہوا تھا کہا ہان حکم ہوا تھا اور اسی سبب سے تمام اولیانے امر آلہی پر سر رکھدیا کہا تمھین نہین معلوم ملائکہ نے جو آدم کو سجدہ کیا محض بسبب امر آلہی کے اور شیخ ابو سعد قیلوی سے پوچھا گیا کہ کیا شیخ عبد القادر کو امر تھا کہ کہین قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله فرمایا ہان ایسا امر تھا کہ اوسمین کچھ شک ہی نہین اور یہ زبان قطبیت کی ہی اور ہر زمانے مین قطب ہی لیکن بعضے قطبونکو حکم سکوت کا ہوتا ہی کہ اونکو سوا چپ رہنے کے کچھ چارہ نہین اور بعضونکو بولنے اور ظاہر کرنیکا حکم ہوتا ہی کہ اونکو بے بولے نہین بنتا ہی اور وہ اکمل ہوتا ہی مقام قطبیت مین اسواسطے کہ وہ زبان شفاعت کی ہی اور شیخ علی بن ہیتی نے کہ سنتے ہی اوس کلام کے کرسی پر جا کر قدم شریف اپنی گردن پر رکھ لیا اونکے لوگون نے سبب پوچھا کہا اونکو اس کہنے کا امر ہوا تھا اور اذن ہوچکا تھا کہ جو کوئی اولیا مین سے انکار کرے اوسکو معزول کردین اسلیے مینے چاہا کہ مین سب سے اول فرمان برداری پر دوڑون اور سیدی احمد رفاعی سے پوچھا گیا کہ یہ کلام شیخ عبد القادر نے امر سے کہا تھا یا بے امر کہا بلکہ امر سے اور شیخ ابو محمد قاسم بن عبد بصری نے فرمایا کہ جسدم امر آلہی ہوا شیخ عبد القادر کو کہ کہین قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله مینے دیکھا تمام اولیا مشرق اور مغرب نے تواضع سے سر جھکا دیے مگر ایک شخص نے ملک عجم مین کہ اوسنے نکیا اور اوسی دم اوسکا حال اور مقام غایب ہوگیا اور شیخ ابو الکرم اکبر (؟) ابو عبد احمد ربانی سے مروی ہوا کہ وہ شخص شہر اصفہان مین تھا کہ جسکا حال چھین لیا گیا اور راوی کہتا ہی کہ مین دن جمعے کے تیسری رمضان مین پانسو اوناسی مین جامع مسجد حران مین پاس شیخ حیات بن قیس کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص اونسے مرید ہونیکو آیا بولے تجپر تو نشانی کسی اور کی معلوم ہوتی ہی اوسنے کہا مین نام لیوا شیخ عبد القادر کا ہون لیکن خرقہ کسی سے نہین پہنا بولے ہم ایک زمانہ دراز تک سائے مین شیخ عبد القادر [illegible] فیض کے چشمون سے جام [illegible]

پہنچتے رہے اونکی شعاع نور آفاق مین پھیلتی تھی لیکن لوگ اپنے اپنے حوصلے کے موافق بہرہ یاب ہوتے تھے اور جب اونکو یہ امر ہوا کہ کہین قدمی هذہ علی رقبة کل ولی اللہ جب سے اولیاء اللہ کے دلون مین بسبب سر جھکانے انوار اور برکات علمی ٹپک گئے انتہی ملخصاً یہ جو کچھ کہ مذکور ہوا کتاب بہجۃ الاسرار مین بکمال ضبط و احتیاط شرائط محدثین کی بسلسلہ روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے مذکور ہے دوسرے ملفوظ مشائخ پر اسکو قیاس نکیا جائے اور اسکے اکثر روایات سے جو قید اولیائے ہم عصر اور اوس زمانے کی سمجھی جاتی ہے کچھ مضایقہ نہین ہے اسلیے کہ متاخرین مین جو اولیا گذرے ہین یا آگے کو ہونگے بالضرور اونکے پیر یا پیرونکے پیر اوس وقت مین موجود تھے وہ سب یا سوا اور سرنگون ہوئے تو اونکے مستفیدون اور مریدون کو کہان سر اوٹھانے کی جا باقی رہی اور اگر کوئی کسی بے ادب بولے کہ ہمارے مرشد اپنے پیر اور اون سب پیرون سے افضل ہین وہ قابل خطاب و رد داخل حد نہین ہے شعر بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد ۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ۔ اب باقی رہا کلام مہدویون کے میان کے ساتھ سو ان میان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ جو بے تحاشا بول اوٹھے کہ شیخ عبد القادر گیلانی کو یون کہنا بہتر نہ تھا بلکہ یون بولتے تو بہتر تھا کہ اولیاء اللہ کے قدم میرے شانے پر ہین یہ آپ کسکو اصلاح دیتے ہین شیخ عبد القادر جیلانی کو یا خدا جاودانی کو اگر شیخ عبد القادر کو بولتے ہو تو وہ تو اس مقدمے مین مامور اور مجبور اگر یہ بات باوجود ایسے حکم نافذ کے نبولتے تو خوف عتاب کا تھا اور کب شان اولیا سے ہے کہ اونکو حق تعالی ایک حکم فرماوے اور وہ بجا نلاوین یا کہ اوسمین ادنی سستی و کاہلی روا رکھین جنکی توصیف رکھتے ہین کہ لا یخا فون لومة لائم اور مانند فرشتون کے لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون ۔ کہ اونکی شان سے ہے کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے غایت سے ایک منزلت اور رتبہ عالی اونکو مرحمت کرے اور چاہے کہ ملک و ملکوت مین اونکی عزت بڑھاوے اور رفع ذکر کرے اور اونکا شرف دکھاوے اور وہ اس نعمت عظمی اور موہبت کبریا کی قدر نسمجھین اور خلاف رضائے الہی کے کچھ کا کچھ بول دیوین کیا تمنے اونکو اپنے پر قیاس کیا جیسا کہ کتاب مطلع الولایت مین لکھا ہے کہ میان کو حضرت ذو الجلال کا حکم بارہ برس تک ہوتا رہا کہ ہمنے تجکو مہدی موعود کیا اور یہ دفع کرتے رہے کہ شاید یہ وسوسہ شیطانی ہوویگا بعد مدافعت بارہ برس کے عتاب ہوا کہ ہم سامنے حکم کرتے جاتے ہین اور تو عین حق کو باطل سمجھتا ہے ہلاک ہو جاویگا باوجود اس عتاب کے ایک مدت اور حیلہ بہانے کرتے رہے کہ بار خدایا مین اس خدمت کے لائق نہین ہون جب اس تکرار پر بھی ایک مدت گذری جواب آیا کہ ہم سمیع اور علیم اور بصیر ہین لیاقت دیکھکر بوجھ رکھ رہے ہین لکھتا ہے کہ پھر بھی نمانا اور اسی حیلہ

اور شاہد حریف مکابرے ایک اور تقریر نکال کر آٹھ برس اور ٹالا العیاذ باللہ سچ ہی کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے قوم نادان پیرایۂ دوستی مین کیا کیا اوس بزرگ پر باندھتے ہین اور اسمین اونکا علو رتبہ اور اپنی خوش اعتقادی جانتے ہین ۔ تو از اُنہو با گر ہوشیار غار اثرا ان بکہ جاہل بود غمگسار ۔ آپ یا چاہیے سمجھ دو کہ اگر غرض اس اعتراض سے اصلاح دینا ہی خدائے جاودانی کو تو بھلا کسی مخلوق کو عرش سے فرش تک یہ طاقت ہی کہ آفریدگار عالم کے معاملے مین دم مارے شعر اوست سلطان ہر چہ خواہد آن کند ۔ عالمی را در دم ویران کند ۔ طرفۃ العین جہان برہم زند ۔ کس نمی آرد کہ آنجا دم زند ۔ ہست سلطانی مسلم مر ورا ۔ نیست کس را زہرۂ چون وچرا ۔ بھلا اگر اس آیت کریمہ کا خیال آپ کو نہ آیا کہ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ یعنی اوس سے کوئی نہین پوچھ سکتا ہی جو کچھ کہ کرے اور اوروں سے پوچھا جائیگا تو یہ مصرع بوستان تو بہت مشہور تھا کہ ع نہ بر حرف او جائے انگشت کس ۔ آپ بیخبر خواہ آپ سے ایک اور سوال کرتا ہی کہ یہ تمام روایات صحیحہ سے اوپر ثابت ہو چکا کہ تمام جہان کے اولیا کے دلوں پر منکشف ہوا کہ شیخ عبد القادر جیلانی عز وجل کی جناب سے مامور ہین اس کلام کے بولنے پر اسواسطے سب نے سر جھکا دیئے یہ آپ کے روشن ضمیر پر بھی کچھ کھلا تھا یا نہین اگر کھلا تھا تو اس چون وچرا کا کیا موقع ہی اور یہ اعتراض آپکا سراپا غلط اور خبط ہو گیا اور اگر آپ پر اسمین سے کچھ نہین کھلا تو وہ کلام آپ کا بالکل غلط ٹھہرا جو کہ کتاب شواہد الولایت سے اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ میان جی نے فرمایا کہ حق تعالی نے بندیکو مرتبے اور مقامات تمام انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات اور احوال تمام موجودات کے ایسے بتلا دیے ہین جیسا کہ کسیکے ہاتھ پر رائی کا دانہ ہو اور ہر طرف پھرا کر کماحقہ پہچان لیوے اور واقعہ ہوجاوے انتہی اور دونوں صورت مین بطلان مہدویت کا لازم آیا اسواسطے کہ ان لوگون کے نزدیک بھی یقینیات سے ہی کہ مہدیکو ہر قسم کی خطاسے پاک ہونا لازم ہے کہ يَقْفُو اَثَرِيْ وَلَا يُخْطِئُ اوسکی شان ہی

باب پنجم مین بیان اون دعوون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین

شواہد الولایت کے دسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدیکے پاس ایک روز تذکرہ صفات امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا آیا کہ کچھ اوپر تین سو صفتین اون مین تھین انکے خلیفہ نظام نے پوچھا کہ اوسمین سے ہم مین بھی کوئی صفت ہی کہا بلکہ وہ سب صفتین تم مین موجود ہین انتہی آگے ایک حدیث

آویگی کہ حضور رسالت پناہ مین ایسی گفتگو ہوئی تھی شاید اوسی کی تقلید سے یہ نقل بنالی گئی ہی ایضاً
پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایکدن شاہ نظام اپنا سب گھر لوٹا کر ایک باریک لباس کا ندہونسے اٹھا کر پہینک پیچھے دیکھ
آ کھڑے ہوئے خدا تعالی کا حکم ہوا کہ ای سید محمد اوپر دیکھ جب اوپر دیکھا تو نظر آیا کہ تمام فرشتے وہی
لباس پہنے ہین پھر حکم ہوا کہ پیچھے دیکھ جب دیکھا تو نظام کو اوس لباس مین پایا حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ
ابوبکر صدیق نے کمل پہنا تھا اور ہمنے جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان کہ
کیا چنانچہ نظام نے تین دن تک وہ لباس نہ بدلا اور تمام فرشتے بھی وہی رنگ اوٹھائے رہے ایضاً پنجفضائل
مین لکھا ہی کہ ایکروز سید محمود جونپوری حجرے سے نکلکر اپنے مہاجرونکی جماعت مین آکر بولے جس شخص نے ابوبکر کو نہ
دیکھا ہو میان دلاور کو دیکھ لے ایضاً پنجفضائل مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ حق تعالی فرما
کہ شاہ نعمت کے حق مین یہ آیت پڑھ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ اور یہ بولے کہ
اور میان نعمت نے میدان توکل مین گھوڑے دوڑائے کچھ فرق نہ تھا مگر دو کمان کا اور وجہ اس دوڑانے کی
یہ تھی کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے ساتھ میدان حدانیت مین گھوڑے دوڑائے
تھے مجکو حکم ہوا کہ میان نعمت کے ساتھ گھوڑ دوڑ کر ایضاً پنجفضائل مین ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا
میان نعمت ہماری ولایت کی عمر ہین اور یہ بھی کہا کہ حیا مین ثانی عثمان ہین یہ نعمت بھی انکے خلیفہ ہین ا
انھونے خواب مین دیکھا کہ مین میران کا سر کہاتا ہون انکے میران نے تعبیر کی کہ تم ولایت محمدیہ کا مغز
کھاؤگے ایضاً کتاب مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اگر مین کسی نبی کو
نہ بھیجتا اور کوئی کتاب بھی نہ اوتارتا تب بھی سید محمود اور خوندمیر کو یہی مقام اور قرب حاصل ہوتا اور
انکے مرتبے کا کوئی آدمی کسی نبی اور مرسل کے پاس پیدا نکیا یہ فقط تمہی پر احسان کیا گیا واضح ہو کہ سید
نام انکے مہدی کے بڑے بیٹے کا اور خوندمیر نام داماد کا ہی چنانچہ بکرات گذر چکا ایضاً پنجفضائل مین لکھا
کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ میان سید خوندمیر ولایت کے اسد اللہ الغالب ہین ایضاً پنج فضائل مین
لکھا ہی کہ مہدی کے خلیفہ دلاور کو مراقبے مین معلوم ہوا کہ جیسا کہ جناب رسالت مآب کے چار یار ہین
مہدی کے بھی ہین پھر جبکہ مہدی سے اسکی تصدیق کے طالب ہوئے انھونے سر مراقبے مین جھکا
پھر اوٹھا کر کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ میران سید محمود ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان سید خوندمیر
پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نعمت ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نظام ہین پھر

جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ سائل ہی لیو یہان چار کے پانچ ہو گئے اور اسکی وجہ یہ بولے کہ زمانۂ رسول مین نبوت تھی وہان چار اصحاب ہوئے اور بندے پر ولایت ہی بحکم اس حدیث کے کہ الولایۃ افضل من النبوۃ یہان پانچ ہین **ایضاً** رسالہ بشارت نامے مین رسالہ سید و میان سے نقل کیا کہ جیسا کہ حضرت رسالت مآب کے اصحاب مین عشرۂ مبشرہ تھے مہدی کے اصحاب مین بارہ شخص ہین انتہی اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ مین اونکی تفصیل بھی دیکھنے مین آئی کہ پانچ یہی ہین جو کہ اوپر مذکور ہوئے اور سات یہ ہین آئین محمد ملک معروف عبد المجید ملک لوجی یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین غرضکہ اسیطرح جو القاب کہ اصحاب و اہل بیت حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے حق مین وارد ہوئے سب اپنے لوگون کے واسطے تراشتے ہین چنانچہ مریدونکا لقب اصحاب مہاجرین ٹھہرایا اور مریدون کے مریدونکا نام تابعین اور تبع تابعین قرار دیا اور بیعت کا نام بیعت الرضوان رکھا اور خوندمیر کے ہمراہ جو لوگ کہ گجرات مین لڑے یا مارے گئے اونکو اہل بدر بولتے ہین اور مہدی کی چارون بیبیون یعنی بی بی الہ دیتی اور بی بی ملکان اور بی بچی بون اور بی بی بھیکا کو ازواج مطہرات اور امہات المومنین لکھتے ہین اور انکی بیٹی کو فاطمۂ ولایت لقب کرتے ہین اور پانچ خلیفونکو صحابۂ کرام کہتے ہین اونمین سے دو صدیق سید محمود اور خوندمیر اور سید نجی بن خوندمیر نواسۂ مہدیکو خاتم مرشد اور حسین ولایت قرار دیتے ہین بلکہ ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ قطع نظر مہدی سے اونکے مرید و خادم بھی مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ جیسا کہ ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوئے ہین ای میان دلاور تمھارے پاس بھی ہون گے انتہی غرضکہ اس داستان سرائی سے معلوم ہوا کہ اصحاب اور اہل بیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور توقیر ان لوگون کے دلون مین اتنی بھی نہین ہی کہ سید محمد جونپوری کے مریدون اور بالکون سے اونکو اعلی ور افضل سمجھین بلکہ اون حضرات کو ایک تختۂ مشق ٹھہرایا ہی کہ جسکو چاہتے ہین اونسے تشبیہ و تفضیل دیتے چلے جاتے ہین کبھی شیخ نظام اور دلاور اور نعمت کو برابر امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ٹھہراتے ہین اور کبھی انھین نعمت کو ہم رتبہ عمر فاروق کا اور ثانی عثمان بتاتے ہین اور خوندمیر کو ولایت کے اسد اللہ الغالب بولتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ سید محمود اور خوندمیر کے رتبے والا کسی پیغمبر کے اصحاب مین ولی شخص نہوا ہی اور کبھی چار کے پانچ اور دس کے بارہ خلیفہ اور مبشر ٹھہراتے ہین اور کسیکو ام المومنین اور کسیکو حسین ولایت اور کسیکو فاطمۂ ولایت مقرر کر لیتے ہین اور چونکہ ولایت انکے نزدیک افضل ہی نبوت سے

یہ سب ولایت کے عہدہ دار بھی اصحاب اور اہل بیت نبوت سے افضل ہونگے بلکہ کچھ عجب نہیں ہی اسواسطے
کہ فصل آیندہ میں آویگا کہ یہ اونکو انبیا و مرسلین کے برابر سمجھتے ہیں العیاذ باللہ کیا جرأت ہی خدا و رسول کے
جو منہ میں آیا سو بول بیٹھتے ہیں اور ذرا بھی حضرت رسالت مآب کی رعایت سے اونکے اصحاب کا ادب
نہیں کرتے ہیں اب چند حدیثیں رعایت آداب میں اصحاب حضرت رسالت مآب کے اور اونکی فضیلت میں
بیان کیجاتی ہیں کہ دین کے سمجھدار سنکر بولیں مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا صواعق محرقہ
میں لکھا ہی کہ خطیب نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ان الله اختارني واختار لي اصحابا واختار لي منهم اصهارا وانصارا فمن حفظني
فيهم حفظه الله ومن اذاني فيهم اذاه الله تعالی یعنی اللہ تعالی نے مجکو پسند کیا اور میرے واسطے
اصحاب چنے اور اون میں سے میرے واسطے داماد اور سسر اور مددگار انتخاب کیے پس جو شخص کہ اونکے
حق میں میری پاس خاطر کریگا اوسکی خدا نگہبانی کریگا اور جو کہ اونکے مقدمے میں مجکو تکلیف دیگا اللہ تعالی
اوسکو تکلیف پہونچائیگا اور امام بغوی اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی ابن عیاض انصاری سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظوني في اصحابي واصهاري فمن حفظني فيهم
حفظه الله في الدنيا والآخرة ومن لم يحفظني فيهم تخلى الله منه ومن تخلى الله منه يوشك
ان ياخذه یعنی میری رعایت کرو میرے اصحاب اور اصہار کے مقدمے میں پس جسنے میری رعایت کی اونکے
باب میں محفوظ رکھیگا اوسکو حق تعالی دنیا اور آخرت میں اور جسنے نہ رعایت کی میری اونکے باب میں الگ
ہوگیا اوس سے اللہ تعالی اور جس سے اللہ تعالی الگ ہوگیا قریب ہی کہ گرفت کریگا اوسکو اور دارقطنی نے
روایت کی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا من حفظني في اصحابي ورد على الحوض ومن لم يحفظني
في اصحابي لم يرد على الحوض ولم يرني یعنی جسنے کہ میری پاسداری کی میرے اصحاب کے باب میں
حوض کوثر پر میرے پاس آویگا اور جسنے میری پاسداری نکی میرے اصحاب کے باب میں میرے پاس حوض کوثر
پر آویگا اور نہ مجکو دیکھے گا اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے احفظوني في اصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم یعنی میرا خیال رکھو میرے
اصحاب کے باب میں اور اونکے تابعین اور تبع تابعین کے باب میں اور ابن عدی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ان شرار امتي اجرأهم على اصحابي یعنی میری امت میں بدتر وہ لوگ ہیں کہ میرے

اصحاب پر زیادہ جرأت کرتے ہین اور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا اذا اراد اللہ برجلٍ من امتی خیرا القی حب اصحابی فی قلبہ یعنی جب اللہ تعالی کسی شخص کے
ساتھہ میری امت مین سے نیکی کیا چاہتا ہی میرے اصحاب کی محبت اوسکے دل مین ڈالتا ہی اور ابن عمر
نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما شانکم و شان اصحابی ذرونی اصحابی
ذرونی اصحابی فو الذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل اُحدٍ ذہبا ما ادرک مثل عمل احدہم
واحدًا یعنی تمکو میرے اصحاب سے کیا کام ہی میرے اصحاب کو مجہہ چھوڑدو میرے اصحاب کو مجہہ چھوڑدو پس قسم ہی
اوس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھہ مین ہی اگر تم مین سے کوئی شخص اُحد کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرے ایک
صحابی کے ایکدن کے عمل برابر رتبہ نپاوے اور حاکم نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو
فرمایا اما انہ لا یدرک قوم بعدکم صاعکم ولا مدکم یعنی آگاہ ہو کہ نہین پاویگا کوئی قوم کہ بعد تمہارے
آوے تمہارے صاع اور مد بھر خرچ کرنے کا رتبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی کی روایت
آیا ہی لو ان احدکم انفق مثل اُحدٍ ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصفہ یعنی اگر دوسرون مین
سے کوئی کوہ احد برابر سونا خرچ کرے صحابی کے نہ ایک مد نہ آدھے مد کے درجے کو پونہچے گا مد اور صاع
پیمانے ماپ کے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ پچھلون مین سے کوئی کتنی مجاہدہ اور عبادت کرے اور اعلی
درجہ ولایت کو پونہچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادنی عمل کی برابری نہین کرسکتا ہی اسکے دو سبب ہین
ایک یہ کہ جو کچھہ اسلام اور ایمان عالم مین پھیلا اوسکے سبب وہی ہین کہ نہایت غربت اور بیکسی کے وقت مین
اپنے مال اور جان نثار کرکے اور محنتین سخت سخت اوٹھا کر اور تمام خویش و آشنا سے بیگانہ بنکر اسکو
جمایا اور اسلام کو اطراف و اکناف عالم مین پھیلایا اب قیامت تک جسکو کلمہ محمدی نصیب ہوگا بدولت و طفیل انھین
حضرات کے ہوگا اور جو کچھہ اوس کلمے پر مقامات ولایت و امامت کے متفرع ہونگے اوس سب کے سبب او
علت یہی حضرات ٹھہرینگے پس بموجب اس حدیث کے کہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل
بہا یعنی نیک راہ نکالنے والے کیواسطے اوس راہ نکالنے کا بھی ثواب ہی اور جو لوگ اوس پر عمل کرینگے اونکا بھی
ثواب جیسا کہ اونکو ملیگا اوسیقدر اسکو بھی ملیگا پس پچھلے زمانے کے لوگ کسی طرح سے انسے زیادہ یا انکے
برابر نہین ہوسکتے ہین دوسرا سبب یہ ہی کہ چونکہ اللہ تعالی صورتون اور اعمال کو نہین دیکھتا ہی بلکہ نیتون
دیکھتا ہی خوبی عمل کی بقدر خلوص نیت اور صفاے باطن کے ہی اور بسبب تاثیر صحبت حضرت رسالت

جسقدر کہ انکے بواطن اور نیات مزکی اور مصفا تھے دوسرونکو نصیب نہین ہی اسیواسطے مشائخ طریقت فرماتے ہین کہ ایک نگاہ کہ جمال مصطفوی پر پڑے وہ کام کرتی ہی کہ چلّون اور خلوتون سے وہ بات حاصل نہین ہوتی اور یہی سبب ہی کہ قرن نبوت کا سب قرنون سے افضل ہوا جیسا کہ ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی بہترین قرنونکا قرن میرا ہی پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہونگے اور ابو نعیم نے حلیہ مین روایت کی کہ خیر ھذہ الامۃ اولہا واخرھا اولہا فیہم رسول اللہ واخرھا فیہم عیسیٰ بن مریم وبین ذلک فیج اعوج لیسوا منی ولست منہم یعنی بہتر اس امت کے پہلے اور پچھلے ہین پہلون مین تو رسول اللہ ہین اور پچھلون مین عیسیٰ بن مریم ہین اور درمیان اسکے فوج ٹیڑھی ہی کہ وہ لوگ نہ میرے طریق پر ہین اور نہ مین اونسے راضی ہون اور جاننا چاہیے کہ جیسا کہ القرآن یفسر بعضہ بعضا یعنی قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے سمجھ مین آجاتے ہین ایسی حدیث مین بھی ایک حدیث دوسری حدیث کی شرح کردیتی ہی پس اس حدیث مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیثونمین جو آیا ہی کہ حال میری امت کا مانند حال باران کے ہی کہ معلوم نہین ہوتا کہ اول اوسکا بہتر اور مفید ہی یا آخر اوسکا مراد اوس سے اصحاب عیسیٰ علیہ السلام کے ہونگے کہ انھون نے باوجود اس شرف کے کہ اتباع اور پیروی حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات نہایت حاصل کین صحبت اور دیدار حضرت عیسیٰ روح اللہ سے بھی سعادت اندوز ہوئے اسواسطے اون مین دو قسم کے کمال اور دو طرح کے ثواب اکٹھا ہوئے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پچھلی امت کا حال ہوا کہ جب انھون نے ہمارے حضرت کا زمانہ پایا اور ایمان لائے اونکو دوہرا اجر ملا ایک اپنے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور اتباع کرنیکا دوسرا ہمارے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور متابعت او صحبت اختیار کرنیکا فرق اتنی ہوا کہ ہمارے حضرت نے شریعت عیسویہ کو منسوخ فرماکر اپنی شریعت پر اونسے عمل کروایا اور عیسیٰ علیہ السلام جب اوترینگے اپنی شریعت پر حکم نکرینگے بلکہ خلق کو اسی شریعت محمدیہ پر چلاوینگے پس اس راہ سے حضرت عیسیٰ سلام اللہ علیہ اس امت کے اولیا مین من وجہ داخل ہین لیکن افضل ابوبکر صدیق رض سے ہین اور قیامت کے روز اونکے واسطے دو حشر ہونگے ایک حشر زمرۂ رسولونمین ساتھ لواء رسالت کے اور ایک حشر زمرۂ اولیا مین ساتھ لواء ولایت کے جیسا کہ کتاب الیواقیت والجواہر مین شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتوحات مکیہ سے نقل کیا اور کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کہ اس امت کے

افضل ہین اور ایسے ہی حضرت خضر علیہ السلام بھی کہ مقام اونکا برزخی ہی درمیان ولایت اور نبوت کے چنانچہ شیخ
اکبر نے فتوحات مین فرمایا کہ مقام خضر علیہ السلام کا نبوت سے نیچے اور صدیقیت کے اوپر ہی اور فرمایا کہ
مجھسے اونھون نے بالمشافہہ اپنا یہ مقام بیان فرمایا اور اسکو مقام قربت کہتے ہین اور یہ بھی کہا کہ شیخ نے فتوحات
فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سواے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے
نہین ہی انتہی اس مقام سے معلوم ہوا کہ مہدی حقیقی سے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ رتبہ عالی رکھتے ہین
چہ جاے مہدی جعلی بھلا اب کہان پتا لگتا ہی اونکے چیلون بالکون کا کہ جنکو حضرت ابوبکر کا ہم جنب ٹھہراتے
اور تسلیم کرنا قول شیخ اکبر کا مہدویون پر اہم واجبات سے ہی اسواسطے کہ انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ
محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم بند کیا ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے
چوبیسوین ۲۴ باب مین منقول ہی بس اب دو الزام سے ایک الزام ان پر لامحالہ تمام ہوا اور ہر صورت مین مہدویت
بطلان لازم آیا یعنی اگر یہ کشوف کہ جس مین اپنے مریدونکو برابر یا برتر صدیق اکبر کا ٹھہرایا ہی صحیح ہین
تو وہ کشف غلط ہی کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھکر لکھتے تھے اور اگر وہ صحیح ہی تو یہ کشوف سابقہ سب
غلط ہین اور ہر دو صورت مین یہ مہدی نہووے کہ اونکے حق مین تو وارد ہی کہ لا یخطی یعنی خطا نکریگا جیسا کہ
یہ لوگ جابجا اسکے قائل ہین بلکہ تردید کی کیا حاجت ہی شق ثانی کو تسلیم کرنا چاہیے تا کہ فقط انھین کی تخطئہ
کہ ہر دو صورت مین ناگزیر ہی اقتصار کیا جاوے اور تخطیہ شیخ اکبر اور جمہور امت کا کہ افضلیت ابوبکر
صدیق کے قائل ہین لازم نا آوے اگرچہ اسقدر انکے الزام کے واسطے کافی تھا لیکن اور بھی چند فقرہ
تبرکا بیان کیجاتی ہین صواعق محرقہ مین ہی کہ دارقطنی نے روایت کی کہ عبداللہ محض کے صاحبزادے نے کہ
لقب اونکا نفس زکیہ تھا فرمایا هما افضل عندي من علي یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نزدیک
میرے افضل ہین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے اور انکو محض اسواسطے کہتے ہین کہ سب سے پہلے دنیا مین سید
اور حسینی بھی ہوے اور دارقطنی نے روایت کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ما ارجو من شفاعة علي
شيئا الا وانا ارجو من شفاعة ابي بكر مثله وقد ولدني مرتين یعنی جسقدر کہ مین علی کی شفاعت کی امید
رکھتا ہون اسیقدر مجکو ابوبکر کی شفاعت کی امید ہی اور ابوبکر سے مین دوبار پیدا ہوا ہون وجہ اسکی یہ ہی کہ والدہ
امام جعفر کی ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہین اور والدہ ام فروہ کی اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر ہین

ہین رضی اللہ تعالی عنہم اور فرمایا کہ ان الخبثاء من اهل العراق یزعمون انا نقع فی ابی بکر و عمر وهما والدای
یعنی خبیث لوگ عراق والے گمان کرتے ہین کہ ہم اہل بیت بدگوئی کرتے ہین حق مین ابوبکر اور عمر کے اور وہ دونون
میرے والد ہین اور حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین
ولا صاحب یس افضل من ابی بکر یعنی نہ کوئی مصاحب تمام انبیا اور مرسلین کا اور نہ مصاحب یس یعنے
حبیب نجار افضل تھے ابوبکر سے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالتپناہ نے اذا کان یوم القیمۃ نادی
مناد لا یرفعن احد من هذه الامۃ کتابہ قبل ابی بکر یعنی جب دن قیامت کا ہوگا ایک منادی ندا کریگا کہ
کوئی شخص اس امت محمدیہ سے اپنا نامۂ اعمال پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیش نکرے اور ابن عساکر نے روایت
کی کہ حضرت نے فرمایا خصال الخیر ثلثمائۃ وستون تین سو ساٹھ نیک خصلتین ہین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھمین ان خصلتون سے کوئی ہے فرمایا کلها فیک فهنیئا لک یا ابا بکر وہ سب خصلتین
تجھ مین ہین پس خوش ہو وین تجکو ای ابوبکر اور دارقطنی نے روایت کی کہ امام محمد باقر سے لوگون نے
حال شیخین کا پوچھا فرمایا انی اتولاهما مین اون سے محبت رکھتا ہون ایک شخص اوس مجلس مین بولا کہ
شیعہ گمان کرتے ہین کہ آپ ایسی باتین بطور تقیہ کے فرماتے ہین فرمایا انما یخاف الاحیاء ولا یخاف
الاموات فعل اللہ بهشام بن عبد الملک کذا وکذا یعنی ڈرا جاتا ہے زندون سے نہ مردون سے اللہ تعالے
ہشام بن عبد الملک کا ایسا اور ایسا برا کرے یعنی صحابہ کرام مر گئے اب ہم اون سے کیون ڈرین کہ تقیہ کرین
ہم تو ایسے سے خوف ہین کہ ہشام بن عبد الملک کو خلیفہ عصر ہی برملا برا کہتے اور سید اسعد مکی نے شہب
محرقہ مین نقل کیا کہ ابو یعلی موصلی اور ابو نعیم اور ابن عساکر وغیرہم نے عبد خیر سے روایت کی کہ خطب علی
فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر الصدیق وافضلهم بعد ابی بکر
عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیتہ فسئل عن الذی لو شئت ان سمیتہ قال
المذبوح کما تذبح البقرۃ یعنی خطبہ پڑھا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا کہ افضل الناس بعد پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق ہین اور بعد ابوبکر کے افضل الناس عمر ہین اور اگر مین تیسرے کا نام بولنا چاہون
تو بول سکتا ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہے فرمایا کہ مذبوح جیسا کہ گائے ذبح کی جاتی ہے یعنی خود آنجناب
موصوف اور عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند مین وہب سوائی ابی جحیفہ سے روایت کی کہ کہا خطبنا
علی فقال من خیر هذه الامۃ بعد نبیها فقلت انت یا امیر المومنین قال لا خیر هذه الامۃ بعد

ہمارے پیغمبر کے میں نے عرض کیا کہ تم یا امیر المؤمنین فرمایا نہیں فضل اس امت کے بعد ہمارے پیغمبر کے ابوبکر ہیں پھر
عمر ہیں اور صواعق میں ہے کہ روایت کی ابو بکر الاسماعیلی نے کہ کہا ابو جحیفہ نے کہ میں نے سنا کہ علی مرتضی رضی اللہ
عنہ کو منبر پر کہ فرماتے تھے ان خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم خیرهم عمر یعنی افضل اس
امت میں بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں اور ذہبی نے کہا کہ جس وقت کہ جناب مرتضوی اپنی
مملکت میں کرسی خلافت پر تھے یہ حدیث اونسے بتواتر منقول ہوئی یہانتک کہ کچھ اوپر اسی آدمی نے اوس کو
روایت کی اور بعض طرق میں اس لفظ سے روایت ہوئی کہ فرمایا الا وانه بلغنی ان رجالا یفضلونی
وجدته فضلنی علیهما فهو مفتر علیه ما علی المفترین یعنی آگاہ ہو کہ مجکو خبر پہونچی ہے کہ کچھ لوگ مجکو
تفضیل دیتے ہیں پس جسکو میں پاؤں فضیلت دیتا ہوا ان دونوں پر وہ مفتری ہے اوسکی وہی سزا ہے
جو کہ مفتریوں کی سزا ہے غور کا مقام ہے کہ حضرت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ کو تفضیل دینے والا مفتری ٹھہرے اور بیان جو اونکے بالکل تفضیل دینے والا مفتری ہووے بلکہ اپنا
لقب صادق رکھے اور کہے کہ کونوا مع الصادقین ہمارے واسطے ہے فانها لا تعمی الابصار ولکن
تعمی القلوب التی فی الصدور اور عبد بن حمید اور ابو نعیم نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی و فی لفظ ما طلعت
الشمس علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر یعنی آفتاب نے طلوع و غروب نکیا اوپر ایسے
کہ افضل ہو ابوبکر سے اور ایک عبارت یوں ہے کہ نہ طلوع کیا آفتاب نے بعد انبیا اور مرسلین کے اوپر کسی کہ افضل ہو
ابوبکر سے اور طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے ان روح القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتک
بعدک ابوبکر یعنی روح القدس جبرئیل نے مجکو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل بعد تمہارے ابوبکر ہے اور
دارقطنی نے روایت کی کہ جندب اسدی نے کہا کہ ایک روز کچھ لوگ کوفے اور حیرہ کے خدمت میں محمد بن عبد اللہ بن حسن
رضی اللہ عنہم کے حاضر ہو کر حال ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا پوچھنے لگے اوسکو مخاطب کر کے میری طرف متوجہ
فرمایا انظر الی اهل بلادک یسئلونی عن ابی بکر و عمر لهما عندی افضل من علی یعنی ملاحظہ کر اپنے
ملک کے لوگونکو مجھسے سوال کرتے ہیں حال ابوبکر و عمر کا حالانکہ وہ دونوں نزدیک میرے افضل ہیں علی سے انتہی
اور مشکوۃ المصابیح میں بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آخر میں ایک حدیث سے کہ فرمایا حضرت رسالت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان هذا ملك لم ینزل الارض قط قبل هذه اللیلة استاذن ربه ان
یسلم علی ویبشرنی بان فاطمة سیدة نساء اهل الجنة وان الحسن والحسین سید اشباب اهل
الجنة رواه الترمذی یعنی یہ ایک فرشتہ ہی کہ آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اوترا تھا اپنے رب سے پروانگی
مانگ کر آیا کہ مجکو سلام کرے اور خوشخبری سناوے کہ فاطمہ سب بیبیون اہل جنت سے بہتر ہین اور حسن اور حسین
سب جوانون اہل جنت سے افضل ہین اور انس رضی سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ابوبکر وعمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین رواه الترمذی
ورواه ابن ماجة عن علی رض یعنی ابوبکر اور عمر رضی کهول بہشتیون کے ہین اولین اور آخرین سے سوا انبیا اور
مرسلین کے کهول جمع کهل کی ہی اور کهل مرد میانہ سال و موبہ کو کہتے ہین کذا فی الصراح یعنی جو لوگ کہ دنیا مین
کہل سن مین اونکے یہ سردار ہین ورنہ بہشت مین سب جوان ہونگے صاحب مرقات نے کہا کہ جامع صغیر مین
ہی کہ اس حدیث کو روایت کیا امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے علی رضی سے اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے
اور ابو یعلی نے اور ضیاء نے مختارہ مین انس رضی سے اور طبرانی نے اوسط مین جابر رضی اللہ اور ابو سعید رضی سے
اور ضیا نے مین علی رض سے انتہی اور شیخ عبد الحق نے فرمایا کہ جب سردار بڈھون کے ہوئے جوانون کے بدرجہ
اولی ہوئے اور موید اس قول کی وہ روایت ہی کہ مرقات مین امام احمد رح سے منقول ہوئی کہ سیدا کهول
اهل الجنة وشبابها بعد النبیین والمرسلین یعنی وہ دونون سید ہین بڈھون اہل جنت اور جوانون
اسکی کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان سے معلوم ہوا کہ لفظ کهول حدیث مین واسطے احتراز کے غیر کهول
سے نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ سوا انبیا و مرسلین علیہم السلام کے سب سے افضل ہین اسی واسطے مرقات مین لکھا
ہی کہ مراد اولین سے اولیا پہلی امتون کے ہین پس داخل ہین اصحاب کہف سے اور مومن آل فرعون سے اور
حضرت خضر سے بشرطیکہ ولی ہون اور مراد آخرین سے اولیا اور علما اور شہدا اس امت کے ہین اور الا النبیین
والمرسلین کی قید سے حضرت عیسی علیہ السلام خارج ہوگئے اور خضر بھی بشرطیکہ نبی ہون پس تعبیر بلفظ
کهول اسواسطے فرمائی کہ حالات انسانی مین یہ حالت کمال عقل و حلم کی ہوتی ہی اور جنت مین درجہ بقدر عقل کے
ملیگا جیسا کہ خجندی روایت کرتے ہین کہ حضرت نے جناب مرتضی کو فرمایا کہ جب آدمی طرح طرح کی نیکیون سے
قرب الہی ڈھونڈھین تم بانواع عقل قرب پیدا کرو اب سوال کیا جاتا ہی کہ تمہارے مہدی بھی کلگشت
بہشت کا ارادہ رکھتے ہین یا نہین اگر رکھتے ہین تو مہتری اور سیادت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبول

لڑین اور دعوی برابری او برتری سے نسبت بحضرت رسالت اور انکے اصحاب کے توبہ کرین جہ
یہ جو صاحب تحفہ فضائل نے لکھا ہی کہ مہدیکو حکم آلہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا تھا اور
جبرئیل اور سب فرشتونکو کملی پوش بنایا تھا ایسا ہی یہان بھی کیا انتہی جیسا کہ شروع اس باب مین ضمن نقل
گذر چکا نے اصل مخفی ہی اسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا سب مال لاکر حضرت رسالت مین نذر کہ
تو متقرر ثابت ہی چنانچہ مشکوۃ مین امیر المومنین عمرؓ سے روایت ہی قال امرنا رسول اللہ صلی ا
والہ وسلم ان نتصدق ووافق ذلک عندی مالا فقلت الیوم اسبق ابا بکر ان سبقتہ
یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ابقیت لا
فقلت مثلہ واتی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یا ابا بکر ما ابقیت لاھلک فقا
ابقیت لھم اللہ ورسولہ قلت لا اسبقہ الی شئ ابدا رواہ الترمذی وابو
یعنے کہا امیر المومنین عمر نے کہ ہمکو حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم راہ خدا تعالی مین
خرچ کرین اور اتفاقا اسوقت میرے پاس مال بھی بہت موجود تھا پس مینے کہا کہ اگر میری
مین کبھی ابوبکر پر غالب ہوتا ہی تو آج کے دن مین اون پر غلبہ لیجاؤنگا پس مینے اپنا آدھا مال
حاضر کردیا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے اہل وعیال کے واسطے کسقدر چھوڑ آیا مینے عرض کیا
لایا ہون اسیقدر اونکے واسطے بھی چھوڑ آیا ہون اور ابوبکر صدیق نے جو کچھ کہ پاس تھا سب حاضر کیا
پوچھا کہ اپنے اہل وعیال کے واسطے کیا کچھ چھوڑ آئے عرض کیا خدا اور رسول کو اونکے واسطے چھوڑ
مینے دل مین کہا کہ کسی چیز مین اونپر سبقت نہ لیجا سکونگا کبھی انتہی لیکن جبرئیل اور فرشتونکا مثل ا
صدیق کی پوشاک بدلنا اسکے ثبوت مین کلام ہی صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ بغوی اور ابن عساکر نے
کی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ایکروز مین خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر
اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ بھی وہان ایک عبا پہنے ہوے کہ دونون طرف اسکے کانٹیون اور کانٹون
اٹکا کر ملائے ہوئے حاضر تھے اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہوکر اس حال کا حضرت سے استفسا
حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر نے قبل فتح مکے کے سب مال مجھپر خرچ کر ڈالا جبرئیل نے کہا کہ حق تعالی اونکو سلا
فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اس فقر مین مجھسے راضی ہو یا نہین ابوبکرؓ نے کہا کیا مین اپنے پروردگار سے نا
ہونگا مین اپنے پروردگار سے راضی ہون انتہی اور یہ حدیث کہ ضعیف ہی چنانچہ اور ابو نعیم نے ابوہریرہ

ابن سعدؒ وسے مثل اس حدیث کے روایت کی اور سند اسکی بھی ضعیف ہی اور ابن عساکرؒ نے مانند اسکے
روایت کی ابن عباسؓ سے اور خطیبؒ نے بواسطے ایک سند کے ابن عباسؓ سے یون روایت کی کہ جبرئیل ایک
طنفسہ یعنی پارچہ گستردنی پہنے ہوئے اور اسکو کانٹون سے اٹکائے ہوئے آئے جب حضرت رسالت پناہ نے
سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو فرمایا ہی کہ تم آسمان میں تخلل بخلال ہو جیسا کہ
ابوبکر زمین میں ہوئے ہیں ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث نہایت منکر ہی اور اگر اس حدیث اور اس سے پہلے
کی حدیث کو بہت سے لوگ متداول نکیے ہوتے تو اسی سے اعراض کرنا بہتر تھا اور امام قطب الدین
محمد بن محمد کومی نے کتاب الکشف والافصاح عن الحدیث الموضوعات الملتبسۃ بالصحاح میں لکھا ہی کہ
ھذا وضع ید الاشنانی یعنی اس حدیث کو بنایا ہی وہاتھ اشنانی نے اور حافظ ابن العراق نے اپنی کتاب
اسماء الرجال اور تذکرۃ موضوعات میں لکھا کہ یہ حدیث ابن عباس سے بطریق ابی بکر اشنانی کے مروی ہے
وھو مما عملت یداہ یعنی اور وہ منجملہ ان حدیثوں کے ہی کہ ابوبکر اشنانی کے دونہاتھون نے
بنایا ہی انتہی اب غور کرنے کا مقام ہی کہ انکے مہدی اس قسم کے رطب و یابس کہیں سنکر یا کسی کتاب
میں دیکھکر تقلیداً ویسی باتیں اپنے اور اپنے مریدون کے واسطے بنالیا کرتے تھے اب اونکے بالکے
غائیت جہل وبیخبری سے اوس سب کو قطعیات اور یقینیات سمجھتے ہیں حاصل کلام حدیث اول یعنے
حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تخلل بعبا ہونا اگرچہ ضعیف ہی لیکن موضوع نہیں ہی اور امت نے اسکو قبول کیا ہی
کہ آج تک مزورین مدینہ طیبہ کے جبکہ مرقد انور صدیق اکبر پہ سلام پڑھتے ہیں یہ الفاظ بھی وسمین شریک
کرتے ہیں کہ یا من انفق مالہ کلہ فی سبیل اللہ حتی تخلل بالعبا اور حدیث ثانی یعنی جبرئیل
او ملائکہ آسمانی کا تخلل بالطنفسہ ہونا موضوع ہی اور اوسکا موضوع ہونا اہل علم حدیث پر اسقدر ظاہر ہی کہ
اوسکے واضع کا بھی نام معلوم ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ تمہارے مہدی کو اپنے کشف سے کہ عرش سے فرش تک
پھیلا تھا یہ بات منکشف ہوئی تھی کہ یہ قصہ غلط ہی اور ابوبکر اشنانی کی گڑھت ہی کہ خدا اور رسول اور
ملائکہ پر افترا کیا ہی یا بالکل معلوم نہوئی تھی اگر معلوم تھی تو کیون حدیث باطل کی روایت کی اور خدا اور عالم
کیطرف ایسے کذب کی نسبت کی اور انکا کیسا تقوی تھا اتنی بڑی معصیت سے اجتناب نکیا کہ حدیث
متواتر المعنی ہی کہ من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جسنے کہ جھوٹ باندھا مجپر قصداً
پس ٹھہراوے جلے اپنی آگ میں اور مسلم اور ترمذی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے

کہ من حدث عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور ابن ماجہ مین یون ہے کہ
من روی عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور لفظ کاذبین بصیغہ جمع و تثنیہ
دونون طرح سے روایت کیا گیا ہے یعنی جو شخص کہ مجھسے کوئی حدیث روایت کرے اور حالانکہ جانتا ہے
کہ وہ جھوٹ ہے پس وہ روایت کرنے والا بھی جھوٹون مین سے ہے یا ایک دو جھوٹون مین سے ہے یعنی ایک وہ
شخص کہ جسنے اس حدیث کو بنایا دوسرا وہ کہ جسنے لوگونکو سنایا اور امام نووی نے شرح مسلم مین
فرمایا کہ حرام ہے حدیث موضوع کا روایت کرنا اوس شخص کو کہ جانتا ہو کہ وہ موضوع ہے یا گمان غالب رکھتا ہو
خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ سے ہو سب حرام ہے اکبر کبائر سے اور اقبح القبائح
سے ہے باجماع اون مسلمین کے کہ اجماع مین قابل شمار کے ہین و اجماع ہے اہل حل و عقد کا کہ عوام الناس سے بھی
جھوٹ بولنا حرام ہے چہ جائیکہ اوس ذات پر کہ قول اوسکا شرع ہے اور کلام اوسکا وحی ہے اور کذب اوسپر
مانند جھوٹ باندھنے کے ہے خدا تعالی پر اسلیے کہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ
یُوحَىٰ انتہی جیسا کہ رسالہ موضوعات مین ملا علی قاری نے نقل کیا اور یہان تو مانند اوسکے بھی نہ
ہوا بلکہ براہ راست خداوند عالم پر بھی کذب باندھا گیا اسلیے کہ حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کملی پہنی
تھی اوسیطرح جبرئیل اور سب فرشتونکو کملی پوش بنایا تھا اسلیے یہان بھی کہا کہ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا یعنی پس کون ظالم زیادہ ہے اس شخص سے کہ باندھے اللہ تعالی پر جھوٹ اور یہی
ڈر سے خلفاے راشدین باوجود اس طول صحبت کے نہایت کم حدیث روایت کرتے تھے اور حضرت ابوبکر
اور عمر سے جب کوئی ایسی حدیث بیان کرتا کہ وہ حضرت رسالت سے نہ سنی ہوتی تو اوس سے گواہ مانگتے
تھے اور ڈراتے تھے اور علی مرتضی رضی قسم کھلواتے تھے اور بعض صحابہ و تابعین احتیاطا بعد روایت
حدیث کے یہ الفاظ بولتے تھے قریبا من ہذا و نحو ہذا و شبہ ہذا یعنی یہی الفاظ فرمائے ہین یا انکے
قریب و مشابہ فرمائے ہین اور اگر انکے نزدیک یہ بات بالکل معلوم نہوئی کہ ملائکہ آسمانی کملی پوش ہوئے
تھے اور ابوبکر کی نشانی ہے یہ افترا کیا ہے بلکہ انھون نے دوسرون سے سنکر بحسن ظن روایت کر دیا تو وہ دو قباحتین
لازم آئین ایک تو خداوند عالم کیطرف جھوٹ نسبت کی دوسرا یہ کہ وہ کلام انکا غلط ٹھہرا کہ جبرئیل علیہ السلام
بندیکو احوال تمام موجودات کے ایسے بتلاتے ہین جیسا کہ کسی کے ہاتھ مین رائی کا دانہ ہو وہ [illegible]
لما اختصہ یہان لیے اور واقف ہو چکا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے غرضکہ بہر تقدیر بطلان اس حدیث کا

لازم آیا اسواسطے کہ دانستہ کذب حضرت رسالت پر اور رب العزت پر باندھنا مہدی کی شان نہین ہی
اور اگر نادانستگی سے تھا تو احوال تمام موجودات کی غیب دانی کا دعوی غلط ہوا اور مہدویون کے نزدیک
مہدی کے کشف و دعوے مین خطا ممکن نہین ہی

باب ششم بیان مین ان بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیاء و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالة سید الاولین والآخرین کے ادا کی ہین

شواہد الولایت کے اونیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایک روز میران نے عزیز اللہ اور مخدوم کے حق مین کہا کہ ان دونون کو مقام ابراہیم صلوة اللہ وسلامہ علیہ کا دیا گیا ہی اگر جیتے اور آگے کو بڑھ جاتے لیکن کوچ کیا چاہتے ہین جب وعظ ہو چکا وہ دونون شخص سے دست بوس کر کے رخصت ہوئے ایک تیسرے دن مرا اور دوسرا دوسرے دن **ایضاً** مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ ملک سند مین بادشاہ اور وہان کے مسلمانون نے نہایت تنگ کیا یہان تک کہ بھوکون کے مارے چوراسی مرید ہمراہی میران کے مر گئے میران نے بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیاء مرسلین و اولو العزم کے ملے **ایضاً** شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ مہاجر نے مردے کو زندہ کیا اور مہدی نے اوسکو قائم مقام حضرت عیسی علیہ السلام کا فرمایا مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ البتہ فیض یافتہ ذات مہدی کو چاہیے کہ عین مقام عیسی علیہ السلام مین قم باذن اللہ سے احتراز کرے **ایضاً** شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایکدن میران نے کہا کہ خداوند تعالی نے بندے کے وصف پیغمبرون سے بیان فرمائے اسلیے اکثر پیغمبرونکو تمنا تھی کہ بندے کی صحبت مین پہونچین اور اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ اکثر انبیاء اور مرسلین و اولو العزم دعا مانگتے تھے کہ بار خدایا ہمکو امت محمدی مین کر کے مہدی کے گروہ مین داخل کر دے اون مین سے حضرت عیسی کی دعا مقبول ہوئی کہ اب آکر بہرہ یاب ہون گے چنانچہ صاحب دیوان مہدی اون کے نعت مین لکھتا ہی

شعر بل چہ عالم کہ آدم و عیسی + نہ یحیی و خلیل از موسی + بود و غایت بصحبتش ہوسے + (یعنی فرقہ مہدویہ سے ۱۲)
ہر چہ ہست از ولایت ست ظہور + ولہ نقطہ آن دائرہ مفضلان + شد متمناے ہمہ مرسلان +
خواست ز حق ہر یکے از اولین + رب اجعلنی لمن الآخرین +

معلوم رہے کہ اس قوم مین کلام خوندمیر اور نقلیات اور کلام مہدی اور مولود اصل الاصول شمار کیا جاتا ہی جیسا کہ رسالہ بشارت نامے مین لکھا ہی **ایضاً** تحفہ فضائل مین لکھا ہی کہ میران قضاے حاجت کے واسطے جاتے تھے حاجی محمد فرہی نے

پوچھا کہ میران جیو خدام تو آپ نے مصطفی کی بات و رنگے میراں نے ہاتھ پیچھے کر کے کہا کہ بندے کے پیچھے آوین
فقیرا حاجی محمد کو مقام عیسی روح اللہ کا حاصل ہو گیا میران سکندر کی پھر توجہ پا بعد ہنر نے سندھ کے
طرف نگر ٹھٹھہ کے جا کر دعوی عیسویت کا کیا وہاں کے حاکم نے اوسکا سر کاٹ ڈالا سید محمود نے بھی شیخ
اوسکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا اور اوسکے قتل کی خبر سنکر اوسے بلائے شاہ دلاور نے بشارت دی تو
اسکے غرغرہ کے وقت توبہ قبول ہے کہی سید محمود نے کہا کہ مہدی کی تصدیق کیا تھا خاتم سلیمانی شواہد
شیخ مصطفا مجالس میں لکھا ہے کہ دلاور سے آئے اپنے میران جی سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام اپنی آل کے پیچھے سے بالا
ستر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام پیچھے سے بالا ستر تک مسلمان تھے اور ایسے ہی موسی علیہ السلام
پیچھے سے ستر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام پیچھے سے بالا ستر تک مسلمان تھے دوسری بار جو آوین
پورے مسلمان ہو جاوینگے آپ ہی سے مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہے کہ کہا
کہا ہے جیسا کہ خدا تعالی کو شہید کیجئے وہ شکر ہی ایضاً شواہد الولایت کے چھپنویں باب میں لکھا
کہ میران نے کہا کہ حق تعالی نے ارواح اولین اور آخرین کی حاضر کر کے فرمایا کہ اے سید محمد ان سب کا
پیشوا ہونا قبول کر پہلے میں نے اپنی عاجزی پر خیال کر کے عذر کیا پھر عنایت خدا تعالی پر نظر کر کے جانا
ہے شکر کر کے کہا اگر چہ اس سے زیادہ ہوں تو بھی قبول کیا ایضاً شواہد الولایت کے چھپنویں
باب میں لکھا ہے کہ درمیان محمدین کے فرق نہیں ہے اور فرق کرنے والے کو زیان ہے یعنی محمد مصطفی
علیہ السلام اور سید محمد جونپوری برابر ہیں استغفر اللہ العظیم و رتبہ مہر ناسے میں لکھا ہے دوسرے نبی کا
ذات جانو برابر جیتھا د عقلی سوال پاک ہے ظاہر باطن تابع متبوع حق بالکل ادراک ہو دیگر آنکہ ولایت
کل نبوت جز کل غیر مخلوق جز مخلوق بعد اوسکے بیان کیا کہ حدیث الولایۃ افضل من النبوۃ کی پانچ وجہ ہیں اول
ولایت صفت خالق کی اور نبوت صفت مخلوق کی دوم ولایت مشغولی ساتھ حق کے اور نبوت
مشغولی ساتھ خلق کے سوم ولایت امر باطن ہے اور نبوت امر ظاہر ہے چہارم ولایت خاص ہے
اور نبوت عام ہے پنجم ولایت کو نہایت نہیں اور نبوت کو نہایت ہے ایضاً بشارت نامے میں لکھا
ہے کہ مہدی نے کرامات کہا کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات کے
بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہیں جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ میں لیکر
ہر طرف پھراتا ہے اور کما حقہ پہچانتا ہے اور اوسی رسالے میں یہ بھی ہے کہ میران نے کہا کہ دعوت خاتمیر

سب کے نام انبیا اور اولیا کا ختم ہو گیا لیکن مقامات اور درجے انبیا اور اولیا کا بندے کے گروہ میں قیامت
تک ... باقی ہے اور پیغمبر نکلا اس گروہ میں ہونے کی تمنا کرتا تھا ایسی ہی مذاہب ہے اور یہ بھی لکھا کہ جو کچھ میران نے
خبر دی وہ سب سچ جاننا اور اپنا اجتہاد چھوڑ دینا نقل میران میں اجتہاد و قیاس و عقل حرام ہے ایضاً
رسالہ اظہار صراط مستقیم میں لکھا ہے اوسکی عبارت بعینہا یہ ہے نبی و مہدی علیہما السلام یکذات موصوف بجمیع
نام کتاب فرزند مہدی
صفات ہستند تا مسلمانان ظاہر و باطن کلام اللہ سوں برابر فیض گرفتہ باشند کافر مردود انتہی ایضاً رسالہ
درج الاسرار میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کے ایک صدیق اور ایک نظیر صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ اور نظیر
ظاہر و باطن کے میران ہیں اور میران کے دو صدیق دو نظیر ایک صدیق سید محمود ثانی مہدی
فرزند مہدی
دوسرے صدیق خوندمیر اور نظیر شریعت میں حضرت عیسی علیہ السلام اور نظیر حقیقت میں خوندمیر ہیں
داماد مہدی
حضرت عیسی علیہ السلام شریعت میں نظیر ہیں لیکن برابر میران کے نہیں ہیں ایضاً مطلع الولایت
میں لکھا ہے کہ جب سید محمد جونپوری نے مقام فراہ میں انتقال کیا اون کے صحابی الہداد حمید نے
ایک مرثیہ بنا کر دسوین کے روز مجمع تمام صحابہ میں پڑھا منجملہ اوسکے یہ شعر تھے قطعہ دوشش کہ فضل
داور ساختن اسلام دین + در دوا کہ چند سال نپائید در عدد + فضائلش کہ جیب جمیع بیرشد از خدا ہادا
بیرون شیشہ شما ہمت گر از احد ایضاً بخفضائل میں لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ اگر بندہ اور محمد مصطفے
آخر زمانہ پیغمبر علیہما السلام ایک زمانے میں ہوتے کوئی ہرگز فرق نکر سکتا اور اونکے خلیفے دلاور نے کہا کہ
اگر مجکو اللہ تعالی ان تینوں کو دکھلاوے ہرگز فرق نکر سکوں ایضاً شواہد الولایت کے
تیرھویں باب میں لکھا ہے کہ مہدویت اور نبوت میں نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہی ہے ایضاً
مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ سید محمد کہ دعوی مہدویت سے پہلے سات برس بیہوش رہے اور بجز
اوقات نماز ہوش میں نہ آتے تھے ایکدن انکی جورو بی بی الہدیتی نے پوچھا کہ میران جی کیا سبب ہے
کہ آپ ہمیشہ بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہیں کر سکتے بولے ایسی پے در پے تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر
ان دریاؤں میں سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تمام عمر ہوش میں نہ آوے فرمان
حق تعالی کا ہے ... چونکہ تجکو خاتم ولایت محمدی کا کیا ہے اس سبب سے فرض ادا کروا لیتے ہیں
ایضاً مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری اسلیئے کہا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہے
کسی نے پوچھا کہ میران جی تصحیح کسکو کہتے ہیں بولے یہ جو ایک بادشاہ کی جاسے پر دوسرا بادشاہ

تخت نشین ہوتا ہی اور سب لشکر کو ملاحظہ کرتا ہی اسکو کیا ست کہتے ہین کہا کوئی عرض کہتا اور بعضے آمد نیاید
بھی کہتے ہین ایسی ہو رہا ہی نین رات و دن ہو رہی ہین کہ بندیکو فرصت نہین ہی ہر نماز سے فارغ ہوتے
ہی حکم ہوتا ہی کہ سید محمد خلوت مین جاؤ کہ بقیہ ارواح کو بھی دیکھ لیو اور تمام ارواح اولوالعزم اور پیغمبرون
اور انبیا اور اولیاے بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات کی آدم سے اس دم تک سب بندے کے
حضور مین عرض کی جاتی ہین کسی نے پوچھا کہ یہ حضرات اپنی خدمات پیغامبری کی ادا کر کے اپنے
مقامات کو پہونچی اب انکے ارواح کے حاضر ہونے اور تصحیح سے کیا فائدہ جواب دیا کہ حق تعالی کا حکم ہوتا ہی
کہ جس خزانے سے تمنے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کروا دو یہ بھی خدا تعالے
فرماتا ہی کہ جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان سے مردود ہوا وہ عند اللہ
بھی مردود ہی اور پنجفضائل مین لکھا ہی کہ سید محمد نے کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہے
میان خوندمیر کے پاس بھی ہووے گی **ایضا** شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین
خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور یہ
ایک حدیث نے اصل بیان کرکے بولتا ہی کہ اول مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہچاننا چاہیے تا کہ
مقام ان لوگونکا معلوم ہووے اور جبکہ قوم ایسا ہووے اونکا امام کیسا ہوویگا پس ظاہر ہوا کہ وہ
افضل سب سے ہی انتہی واللہ المستعان علی ما تصفون **ایضا** پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایکدن
میان عبدالرحمن ایک حدیث بروایت ابوذر غفاری کے پڑھتے تھے اوسمین اس مقام پر پہنچے
کہ فرمایا ہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ
نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی ورا اور آگے
ہی استغفر اللہ العظیم **ایضا** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک وقت بعد نماز فجر کے سب بھائی صف بستہ بیٹھے
تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی
هم اخواني بمنزلتي یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک وقت [illegible] کو بتلا کر کہا کہ یہ مقام مرسلین کے
ہین اور کہا کہ مرسل اوسکو کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل اوس پر وحی لاتے لیکن یار آدمی اون سے بھی افضل تر
ہین اور ایک وقت یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین
یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین اگر چہ شخص اس سے [illegible] مقام رکھتے ہین [illegible] پوچھا

کہ وہ چار کون ہی کہا تم اور بھائی عبد المجید اور میان عبد الملک ور قاضی عبد اللہ العیاذ باللہ الغرض خلاصہ کلام یہ ہی کہ اس فرقہ بے باک کے نزدیک اونکے مہدی کے مرید حضرات انبیا اور مرسلین کے برابر بلکہ بہتر ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ بے ادبی او گستاخی یہ کہ بڑھ کر مہدیکے مرید اپنے مریدونکو برابر حضرت خاتم المرسلین کے بلکہ بعضونکو فاضلتر اوس جناب سے جانتے ہین لیکن بعضے ان مین سے جو اپنے تئین اہل علم ہدایت ہین سمجھتے ہین جب ایسے باتین پوچھی جاتی ہین تو تھوڑا سا خدا سے شرما کر کہدیتے ہین کہ یہ باتین فقط لکھنے کے واسطے ہین اعتقاد ایسا نہین ہی کہ مہدیکے مرید برابر انبیا اور مرسلین کے یا افضل انسے ہون فقط اسقدر اعتقاد ہم رکھتے ہین کہ ذات مہدی افضل ابو بکر صدیق سے اور برابر ساتھ ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور اسکو مسئلہ تسویہ بولتے ہین اور اس مسئلہ کو اپنے اگلے اور پچھلے اپنی دانست مین بہت عموم و خاص سے مدلل اور مبرہن کرتے ہین لیکن جو صاحب غور و فکر ہر کسی بتدبر بہت اوسکے بیان سے معلوم ہوا کہ انکے مہدیکا دعوی کرنا کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح اولین و آخرین کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولو العزم اور رسولون و انبیا اور اولیا اور مومنین کی آدم سے اس دم تک تصحیح ہوتی ہی اور مقبولی و مردودی ہمارے پاس کی مقبولی و مردودی خدا کے پاس کی ہی اور اونکے خلیفونکا اپنے مریدونکو حضرت خاتم الرسالت سے افضل بولنا سب غلط اور خطا ہی اور دعوی تسویہ کا غلط اور خطا ہی افسوس کہ نظام کو خدا سے شرم نہ آئی کہ کہا برابر حضرت سید المرسلین کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور خواص کا مرتبہ اس سے بھی … اور … کو خدا کا خوف نہ آیا کہ کہا میرے لوگون مین … حضرت … بھی بڑھکر مقام رکھتے ہین واللہ المستعان … باقی کلام متعلق اس باب کا باب تسویہ مین آئیگا انشاء اللہ تعالی

باب ہشتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین

پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ میرے ملے سید بجی نواسے مہدیکے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالی کھیلا کرتا ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ایضاً شواہد الولایت کے اونتیسوین باب مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا مہدی جیسا کہ آیا تھا گیا کسی نے جیسا حق پہچاننے کا تھا اوسکو نہ پہچانا کہ وما قدروا اللہ حق قدرہ فہم من فہم ایضاً شواہد الولایت کے اونتیسوین باب مین لکھا ہی کہ جب

مہدویے لوگون نے ایک راجہ کے ملک مین اپنی گائے یا بیل کو ذبح کر ڈالا اور وہ راجہ واسطے انتقام کے آیا
جب نظر اوسکی اونپر پڑی معتقد ہوکر سر پاؤن پر رکھکے بولا کہ گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے
مارا ہم کسلیئے جنگ کرین اور اوٹھ گیا اس کلام پر کچھ انکار نکیا ایضاً شواہد الولایت کے آٹھوین باب
لکھا ہی کہ ایک روز شاہ بھیک جذبے مین بولتے تھے کہ سب حق ہی مہدی نے کہا کہ ہان جاننا ایسا
ہی بولنا کفر ہی اوسنے پھر وہی بات کہی کہ سب حق ہی جب تین بار ایسی تکرار ہوئی مہدی نے کہا
کیا تم اپنے خدا پر تقید ہوگئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی شعر بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو دار
بر حنظلہ مرا تازہ خدائے دگر ہست ایضاً شواہد الولایت کے پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ خوندمیر
کہا کہ میران جیو یہ جو پٹین سو آنکھین کہ مہدی کو دیکھین ہون بندے نے اپنے خدا کو دیکھا اور میران جی
سب سنکر کہا کہ ہان بھائی سید خوندمیر جو کچھ دیکھا سو تحقیق ہی خدا کے تئین خدا دیکھتا ہی ایضاً
شواہد الولایت کے ستر ہوین باب مین لکھا ہی کہ سلام اللہ نے پوچھا کہ میران جی لوگ آپ پر گمان
مہدویت کا کرتے ہین کیا مہدی آپ سے بڑھکر ہین تبسم کرکے بولے کہ مہدی سے خدا بڑھکر
ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میرانجیو نے اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ بھایا مین بندہ ہون
خدا نے تجکو بندہ کیا اور تمکو بھی بندہ کیا خدا فی الحال ہوجاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی شکر خدا
تجکو اور تمکو بندہ کیا اور ہماری اپنے ملک کا کیا ایضاً پنج فضائل مین لکھتے ہین کہ خوندمیر نے کہا کہ جو
خدا ہوتا ہی خدا کو پہچانتا ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی مقام فراہ مین ایکروز میرانجیو میان نعمت
سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین نعمت نے پوچھا کہ تم ذات اللہ ہو بولے بندہ بندہ ہی لیکن ذات
اللہ رب العالمین ہی جب دوسری بار پوچھا تو بولے کہ بندہ بندہ ہی لیکن بندہ ذات اللہ ہی اور تیسری
بار مین جواب دیا کہ بندہ بندہ لیکن ذات اللہ ہی بعد اوسکے ایک ساعت پھر آنکھ بند کرکے کھڑے
پھر اللہ جی بولکر بی بی ملکان کے گھر مین گھس گئے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمود نے
باپ سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ اونھون نے کہا مین کسی سے جنا گیا اور نہ جنتے کسیکو
اور ایک روز اونکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب
لم یلد ولم یولد پر پونہچا دلاور نے کہا یلد یولد پھر یوسف نے کہا لم یلد ولم یولد کہا
یلد یولد عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو

ہین سو حق ہی ایضًا پنج فضائل مین لکھا ہی کہ اونکے خلیفہ نعمت نے کہا مین بندہ کمینہ نعمت ہون کبھی
مین خدا ہوجاتا ہون اور کبھی بندہ ہوتا ہون اور کبھی عین حق ہوجاتا ہون اور عین حق کے تئین دیکھ
ہون اور کبھی حق تعالی فرماتا ہی کہ مجھسے تو ہی اور تجھسے مین ہون ایضًا اور پنج فضائل مین لکھا ہ
کہ شاہ نظام نے ایک اپنا الٹا کشف ظاہر کیا اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالی مجھسے پوچھا کہ بندونکو فر
فرماتا ہی کہ اگر تو کہے تو یہ درجہ اوسکو دون جو کہ شہر گزندون بیس مین سفارش کرکے دلوا دیتا ہون ایضًا
پنج فضائل مین ہی کہ شاہ نظام نے ایک الٹا معاملہ دیکھا حاصل اوسکا یہ ہی کہ نظام پارہ پارہ ہو گیا او
میران انکو نگل گئے پھر ثابت ہو گیا اور نگل گئے اور اگل دیا پھر میران ٹکڑے ہو گئے اور مین نگل گیا پھر اگل
دیا بعد اوسکے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے ٹکڑونکو نگل گئے پھر اوگل دیے پھر مین ثابت ہو گ
اور مجھکو ثابت نگل گئے پھر اگل دیے پھر حضرت رسالت ٹکڑے ہو گئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا پھر اللہ تعا
کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا جب مینے یہ معاملہ اپنے پیر سے بیان کیا کہا تمکو تجلی ذات ہوئی اور بندے کی
ذات مین تم فنا ہو گئے انتہی بالجملہ ناظرین با انصاف پر واضح ہوگا کہ دلیل اخلاق سے یہان تک کستہ
کلمات وحشت ناک ان بزرگوار سے منقول ہوئے کہ سلف سے خلف تک آج تک کوئی مسلمان ایسے کلم
زبان پر لایا ہوگا باین ہمہ خلفا اونکے کہتے ہین سوائے اسکے دوسرے ارشادات مخفیہ میران کے
ایسے وحشت افزا ہین کہ تمام مذکورات سابقہ یہ اینکا ہی اوس میران کا اور کوزہ ہی اوس طوفان کا
چنانچہ جوہر نامے مین لکھا ہی کہ شاہ نعمت نے کہا کہ جو کچھ مہدی نے فرمایا ہی اگر بندہ کما حقہ اسکو بیان
کرے میرا حال تم لوگون مین ایسا ہووے جیسا کہ قصاب گائے کا گوشت برہمنون کے محلے مین
لیجا کر بولے کہ یہ گوشت گائے کا ہی اسکو لیو اور شاہ نظام نے کہا کہ اگر جو کچھ میران سے مینے سنا ہ
بیان کرون برادران دینی بندہ کو سنگسار کرین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ اگر جو کچھ
مینے سنا ہی بیان کرون موافقین ہمارے تئین سنگسار کرین اور انصاف نامے کے باب ہفتم مین لکھا
کہ میان دلاور نے چند بار کہا ہی کہ جو کچھ میران سے مینے سنا ہی اگر روبرو بعضے مہاجرون کے ب
کرون یہی لوگ مجکو سنگسار کرین انتہی سبحان اللہ جو کلمات کہ منقول ہو چکے وہ اسقدر مخالف
دین و ملت ہین کہ مخالفین انکے بسبب اون کلمات کے چار سو برس سے آج تک انکو سنگسار اور د
سے نکال کرتے ہین اور جو کلمات کہ دلون مین خاص خلفا کے پوشیدہ و مستور ہین وہ اسقد

بدتر و منکر ہین کہ اگرچہ وہ مہدوی لوگ بلکہ اون مین اخص الخواص مہاجران مہدی کے سن پاوین تو خاص
جانشینان مہدی یعنی میان خوندمیر اور میان نظام اور میان دلاور کو سنگسار کرین العیاذ باللہ
کیا عجب ہے کہ یہ الشقین اور مبغضین کلہم اجمعین سنگسار کرنے کو تیار ہوتے ہین پس قبولیت خلائق علامت
مقبولیت خالق کی اور بغض و انکار خلائق خصوصاً بغض و نفرت اہل دین کی نشانی ہے بغض و انکار الہی
چنانچہ مشکوٰۃ مین حدیث صحیح مسلم کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی جب کسی
بندہ کو دوست رکھتا ہے جبرئیل کو فرماتا ہے کہ مین فلانے سے محبت رکھتا ہون تو بھی محبت کر پس
جبرئیل اوس سے محبت رکھتے ہین پھر آسمان مین پکار دیتے ہین کہ اللہ تعالی فلانے شخص سے محبت رکھتا ہے
تم بھی محبت رکھو پس اہل آسمان اوس سے محبت رکھتے ہین پھر رکھدی جاتی ہے اوسکے واسطے قبولیت اہل
زمین مین اور جب اللہ تعالی کسی بندی سے بغض رکھتا ہے جبرئیل کو فرماتا ہے کہ مین فلانے شخص سے بغض رکھتا
ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ پس جبرئیل اوس سے بغض رکھتے ہین پھر پکار دیتے ہین اہل آسمان مین کہ اللہ تعالی
بغض رکھتا ہے فلانے سے تم بھی بغض رکھو اوس سے پس بغض رکھتے ہین وے اوس سے اہل آسمان پھر رکھدیا
جاتا ہے اوسکے واسطے بغض زمین مین انتہی منقولات صدہا مین چند سوال بطور نمونے کے کیے جاتے ہین
ورنہ اسکے قبائح کا استیعاب خارج حد بیان سے ہے **سوال اول** نقل اول کے کیا معنی ہین کہ اللہ تعالی ہمسایہ
خوہر کے بیٹے کے ساتھ کھیلا کرتا ہے تمام اہل ادیان سماوی اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالی
عبث اور لعب او جمیع عیوب سے پاک ہے اور خود اپنے کلام مقدس مین فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ
وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ اور ہمنے نہین بنایا آسمان اور زمین او جو اونکے بیچ ہے کھیلتے ہوے
پس لعب یعنی کھیل جناب باری پر ثابت کرنا مخالف ہوا قرآن اور عقاید جمیع اہل ادیان و ایمان کے **سوال**
دوم نقل چہارم مین اسکے کیا معنی ہین کہ جب شاہ بھیک نے کہا کہ سب حق ہے میران نے کہا کہ ہان جاننا
ایمان ہے بولنا کفر ہے پس مسئلہ وحدت وجود کا میران کے نزدیک حق ہے یا باطل اگر باطل ہے اسکے جاننے کو
ایمان کہنا خطا ہے اور اگر حق ہے اوسکے بولنے کو کفر کہنا خطا ہے جن اولیا او علما نے اسکو حق جانا ہے
صدہا رسائل اور کتابین اوسکے بیان مین تصنیف کی ہین اور اگر بولنا کفر تھا تو خود میران کیون بولے
کہ انا اللہ رب العالمین چنانچہ نقل نہم مین موجود ہے اور نقل ہشتم وغیرہ مین میران اور خوندمیر دونون بھی
بولے ہین پس اگر جانتے ہین کہ کفر ہے دیدہ و دانستہ کفریات کیون زبان پر لاتے ہین اگر کہین عوام کے نزد

بولنا کفر ہی تو وہان عوام کہان تھے وہان سب خاص الخاص جمع تھے یہان تک کتا بھی ہانکا وہ مقام
رکھتا تھا کہ اصحاب مدینکو شرمانا تھا چنانچہ بدخلقی ہفتہ ہیم مین مذکور ہو چکا علاوہ یہ کہ جب حق بات ہو
اگرچہ باریک اور دقیق ہی نہایت الامر یہ کہ عوام کے روبرو اوسکا تذکرہ بے احتیاطی اور گناہ ہوگا کفر نہ
بلکہ اعتقاد ایمانی کے تکلم کو کفر بولنا خود بے احتیاطی اور گناہ سخت ہی **سوال سوم** اوسی نقل چہارم
اسکے کیا معنے ہین کہ کہا پیر اپنے خدا پر مقید ہوگئے ہو آگے پڑھو شعر بیزار م ازان کہنہ خدائے کہ تو دار
ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرے ست * انتہی استغفر اللہ العظیم خدائے عالم واحد ہی اور قدیم ہی اور اسپر اہل
اور اہل شہود سب کا اتفاق ہی کہ سب اسکی وحدت اور قدم کے قائل ہین یہ پرانے سے بیزار ہونا کیا
اور آگے کہاں پڑھو اور یہ لحظہ تازہ خدا کیسا کوئی مسلمان بھی حضرت الوہیت مین ایسے کلمات
زبان پر لاتا ہی سبحانہ وتعالی عما یصفون **سوال چہارم** نقل ہفتم مین اسکے کیا معنے
کہ خدا فی المحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال یعنی آدمی خدا فی الحال بن سکتا ہی لیکن بندہ ہونا محال
اور پھر اسپر شکر ہوتا ہی کہ خدا نے مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا یعنی بندہ ہونا کہ ممکن با
اوسکے استحالہ اور محال ہونے کے قائل ہوئے اور پھر اوسکے فعلیت اور وجود کے بھی قائل ہوے
خدا بننا کہ محال ہی اوسکے امکان وفعلیت کے قائل ہوئے عجب تعارض وتساقط ہی کہ بیان سے
اوپر سے یہ دعوی کہ اللہ تعالی نے مجکو اور تمکو مالک اپنے ملک کا کیا مالک الملک اللہ تعالی ہی فقط قل اللہم
مالک الملک اور کوئی اسکے ساتھ ملک مین شریک نہین ہی ولم یکن لہ شریک فی الم
یعنی نہین ہی کوئی اوسکا شریک ملک مین شمیران نہ خوند میر ان یقولون الا کذبا **سوال پ**
دہم مین اسکے کیا معنی کہ نہ مین کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسیکو جنا اور خلیفہ دلاور نے یہ
دلاوری کی کہ نص قرآنی لم یلد ولم یولد مین تحریف کرکے اوسکو یلد یولد پڑھا
شان الہی مین ہی نہ کوئی شخص اللہ تعالی سے پیدا ہوا نہ اللہ تعالی کسی سے پیدا ہوا جب
یلد یولد پڑھا تو یہ معنی ہوے کہ خدا سے بھی لوگ پیدا ہوتے ہین اور خدا بھی کسی سے
سبحان اللہ شیخ جونپوری کی شان اسقدر بڑھی کہ کہتے ہین مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مینے
جنا اور خدا سے چون وچگون کی شان اسقدر گھٹائی گئی کہ وہ جنتا بھی ہی اور جنا بھی
ہی الا قسمۃ ضیزی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون سوا

اور بہت اعتراضات اور سوالات منقولات مذکورہ الصدر پر وارد ہوتے ہین کہ اہل خرد بادنی التفا
استنباط کر سکتے ہین اسواسطے یہان بطور نمونے کے اسیقدر پر اکتفا کی گئی وَاللّٰہُ یَہدِیْ مَنْ

يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

باب ششم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب پر

یہ عمدہ مسائل اور اصل عقاید مہدویہ ہی کہ بغیر اس اعتقاد کے آدمی کو مومن نہین سمجھتے ہین جیسا
بغیر اقرار مہدویت شیخ جونپوری کے آدمی کو ایمان سے دور جانتے ہین پس بڑی بحث اونکے مذہب
دو ہین ایک اثبات اور دوسرا تسویہ بحث اثبات کا کہ بحث دلایل مہدویت تھا بفضل الٰہ
بخوبی انجام پذیر ہوا اب بحث تسویہ مین اوسکے فضل پر اعتماد کر کے ابتدا کی جاتی ہی وعلیہ
توکلت وھو رب العرش العظیم واضح ہو کہ اس بحث مین دو مطلب ہین مطلب اول
کہ قوم مذکور دعوی کرتے ہین کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین اور مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین
ابو بکر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما سے مطلب دوم یہ ہی کہ مہدی موعود مساوی ہین جمیع مراتب
قرب الٰہی مین ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم المرسلین ابو القاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم کے مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین باب اثبات مین بخوبی تردید
ہو چکا اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہی اور بعد بطلان اوس مقدمے کے اگرچہ مقدمہ ثانیہ
مطلب دوم بالفرض والتقدیر ثابت بھی ہووے مہدویونکو اصلا مفید نہین ہی کیونکہ یہ بولین گے کہ
فرزدہ مرا نیست بلکہ دشمنانم راست پس ابطال مقدمہ ثانیہ اور مطلب دوم کا حقیقت مین بکار
نہوا بلکہ اسواسطے کہ وہ دونون امر بھی چونکہ خلاف واقع اور مخالف عقاید اہل سنت ہین خصوصا
مطلب دوم کہ نہایت مخالف نصوص و اجماع اہل اسلام کے ہی ابطال و رد اوسکا ضرور معلوم ہوا ولا حول
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ **مطلب اول کا مقدمہ ثانیہ** رسالہ اعتقادیات
مصنفہ سید عیسی ملقب بعالم پناہ مین لکھا ہی **قولہ** مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابو
رضی اللہ عنہما سے دلیل نقلی اسکی یہ ہی کہ شواہد الولایت کے بیسوین باب مین لکھا ہی کہ فراہ
علما نے اونکے مہدی سے پوچھا کہ تم امت رسول اللہ مین داخل ہو کہا ہان داخل ہون علما نے

کہا کہ حدیث میں آیا ہی کہ اگر ایمان ابوبکر صدیق کا ساتھ ایمان امت کے وزن کیا جاوے تو ایمان
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گران ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابوبکر صدیق سب امت پر فاضل ہین جواب
دیا کہ ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا گران ہی یا ایمان ابوبکر کا علما نے کہا کہ ایمان محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا گران ہی جواب دیا کہ ایمان اس ہندیکا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہی
علما نے کہا کہ تم اس امت مین داخل ہو کسطرح ایمان تمھارا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہوگا جواب
دیا کہ مین اس امت مین داخل ہون جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس امت مین داخل ہین جیسا کہ حق تعالی
نے فرمایا ہی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ جواب خلاصۂ کلام یہ ہی کہ علما نے
استدلال کیا کہ جبکہ تم داخل امت ہو اور ایمان ابوبکر صدیق کا غالب ہی تمام امت کے ایمان سے تو تمھارے
ایمان پر بھی کہ جزو ہی ایمان امت کا غالب ہوا اور میران نے اس استدلال کو یون دفع کیا کہ امت مین
داخل ہونے سے ترجیح ایمان ابوبکر صدیق کی لازم نہین آتی جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کہ ایمان اونکا ابوبکر رض سے افضل ہی حالانکہ امت مین داخل ہین بدلیل اس آیت کے
کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے اور نہین ہے یہ شان اللہ تعالے
کی کہ عذاب کرے اون پر اور حالانکہ تم اے محمد اون مین موجود ہو مخفی نرہے کہ مہدوی اپنے
مہدی کی اس تقریر کو غرائب تقریرات اور عجائب جوابات سے جانتے ہین اور حالانکہ یہ بیان
جواب کو سوال سے ذرہ بھی مناسبت نہین ہی اور آیت کریمہ سراسر اونکے مطلب کے مخالف ہی
اس واسطے کہ علما کی غرض یہ تھی کہ تم جزو امت ہوا اور جب جزو ہوے تو کل کی مغلوبیت سے
جزو کی مغلوبیت لازم ہوئی اور انھون نے تمسک کیا آیت سے اور آیت مین ہرگز جزئیت کا
ذکر نہین ہی بلکہ ظرفیت کا بیان ہی سب جانتے ہین کہ فیہم سے ظرفیت سمجھی جاتی ہے اور جزو اور کل مین
ظرفیت نامعقول ہی ورنہ آپ اپنا ظرف ہونا لازم آوے اور مطلب آیت کا یہ ہی کہ جب تک کہ تم اونمین
رہتے ہو اون پر عذاب الہی نازل نہ ہوگا اگرچہ وہ اسکی خواہش بھی کرین اس واسطے
کہ عادت الہی ایسی ہی کہ جب پیغمبر امت سے باہر ہو جاتے ہین تب عذاب اوترتا ہے جیسا کہ
امت صالح اور لوط علیہما السلام کا قصہ مشہور ہی اور افسوس کا مقام ہی کہ اون کے میران
نے یہ غور نکیا کہ پیغمبر کا امت مین داخل ہونا کیا معنی امت دو قسم ہے امت دعوت و امت

اجابت امت دعوت اوسکو کہتے ہین کہ پیغمبر جنکو خدا کی طرف دعوت کرنے اور راہ بتلانے کے واسطے آئے ہین اور کفار بھی باین معنی داخل امت ہین انبیا علیہم السلام کا انمین داخل ہونا محال ہے اور امت اجابت اونکو کہتے ہین کہ جنھون نے اس دعوت کو قبول کیا اور پیغمبرون کے تابع ہوئے اور انبیا علیہم السلام باین معنی بھی داخل امت نہین ہوسکتے اسواسطے کہ تابع اور متبوع مین فرق ضرور ہے اور سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات کا ہے کہ یہ مہدی اپنے تئین مبین مراد اللہ بھی لیتے تھے اور بیان کلام الٰہی مین اپنے تئین لاثانی جانتے تھے اور اتنا بھی نہ سمجھے کہ اس آیت مین ضمیر فیہم کی طرف کفار کے پھرتی ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب تک تم ان کفار مکہ مین رہتے ہو تب تک اللہ تعالی ان پر عذاب نہ نازل کریگا جیسا کہ تفصیل اسکی تفسیر کشاف اور بیضاوی اور معالم التنزیل اور جلالین اور کبیر اور مدارک مین ہے بلکہ جسکو کچھ بھی سمجھ کلام عرب کی ہوگی اوسکو بغیر رجوع تفاسیر کے آیت کے سیاق اور سباق سے یہ مطلب صاف ظاہر ہو جاوے گا اسواسطے اوس آیہ کریمہ کا ماقبل اور مابعد لکھا جاتا ہے وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الآية اونکے مہدی سے اس ظاہر آیت کے فہم مین ایسی خطا صریح ہونا دال ہے اس بات پر کہ یہ مہدی نہین ہین اسطور سے کہ مہدی اونکے نزدیک معصوم ہین خطا سے اور یہ سمجھانا کہ یہ معنی اونکے مہدی نے فقط مفسرین کے خلاف کیے بلکہ نص قرآنی کے خلاف کیے یہ بات اسواسطے لکھی گئی کہ مہدوی اپنے مہدی سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا ہے کہ جو بیان مفسرین کا اور جو حدیث کہ [illegible] کے موافق ہو اوسکو اعتبار کرنا اور جو مخالف ہو اوسکو نہ ماننا اور دعوی کرتے ہین کہ مہدی کا کوئی قول و فعل مخالف امر قطعی یعنے نص قرآنی یا حدیث متواتر کے ہونا محال ہے حالانکہ اس ایک مقام کے سوا مقامات کثیرہ مین

مخالفت قطعیات کی ماقبل مین مسطور ہو چکی تفریع کلام سابق سے ثابت ہوا کہ اونکے وہم مین انبیا
امت مین داخل ہین اور استدلال آیت مذکورہ سے غلط ہوا اور حدیث مذکور کو علمائے فرقہ سے
سنا تسلیم کیا ہی آپ سوال کیا جاتا ہی کہ اسکے کیا معنی ہین کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہی اگر یہ مراد ہی کہ ایمان اس بندے کا قوت اور کیفیت مین مثل ایمان نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اس قدر مشابہ اور برابر ہی کہ مجازاً اسکو عین بولا جاتا ہی بطریق کنایہ ہوئے تو یہ بات سراسر باطل ہے
اسواسطے کہ جب آپ کا ایمان ابوبکر صدیق کے ایمان سے کم ٹھہرا تو ایمان حضرت رسالت مآب سے بدرجہا
کم ہوا اور اگر عین سے مراد عینیت حقیقی ہی وہ مطلب ہی کہ مجکو علیحدہ ایمان نہین ہی بلکہ وہ ایمان
کہ حضرت کی روح مقدس کی صفت ہی اوسکو بعینہ مین اپنا سمجھتا ہون اور سوا اوسکے دوسرا ایمان
اپنے نفس مین نہین رکھتا ہون تو یہ بات نہایت غلط ہی اسلیے کہ جب تمہارا نفس اور جسم حضرت کے
نفس مقدس اور جسم اطہر سے جدا اور متمایز ہی تو مثل اور اوصاف اور تشخصات کے وصف ایمان بھی
تمہارا علیحدہ چاہیے ورنہ حضرت کا ایمان تمہارے کیا کام آویگا اگر ایسی نام آتا تو کوئی ایمان نہ لاتا اور
ایک حضرت کا ایمان سبکے واسطے کفایت کرتا ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ اللہ تعالی بعد تذکرہ انبیا
علیہم السلام کے فرماتا ہی تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی وہ ایک جماعت تھے گذر گئے اونکا ہی جو کما گئے اور تمہارا ہی جو تم کماؤ
اور تم سے پوچھ نہین اونکے کام کی اور اگر یہ مراد ہی کہ ایمان حضرت کا منتقل ہوکر بعینہ مجھ مین آگیا
تو یہ بات عقلاً اور نقلاً باطل ہی اسواسطے کہ ایمان ایک عرض نفسانی سے ہی اور عرض کا منتقل ہونا
ایک محل سے دوسرے محل کو باتفاق عقلائے عالم کے باطل ہی اور بطور فرض محال اگر منتقل ہو روح
مقدس کا اس صفت سے خالی ہونا لازم آوے استغفر اللہ العظیم حالانکہ تمام اہل ملت اسلامیہ قائل ہین
کہ روح مقدس جیسا کہ حیات مین باعلی صفات وکمالات بشریہ موصوف تھی اب بھی اونھین صفات
سے بلکہ ہو نہیوگا زیادہ اوس سے موصوف ہی چہ جائے ایمان کی کہ اصل اور مبدا تمام کمالات کا ہی اور
اگر کہین کہ وہ ایمان مع اوس روح کے انمین حلول کیا تو پوچھا جاتا ہی کہ تمہاری روح بھی تم مین
ہی یا نہین اگر ہی تو تم دو دلے ہوے اور یہ بھی باطل ہی بحکم اس آیت کریمہ کے کہ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ
مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ الآیۃ یعنی اللہ تعالی نے نہین بنائے کسی مرد کے دو دل اوسکے اندر

اور اگر کہین کہ ہم مین دوسری روح نہین ہی بلکہ وہی روح مقدس ہمارے نبی کی تھی روح ہی اور ہم اور رجعہ
رسالت دو قالب یکجان ہین تو یہ تناسخ ہوا کہ جسکو ہنود جسم بدلنا کہتے ہین اور اسکو اہل اسلام
باطل جانتے ہین بلکہ حکما بھی اسکو محال کہتے ہین جیسا کہ ایک آدمی مین دو نفس ہونا محال جانتے
جیسا کہ صدرا وغیرہ مین مبرہن ہی اور اگر ایمان بمعنی مؤمن بہ کے ہی یعنی جن چیزون پر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے اونھین چیزون پر بعینہا بندیکو ایمان ہی تو اس عوسے سے ہمکو کچھ
فضیلت ابوبکر صدیق پر بلکہ عوام مومنین پر بھی حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ سب مسلمان انھی
چیزون پر ایمان لائے ہین جن پر حضرات انبیا ایمان لائے ہین قال اللہ تعالی آمَنَ الرَّسُولُ
بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ یعنی ایمان لایا رسول اون چیزون پر کہ اوتاری گئین اوسپر جانب
رب اوسکی سے اور ایمان لائے مومنون سب ایمان لائے اللہ پر اور فرشتون پر اوسکے اور
کتابون پر اوسکے اور رسولون پر اوسکے کہ ہم نہین فرق جانتے ہین کسی ایک مین اوسکے رسولون
اور دوسری جاے فرمایا قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ
النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ فَإِنْ
آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا الآیۃ یعنی کہو تم ای مسلمانون کہ ایمان لائے
ہم اللہ پر اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ہمارے اور اوسپر کہ اوتارا گیا طرف ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق
اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے اور اوس احکام پر کہ ملے موسی اور عیسی اور ملے سب پیغمبرون
اونکے رب کیطرف سے ہم فرق نہین جانتے ہین کسی ایک مین اون سب سے اور ہم اوسکے
فرمان بردار ہین پس اگر ایمان لاوین اہل کتاب جسطرح پر کہ تم ایمان لائے ہو پس تحقیق راہ پائی
انتہی غرضکہ یہ کلام اونکے مہدی کا کسی وجہ پر خالی خطا سے نہین ہی پس جب کہ لیسے
مطلب عالیہ ایمانیہ مین پاک خطا سے نہووے مہدی معصوم کہان سے ہووے و
المقصود قولہ اور دلائل شمسیہ سے اسکی یہ بھی ایک دلیل ہی جو مرقاۃ شرح مشکوۃ مین باب
اشراط الساعۃ مین مذکور ہی کہ جیسا کہ خاتم انبیا قائم مقام کل انبیا کے ہین خاتم اولیا

قائم مقام کل اولیا کے ہین انتہی **جواب** باب پنجم مین کثرت سے احادیث صحیحہ صریحہ اس
مقدمے مین گذرین کہ ابو بکر صدیق بعد انبیا علیہم السلام کے تمام خلق سے افضل ہین اس قول صاحب
مرقاۃ کا انکے مقابل رتبہ استدلال کا نہین رکھتا ہی اور اگر کلام صاحب مرقاۃ کا تمھارے نزدیک
کالوحی من السماء ہی تو تمھارے مذہب کی بالکل بیخ کنی ہو جاوے گی کیونکہ غرض صاحب مرقاۃ کی
اس کلام سے سراسر تمھارے مقصود کے مخالف ہی اب یہان ترجمہ تمام عبارت مرقاۃ کا کہ متعلق
اس مقام سے ہی لکھا جاتا ہی کہ عقلاے انصاف پسند پر حقیقت حال کھل جاوے مولانا علی
قاری صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ اختلاف ہی اس امر مین کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین یا
اولاد امام حسین سے اور ممکن ہی کہ دونون طرف سے نسب رکھتے ہون اور ظاہر تر یہ ہی کہ جانب
باپ سے حسنی ہووین اور جانب مان سے حسینی قیاس کرنے کر اوپر احوال حضرت اسمعیل و اسحق
صاحبزادون حضرت ابراہیم علیہم السلام کے کہ جب کہ سب انبیا بنی اسرائیل کے اولاد اسحق علیہ السلام
مین ہوے اولاد اسمعیل علیہ السلام مین فقط ایک ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو کر قائم مقام
سب کے اور خاتم الانبیا ہو کر نعم البدل ہوے ایسی چونکہ اکثر ایمہ اور اکابر امت اولاد حسین رضی اللہ
عنہ مین ہوے مناسب ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ کا اسیطرح پر جبر نقصان کیا جاوے کہ انکو ایک ولد
ایسا دیا جاوے کہ خاتم اولیا اور قائم مقام سائر اصفیا کے ہووے انتہی اب غور کا مقام ہی کہ مہدی
جونپوری تو اونکے لوگون کے نزدیک حسینی ہین اگر وہ خاتم الاولیا ہوے تو امام حسین کی اولاد مین
اور بھی مالا مال افزایش ہوگئی اور اسمین امام حسن کا جبر نقصان کیا ہوا بلکہ اونکی اولاد کو تو سراسر حرمان ہوا
علاوہ یہ کہ لفظ اولیا کا اگرچہ بمعنی لغوی صحابہ کرام اور انبیا و مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین اور کروبیین کو
بھی شامل ہی لیکن عرف مین جب اولیا بولتے ہین تو مراد اوس سے وہی اولیا ہوتے ہین کہ سوائے انبیا
اور ملائکہ اور صحابہ بلکہ ایمہ اہل بیت کے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رح نے مختصر بہجۃ الاسرار
مین اوسکی تصریح بھی کی ہی جیسا کہ لفظ دابہ کا کہ اصل مین شامل ہی ہر چیز جاندار کو کہ چلتے ہین زمین پر
لیکن اہل عرف نے اسکو خاص کیا چار پایون پر پھر دوبارہ خاص کیا گھوڑون پر اب اگر کوئی
دابہ بے قرائن کے بولے تو اوس سے فقط معنی عرفی سمجھینگے اور انسان وغیرہ نہ سمجھینگے
اور وہی صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ ابو بکر صدیق افضل ہین بعد انبیا کے تمام اولیا امت سے

امت اور امم سابقہ سے چنانچہ باب پنجم مین ذیل مین حدیث دوم سید الکھول اہل الجنۃ کے کہ زیر
صاحب مرقاۃ تمھارے مہدی اور اونکے گروہ کو نہایت برائی سے یاد کرتے ہین چنانچہ اسکے
بعد دو ورق کے لکھتے ہین کہ بلاد ہندوستان مین ایک گروہ ظاہر ہوا ہے کہ اونکو مہدوی یہ
اونمین کچھ ریاضتین عملی اور کشوف سفلی ہین اور جہالات ظاہر ہین منجملہ اونکی جہالتون کے ایک
کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ہمارے شیخ جو ظاہر ہو کر مرگئے اور مدفون ہین بعضے بلاد خراسان
وہی مہدی موعود تھے اور اب اونکے سوا کوئی مہدی وجود مین نہ آویگا اور انکی لمرید
سے ایک بات ہے کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص اس عقیدے پر نہووے وہ کافر ہے اور
شیخ عارف باللہ مولی شیخ علی متقی نے ایک رسالہ جامع علامات مہدی مین رسائل سیوطی سے منتخب
کرکے تالیف کیا اور اسوقت جو چارون مذہب کے علما مکہ معظمہ مین موجود تھے اونسے اس باب مین
پوچھا سب نے فتوی دیا کہ جو شخص حکومت اور قدرت رکھتا ہو اوسپر اسکو واجب ہے کہ اونکو قتل کرے
ہوئی عبارت مرقاۃ کی اور اسیطرح ملا موصوف اپنے ایک رسالہ احوال مہدی مین بھی اس کی
تضلیل و تکفیر کرتے ہین اور مطرہ یہ ہے کہ جو معنی اور مقام خاتم الاولیا کا یعنی مساوات اور ازدیاد علو
ورسل کو عیسی میان مہدوی موافق اپنی فہم ناقص کے اسکے فصوص الحکم سے سمجھا اپنے شیخ جونپوری
حق مین جانتے ہین چنانچہ آئیندہ آویگا اوسکو ملا ے موصوف اس رسالے مین کفر صریح ٹھہراتے
تحقیق اس امر کی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہے اوران اہل اصطلاح کے نزدیک مراد اس سے
نہین ہین مطلب وہم مین آویگی انشاء اللہ تعالی **قولہ** سوال یہ خلاف ہے حکم قطعی کا جو اجماع
ثابت ہے کہ افضل بعد انبیا علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جواب توا
وغیرہ مین کتب اصول سے مذکور ہے کہ حکم اجماع کا قطعی ہونا لیکن شرط یہ ہے کہ تمامی امت کہیں کہ
کیا ہم نے اس حکم پر اور متفق ہوئی تمام امت اس حکم پر اگر اس حکم مین ایک شخص نے بھی اختلا
تو وہ حکم قطعی نہین ہوتا ہے اور اختلاف اس ایک کا مانند اختلاف اکثر کے ہے جائز ہے کہ صواب اس کی
طرف ہو اور باقی تمام خطا پر ہووین اور اگر کسی نے اختلاف نہین کیا لیکن بعضے ساکت ہیں
اجماع سکوتی کہتے ہین اسمین خلاف ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ یہ اجماع ظنی ہے نزدیک آپ کے
انتہی اب ظاہر ہے کہ اس حکم مین ایسے فرقہ تفضیلیہ وغیرہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہے اور سطر کا

اس حکم تفضیل مین ممنوع غیر مسموع ہی تمام ہوئی عبارت رسالۂ مذکورہ کی جواب یہان جو تمنے نورالانوار
دیکھکر یہ تقریر طولانی بنائی تمہارے مقصود کے واسطے ہرگز مفید نہین ہی بلکہ مضر ہی اور ہمارے مقصود کے
واسطے مفید اور موافق ہی شرح اوسکی یون ہی کہ تمام امت کا متفق ہونا ہر اجماع مین شرط نہین ہی
اسواسطے کہ اجماع دو قسم ہی ایک اوس بات پر اجماع کرنا کہ جسمین اجتہاد اور راے کی حاجت نہین ہی
بلکہ ہر خاص و عام اوسکو سمجھہ سکتا ہی جیسا کہ اسبات پر اجماع ہی کہ ہر روز پانچ نمازین فرض ہین اور رمضان
کے روزے فرض ہین کہ اگرچہ یہ چیزین نص قطعی سے ثابت ہین لیکن اجماع بھی اسپر منعقد ہوا ایسی
چیزون کے اجماع مین البتہ تمام عام و خاص امت کا متفق ہونا شرط ہی اور مسئلہ تفضیل ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ اس قسم کا نہین ہی دوسری قسم یہ ہی کہ ایسی بات پر اجماع کرنا کہ جسمین راے اور اجتہاد کی حاجت
ہی جیسا کہ احکام نکاح اور طلاق اور بیع وغیرہ کے اسمین عوام امت کالانعام ہین اونکا متفق ہونا
کچھہ ضرور نہین ہی فقط مجتہد لوگ ایک زمانے کے خواہ عصر صحابہ کرام کے ہون یا کسی اور عصر کے
ہون جب کہ اوس بات پر متفق ہوگئے اجماع قطعی ہوگیا اور اس اجماع مین جو علما کہ مرتبہ اجتہاد کو
نہین پہونچے ہین مثل عوام الناس کے بے اعتبار ہین جیسا کہ فقط متکلم ہو یا فقط مفسر یا محدث ہو
کہ طریق اجتہاد اور قیاس سے بہرہ نرکھتا ہو یہ خلاصہ ہی توضیح اور دائرا اور تحقیق الحسامی اور مسلم الثبوت کا
اور مسئلہ تفضیل کا اسی قسم سے ہی کہ پہچاننا اس بات کا کہ کون افضل البشر ہی بعد انبیا علیہم السلام کے
مجتہدون کا کام ہی کہ اول معنی افضلیت کے پہچاننا بعد اوسکے احادیث اور آیات کہ ہر ایک کے حق مین
وارد ہین اسکو جمع کرکے نہایت خوض اور تنقیح کے بعد ایک شخص پر حکم افضلیت کا کرنا ایسے نازک
مقدمے مین عوام امت کو کیا دخل بجز تقلید کے اور اس اجماع مین تمام امت کا متفق ہونا جو تمنے
شرط ٹھہرایا نہایت خطا ہی یہ اجماع صحابہ کرام کے عصر مین منعقد ہوا کہ اونسے بڑھکر اس مقدمے کا
پہچاننا دوسرے کو قسم محالات عادیہ سے ہی پس صحابہ مین جو لوگ رتبہ اجتہاد کا رکھتے تھے اونکا اتفاق
کافی ہی اگر ثابت ہوجاے اور یہ جو تمنے اپنی تقریر کا ثمرہ نکالا کہ امیہ فرقہ تفضیلیہ کا خلاف قدیم سے
چلا آتا ہی تو اجماع ممنوع ہی تمہارے مطلب کو کہ ثابت کرنا افضلیت سید محمد جونپوری کا ہی کمال
مضر ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ قرن اول مین کہ خیر القرون ہی جمہور صحابہ نے اجماع کیا کہ بعد انبیا علیہم السلام
کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ افضل اس امت کے ہین مگر چند شخص سلمان اور ابوذر اور مقداد

اور خباب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے اتفاق اس بات پر کیا ہی کہ ع
افضل امت ہین پس تمام صحابہ مجتہدین اونکے تحقیقًا اور مقلدین تقلیدًا اس دو قول پر متفق
اور اسکو اجماع مرکب کہتے ہین اور اس اجماع کے بعد نیا قول نکالنا باطل ہوتا ہی چنانچہ توضیح
لکھا ہی کہ جب صحابہ دو قول پر مختلف ہوے تو اجماع ہوگیا اس بات پر کہ قول ثالث باطل ہی بعضے کہتے ہین
کہ یہ اجماع مرکب فقط صحابہ کے ساتھ مختص ہی اسلیے کہ اصلا جائز نہین ہی کہ اونکے حق مین گما
جہل کا کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابہ کے بعد والے بھی اگر ایسا اختلاف کرین تو بھی اجم
مرکب ہوجاتا ہی اور نور الانوار اور دائر شرح منار مین بھی ایسی لکھا ہی اور مسلم الثبوت مین لکھا ہی کہ اگر
قول ثالث رافع اور نقیض ہوا ان دو قولون کے تو ممنوع ہی اب یہان سے ثابت ہوا کہ جب صح
کرام کا اجماع مرکب کہ ابوبکر صدیق افضل امت ہین یا علی مرتضی مہدویونکے نزدیک یہ قول اختراعی
کہ بلکہ سید محمد جونپوری افضل ہین سب سے اونکھ جاتا ہی تو یہ قول ثالث خارج اجماع ہوا پس باطل ہوا اور
قاعدۂ اصولیہ کے بلکہ موافق عقیدۂ مہدویہ کے منکر اجماع صحابہ کا کافر ہی چنانچہ سید میران جی بر
سلام اللہ نے اپنے رسالہ سلسلہ مین لکھا ہی کہ منکر نص قرآن اور منکر حدیث متواتر نبی اور منکر احکام
اور منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابہ ولایت کا کافر ہی **قولہ** شاید کہ اسی سبب سے علامہ تفتازانی رحمہ
نے شرح عقائد نسفی مین بحث اس مسئلے کی لکھی ہی کہ بالفرض ہمنے دلیلین جانبین کی متعارض اور
ہی یہ مسئلہ متعلق اعمال سے تا کہ ہووے توقف اسمین مخل کسی واجب کا انتہی اور اگر یہ حکم اجماع
سے ثابت ہوتا تو علامہ رحمہ اللہ ایسا ہرگز نہ لکھتے کیونکہ توقف و تردد حکم قطعی مین سراسر
و خطاے فاحش ہی اور پھیرنا تعلق اس مطلق عبارت کا مخصوص طرف ترتیب یا ترتیب بین
رضی اللہ عنہما کے تکلف بلا سبب ہی **جواب** تمکو اس سے کیا کام کہ شہنشاہ کی داڑھی جلی یا
کی اگر فضیلت عثمان اور علی مین دلائل متعارض ہووین یا فضیلت ابوبکر و علی مین دلائل متعارض
بہر حال صحابہ کرام سواے فضیلت ابوبکر یا علی کے تیسرے کی فضیلت نہین مانتے ہین اور اسی
اجماع مرکب ہوا اب موافق قاعدۂ اصول کے کہ اوپر مذکور ہوا یہ ایجاد فقیر کہ مہدی جونپوری
افضل ہین باطل ہوئی ورنہ صحابہ کا اجماع کہ ان دو مین سے ایک کو افضل تمام امت پر جانتے
خطا ٹھہریگا اور یہ محال ہے کہ امت حضرت کی خصوصًا صحابہ کرام خطا پر اتفاق کرین اسواسطے

لا یجتمع امتی علی الضلالۃ حدیث متواتر المعنی ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین لکھا ہی اور اوسکی
شرح مین بحر العلوم نے تحقیق کیا ہی قولہ اور قطع نظر اسکے علماے اکابر اس حکم کو مطلق نہین
سمجھے ہین بلکہ اس مین تاویل و توجیہ کیے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی جزو عم سورۃ اللیل آیہ کریمہ
وسیجنبہا الاتقی کی تفسیر مین لکھے ہین کہ اہل سنت و جماعت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی
افضلیت تمام امت پر سواے انبیا علیہم السلام کے اسی آیت سے نکالے ہین اور یہی آیت اونکی
دلیل ہی اور بعد تقریر دلیل اور سوال و جواب اہل خلاف کے لکھے ہین کہ بعضے اہل سنت و جماعت کے
بزرگون سے سنا گیا کہ وہ لوگ سمجھے کہ یہ خاص اون لوگون کی نسبت ہی جو زندہ ہین اب حضرت ابوبکر صدیق رض
آخر عمر مین جو ایسی خلافت کا زمانہ ہی اس آیت کے مصداق ہو سکتے ہین اور بعد قدرے تفصیل اس
مضمون کے لکھے ہین حاصل یہ ہوا کہ اتقی اسیکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ وہی عملون کے اعتبار کا
وقت ہی اپنے زمانے کے لوگون سے جو زندہ ہین افضل ہووے اور تقوی مین زیادہ انتہی جواب جو تمنے کہا
کہ علماے اکابر اس حکم یعنی افضلیت ابوبکر صدیق رض کو مطلق نہین سمجھے ہین بلکہ اسمین تاویل کیے ہین
جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی الخ اسکے کیا معنی ہین اگر یہ مراد ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا افضل و اتقی
ہونا بہ نسبت انبیا علیہم السلام کے مطلق نہین سمجھے ہین بلکہ یہ مانتے ہین کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے
افضل و اتقی ہین بجز انبیا علیہم السلام کے تو مسلم ہی اور یہی اعتقاد ہمارا ہی اور اس تخصیص سے تمھارے
مطلب کو کچھ بہی نفع نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کسی اور شخص کی
نسبت بہی مثل مہدی وغیرہ کے مطلق نہین سمجھے ہین تو سراسر اون علماے اکابر کے مقصود کے
خلاف ہی بلکہ اون پر ایک بہتان ہی اونکا ہرگز یہ اعتقاد یا کسی کلام مین مراد نہین ہی کہ ابوبکر رض فقط
اپنے ہم عصرون سے افضل ہین اور اپنے بعد یا قبل والون سے کہ سواے انبیا علیہم السلام کے
ہین افضل نہین ہین تخصیص اتقی مین جو اونھون نے فقط نسبت بانبیا علیہم السلام کے کی ہی
اور سبب اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی وما لاحد
عندہ من نعمۃ تجزی یعنی اور بچا دیا جاویگا اوس آگ سے وہ شخص کہ اورون سے بڑھکر
پرہیزگار ہی جو دیتا ہی مال اپنا دل پاک کرنیکو اور نہین ہی کسیکا اوسپر احسان کہ جسکا بدلا دیا جاوے
[illegible] فرمایا کہ تمام امت اہل سنت اور شیعہ کا اجماع ہی اس بات پر کہ افضل خلق اللہ

بعد رسول اللہ کے یا ابوبکر ہین یا علی ہین اور یہ آیت اون دونون مین سے ایک کے حق مین ہی اور یہ
کہ ممکن نہین کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ پر محمول ہووے اسلیے کہ اس اتقی کی صفت یہ ہی
کہ نہین ہی اوسپر کسی کا احسان قابل بدلا دینے کے اور چونکہ علی رضی اللہ عنہ پر حضرت رسالت
حق دنیوی تھا کہ حضرت نے اونکو اونکے والد سے لیکر پرورش فرمایا تھا یہ صفت اوسپر صادق نہ
ہوسکتی اسواسطے کہ حقوق دنیوی قابل بدلا دینے کے ہوتے ہین البتہ ابوبکر صدیق پر حضرت کا
احسان دنیوی نہ تھا بلکہ یہ ہمیشہ حضرت پر اپنا مال و متاع نثار کرتے رہے چنانچہ حضرت نے فرمایا
مال کسی مسلمان نے مجکو اسقدر نفع ندیا جسقدر کہ مال ابوبکر نے ہان احسان ہدایت اور ارشاد
ابوبکر صدیق پر تھا مگر یہ احسان قابل بدلے کے نہین ہی جیسا کہ قرآن شریف مین ہی مَا اَسْئَلُکُمْ
عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ یعنی نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اوس ہدایت کا کچھ بدلا پس ثابت ہوا
کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق مین ہی اور وہی اتقی ہین اور چونکہ دوسری آیت مین آیا ہی اِنَّ
اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی افضل تم مین اللہ تعالی کے پاس اتقی تمھارا ہی معلوم ہوا کہ
صدیق افضل امت ہین انتہی مگر یہ شبہہ ہا کہ یہان اتقی مطلق ہی اگر ابوبکر صدیق اتقی ہون تو
ہین حضرت رسالت مآب سے کیونکہ اتقی ہوینگے سو اس شبہے کو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے
تفضیلیہ کیطرف سے وارد کرکے دو طور سے دفع کیا ایک یہ کہ یہان کلام سائر الناس مین ہی پیغمبرون
اسلیے کہ شریعت سے معلوم ہی کہ انبیا علیہم السلام منزلت مین سب سے ممتاز ہین اونکو سائر الناس
اور سائر ناس کو اون پر قیاس نکیا چاہیے پس بموجب عرف شرع کے مقام بیان فضیلت مین اس
قسم کے الفاظ مخصوص بامت ہوتے ہین اور تخصیص عرفی تخصیص لفظی کی طرح سے ہوتی جائز ہی جیسا کہ کوئی
کہے کہ گیہون کی روٹی بہتر ہی دوسری روٹیون سے ہرگز نہ سمجھینگے کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر
کہ وہ معروف نہین ہی اور بحث ایسے مقام مین داد ذائقہ ہوتا ہی نہ خواکہ اور میوے سے
دوسرا طور دفع شبہہ مذکور کا یون بیان کیا کہ بعضے بزرگون اہل سنت سے سنا گیا کہ اتقی اسم
اپنے معنی عموم پر ہی یعنی ابوبکر اتقی ہین سب سے لیکن نسبت اون لوگون کی جو قید حیات مین
پس ابوبکر صدیق پر یہ کلمہ آخر عمر مین کہ حضرت رسالت کی رحلت ہوچکی تھی صادق آیا الی آخرہ
مقام ہی کہ غرض اس تاویل سے یہی ہی کہ انبیا اور حضرت خاتم انبیا پر فضیلت لازم نہ آوے

کہ بعد زمانہ ابوبکر صدیق رض کے جو لوگ کہ پیدا ہووینگے اون پر بھی فضیلت مراد نہین ہی اسواسطے کہ یہ بات تو مقررات اہل سنت سے ہی کہ جب کہ ابوبکر صدیق اپنی آخر عمر مین سائر موجودین سے کہ عمرو عثمان و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اونمین داخل ہین افضل و اتقی ٹھہرے اور یہ لوگ تمام متاخرین امت سے افضل ہین اور معلوم ہی کہ افضل سے افضل افضل ہوتا ہی لامحالہ ابوبکر صدیق تمام امت موجود اور غیر موجود سے افضل ہوے ایسے ظاہر و باہر مقامونکو پڑھا پڑھا کر کے اپنے مقصود پر کہ کسی اگلون اور پچھلون کے حاشیۂ خیال مین بھی نگذرتا ہوگا جمانا نہایت ہٹ دھرمی ہی

قولہ اور معلوم رہیے کہ موضوعات مین علی بن عراق کے کہ نام اوسکا تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ ہی کتاب الفتن مین ابن عدی کی کتاب سے کہ نام اوسکا کامل ہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین خلیفہ ایسا کہ نہین فضل ہی اسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اور سند مین اوسکی زکریا وقار اور شیخ اوسکا مؤمل بن عبد الرحمن ضعیف ہین پیچھا کیا گیا ہی یعنی اعتراض کیا گیا ہی کہ یہ دونون بری ہین اس ضعف سے کیونکہ آئی ہی یہ حدیث سند صحیح سے لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف مین ابن سیرین سے **جواب** کہان سے ثابت ہوا کہ بری ہین ضعف سے حالانکہ ائمہ اس فن کی تصریح کرتے ہین کہ مؤمل بن عبد الرحمن ضعیف ہی چنانچہ تقریب وغیرہ کتب اسماء الرجال مین موجود ہی بلکہ یہ بات ابن عراق کی عبارت سے بھی نہین مفہوم ہوتی ہی ورنہ اوس عبارت مین تقریب تمام ہووے اسواسطے کہ ابن عراق کی عبارت یہ ہی حدیث یکون فی اخر الزمان خلیفۃ لا یفضل علیہ ابو بکر و لا عمر **عل** من حدیث ابی هریرة وفیہ زکریا الوقار و شیخہ مؤمل ابن عبد الرحمن ضعیف تُعُقِّب بانهما بریان منه فقد ورد بسند صحیح اخرجه ابن ابی شیبة فی المصنف عن ابن سیرین **قولہ** اب غور کیا چاہیے کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین بروایت صحیح آنے سے کیونکر معلوم ہوا کہ مؤمل مذکور ضعف سے بری ہی کیا راوی ضعیف کبھی کوئی حدیث صحیح نہین بولتا ہی کہ اگر کبھی ایک حدیث بھی اوسکی دوسرونکی روایت سے صحت کو پہونچ جاتی ہی تو یہ کلمہ منتقض ہوکر وہ راوی ضعف سے بری ہو جاتا ہی هل هذا الا عجاب بلکہ مطلب یہ ہی کہ ان دونون شاگرد و استاد کے ضعیف ہونے سے شبہہ ہوتا تھا کہ یہ حدیث بالکل بے اصل ہووے اور ابتدا اگر سہوًا انھین سے صادر ہوئی ہووے سو کہا کہ یہ دونون بری ہین

... آخر زمانہ مین ایک خلیفہ ایسا ہوگا کہ ابوبکر و عمر ... سے افضل نہین ہین

اسمات سے اسواسطے کہ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسکو روایت کیا ہی اور جاننا چاہیے کہ اس توجیہ سے اگر عبارت موجہ ہو گئی لیکن حدیث کا ضعف دفع نہوا اسلیے کہ ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہی وہ قول ابن سیرین پر موقوف ہی اور حدیث مذکور الصدر مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر پس صحت کو اسقدر پونہچا کہ یہ قول ابن سیرین کا ہی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیطرف نسبت کرنا ثابت نہوا اسواسطے کہ راوی اوسکا مؤمل بن عبدالرحمن سامحہ اللہ تعالی ضعیف ہی اور یہان مصنف رسالہ نے عجب کام نے دیانتی کا کیا کہ اپنی بات بنانے کے واسطے ابن عراق کی عبارت سے کہ ترجمے مین اسیقدر لکھا کہ لایا (یعنی طیبی یہان محمد ورو...) ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف مین ابن سیرین سے تاکہ دیکھنے والے سمجھین کہ یہ وہی حدیث ابوہریرہ کی ہی کہ یہان بواسطہ ابن سیرین کے بسند صحیح روایت کی گئی اور یہ نکہا کہ ابن ابی شیبہ جو لایا ہی وہ قول ابن سیرین کا ہی نہ ابوہریرہ یا حضرت رسالت کا جیسا کہ عبارت ابن عراق سے ظاہر ہی کہ عن ابن سیرین قوله اور اگر یہ عبارت سمجھ مین نہ آئی تھی تو کیا کتاب برہان بھی نہ دیکھی تھی کہ اوس مین یہ قول مع تمام سند کے مصنف ابن ابی شیبہ سے منقول ہی کہ حدثنا ابو سلمة عن عوف عن محمد هو ابن سيرين قال يكون في هذه الامة خليفة لا يفضل عليه ابو بكر وعمر وليس هذه اول فارقة كبرت في الاسلام یہ ایک شمہ ہی اونکی عادات کا چنانچہ ابواب سابقہ مین معلوم ہو چکا کہ اونکے پیشواؤن نے کس قدر آیات و احادیث و عبارات کتب منقول عنہا مین تحریفات کی ہین اور سنے اصل اور موضوع حدیثین اپنے موافق لاکر قطعیات سمجھے ہین اور احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی کو کہ اپنے مخالف پایا پس پشت ڈال دیا ہی **قوله** اور واسطے اسکے طریق دوسرا بھی ہی لایا ہی اسکو نعیم بن حماد کتاب فتن مین انتہی **جواب** تمہاری تقریر سے معلوم ہوتا ہی کہ تم یہ سب طرق حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سمجھتے جاتے ہو حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ یہ دوسرا طریق بھی واسطے قول ابوبکر محمد بن سیرین کے ہی کہ نعیم بن حماد نے دوسری سند سے اوس قول مذکور کو روایت کیا چنانچہ کتاب برہان مین لکھا ہی کہ اخرج نعیم من طريق ضمرة عن محمد بن سيرين انه ذكر فتنة تكون فقال اذا كان فاجلسوا في بيوتكم حتى تسمعوا على الناس بخير من ابي بكر وعمر الخ **قوله** اور شیخ علی متقی رسالہ کے بارھوین باب مین لایا ہی اس ابن ابی شیبہ کی روایت اور ذکر کیا ہی اسکی صحت کو اور صاحب عقد الدرر

ساتوین باب مین لکھے ہین کہ روایت ہی عوف بن منبہ سے کہ کہی حدیث کہتے ہین ہم کہ ہوگا اس امت مین خلیفہ نہین فضیلت ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی لایا ہی اس روایت کو امام ابوبکر دانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن مین **جواب** ابن ابی شیبہ کی روایت اوپر مذکور ہوچکی اوس مین عوف محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ قول عوف کا مرجع بھی محمد بن سیرین ہین اب ظاہر ہوا کہ جمیع طرق کا مدار محمد بن سیرین کے قول پر ٹھہرا اور معلوم ہوا کہ یہ بات فقط قول محمد بن سیرین کا ہی اب انصاف کیا چاہیے کہ اجماع جمہور صحابہ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور اجماع مرکب تمام صحابہ کا کہ مبطل ہی اس قول ثالث کا جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا اور احادیث صحیحہ کہ صحاح ستہ وغیرہا کتب معتبرہ حدیث مین باسانید معتبرہ مذکور ہین کہ دال ہین اوپر افضلیت شیخین کے کہ بابت پنجم مین مذکور ہوچکین اور آگے بھی آوین گین اور علی مرتضی سے بتواتر قطعی کچھہ اوپر اسی اوکی روایت سے مروی ہوا کہ افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین یہ سب ایک طرف ٹھہرا اور ایک قول محمد بن سیرین تابعی کا ایک طرف ٹھہرا جسکو ذرہ بھی فہم و شعور امور دین مین ہوگا وہ بلا تامل جانے گا کہ قوت کس طرف ہی اور قابل استدلال کون ہی اور اس قول کو اوس اجماع و احادیث کے سامنے کیا رتبہ ہی اسواسطے امت نے اس قول کو آج تک قبول نکیا بلکہ جسوقت محمد بن سیرین نے یہ بات کہی اوسیوقت اونکے حاضرین مجلس نے کمال استبعاد پوچھا کہ کیا ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا اور طرہ یہ ہی کہ محققین مہدویہ کہتے ہین کہ ابن سیرین کے مہدی اور ہین اور تمہارے مہدی متنازع فیہ نہین ہین چنانچہ کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی نے لکھا ہی نزدیک ابن سیرین مہدی از غیر بنی فاطمہ مقرر ہست چنانچہ ذکر کردا امام احمد بن عبداللہ بن علی بن یحیی در کتاب خود کہ نام او آثار الیزید ہست بعد ذکر حدیث بخاری عن ابی ہریرۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاہ قال القحطان ابو الیمن قال المقدسی اختلف فیہ فقال ابن سیرین القحطانی رجل صالح وھو الذی یصلی خلف عیسی وھو المہدی ولہذا ابن سیرین ذکر کردہ المہدی من ھذہ الامۃ یؤم عیسی بن مریم بلا قید از بنی فاطمہ انتہی پس اب مہدویونکا قول ابن سیرین سے تفضیل مہدی فاطمی کی ثابت کر مراد ابن سیرین کو محرف کرنا ہی اور یہ سب ایکطرف رکھو خود تمہارے مہدی کے قول سے کہ جنکے

معصوم جانتے ہو اور ونکا نتا ہی کہ ابوبکر صدیق کا افضل ہونا لوح محفوظ کی لکیر ہی اسواسطے کہ او
ہوا کہ تمھارے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اصل لوح محفوظ سے
بعد نقل کیا ہی اور شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مین کوئی شخص
سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی اب اگر تمھارے نزدیک
افضل ہین ابوبکر صدیق سے تو کشف اونکا خطائے فاحش ہوا اور معصومیت مین بٹہ لگا
تمھارے اصول کے موافق غارت ہوگئی پس تمھاری برخورداری اور سعادت مندی اسمین
کہ اپنے بزرگ کو نجھٹلاتے اور محمد بن سیرین کے قول کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے
کہ لفظ خلیفہ کا اونپر بھی صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن
ولیضعن الجزیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے واللہ کہ اوتریں گے عیسی
ابن مریم اس حال مین کہ حاکم عادل ہونگے پس توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور اوٹھا
جزیہ یعنی ذمیونکو جزیہ لیکر اونکے دین پر چھوڑ دینا موقوف کرینگے بلکہ الا قتل یا اسلام کا حکم فرما
اور مہدویہ کے ایک رسالہ عربیہ مین مرقوم ہے کہ خلیفہ چھ ہین خلفائے راشدین اور
اور عیسی مگر مہدی اور عیسی جامع ہین خلافت اور امامت کو بخلاف خلفائے راشدین کے
کہ فقط خلافت رکھتے تھے اور امام وہ ہی کہ سبب نجات امت ہو جیسا کہ حدیث مین ہی کیف
تہلک امۃ انا فی اولہا و عیسی فی آخرہا والمہدی من اہل بیتی فی وسطہا
بلکہ ابن عدی کی حدیث جو تمنے شروع مین نقل کی وہ حضرت عیسی سے نہایت مناسبت
رکھتی ہے نہ مہدی سے اسلیے کہ اوسمین ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین ایسا خلیفہ اور ظاہر ہی کہ آخر زمانے
حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوگی اور مہدی کی خلافت اونسے پہلے ہوگی کہ اسپر لفظ وسط کا صادق
جیسا کہ مشکوۃ مین ہی کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح
آخرہا یعنی کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اسکا ہون اور مہدی وسط اوسکا اور مسیح
آخر اوسکے اور قبل اوسکے ایک حدیث بروایت ابو نعیم گذر چکی ہی کہ اوسمین یہ الفاظ ہین
لا امۃ اولہا و آخرہا اولہا فیہم رسول اللہ و آخرہا فیہم عیسی ابن مریم یعنی نہ

اس فرقہ کے اول سابقون اور آخر والے ہیں اول کے الون مین رسول اللہ ہین اور آخر والون مین عیسی بیٹے مریم کے ہیں تا انتہی چونکہ لائق تھا کہ قول محمد بن سیرین کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ خلاف اجماع [illegible] اجماع مرکب کا نہوتا اور احادیث صحیحہ کی بھی مخالفت لازم نہ آتی اور شیخ محی الدین بن عربی کا کلام بھی اوسکے مخالف نہوتا اور اونکے واسطے سب سے بڑی بات تھی کہ مہدی ثنا خوانی ابن عربی بیچ پیچ نکالتے مگر انھونے مہدی کی افضلیت پر اونکی مہدویت کو فدا کر دیا اور مصداق اس کلام کے ہوئے شعر یکے بر سر شاخ بن می برید خداوند بستان نگہ کرد و دید بگفتا کہ این مرد بد میکند نہ با من کہ با نفس خود میکند اور حیرت کا مقام ہی کہ مہدویہ حمل مطلق کا مقید پر حرام جانتے ہین تا کہ جس حدیث مین کہ کچھ حال مہدی کا مذکور ہی اور تعبیر مہدی کی بلفظ امیر و خلیفہ وغیرہ کے کی گئی ہی وہان جائے گریز باقی رہی اور امیر و خلیفہ مطلق کا حمل مہدی پر نکیا جائے یہان اپنے اوس قرار دادہ اصول کے خلاف خلیفہ مطلق کو مہدی پر کسطرح حمل کرتے ہین **قولہ** اور بعضے تاویل و توجیہ کیے ہین ان روایتون کی اسطرح سے کہ حضرت مہدی کیوقت مین فتنے اور حادثے زیادہ ہین اون فتنون سے جو خلافت مین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہوئے یہ فضیلت اور زیادتی باعتبار حادثون کے ہی نہ باعتبار ثواب کے کیونکہ صحیح حدیثین اور اجماع اس بات پر ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما افضل الخلق ہین بعد انبیا علیہم السلام کے **جواب** شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب برہان مین فرمایا کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے کہا کہ جیسا کہ حدیث بل اجر خمسین منکم مین تاویل کی گئی ہی ویسی ہی لفظ ابن سیرین مین بھی تاویل کرنا مناسب ہی اسواسطے کہ زمانہ مہدی مین فتنے نہایت سخت ہونگے اور تمام نصاری اونپر ہجوم کرینگے اور دجال محاصرہ کریگا چونکہ اون سب کو اللہ تعالی اونکے ہاتھ سے دفع کرا دیگا اس سبب سے اونکو اس امر خاص مین فضل ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر نہ اس بات مین کہ اونکا ثواب زیادہ ہو اور رتبہ خدا کے پاس شیخین سے بلند تر ہووے اسواسطے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسپر ہی کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے انتہی یہ تاویل کرنا اور اوس قول ابن سیرین کو ساتھ دوسرے اوالہ شرعیہ صحیحہ کے تطبیق اور توفیق دینا محض تبرع اور رعایت قائل کی ہی ورنہ موجب قواعد علم اصول حدیث اور فقہ کے یہان تاویل کی کچھ [illegible] کتب اصول مین مسطور ہی

کہ درمیان قوی وضعیف کے تعارض نہین ہوتا ہی اور جب قول ضعیف قوی کے مخالف
ہو جاتا ہی اسیواسطے حدیث مشہور متواتر کی معارض نہین ہو سکتی اور خبر واحد مشہور
نہین ہوتی البتہ جب دو خبرین برابر مرتبے کے متعارض نظر آتی ہین تو ہان اگر ممکن ہوتا ہی
توفیق وتطبیق کرکے دونون پر عمل کرتے ہین اور اگر تطبیق نہین ہو سکتی ہی مگر تاریخ معلوم
ہی تو اول کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ جانتے ہین اور اگر تاریخ معلوم نہو تو کسی وجہ سے ایک
دیگر اوسی پر عمل کرتے ہین اور اگر ترجیح نہ ہو سکے تو توقف کرتے ہین اور حکم دونو کا ساقط ہو
اذا تعارضا تساقطا تا کہ ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے یہ خلاصہ ہی مسلم الثبوت اور شرح بحر العلوم
شرح نخبۃ الفکر اور نور الانوار اور تحقیق الحسامی وغیرہ کا اور ظاہر ہی کہ یہان قول ابن سیرین کا
بسند صحیح مروی ہو وے روبرو اجماع اور قول صحابہ کرام اور حدیث سید الانام علیہ السلام
رکھتا ہی کہ معارض و مناقض کہلاوے بلکہ قول صحابی بھی مقابل حدیث صحیح کے ترک کیا جا
البتہ جب کوئی حدیث کسی مقدمے مین ہاتھ نہ لگے تو قول صحابی کا حجت ہوتا ہی دوسرا
واسطے مگر باین تفصیل کہ جو قول صحابی کا کہ صحابہ مین مشہور ہوا اور اونھون نے اوسپر سکوت کیا
اوسکی تقلید واجب ہی اسلیے کہ وہ اجماع سکوتی ہوا اور اگر دوسرے صحابہ نے اوس مین خلاف
تقلید واجب نہین ہی بلکہ جس صحابی کا قول مجتہد کے رائے کے مطابق ہو اوسپر عمل کرے
باقی رہا وہ قول کہ اوسمین اختلاف اور اتفاق اونکا ثابت نہو خواہ وہ قول قابل اجتہاد ہو یا
امام شافعی کے نزدیک اوسکی تقلید ضرور نہین ہی اور ابو سعید بردعی کے نزدیک ضرور ہی اور کرخی
کے نزدیک غیر اجتہادی مین ضرور ہی جیسا کہ توضیح مین ہی اور قول ایسے تابعی کا کہ صحابہ کرام
فتوے کو اونکے قول پر ترجیح دیتے تھے یا تسلیم کر لیتے تھے جیسا کہ قاضی شریح اور مسروق
بعضون کے نزدیک مانند قول صحابی کے ہی اور اگر اونکا فتوی صحابہ کے وقت مین نچلا ہو تو
مانند دوسرے مجتہدون کے ہین کہ تقلید واجب نہین ہی اور صاحب مسلم الثبوت اور بحر العلوم
نے اس تفرقہ کو رد کیا اور کہا کہ کسیطرح کا تابعی ہو اوسکی تقلید واجب نہین ہی اور دلائل
تفرقہ کا جواب دیا اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین تابعی کی تقلید نہین کرتا ہون اسلیے کہ وہ بھی
اور ہم بھی مرد ہین یہ سب جبھی چلا اوسوقت ہی کہ اوس مقدمے مین کوئی حدیث ضعیف

یا قوی موجود نہو چہ جاے اسباب کی کہ اجماع اور احادیث صریحہ صحیحہ ہوتے ہوئے قول محمد بن سیرین تابعی کا سب پر ترجیح دیا جاوے نعوذ باللہ من سوء الفہم **قولہ** اب سمجھیے جیساکہ تاویل ان روایتون مین بعض سے ہی ویساہی یہ اجماع مین جوکہ ایمان اوسکا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تفسیر سے **جواب** مقدمۂ اولی کا جواب اوپر گذر چکا کہ ان روایتون مین اگر تاویل نکرین تو بھی بسبب مخالفت قوی کے اصلا قابل استدلال نہین ہین کہ تم اپنے مہدی کی افضلیت مین اوپر متمسک ہوا اور مقدمۂ ثانیہ بہتان محض ہے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس مقام مین نہ اجماع کا ذکر کیا نہ اوسکے تاویل کا حرکت زبان قلم پر لائے فقط اسیقدر لکھا ہی کہ اہل سنت وجماعت نے لفظ اتقی سے کہ آیت سیجنبہا الاتقی مین ہی تمسک کیا ہی اوپر افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد پیغمبرون کے تمام امت پر بعد اوسکے تقریر تمسک کی بیان کرکے واسطے علیحدہ کرنے پیغمبرون کے دو تاویلین کین کہ وہ جیساکہ ہمکو مضر نہین ہین تمکو کچھ مفید نہین ہین چنانچہ مفصلاً مذکور ہوچکا یہان اجماع کا کیا ذکر تھا اور اوسکی تاویل کجا ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دلائل متنوعہ ہین آیات دلیل علیحدہ ہین اور احادیث صحیحہ دلیل جداگانہ ہین اور اجماع دلیل برا سے ہی البتہ تمنے اس اجماع مین باختلاف فرقہ تفضیلیہ جرح کی تھی سو اوسکا جواب بطور تسلیم کے بغرض قطع نزاع کے اجماع مرکب سے بخوبی دیا گیا اور اگر یہ غرض نہوتی تو ہوسکتا تھا کہ کہا جاتا جیساکہ علماے اہل سنت نے کہا ہی کہ تمام صحابہ اوپر افضلیت ابوبکر صدیق کے اجماع کیا ہی پس فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قطعی ہی چنانچہ مذہب شیخ ابوالحسن اشعری کا اور مفاد کلام امام مالک کا یہی ہی اور حکایت اس اجماع صحابہ اور تابعین کی امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ نے کی ہی اور بعض صحابہ سے جو تفضیل جناب مرتضوی کی منقول ہی یا مراد اوس سے فضل جزوی ہی باعتبار سبقت اسلام یا قرابت حضرت خیرالانام کے یا مراد تفضیل باقی امت پر ہی سوائے شیخین کے اور اگر بالفرض مراد فضل کلی ہی شیخین پر یعنی کثرت ثواب ورعظمت نفع اسلام اور ترس وتقوی اور قرب حضرت ذوالجلال کے بسبب اوسکے تفضیل شیخین کی ظنی ہوجاوے جیساکہ ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کی مرضی ہی تو بھی اجماع مرکب کہ مبطل افضلیت مہدی کا ہی موجود ہی اور ہر صورت مین مہدویونکا دعوی نابود ہی **شعر** شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ✤ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ✤ **تنبیہ** یہ خیال نکیا چاہیے کہ جنکے نزدیک

افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ظنی ہوگی حقیت خلافت بھی ظنی ہوگی بلکہ خلافت سبکے نز
قطعی ہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بسبب شہرت
کے یا اجماع صحابہ سے بسبب خلاف بعض کے اگر افضلیت صدیق اکبر کی ظنی ہوجاوے لیکن
بسبب متواتر ہونیکے کہ کچھ اوپر اسی راوی ناقل ہین قطعی ہی یہ بات کہ جناب علی مرتضی کا یہ
اور اعتقاد تھا کہ ابو بکر صدیق مجسے اور سب امت سے افضل ہین پس جنکے نزدیک
مرتضوی معصوم ہین لا محالہ افضلیت ابوبکر صدیق کی قطعی ہوگئی اور جنکے نزدیک غیر معصوم
اونکے نزدیک یہ امر قطعی ہوا کہ خود جناب مرتضوی تفضیلیون مین نہین ہین اور مفضلین اونکے
اعتقاد کے مخالف ہین کہ مدعی سست و گواہ چست اور زیادہ تفصیل صواعق محرقہ وغیرہ
ہی **قولہ** اور جیسا کہ صحیح حدیثین اس بات پر ہین ویسا ہی صحیح روایت ابن ابی شیبہ سے اس
بات پر ہی اور یہ صاحب تاویل بھی قائل ہی اوسکی صحت کا جو رسالہ برہان مذکور ہین مذکور ہی جو
اوسکا جواب قبل چند ورق کے گذر چکا **قولہ** ولیکن ترجیح باعتبار کثرت ادلہ کے نہین جائز

جواب اس مسئلے مین اختلاف ہی ایمہ دین کا امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالی کے
نزدیک جو خبر کہ حد شہرت اور تواتر کو نہ پہونچی ہو اوسکی ترجیح دوسری اوسی نوع کی خبر پر بکثرت
اور روات کے صحیح نہین ہی جیسا کہ شہادت مین صحیح نہین ہی اور امام محمد اور امام شافعی اور امام
مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح ہی اور ہر ایک کے دلائل مسلم الثبوت وغیرہ کتب
اصول مین مذکور ہین مگر یہ سبب بانین اوسوقت بن آتی ہین کہ دونون دلیلین ایک قسم اور ایک
کی ہووین مثلاً ایک مضمون کی ایک حدیث ہی اور اوسی قسم کی اوسکے مخالف المضمون چند حدیثین
ہین یا پہلی کے تھوڑے راوی ہین اور دوسری کے بہت اس صورت مین شیخین کے نزدیک
کثرت سے ترجیح نہین ہوسکتی ہی اور جمہور کے نزدیک ہوسکتی ہی اور اگر دو دلیلین مختلف الرتبہ
ہین تو بلا خلاف اعلی مرتبے والی کو اگرچہ تنہا ہو ادنی مرتبے والی پر ترجیح دینگے چہ جائیکہ وہ اعلی متوید
بکثرت ہووے وہان ترجیح مین کیا کلام ہی چنانچہ آیت کو حدیث پر ترجیح دیوینگے اور آیات مین ظاہر
نص کو اور نص پر مفسر کو اور مفسر پر محکم کو ترجیح دیتے ہین اور احادیث مین متواتر کو مشہور پر
اور مشہور کو خبر احاد پر ترجیح دیتے ہین اور اخبار احاد مین باعتبار متن اور سند کے بہت سے

بعد انبیا اور مرسلین کے کہ وہ بہتر ہو ابوبکرؓ سے حدیث آفتاب طلوع و غروب نہین کیا ہی بعد پیغمبرون
اور رسولون کے کسی پر کہ بہتر ہو ابوبکرؓ سے حدیث حق تعالی نے میرے بعد اس سے بہتر کسیکو
پیدا نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرونکی شفاعت کے مانند ہوگی اب ظاہر ہی کہ ان
سب حدیثون کی دلالت اس بات پر ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہین اون لوگون سے جو موجود تھے
اوس زمانے مین یا اوسکے آگے کیونکہ لفظ خطاب کا اول حدیث مین کہ وہ افضل ہی تم سب کا صاف
دلالت کرتا ہی شق اول پر فقط اور لفظ ماضی کا باقی حدیثون مین کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا
کسی پر اور کسیکو پیدا نہین کیا صاف دلالت کرتا ہی دونون شقون پر اور یہ مطلب ان حدیثون کے جو حدیث
کہ اس مقدمے مین ہی اس معنی کا احتمال رکھتی ہی جیسا کہ مشکوۃ شریف مین باب مناقب ابوبکر رضی اللہ
عنہ مین صحیح بخاری سے ہی کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی کہ پوچھا مین نے اپنے باپ کو کون آدمیونکا
بہتر ہی بعد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمائے ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے
کہتے تھے ہم زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ نہین برابر کرتے تھے ساتھ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے
کسیکو اور روایت مین ابوداؤد کی یہ روایت اسطرح ہی کہ افضل امت نبی بعدہ ابوبکر ہین الحاصل فضیلت
جناب امیر المؤمنین ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر کسی
دلیل صریح قطعی سے ثابت نہین ہو سکتی ہی جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر بعد نزول کے ثابت نہین
ہی اور باقی دلیلین اس مسئلے کی تفصیل وار رسالہ دوازدہ جواب مین حضرت علماء باللہ عبد الملک سجاوندی
عالم فرد مہدویہ ۱۲
رحمہ اللہ تعالی سے مذکور ہین جواب اون روایتونکی توجیہ و تاویل کا سبب وہ پر کرامت و مدارک معلوم
ہو چکا اگر تاویل نکرتے تو بسبب مخالفت اقوی کے بالکل ساقط تھیں اور چونکہ اعمال بہتر ہی اہمال سے
رعایۃ اور شرعًا تاویل کر دی گئی موافق محاورات اور عرف شرع کے نہ جیسا کہ تمنے اس صحیح حدیثونکو
کہ موافق اجماع اور اصول دین کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ تاویل کر کے اصول و اجماع کو برہم کر دیا
اور تاویل بھی ایسی کہ محاورات قرآن و حدیث کے سراسر خلاف اسلیے کہ مدار تمھاری تاویل کا دو بات پر ہے
ٹھہرا ایک یہ کہ جس حدیث مین صیغہ خطاب کا آیا وہان فقط حاضرین مراد ہین نہ بعد پیدا ہونے والے
یہ سراسر مخالف محاورہ قرآن و حدیث کے ہی اسواسطے کہ قرآن و حدیث مین جبکہ مطلقًا خطاب طرف
مؤمنین کے ہوتا ہی تو حاضرین پر اختصار نہین ہوتا ہی بلکہ جمیع مؤمنین امت مخاطب ٹھہرتے ہین پس لازم

اوسکے خطابات آقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَلَا تَقرَبُوا الزِّنیٰ وَلَا تَقرَبُوا مَالَ الیَتِیمِ وَلَا یَغتَب بَعضُکُم بَعضًا لَقَد جَاءَکُم رَسُولٌ لَقَد اَنزَلنَا اِلَیکُم کِتَابًا فِیہِ ذِکرُکُم اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ اَتقٰکُم فَاِنِّی نَذِیرٌ لَکُم بَینَ یَدَی عَذَابٍ شَدِیدٍ اَنقِذُوا اَنفُسَکُم مِنَ النَّارِ لَا اُغنِی عَنکُم مِنَ اللّٰہِ شَیئًا اِنَّ اللّٰہَ عزوجل اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعوا علیکم نبیکم فتھلکوا جمیعًا وان لا یظھر اھل الباطل علی اھل الحق وان لا یجتمعوا علی ضلالۃ ولکنی لست کاحد منکم اور سوا اوسکے اور ہزار ہا خطاب مخصوص اوس عصر کے لوگون سے ہوجاوین اور تمام استعمال کی نے خطاب حساب غیر مکلف ہجاوے کوئی عاقل بھی ایسا ہذیان زبان پر لاویگا دوسری یہ بات کہ صیغہ جس حدیث میں فقط اونھیں لوگون پر دال ہے کہ پیدا ہو چکے ہیں خواہ زمانہ تکلم تک زندہ ہوں یا اور بعد والے اوسکے مصداق نہیں ہیں حالانکہ قرآن و حدیث میں یہ محاورہ دائر و سائر ہے کہ ماضی بجاے استمرار کے آتا ہے جیسا کہ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیمًا حَلِیمًا ۰ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعمَلُونَ خَبِیرًا وَکَفیٰ بِاللّٰہِ وَکِیلًا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُورًا رَّحِیمًا وَکَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیزًا وَکَانَ اللّٰہُ عَلیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیرًا وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیءٍ عَلِیمًا شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اور ایسی یہ بھی دائر و سائر ہے کہ تعبیر مستقبل کی لفظ ماضی سے کرتے ہیں جیسا کہ اَتیٰ اَمرُ اللّٰہِ فَلَا تَستَعجِلُوہُ وَیَومَ یُنفَخُ فِی الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَمَن فِی الاَرضِ وَنَزَعنَا مَا فِی صُدُورِہِم مِن غِلٍّ وَنَادیٰ اَصحٰبُ الجَنَّۃِ اَصحٰبَ النَّارِ وَنَادیٰ اَصحٰبُ الاَعرَافِ رِجَالًا الآیات اور قاعدہ مقررہ علم بلاغت ہے کہ جس چیز کا متحقق الوقوع ہونے پر تنبیہ منظور ہوتی ہے وہ اگرچہ مستقبل ہو لیکن بلفظ ماضی تعبیر کرتے ہیں اور مطول میں لکھا ہے کہ یہ محاورہ کلام عرب میں خصوصًا کلام اللہ میں شمار سے باہر ہے اور طرفہ یہ ہے کہ حدیث محمد بن حنفیہ میں نہ لفظ ماضی کا ہے نہ خطاب کا اسکو بھی اپنے قاعدہ اختراعی میں داخل کر دیا اوسکے الفاظ یہ ہیں کہ محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد یعنی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر یعنی کون آدمی افضل ہے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا ابو بکر بھلا یہ بات کوئی اس نرگوار سے پوچھے کہ بات تجم میں جو حدیث امام احمد کی مذکور

اوسمین یہ الفاظ ہین سیدا کہول اہل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین والمرسلین یعنی ابوبکر
سردار ہین ادہیڑ عمر والون اہل جنت کے اور جوانون اہل جنت کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان کونسا زمانہ
ہے کونسا خطاب ہی اور اوسی باب مین حدیث طبرانی کی جو مذکور ہوئی کہ ان روح القدس جبرئیل
خبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی حضرت نے فرمایا کہ روح القدس جبرئیل نے
خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل بعد تمہارے ابوبکر ہی یہان امت سے بعض مراد ہین یا تمام
بعض ہین تو کونسا قرینہ مخصصہ مرجحہ ہی کہ اوسکے واسطے کلام ظاہر سے پھیرا جاتا ہی اور اگر
امت مراد ہین تو یہ تمہارے مدعی مہدویت بھی وصحابی داخل ہین یا نہین اگر ہین تو ابوبکر صدیق
سے افضل ہوسے اور اگر اس خوف سے امت مین بھی داخل نہین ہوتے ہین تو ہمکو
سے کیا کام ہم کلام اوس شخص سے کرتے ہین کہ اس امت اجابت مین داخل ہو اور اوسی
یث وقرآن سے ہمارا الزام تمام ہوتا ہی **حکایت** ایک روز مصنف اس رسالہ مردود سے کہ اپنی
نیفات کی داد مانگنے کے واسطے گھر بگھر پھیری کیا کرتے تھے مینے کہا کہ اگر ہم کوئی ایسی حدیث
دکھلاوین کہ اوسمین افضلیت صدیق اکبر کی تصریح ہو اولین و آخرین پر جب تو تسلیم کروگے
نے لگے ایسی کہان حدیث ہی مینے کہا ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے حق مین فرمایا کہ ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ
من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین الحدیث یعنی یہ دونون سردار ہین کہول
جنتیون کے اولین و آخرین سے سوائے انبیا اور مرسلین کے کہول جمع کہل کی ہی اور صراح مین لکھا ہی
کہل مرد میانہ سال اکتہال دوموے ہونا اور صحیح فضائل مین فضیلت سید محمد مین مذکور ہی کہ اونکی
داڑھی مین سیاہی زیادہ تھی جب اونکے باپ مہدی کو دفن کرنے لگے اونکی داڑھی مثل مہدی کے برابر دوموئی
حلیہ مہدی کے مشابہ بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ اونکے مہدی دوموئے تھے اور قطع نظر اسکے
تحقیق اسکی باب پنجم مین ہو چکی کہ مراد کہول سے اس حدیث مین سب برنا و پیر ہین اور یہ بھی مذکور
ہوا کہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی و امام احمد اور ابویعلی اور ضیا اور طبرانی نے بطرق متعددہ
روایت کیا ہی القصہ مصنف مذکور نے بعد سماعت اس حدیث کے متحیر ہوکر اس طریق استدلال سے
انکار کیا اور کہا کہ ہم جو احادیث سے دلائل نقل کرتے ہین یہ فقط موید ات ہین ہمارا مدار اسپر نہین ہی

اصل دلیل ہماری یہ ہی کہ ہمارے نزدیک جبکی مہدویت باخلاق نبویہ ثابت ہوئی اوسنے ایسا دعوی کیا ہی پھر اوراق کو چونکہ اوسوقت اپنے یہ غرض متعلق تھی کہ واسطے استکشاف مذہب کے اونکے پیشواؤن کی کتابین اونسے بملایمت وصول کرے بخوف اس امر کے کہ بھڑک جاوینگے مباحثہ کو طول ندینا تھا ورنہ اوسکا جواب نہایت معقول تھا کہ کذب سب ادیان آسمانی مین اخلاق حسنہ سے خارج ہی خصوصًا خداوند پاک پر جھوٹھ باندھنا کہ مجکو فلان اور فلان سے افضل بنایا ہی پس اس دعوی افضلیت کا صدق جزو اعظم اخلاق ہی کہ مہدویت جسپر موقوف ہی اب اگر اس دعوے کا اثبات خارج سے نکرکے مہدویت پر موقوف رکھو تو دور لازم آتا ہی کہ قسم محالات بدیہیہ سے ہی اور سوائے اوسکے دوسری بداخلاقیان بھی باستیعاب تمام باب سوم کی دلیل ہفتم مین گذر چکین پس ایسے شخص کے دعوے کا ثبوت اوسی کے اعتماد پر محال ہی غرض کہ اس قسم کے واہیات اس قوم مین حد و حساب سے باہر ہین اور باین ہمہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے دعوے کے دلائل منجملہ قطعیات و برہانیات ہین جیسا کہ مصنف مذکور اس مقام مین سمجھے ہین کہ مین مہدی کی افضلیت حضرت صدیق اکبر پر بخوبی ثابت کر چکا اسواسطے اب آگے اس بات پر کمر باندھتے ہین کہ مہدیکو برابر وہم رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین کے ثابت کرین العیاذ باللہ شعر تو کار زمین را نکو ساختی که با آسمان نیز پرداختی *مطلب دوم* مسئلہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام فضیلت و بزرگی مین ہمسر و برابر ہین حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نقلیہ شرعیہ سے لیکن دلائل نقلیہ جو بالاجمال کہ منقول ہین ملک شیخ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ احکام و بیان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو مراد اللہ ہی انتی برابری دو محمد کی پائی ہم کہ دو شخص کو اور دو چیز کو روا نہین جواب مہدی حضرت رسالت پناہ کی اولاد مین ہین اور جسکو ذرا بھی ہوش و حواس ہین جانتا ہی کہ والد اور ولد کا ایک شخص ہونا محال ہی پس بالبداہتہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی دو شخص ہوئے اب یہ کہنا کہ انمین انتی برابری پائی ہم کہ دو شخص اور دو چیز کو روا نہین حقیقت مین یہ کہنا ہی کہ مہدی اور حضرت رسالت پناہ مین یہ برابری روا نہین ہی پس تمنے خود اقرار کیا کہ ہمارا دعوی برابری کا ناروا اور ناجائز ہی سبحان اللہ یہ قدرت الہی اور معجزہ حضرت رسالت پناہی ہی کہ ہمارے الزام اور جواب دینے کے آگے ابتدائے بحث مین تم باطل و قبیح پر ہونیکا اور ہم حق و صریح پر ہونے کا تمہی سے اقرار کرا دیا اوسپر علاوہ یہ ہی کہ کہتے ہو

[illegible] مہدی سے [illegible] احکام و بیان سے پائی گئی پس قرار اس امر کا ہوا کہ خود مہدی اس ناروا کا
حکم کرتے تھے اور ناروا بات کا حکم کرنا خطائے فاحش ہے یہان معلوم ہوا کہ مہدی موعود نتھے اسواسطے
کہ تم بالاتفاق قائل ہو کہ مہدی موعود سے حکم مین خطا سرزد نہوگی کہ یقفو اثری ولا یخطی نقفان
اونکی ہی یہان خود تمنے در پردہ انکار اونکی مہدویت کا کیا **قولہ** اور حضرت نے فرمایا مہدی سے کوئی
بزرگ نہین ہے بجز خدائے تعالی کے **جواب** تمہارے حضرت کی کون سی بات پر اعتبار کرنا چاہیے یہان
تو معلوم ہوا کہ خدا کی بزرگی کچھہ مانتے تھے اور اپنے سے بڑا جانتے تھے اور پنج فضائل مین لکھا ہے کہ مقام فراہ
مین یہی بزرگوار میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین یعنی مین اللہ ہون پروردگار
عالمین کا اور اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ مین بندہ ہون خدا فی الحال ہو جاتا ہے لیکن بندہ ہونا محال
ہے انتہی شاید مہدوی لوگ اس تعارض کی یون تطبیق دینگے کہ وہ خدا کہ مہدی سے بزرگ ہے وہ
اور ہے اور وہ خدا کہ مہدی اور وہ ایک ہے اور وہ خدا کہ بندہ بن جانا آسان ہے وہ اور ہے اسواسطے کہ اونکے
مہدی کے اعتقاد مین نئے پرانے ملا کر بہت سے خدا ہین جیسا کہ شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین
لکھا ہے کہ مہدی نے شاہ دہسیک سے کہا کیا پرانے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت
پڑھی **شعر** بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری * ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرست تعالی اللہ عما
یقول الظالمون علوا کبیرا **قولہ** اور حضرت نے فرمایا جب کہ ہم مشقت زیادہ کرتے ہین تو برابر
ونکے ہوتے ہین **جواب** معلوم ہوا کہ مہدویت واسطے مساوات کے کافی نہین ہے بلکہ جز اخیر
وسکی علت کا زیادت مشقت ہے اور لفظ جب کا کہ دال ہے اس بات پر کہ مشقت زیادہ ہمیشہ نہین
ہوتی ہے پس برابری بھی کہ اوسی پر معلق تھی اوسوقت نہوگی لیکن مقام مہدویت بھی اوسوقت جاتا
رہتا ہے یا نہین اگر نہین جاتا ہے تو باوجود مہدی ہونیکے حضرت رسالت سے کم رتبہ ہوتے ہین پس کلیہ سابق
غلط ٹھہرا کہ مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہے بجز خدا تعالی کے اور اگر مہدویت سے اوسوقت معزول ہو جاتے ہین
و قطع نظر اس قباحت کے کہ اگر ان اوقات معزولی کو منہا کرین تو پانچ برس بھی کہ کسنین ملتے تو ن مہدویت
کی ہو پوری نہین ہوتین بڑی خرابی یہ پڑتی ہے کہ اونکے اصحاب و مرید کہ اوسوقت بھی انکو البتہ مہدی
اعتقاد کرتے تھے ضلال و خطا مین مبتلا رہتے تھے اسلیے کہ جیسا کہ غیر نبی کو نبی جاننا خدا پر
افترا ہے ویسی غیر مہدی کو مہدی سمجھنا اور یہ بزرگوار اوسوقت اس لقب غیر واقعی پر راضی ہوکر

سکوت کرتے تھے اور مصداق اس آیت کے ہوتے تھے یُحِبُّونَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا کہ اللہ تعالی
مذمت فرماتا ہی اون لوگونکی جو صفت اپنے مین نہو اوسپر اپنی تعریف وثنا ہونیکی خواہش رکھتے ہین اور یہ
بھی اس کلام سے معلوم ہوا کہ رتبہ حضرت خاتم الرسالت کا کہ فائق ہی رتبہ نبوت ورسالت محضہ پر اونکے نزدیک
کسبی ہی کہ جب مشقت زیادہ کرتے ہین تو حاصل ہوجاتا ہی پس اوسکے مستحق ہونیکا سبب باشتراط زیادہ مشقت
ہوئی اور یہ مذہب اہل ایمان کا نہین ہی بلکہ مشرب معتقدین فلاسفۂ یونان کا ہی جیسا کہ شرح مواقف مین
لکھا ہی کہ رسول ہونے کے واسطے یہ شرط نہین ہی کہ پہلے خلوت مین بیٹھکر مجاہدہ کرے اور خلق سے منقطع
ہوجاوے اور ریاضتین کرکے احوال عمدہ پیدا کرے اور صفائی جوہر اور پاکیزگی فطرت اوسکی استعداد ذاتی
ہوئی جیسا کہ حکما کا زعم ہی بلکہ نبوت ایک رحمت اور عطاے الہی ہی کہ فقط اوسکی مشیت سے متعلق ہی
جسکو چاہتا ہی اوسکو اس رحمت سے سرفراز و مختص فرماتا ہی وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور شرح
مقاصد مین لکھا ہی کہ حق یہ ہی کہ پیغمبرونکا بھیجنا لطف و رحمت الہی ہی کہ کیا تو احسان کیا اور اگر نکرتا
تو اوسپر کچھ عیب نتھا جیسا کہ اہل سنت کا تمام الطاف الہی مین یہی مذہب و اعتقاد ہی اور پیغمبری
اس امر پر مبنی نہین ہی کہ پیغمبر مین پہلے کچھ استحقاق ہووے اور کچھ اسباب و شروط اوس مین
جمع ہووین وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ
رِسَالَتَہٗ انتہی اور انکار اسبات کا کہ مقام نبوت محنت و مشقت اعمال سے حاصل ہوتا ہی کچھ نیا
مقدمہ نہین ہی بلکہ قدیم سے اتفاق امت اور اجماع اہل سنت اس پر چلا آتا ہی یہانتک کہ جو شخص
ایسی بات زبان پر لاتا تھا اوسکا خون مباح جانتے تھے اور کیسی ذی رتبہ آدمی ہو اوسکو بلا تامل
قتل کرتے تھے چنانچہ ایسی حادثے مین سنہ ۳۵۴ ہجری مین محمد بن حبان صاحب کہ شاگرد نسائی کا اور
استاد حاکم کا ہی اور کتاب صحیح ابن حبان مشہور آفاق ہی مبتلا ہوا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اپنی کسی کتاب مین
لکھا تھا کہ النبوۃ العلم والعمل اوس عصر کے اہل اسلام نے فقط اتنی بات سے زندیق ٹھہرایا
اور ملاقات اور حدیث پڑھنا بالکل موقوف کردیا یہانتک کہ خلیفۂ وقت نے موافق فتوے علما کے
حکم قتل کا دیا اور محدثین نے اس کلام کے حق مین کہا کہ ذلک نفس فلسفی اور بعضون نے بسبب
معلوم ہونے صحت اعتقاد انکی کے کچھ تاویلات بھی کین اور یہان تو عقاید الہیات و نبوات مین وہ
قواعد اختیار کئے ہین [illegible] ایسی ہی جیسا کہ [illegible]

کہان تک تاویل وتوجیہ کریگا اور تاویل کی گنجایش کہان ہی اسواسطے کہ مہدویون کے اعتقاد مین مہدی کے
بیان مین تاویل وتحویل کرنا حرام ہی اور مخالفت کرنا ہی ساتھہ ذات مہدی کے چنانچہ آخر مین عقیدے
کے سید خوندمیر نے لکھا ہی **قوله** اور اتفاق حضرت کے اصحاب کا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی
علیہ السلام ایک ذات ہین **جواب** شاید کہ اصحاب نے جب دیکھا کہ احکام وبیان مہدی سے وہ برابری
پائی جاتی ہی کہ دو شخص اور دو چیز مین روا نہین ہی جیسا کہ گذرا تو سب نے ملکر اپنے پیر بزرگوار کی بزرگی جتہانے
اور بات بنانے کے واسطے اتفاق کیا کہ مہدی اور حضرت رسالت دو شخص نہین ہین کہ برابری
مذکور روا نہووے بلکہ یکذات ہین مگر حیرت کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بڑے پر اتنم جمع ہوئے مگر ایک
کے بھی سمجھہ مین اتنا نہ آیا کہ مہدی اولاد مین حضرت رسالت کے ہین اور باپ بیٹے کا ایک ذات ہونا
محال ہی اور قطع نظر باپ بیٹے سے مطلق جواہر مین تداخل محال ہی تمام عقلاے دنیا جانتے ہین کہ
دو جوہر کا ایک ہوجانا محال ہی چنانچہ صدرا مین لکھا ہی کہ تداخل یعنی متحد ہونا دو جوہر کا کلاً یا بعضاً
جنع اور اشارے مین محال ہی ورنہ جائز ہوجاوے کہ تمام اجزاے عالم ایک رائی کے دانے مین سما
جاوین انتہی اور ایک ذات ہونا اسیکو کہتے ہین اور اگر مساوی الاوصاف ہونا مراد ہی تو تساوی وغیرہ
نسبت کے واسطے دو طرف اور دو ذات ہونا ضرور ہی وہان ایکذات اور ایک شخص بولنا خطاے
فحش ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ انکے مہدی بسبب کمال متابعت اور غلبۂ محبت کے حضور ذات رسالت مین
بیخودی اور دوئی سے فانی اور غائب ہوگئے جیسا کہ سالکین ہستی حق تعالی مین مستغرق ہوکر اپنی
ہستی کو فنا فی اللہ کر دیتے ہین تو یہ اتحاد حقیقی نہین ہی بلکہ اتحاد اعتباری وحکمی کہلاتا ہی اور مغایرت
حقیقی ونفس الامری اور تعین اور تشخص وجزئیت حقیقت سالک کی موجود رہتی ہی فقط تصور توئی و
منی ودوئی کا کہ فنا اور گم ہونے کے پہلے تھا اوٹھہ جاتا ہی جیسا کہ ماہرین اسمقام کے فرماتے ہین شعر
مثنوی ولی اگر چہد کنی جاے برسی گر تو توئی برخیزد اور بعضے کاملین اس مقام سے فرمایا ہی کہ
غاب عنی رسول اللہ طرفۃ عین ما عددت نفسی من المومنین یعنی اگر حضرت رسالت ایک
پلک مجھسے غائب ہوجاوین مین اپنے تئین مومن کامل نہ سمجھون یہ مقام اعلی ہی کہ خدا اسے
بزال اپنے فضل وکرم سے جسکو چاہتا ہی مرحمت فرماتا ہی اللہم ارزقنا بفضلک العظیم اور یہی
ہونا خدا مین یا رسول خدا مین قرب ووصول حق ہی جیسا کہ کہا ہی شعر دور وگم ... وصال نیست وجز

تو مباش اصلا کمال اینست و بس * پس اگر یہ مقام نفیس تمہارے مہدی کو نصیب تھا تو حضور حقیقت حضرت رسالت مین کہ جسکو حقیقت الحقائق کہتے ہین نیست و نابود و ناچیز و گم ہو گئے تھے وہان العیاذ باللہ دعویٰ مساوات و ہمسری کا دم مارنا اور اپنے تئین ہم پہلو و ہم رتبہ جاننا کیا علاقہ رکھتا ہے یہ کیا لاف زنی اور نخوت او نناگستری نفس کی ہی درویشی شکستگی اور خاکساری اور ادب و تواضع او نفس کشی کا نام ہی حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ رسالہ قدسیہ مین وصیت فرماتے ہین کہ **رباعی** اندر رہ حق جملہ ادب باید بود * تا جان باقیست در طلب باید بود * در بہر دم اگر ہزار دریا بکشی * گم باید کرد و خشک لب باید بود * اور بعضے عارفون نے فرمایا ہی **حقیقۃ الطریق ان تکون مفلسا ابدا وان تکون طالبا للاعلی ومتی ظننت انک وصلت ما وصلت ومتی ظننت انک ظفرت ما ظفرت ومتی ظننت انک حصل لک حال لاحال لک** خلاصہ اس کلام کا یہ ہی کہ جیسا سالک سمجھا کہ مین بھی کچھ ہون جانا کہ وہ کچھ چیز نہین ہی البتہ بعضے کاملین نے بعض اوقات بامر الٰہی فخر و مباہات کی ہی لیکن نسبت اپنے اقران و ہم عصر کے نہ نسبت بحضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے کہ بہتر اور بہتر تمام مکونات سے ہین حاشا و سبحان اللہ کوئی شخص بھی ساتھ رسول خدا کے ایسی گستاخی اور حق فراموشی کرتا ہی تمکو اگر بطفیل آن حضرت کے کچھ مقام اور رتبہ حاصل ہوا تھا تو چاہیے تھا کہ حق نعمت کو نہ بھولتے اور دائرۂ ادب سے پاؤن باہر نہ نکالتے اور بولتے کہ **شعر** بلند رتبہ ازین خاک آستان شدہ ام * غبار کوئی تو ام گر بر آسمان شدہ ام * انتہی یہ ہمارا اخیر کی اکثر تقریر منتخب ہی مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی رح سے کہ مجدد الف ثانی صاحب کو لکھا ہی **قولہ** ولیکن دلائل شرعیہ یہ ہین کہ بنا بر مسئلہ دوم کے اصل مذکور سے ثابت ہوا کہ حضرت کا علم و حکم قطعی ہی اور فضیلت مہدی علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم یا برابر ہی کر سکے بجز ظن و قیاس کے کوئی دلیل صریح قطعی نہین ہی پس اس صورت مین حکم اس مسئلے کا حضرت کے بیان پر موقوف رہا جس قدر حضرت فرماوین اوسیقدر اعتقاد مصدق پر فرض ہوا **جواب** معلوم رہا چاہیے کہ مصنف نے اس رسالے کو ایک مقدمے اور ایک باب اعتقادیات اور ایک باب عملیات پر ختم کیا اور مقدمے مین ایک اصل مشتمل اوپر تین مسئلون کے اور ایک فرع کہ اسکے مسائل مسائل اصل پر متفرع ہین بیان کی اور اصل کے پہلے مسئلے پر دوسرے کو متفرع کیا اور اس دوسرے سے

اب یہاں تسویے کو ثابت کیا اسواسطے یہاں فقط خلاصہ مسئلہ اول اور ثانی کا لکھا جاتا ہی تا کہ اہل خرد سمجھیں کہ پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے مطلب تسویہ کہاں سے ثابت ہوگیا حاصل مسئلۂ اول کا یہ ہی کہ لمعات میں شیخ عبد الحق دہلوی کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ مہدیکا ہونا تواتر معنوی کو پونہچا اور شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری سے نقل کیا کہ انکار خبر متواتر کا شریعت میں کفر ہی پس ظاہر ہے کہ انکار جسپر چیز کا کفر ہی تصدیق اوسکی فرض ہی اور خلاصہ مسئلۂ دوم کا یہ ہی کہ جب کہ انکار حضرت کی مہدویت کا کفر ہوا تو ضرور ہوا کہ حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی ہو اور قطعی ہو نہیں سکتا مگر جبکہ حق تعالی اور روح رسول کی طرف سے حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ انکو منصب خدا علم کا حضرت رسالت اور حق تعالی سے ہی اب اس دوسرے مسئلے کے موافق جو خبر دیوین سو قطعی ہوگی پس تسویہ بھی کہ امین اخبار سے ہی قطعی ٹھہری انتہی اصل سخن یہ ہے کہ خبر خروج مہدی کی بعض علماے محققین کے نزدیک خبر واحد ہی جیسا کہ صاحب شرح مقاصد کی رائے ہی اور بعضونکے نزدیک متواتر المعنی ہی اور غرض انکی یہی ہی کہ احادیث متواتر المعنی سے اس قدر ثابت ہوا کہ امام مہدی قبل قیامت کے کسی نہ کسی وقت آوینگے پس جو شخص اس امر کا منکر ہو یعنی کہے کہ مہدی ہرگز کسی وقت مین بھی نہ آوینگے تو اوسنے رسول خدا کو جھٹلایا یا کہے کہ حضرت نے مہدی کے آنے کی خبر ہرگز نہیں دی ہی تو حدیث متواتر کو نمانا وہ شخص اس معتقد تواتر کے نزدیک کافر ٹھہرا اور یہ بات ہرگز بتواتر معنوی بلکہ بخبر واحد بھی ثابت نہوئی کہ سنہ ۹۰۵ میں سید خان جونپوری کا فرزند خوندمیر عرف جھجھو کا خسر سید محمود کا باپ سید محمد نام درویش متوکل مظلوم و مجبور سلاطین انام نے کس قبیلے بسر مالک ملک ہوا اور نہ صاحب جہاد و غزا مہدی ہوگا کہ اسکا انکار کفر اور تصدیق فرض ہوجاوے اور وہ احادیث کہ اون سب کو جمع کرکے تواتر معنوی ثابت ہوتا ہی اکثر انکے مشروط بشرط سلطنت مہدی اور خروج سفیانی وغیرہ علامات کے ہیں اور بسبب فوت ہونے اس شرط کے یہ سب حدیثیں تمہارے مہدی جونپوری کی تکذیب و ابطال کرتے ہیں بلکہ فقط ایک علامت سفیانی کی قریب بتواتر پہونچی ہی اب کہیے کہ تواتر معنوی تمہارے پیرو مرشد کے حق میں کیا کام آتا ہی بلکہ اولٹا ہوجاتا ہی اب بنا مسئلہ دوم کی مسئلہ اول پر بناء الفاسد علی الفاسد ہی اسلیے کہ جب کہ انکار انکی مہدویت کا کفر نہوا بلکہ واجب ہوا تا کہ انکار احادیث متواتر المعنی کا لازم نہ آوے تو خود اون حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی نہوا بلکہ اپنی غیر مہدویت کا علم واجب ہوا

اور بفرض محال اگر انھین کی مہدویت کا جاننا قطعی ہوتا تو فقط انھین احادیث متواتر المعنی سے
انکو بھی اپنی مہدیت پر قطعیت حاصل ہو جاتی جیسا کہ دوسرونکو اس قطعیت کا بلا واسطہ تعلیم الٰہی
یا بروح حضرت رسالت پناہی پر موقوف ہونا کیونکر لازم آیا کہ یہ مصنف کہتا ہی کہ قطعی نہین ہو سکتا
مگر جبکہ حق تعالی اور روح رسول اللہ کیطرف سے حاصل ہو پس جبکہ منصب نخد علم کا جناب الوہیت سے
لازم نہوا ہر خبر کا قطعی ہونا بھی کہ اسی پر موقوف تھا ثابت نہوا پس خبر تسویہ بھی کہ مخالف
اجماع اور احادیث صحیحہ او نصوص صریحہ کے ہی کیونکر قطعی ہوگی **قولہ سوال** عقاید اہل سنت
وجماعت سے یہ حکم ثابت ہی کہ ولی مرتبے کو نبی کے نہین پہونچتا ہی اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام
ولی ہین اب کسطرح برابر ہو سکینگے افضل انبیا علیہم السلام سے **جواب** ہان ہمارا بھی یہی اعتقاد
ہی لیکن مہدی علیہ السلام علماے محققین اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہم کے پاس اس حکم مین داخل
نہین ہین کیونکہ علماے مستندین اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیے ہین کہ عقد الدرر کے ساتوین
باب مین مذکور ہی کہ فرماے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہ مہدی بہتر ہی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے
اور یہ ابھی ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسری ایک روایت ہی کہ فرماے کہ مقرر فضیلت رکھتا ہی بعض
انبیا علیہم السلام پر لایا ہی ان دونون روایتونکو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد کتاب الفتن مین انتہی
اور یہ دوسری روایت علی متقی کے رسالہ برہان کے بارھوین باب مین بھی مذکور ہی **جواب** تمام
اہل سنت و جماعت صحابہ اور اہلبیت اور تابعین اور تبع تابعین اور تمام اولیا و کاملین اور علما و مجتہدین زمانہ حضرت
رسالت سے آج کے دن تک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین اپنے امتیون سے اور
کوئی شخص انکی امت مین سے ولی ہو یا غیر ولی مہدی ہو یا غیر مہدی انکے رتبے کو نہین پہونچتا ہی اور
افضل ہونیکا کیا محال ہی اور حضرت خاتم الرسالت صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل ہین تمام انبیا بلکہ
تمام مخلوقات علوی و سفلی سے کہ خدا پاک کی بارگاہ عالی مین کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ کروبی آن حضرت کے
برابر قرب و منزلت نہین رکھتا ہی و للہ در قائل **شعر** یا صاحب الجمال و یا سید البشر ۞ من وجہک
المنیر لقد نور القمر ۞ لا یمکن الثناء کما کان حقہ ۞ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ۞ اور شیخ
محی الدین بن عربی کہ تمہارے مہدی جونپوری انکے حق مین بولے ہین کہ جو کچھ شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہی
اول لوح محفوظ دیکھکر بعد قلم نے کیا ہی بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ تصانیف انکے اس اعتقاد پاک سے

الامال ہین پس تم لوگ اپنے مہدی کو ان کے کلام کو خطا جانتے ہو یہ دعویٰ تسویہ کا کہ مخالف ہی لکھے شیخ اکبر کے اور نوشتۂ لوح محفوظ کے خطا ہی یا یہ بشارت کہ شیخ اکبر کے حق مین دی ہی خطا جانتے ہو اور ہر دو صورت مین تمہارے اصول پر مہدویت برباد ہو جاتی ہی کہ مہدی معصوم چاہیے ہر خطا سے شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ بعضے کرامیہ سے کہ ایک فرقہ ہی اہل ہوا سے منقول ہی کہ ولی کبھی درجہ نبی کو پہونچتا ہی بلکہ اعلیٰ ہو جاتا ہی اور بعضے صوفیہ سے منقول ہی کہ ولایت افضل ہی نبوت سے اور ولی جبکہ نہایت مقام محبت اور صفائی قلب کو پہونچتا ہی اوس سے امر و نہی الٰہی ساقط ہو جاتی ہی اور یہ سب باتین فاسد و باطل ہین باجماع مسلمین بعد اسکے ہر ہر کا تفصیل سے رد کیا اور دوسرے مقام مین لکھا کہ تمام مسلمانون نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ افضل الانبیا محمد ہین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور شرح مواقف مین ضمن دلائل عصمت انبیا مین لکھا ہی کہ غیر انبیا کو انبیا پر فضیلت دینا باطل ہی بالاجماع اور کسیکو احاد امت سے افضل کہنا انبیا علیہم السلام سے باطل ہی کہ اسکے بطلان مین کچھ شک نہین ہی انتہی اب انصاف کا مقام ہی کہ اجماع دلائل قطعیہ سے ہی اور انکے مہدی خود قائل ہین کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت کا کافر ہوتا ہی چنانچہ مذکور ہوا باین ہمہ ان تمام احکام اجماعیہ کا انکار کرتے ہین اور اپنے مہدیکو افضل انبیا سے اور برابر سید الانبیا علیہ و علیہم التسلیمات کے جانتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ علماے محققین اہل سنت کے پاس مہدی اس حکم مین داخل نہین ہین استغفر اللہ العظیم حاشا کہ علماے محققین یہ اعتقاد رکھتے ہون بلکہ علماے محققین اہل ظاہر اور باطن تمام اسکے منکر ہین اور اس اعتقاد والون کو زمرۂ اہل اسلام سے نہین جانتے ہین اور مہدی یا غیر مہدیکو کبھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب مجددی مین نقل کیا کہ حافظ نسفی نے تفسیر مدارک مین فرمایا ہی کہ پھسلا ہی قدم بعضی قوم کا کہ ولی کو نبی پر تفضیل دیتے ہین اور یہ کفر جلی ہی اور تعرف مین کہ اس قوم کے علم مین کتاب معتبر ہی اور شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین لولا التعرف ما عرفنا التصوف مذکور ہی کہ اجماع کیے ہین اسبات پر کہ انبیا علیہم السلام افضل بشر ہین اور کوئی بشر ایسا نہین ہی کہ فضل مین برابر انکے ہووے نہ صدیق نہ ولی نہ اور کوئی اگرچہ بزرگ ہووے قدر اوسکی اور بڑی ہووے شان اوسکی اور بلند ہووے رتبہ اوسکا اور ابویزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ آخر نہایت صدیقین کی اول احوال انبیا کا ہی اور نہایت انبیا کی کچھ حد و غایت معلوم نہین ہو سکتی ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ مثال معرفت اور علم خلق کی نسبت پیغمبر کے ایسی ہی جیسے کہ تری کہ مشک و ہان بستہ سے نکلتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا ہی کہ کسی پیغمبر نے تفویض

وتسلیم کا کمال سوا ے حبیب و خلیل علیہما السلام کے نہین پایا ہی اس سبب سے اگرچہ حالت مشاہدہ اور
قرب مین ہون اس کمال پہ پہونچنے سے نا امید ہین اور ابو العباس نے کہا ہی کہ ادنی منازل مرسلین کے اعلی
مراتب انبیا کے ہین اور ادنی منازل انبیا کے اعلی مراتب صدیقون کے ہین اور ادنی مراتب صدیقون کے اعلی مراتب
شہدا کے ہین اور ادنی مراتب شہدا کے اعلی مراتب صالحین کے ہین اور ادنی منازل صالحین کے اعلی مراتب مومنین کے
ہین تمام ہوا کلام تعرف کا اور شرح تعرف مین لکھا ہی کہ مراد بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام مذکور الصدر
سے یہ ہی کہ کوئی شخص خلق مین سے اسرار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلع نہین ہو سکتا ہی اور اگر تمام خلق
جمع ہووے اور معرفت اور علم اپنا جمع کرین کمال مصطفی کو نہ پہچانین اور اسکے پہچاننے کو پہچاننا مانند
تری سر مشک کے ہی کہ اوس تری سے اسقدر معلوم ہوتا ہی کہ مشک مین کیا ہی لیکن مقدار و صفات
معلوم نہین ہوتی اور اگر یہ تری نہوتی تو یہ بھی معلوم نہوتا کہ اسمین کیا ہی انتہی یہ ہی علما محققین
اہل ظاہر و باطن کے اقوال و اعتقاد مین جیسا کہ تم لوگ سمجھے ہو اور جواب روایات صاحب رسالہ کا کہ جسپر
دعوی کیا ہی کہ ان روایات کو علما مستندین نے اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیا ہی یہ ہی کہ حاصل ان دو روایت
کا نعیم بن حماد اور ایک روایت ابن ابی شیبہ کا کہ بیان تفضیل ابوبکر صدیق رض مین مذکور ہو چکی ہی یہ ہی کہ تمام
اولین اور آخرین اہل سنت مین سے جہدویونکو ایک ابن سیرین کا قول ہاتھ لگا ہی کہ اوسکے بعضے طریقون
روایت مین تفضیل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر اور بعض مین بعض انبیا پر بھی مذکور ہی اور اس قول کو
مخالف اجماع اہل اسلام کے دیکھکر کسی نے پسند نکیا مگر جہدویون نے اس قول بے اصل کو اپنے دین کا
اصل اصول ٹھہرایا اور آیات قرآنی کو کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام اور افضلیت حضرت خاتم المرسلین
پر اور احادیث صحیحہ کو کہ صریح و نص جلی ہین اس مقدمے مین اور اجماع صحابہ وغیرہ مسلمین کو کہ دلائل قطعیہ
دینیہ سے ہی اس قول کے سامنے ترک کیا اب ان مصنف رسالہ سے کہ اپنے کلام کو نہایت مطابق
قواعد علم اصول کے سمجھتے ہین پوچھا جاتا ہی کہ کس کتاب اصول مین لکھا ہی کہ قول تابعی کو قرآن و حدیث
و اجماع پر ترجیح دینا اور یہ دعوی بھی غلط ہی کہ علماے مستندین نے اس قول کو بلا تعرض روایت کیا ہی
اسواسطے کہ مولف کتاب عرف وردی نے نعیم کی روایت کہ جسمین تفضیل علی بعض الانبیا ہی بیان
کرکے کہا کہ فی ہذا ما فیہ یعنی اس کلام مین جو قباحت ہی کہ ظاہر ہی پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت
محمد بن سیرین سے کہ اسمین فقط فضیلت شیخین پر مذکور ہی لاکر کہا کہ یہ لفظ خفیف تر ہی پہلی لفظ

سے اور میرے نزدیک دونون کی وہی تاویل ہے جو کہ حدیث یلی اجر خمسین منکم کی تاویل ہے
یعنی زمانۂ مہدی مین فتنے نہایت سخت ہونگے اور نصاری بالاتفاق ہجوم کرینگے اور محاصرہ دجال کا
ہوگا کہ اسقدر آفات اور مصائب زمانہ شیخین او رانبیا علیہم السلام مین درپیش نآئے تھے اس سبب سے مہدی
کوان پر ایک نوع کا فضل جزئی ہے نہ یہ کہ کثرت ثواب و تقرب آلہی مین یہ اونسے افضل ہون اسواسطے
کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسی بات پر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا و مرسلین کے انتہی اور
یہی تقریر رسالۂ برہان مین بھی تھی پیچھے روایات مذکورہ کے منقول ہے با اینہمہ مصنف مذکور کے خیال مین
آیا کہ کچھ تعرض اس روایت کا نہوا یہان تک تو لکھدیا کہ یہ قول احادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے یعنی
اگرچہ سند اوسکی ابن سیرین تک بروایت صحیح ابن ابی شیبہ کے پہونچتی ہے لیکن متن اس قول کا بسبب مخالفت
مذکورہ کے باطل ہے اب اس سے زیادہ تعرض کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ علماے حدیث نے فقط
ابن ابی شیبہ کی روایت کو صحیح کہا ہے کہ اوسمین اسقدر ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس امت مین ایک
خلیفہ ہووے گا افضل ابوبکر و عمر سے اور لفظ خلیفہ کا مہدی اور عیسیٰ دونون پر صادق ہے چنانچہ
تفصیل اسکی بیان تفضیل امیر المومنین ابوبکر رضہ مین گذر چکی پس اگر مراد عیسیٰ علیہ السلام ہین تو کسیطرح کا
کچھ اشکال نہین ہوتا ہے اسلیے کہ عیسیٰ علیہ السلام من وجہ داخل امت محمدیہ ہین اور افضل ہین صدیق اکبر
سے چنانچہ یہی منقول شیخ اکبر کا ہے کہ اوپر گذرا اور اگر مراد امام مہدی ہین تو وہی تاویل کرنا چاہیے جو کہ
صاحب عرف وردی نے کی ہے ورنہ مخالفت کلام شیخ اکبر سے مخالفت لوح محفوظ کی لازم آویگی باوجود بشارت
مہدی متنازع فیہ نے شیخ اکبر کے حق مین دی ہے غلط ہو جاویگی اور بطلان معصومیت کہ مستلزم ہے
بطلان مہدویت کو بھی لازم آویگا اور روایت نعیم کہ جسمین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر
ہے اوسکو ہی علماے حدیث مثل صاحب عرف وردی وغیرہ کے اوسکے متن کو باطل المضمون بسبب مخالفت
احادیث و اجماع کے جانتے ہین یا مأوّل جانتے ہین اور اوسکی سند کو کسی نے صحیح نہین کہا اور قاعدہ مقررہ
ہے کہ عدم تعرض مستلزم صحت کو نہین ہے اور صحت مستلزم معمول بہ ہونیکو نہین ہے علماے حدیث اپنی
کتابون مین بہت سی حدیثین بلا تعرض لکھتے ہین حالانکہ اوسمین ضعاف وغیرہ سب ہوتی ہین مگر بعضے محدث
مثل ترمذی وغیرہ کے کہ اپنے اوپر التزام بیان کا کرلیتے ہین وہ البتہ ضعیف حدیث کے ضعف اور وجہ
ضعف کو بھی بیان کردیتے ہین اور بہت حدیثین اگرچہ صحیح ہوتی ہین مگر معمول بہ نہین ہوتی ہین بسبب

ثبوت نسخ کے یا مخالفت دلیل اقوی کے اوپر عمل نہین کرتے ہین پس روایت نعیم مین تفضیل مہدی کی
انبیا علیہم السلام پر یا برابری ساتھ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا الحاقات بعضے ملاحدہ اور زنادقہ
یا روافض سے ہی کا امیر طاہرین کو افضل انبیا و مرسلین سے سمجھتے ہین یا اگر یہ قول محمد بن سیرین سے صادر ہوا ہی تو
مراد وہی فضل جزئی ہی کہ ماولین نے بیان فرمائی اور مراد برابری سے مشابہت بیچ اخلاق کے ہی جیسا کہ حدیث
شریف مین وارد ہی کہ یشبہه فی الخُلق ولا یشبهه فی الخَلق یعنی امام مہدی مشابہ ہونگے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق محمدیہ مین اور مشابہ نہونگے بیچ شکل و صورت کے شارحین حدیث لکھتے ہین
کہ مراد یہ ہی کہ جمیع شکل مین مشابہ نہونگے ورنہ بعضی باتون مین ہمشکل حضرت رسالت کے ہونا احادیث
مین وارد ہی چنانچہ ابوداؤد مین ہی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے کہ المهدي مني اجلى الجبهة اقنى الانف
يملؤ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا يملك سبع سنين یعنی مہدی میری
نسل و ذریت سے ہی کشادہ پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری ہوگی ظلم و ستم سے
مالک ملک ہیگا سات برس انتہی پس محمد بن سیرین کے کلام مین لفظ یعدل النبی سے مقصود یہی ہی کہ یشبہ
النبی فی الاخلاق نہ معنی برابری و مساوات مرتبے کے جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین کس عاقل کے ذہن مین آویگا
کہ جب صحابہ کا اجماع جمہوری یا کلی علی اختلاف الاقوال فضلیت ابوبکر صدیق پر یا اجماع مرکب فضلیت
ابوبکر و علی پر ہوچکا کہ اوس سے لازم آیا کہ کوئی شخص اولین و آخرین سے امت محمدیہ مین افضل ابوبکر و علی رضی اللہ
عنہما سے نہین ہی چنانچہ مہدی متنازع فیہ کے قول سے بھی منکر اجماع صحابہ نبوت کا فر ہوتا ہی
جیسا کہ اپنے مقام مین گذر چکا یا ابن ہمہ محمد بن سیرین سے تابعی جلیل القدر کے حق مین گمان کیا جاوے
کہ وہ ایک شخص کو اس امت مین سے خرق اجماع کر کے امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی پر تفضیل دیتے تھے بلکہ اس سے
بڑھکر انبیا پر تفضیل دیتے تھے اور سیطرہ یہ کہ حضرت خاتم المرسلین کے برابر جانتے تھے استغفر اللہ العظیم
كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا کیا مسائل اجماعیہ پر ابن سیرین کو
اطلاع نہ تھی یا آیات قرآنیہ کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام پر اونکو یاد نہ تھین یا احادیث صحیحہ کہ نص
صریح ہین افضلیت حضرت خاتم المرسلین مین اونکے گوش تک نہ پہونچی تھین کہ ایسا اعتقاد تمام اہل اسلام کے
خلاف اختیار کرتے العیاذ باللہ العظیم اب چند آیات و احادیث اس قسم کی بیان کیجاتی ہین دلیل اول
ان الله اصطفى آدم ونوحا وآل ابراهيم وآل عمران على العالمين یعنی اللہ تعالی نے چن لیا اور اختیار کیا

آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ آل ابراہیم اور آل عمران مین سے غیر انبیا
مخصوص ہین بدلیل اجماع پس آدم اور نوح اور تمام انبیا علیہم السلام برگزیدہ ہین عالمین پر انتہی عالمین
مین ملائکہ اور اولیا اور مہدی وغیرہ سب داخل ہین اور کوئی دلیل مخصص کسی کے واسطے موجود نہین ہے
پس انبیا علیہم السلام سب عالم علوی اور سفلی سے افضل ہین اور باتفاق جمیع اہل اسلام حتی کہ مہدوی بھی
اس بات کے قائل ہین کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیا سے افضل ہین اور یہ بھی مسلم ہی کہ افضل کا
افضل افضل ہوتا ہی پس ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب عالم سے **دلیل دوم**
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ
یعنی ان پیغمبرون مین ہمنے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہی اون مین سے بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی نے
اون سے کلام کیا اور بعضون کے درجات بلند کردیئے تفسیر کشاف مین لکھا ہی کہ کلام جس سے کیا وہ موسی
علیہ السلام ہین اور درجات بلند کیئے یعنی تمام انبیا سے اونکو بلند رتبہ کیا کہ سب سے بدرجات کثیرہ افضل ہوے
ظاہر ہی کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیئے کہ جو آیات و معجزات کہ انکو ملے ہین دوسرون کو نہین ملے
ہین اگرچہ ہزار سے زیادہ آیات انکو ملے ہین مگر ایک قرآن ایسی آیت باہرہ ہی کہ اگر کوئی آیت نہوتی سوا اسکے
تو بھی سب نبیا کے معجزون سے افضل ہی تا چہ جائیکہ سوا اسکے اور بہت سے معجزات باہرہ اور کمالات
ظاہرہ اور اخلاق طاہرہ کہ متمم اخلاق اولین و ہادی آخرین کے ہین ذات اقدس مین موجود ہون کیونکہ
رتبہ سب سے عالی تر نہو اور شیخ جونپوری کے نقائص اخلاق اور معائب احوال ما قبل مین خصوصًا دلیل اخلاق مین
بخوبی واضح ہو چکے امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ امت نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ بعضے پیغمبر افضل ہین
بعض سے اور اجماع کیا ہی اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب سے ابتدائے بحث سے یہانتک
سنتے جایئے کہ کیسے کیسے اکابر اجماع کے ناقل ہین مگر مہدوی ایسے غافل ہین کہ اپنی ترانہ سرائی مین کبھی
نہین سنتے کہ شعر محبت مہدی بر وگشتہ تمام ہ تن تناتن تن تناتن تن تنا ہ سوا اس نثر لغو کے اور بہت سے
دوہرے اور چھند انکے بزرگون سے منقول ہین کہتے ہین کہ وہ چھند عرش کے کنگرون پر لکھے ہین مختصر کلام
کہ حضرت امام فخر الدین رازی نے اونبیس دلیلین اس امر اجماعی یعنی افضل محمدی پر لکہی ہین کہ یہ چار دلیلین بالبداہت
کی اونمین سے ہین **دلیل سوم** فرمانا اللہ سبحانہ وتعالی کا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ
یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے عالمین کے جب رحمت سب عالم کیواسطے ہوے

تو لازم ہوا کہ افضل سب عالم سے ہووین اور مہدی بھی اسی عالم مین ہین **دلیل چہارم** کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ
اُخرِجَت لِلنَّاسِ یعنی ہو تم بہترین امت کہ نکالی گئی اور ظاہر کی گئی واسطے آدمیون کے اور امت کو
جو یہ بہتری اور خوبی حاصل ہوئی ہے بسبب متابعت آنحضرت کے ہوئی کہ حق تعالی فرماتا ہی قُل اِن
کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰہُ یعنی کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو
تم لوگ محبت رکھتے اللہ تعالی سے پس میری پیروی کرو خدا تمسے محبت رکھیگا تو یہانسے معلوم
ہوا کہ مہدیکو جو کچھ مرتبہ ملیگا بسبب پیروی و تبعیت حضرت کے ملیگا پس جسکی پیروی سے مرتبہ حاصل ہووے
اوسکا مرتبہ کیونکر عالی ہوگا **دلیل پنجم** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہین طرف جن و انس کے اور حضرت
کے پیرو لوگ جسقدر ہین کسی کے نہین ہین اور بموجب حدیث شریف کے کہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ
اجرہا واجر من عمل بہا الی یوم القیامۃ یعنی جسنے ایک سنت و طریقہ اچھا نکالا اوسکو اوس طریقے پر
آپ چلنے کا بھی ثواب ملیگا اور جسقدر لوگ قیامت تک اس طریقے پر چلینگے اون سبکے ثوابون کے
برابر بھی ثواب اوسکو ملیگا اب ثابت ہوا کہ انکے مہدی جونپوری نے مدت العمر جو کچھ ریاضت و عبادت ظاہری و باطنی
کہ دونون مین دعوی کمال اتباع حضرت رسالت کا رکھتے تھے کرکے ثواب کمایا تھا اوسکے برابر حضرت کو بھی
پہونچا اور سوا انکے بارہ سو برس مین مشرق سے مغرب تک جسقدر مسلمان علما و اولیا و ائمہ دین و جمہور
مسلمین روم و شام و مغرب و کردستان و بلاد مصر و حبش و عربستان و سیستان و کابلستان و چین و ترکستان و سند
و دکن و ہندوستان و خطا و ختن و تبت و جاپان و عراق و خراسان و بلغار و داغستان و مکران و مازندران و جزائر
دریائے شور وغیرہ مین اعمال صالحہ بجا لائے ہین کہ وہ خلائق اور انکے حسنات حد حساب سے باہر ہین سب آنحضرت کیواسطے
موجب ترقی درجات کے ہین اسیواسطے حضرت جابجا احادیث صحیحہ مین کثرت امت پر فخر فرماتے ہین
اور مہدی جونپوری کے پیرو اس خلائق بلتیمات کے سامنے ایسی نسبت رکھتے ہین جیسے کہ قطرے کو
دریا سے اسلیے کہ وہ تو یہی چند ڈھونڈاری و مارواڑی و گجراتی و دکنی ہین اور سب وہ بھی مدت تعلق سے
سوا چند فقیرون اور میوتنکے بیاج خوری و ظلم شعاری و دنیاداری مین مشغول ہوکر مرگئے ہین کہ انکے
مہدیکے اقوال کے موافق بے ہجرت اور ذکر دائمی کے انکا ایمان بھی صحیح کہان ہوتا ہی جیسا کہ باب اول مین معلوم ہوا
اور مرتے وقت کا ترک دنیا اور توبہ کرنا اگر بالفرض مقبول بھی ہو جب بھی تمام مدت عمر گذشتہ مین اعمال صالحہ سے
آپ بھی محروم رہے اور اپنے مہدیکو بھی محروم رکھا اور کچھ انکی ترقی درجات کا سبب نہوئی **دلیل ششم**

الغرض سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ قرآن کی ہر ایک سورت سے خلق کا مقابلہ کرنا تو
فرمایا کہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنی اگر اس قرآن مین کچھہ شبہہ ہی تو اسکے مانند ایک سورت بنا
اور سب سے چھوٹی سورت سورہ کوثر ہی کہ تین آیت کی ہی بس ہر چند انہین تمام مخلوق کو مقابلے مین عاجز
کر دیا اور چونکہ قرآن مین کچھہ اوپر چھہ ہزار آیت ہی پس لازم ہوا کہ فقط قرآن مین کچھہ اوپر دو ہزار معجزہ ہی
قطع نظر دوسرے معجزات سے اور جب کہ موسی علیہ السلام کو نو معجزون سے فخر تھا حضرت کو ہزارہا معجزون سے
کیسا کچھہ فخر حاصل ہوگا حالانکہ یہ معجزات قرآنیہ اور انبیا کے معجزون سے کیفیت مین بھی افضل ہین
اسواسطے کہ وہ اونھین کے دم تک تھے اور بعد انکے اب کوئی دیکھا چاہے تو میسر نہین ہین بخلاف
معجزات قرآنی کے کہ جسوقت جسکا دل چاہے دیکھہ لے اور جس سے چاہے مقابلہ کر لے کہ کوئی جن و انس
ایسا کلام بنا نہین سکتا ہی اور ظاہر ہی کہ نعمت جسقدر اشرف ہوگا صاحب اوسکا افضل ہوگا اب سیدی
مہدی ہتنانیع نعیہ کے قرآن کا حال کہ انھون نے تمام عمر مین یہ عبارت تیار فرمائی اور دعوی کیا کہ یہ کلام
مجھسے خداے تعالی نے بے واسطہ فرمایا ہی مگر اس مطلب کی تقریر ایسی بے ڈھب کی کہ اوسی سے واسطہ
بھی نکلتا ہی اور عبارت خدائی ایسی بنائی کہ جو سنتا ہی سو ہنستا ہی شاید کہ خراسان کے سفر مین کہین
کشمیر کے قریب یہ عبارت بنی ہی کہ زعفران زار کی تاثیر رکھتی ہی وہ عبارت یہ ہی کہ سید خوندمیر انکے داماد
و خلیفہ نے شروع عقیدہ شریفہ مین کہ جسکو مہدویہ کلمات مہدی سے نازلات آسمانی سے جانتے ہین
نقل کی ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام المهدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من الله
بلا واسطة جديدا اليوم قل اني عبد الله تابع محمد رسول الله محمد مهدي الزمان وارث
نبي الرحمان عالم علم الكتاب والايمان مبين الحقيقة والشريعة والرضوان انتهى
اہل انصاف کرکے خود اور انکے خدا دونون کی عبارت کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے خود کا مقصود یہ تھا
کہ مین بلا واسطہ فرشتون کے خدا سے عالم سے تعلیم پاتا ہون اور عبارت سے بمقتضا اس قاعدہ کے
کہ نفی مقید مین انتفا قید کا ہوتا ہی نہ اصل مقید کا یہ معنی نہین سمجھے جاتے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہی کہ واسطہ
جدید نہ تھا ورنہ لفظ جدید لغو ہوجاتا ہی اور اس سے واسطہ قدیم کے نفی نہ نکلے اب پوچھا جاتا ہے
کہ واسطہ قدیم کون ہی اگر جبرئیل مراد ہین تو کیا سبب کہ ہمیشہ کلام معجز نظام لایا کرتے تھے اور تمھارے
پاس ایسا کلام لاے کہ طلبہ نحو خوان بھی اس سے بہتر بنا سکتے ہین اور اگر سواے جبرئیل کے کوئی

دوسرا یہ ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کلام من امید نہین ہی ورنہ ایسا ساقط رتبہ بلاغت سے کیون ہوتا اور مہدوی
اپنی کتابون مین اتیس فرض بیان کرتے ہین از نجملہ ایک فرض یہ بھی ہے کہ مہدی کو ہر یوز نے
واسطہ نو تعلیم خدا سے جاننا چنانچہ سید میران جی نے اسی عقیدہ خوندمیر سے یہ احکام مستنبط کیے ہین
اس عبارت مین اگر لفظ نو بلفظ واسطے سے متعلق رکھو تو اسکا تعرض ہو چکا اور اگر لفظ تعلیم سے متعلق
کرو تو یہ معنی جب ہونگے کہ جدید منصوب پڑھا جاوے حالانکہ جیسا کہ جدید کے بعد تاے تانیث
نہین ہی الف بھی سوائے الف الیوم کے کسی نسخے مین نہین ہی اور بالفرض اگر ہو تو بھی عبارت
تکلف و سخافت سے خالی نہین ہی اب عبارت آسمانی کو دیکھا چاہیے کہ قطع نظر رکاکت عبارت و
ترکیب سے کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ کلام کسی عرب یا ادیب کا نہین ہی خطاے لفظی و معنوی سے
خالی نہین ہی اسواسطے کہ لفظ علم کا عالم علم الکتاب و الایمان مین بے موقع محض ہی عالم الکتاب بس تھا
علم کو عالم کا مفعول ٹھہرانا غلط یا پر تکلف ہی دوسرے یہ کہ ایمان کا عطف علم پر یا کتاب پر کسی پر زیبا نہین
معلوم ہوتا کہ عالم الایمان یا عالم علم الایمان ہر دو شے نے زیب ہی کیونکہ ایمان خود علم ہی گرویدگی کے ساتھ
اور ایسی حال ہی مبین الحقیقت و الشریعت و الرضوان کا کہ اگر رضوان سے مراد اسباب رضاے الٰہی ہین
تو حقیقت اور شریعت اوسکو جامع ہی پس عطف رضوان کا بجز درستی اسجاع کے نئے معنی ہی اور اگر
مراد یہ ہی کہ مبین معنی لفظ رضوان کا ہون تو کچھ حاجت بیان کی نہین ہی کہ سب جانتے ہین غرض کہ
کلام کسی درجہ بلاغت کیا بلکہ محاورہ اور روزمرہ سوقیان عرب کے بھی مطابق نہین ہی پس اس
کلام کو ساتھ کلام قرآنی کے جو نسبت ہی وہی نسبت مہدی جونپوری کو ساتھ حضرت رسالت کے
ہی اور نسبت کلامین ملیں یہ ہی کہ کلام قرآنی اعلی درجہ بلاغت مین حد اعجاز پر ہی اور یہ کلام بلغاے نزدیک
ادنی درجہ بلاغت سے بھی ساقط اور نیچے ہی کیونکہ جو کلام کہ فی نفسہ صحیح الاعراب ور مفید معنی مقصود کو
موافق قواعد عربیت کے ہو لیکن لطائف اور خواص زائدہ سے معرا ہو بلغا اسکو ادنی درجہ بلاغت
سے ساقط اور ملحق باصوات الحیوانات کہتے ہین دلیل ہفتم قال اللہ تبارک و تعالے
عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنی قریب ہی کہ اوٹھائے تمکو ای محمد رب تمھارا مقام
محمود مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ مفسرین کا اتفاق ہی کہ کلمہ عسی کا جناب باری کیطرف سے واجب
ہوا کرتا ہی اسواسطے کہ کلمہ عسی دال ہی اطماع پر اور محال ہی کہ جناب باری تعالی کسیکو طمع دلوا کے

امید وار فرماوے پھر محروم رہے کیسے پس یقینی ہوا کہ حضرت کو اللہ تعالی مقام محمود عنایت فرماویگا اور واحدی
نے کہا کہ مفسرین نے اجماع کیا ہی کہ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہی اور محمود اسواسطے کہتے ہین
کہ جب ایسی حالت اضطرار مین کہ اولین و آخرین اہل محشر بیقرار ہونگے اور سب انبیا علیہم السلام جواب دے
دینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت باندھکر شفاعت کرینگے اور مخلوق کو اوس حالت سے نجات دلوینگے
تمام اولین و آخرین حمد و ثنا مین آنحضرت کی زبان کھولینگے اور سب ادنی و اعلی پر منکشف ہوجاویگا کہ جو قرب
و منزلت حضرت کو درگاہ بے نیاز مین حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی چنانچہ حدیث صحیح امام بخاری اور مسلم
کی اسپر شاہد عادل ہی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنی مین
سردار آدمیونکا ہون دن قیامت کے تم جانتے ہو کہ کس سبب سے یہ سیادت مجھکو حاصل ہی اللہ تعالی اولین
اور آخرین کو ایک زمین پر جمع کریگا اور آفتاب اونکے سرونکے نزدیک ہوجائیگا اور اسقدر غم اور سختی ہوگی
کہ طاقت برداشت کی نرہیگی حامی اور شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور
کہینگے کہ تم تمام بشر کے باپ ہو تمکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح تم مین پھونکی
اور ملائک کو تمہارے سجدے مین جھکایا اور بہشت بریں مین تمکو بسایا ذرا ہماری شفاعت اپنے رب
پاس نہین کرتے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ ہم کس بلا مین گرفتار ہین حضرت آدم فرماوینگے کہ میرا رب
آج کے روز ایسا غضب مین ہی کہ کبھی ایسا غضب مین ہوا تھا اور نہ ہوویگا اور مجھکو تو ایک درخت سے
ممانعت فرمائی تھی مجھسے نافرمانی ہوگئی ہی نفسی نفسی نفسی مجھکو اپنے نفس کی بخشائش کی فکر مین ہون تم کسی
اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہانسے بھی ایسی تقریر ہوکر
محروم پھرینگے غرض کہ اسیطرح حضرت ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام کے پاس بدلالت ایک دوسرے
کے جاوینگے اور ہر جاے سے اسی قسم کے عذر و حیلے سنکر مایوس پھرینگے جب آخر کو بدلالت عیسی علیہ
السلام کے حضرت خاتم المرسلین سید الاولین و الآخرین کے پاس آکر بولینگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
تم رسول اللہ ہو اور خاتم الانبیا ہو اور تمکو یہ شرف ہی کہ تمہارے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف ہین یعنی اگر تمسے
بالفرض کچھ گناہ بھی ہوا ہوتا تو پہلا اور پچھلا سب معاف ہوتا آپ نہین دیکھتے ہین کہ ہم کس حالت مین مبتلا
ہین ہماری سفارش کیجیے اپنے پروردگار کے پاس پس چلونگا مین پس آؤنگا نیچے عرش کے اور سجدے مین
گرونگا اور وہ حمد و ثنا خدا تعالی میرے دل پر کھولے گا کہ کسی پر مجھسے پہلے نہین کھولا ہے اور حکم

ہوگا کہ ای محمد اوٹھاؤ سر اپنا مانگو دیے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جائے گی پس مین سر اوٹھا کر عرض کرونگا
امتی یا رب امتی یا رب مین اپنی امت کو مانگتا ہون الی یہ سرے الحدیث القصد اگرچہ احد اللہ امت کا
سوال ہی مگر بطفیل انکے سب خلق کا رستہ نکلے گا کہ اس طپش اور انتظار سے نجات پا کر ہر شخص اپنے
مقام کو پہونچیگا کہ الانتظار اشد من الموت کہتے ہین سو وقت ایک عالم حضرت کی ثنا خوانی مین مصروف
ہوگا کہ جان لیویگا کہ اس جوش غضب الٰہی مین کسی نبی مرسل اور ملک مقرب کو طاقت دم مارنے کی
نتھی حضرت کا وہ جاہ و رتبہ تھا کہ جو مانگا سو دیا گیا اور جو کہا سو سنا گیا کوئی شخص خدائے عالم کے پاس
یہ مقام و منزلت نہین رکھتا ہی جو کہ آپ کو حاصل ہے اور کتب حدیث مین بروایات کثیرہ یہ حدیث وارد ہے
مگر کسی مین یہ نہین ہی کہ خلق اس حالت مین جیسا کہ پیغمبرون کے پاس دوڑے گی مہدی کے پاس بھی
جائیگی یا کہ مہدی بھی حضرت کے ساتھ مقام محمود مین ہونگے پس معلوم ہوا کہ اہل محشر سے جانینگے
کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص طاقت اس کام کی نہین رکھتا ہی مہدی ہو یا فرشتہ یا ولی
اس سبب سے کسی سے سوائے پیغمبرون کے ملتجی نہونگے جب امام مہدی حقیقی کو بھی اس مقام مین دخل
نہوگا تو مہدی جونپوری کا کیا حساب ہی اور قطع نظر اسکے انکو اسوقت فرصت کہان ہوگی کہ خلق
خدا کے اس حال زار پر رحم کرین یا متوجہ ہوویں وہ اپنی کد خدائی کی فکر مین تگ و پو کر رہے ہونگے چنانچہ
پنج فضائل مین لکھا ہی کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی نوری ہاتھی پر سوار ہونگے کہ نام اوسکا
محمودا ہوگا اور گرد اسکے انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیا و شہدا اور تبع و غیرہم مومنین امت محمدی چلتے
ہونگے اور دانت اس ہاتھی کے اسقدر لنبے ہونگے کہ اون پر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا غرض کہ میدان
حشر مین کہ خلق اپنے حال مین مبتلا ہی گشت کرکے آگے ذوالجلال کے آکر نکاح اور جلوہ ساتھ بی بی
مریم اور بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اسکے عرصات مین آکر دو محمد شفاعت کرینگے انتہی سبحان اللہ
خلق اس حال پریشان مین مبتلا ہو کہ آفتاب سر پر ہے اور جمیع اولین و آخرین سے ایک کشاکش
ہو رہی ہو اور پسینا کسیکے گھٹنون تک کسیکی کمر تک کسیکے مونھہ تک اور دوزخ کو ملائک کھینچکر
سامنے کر دیوین کہ اوسکے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہے ہون اوسوقت ان
بزرگوار کو اپنی شادی سوجھے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھین اور حضرت خاتم الرسالت
اور دوسرے انبیا کا حال تو معلوم ہوا کہ انبیا اپنے اپنے نفسون کی فکر مین ہیبت الٰہی سے طاری ہے

ینگے اور آنحضرت خلق کے بچانے کی فکر مین سات روز تک سجدے مین پڑے ہونگے کہان تخ
ادی اور فیل سواری اور کہان وہ حضرت نظم سینہ صافان راغم محنت کشان بیش از خود ست +
می نالد از ان باری کہ بر پشت پیل ست + بنی آدم اعضاے یکدیگر ند + کہ در آفرینش ز یک گوہر ند
لز محنت دیگران بے غمے + نشاید کہ نامت نہند آدمی + طرہ یہ کہ ہاتی کسی روایت مین و عالم کے
لب مین سننے مین نہین آیا تھا شاید کہ مارواڑ یا پورب دکن سے گیا ہوگا کہ وہان کے عالم کا رنگ
جلد نور ہی بن گیا ہوگا غلط کہا میننے محمود نام اوس ہاتی کا تھا کہ اصحاب فیل کے ہاتیون مین کہ
ہ کعبہ ڈھانے کو آئے تھے سب سے زیادہ قوی و بڑا تھا اس ہاتی کا بھی وہی نام ہے اغلب کہ
ی ہی اور سب سواریان براق اور گھوڑے اور اونٹ اور تخت روان چھوڑ کر ہاتی کے اختیار کرنے کا
بب یہ معلوم ہوتا ہی کہ شادی ساتھہ بی بی آسیہ جورو فرعون کے ہی اور پہلا خاوند کہ ہاتی دانت
تخت پر بیٹھا تھا جب تک دوسرا خاوند خود ہاتی پر نہ بیٹھے تو کیا فخر و ترجیح ہوگی اور اسیواسطے تمام
مرویونکو دانتون پر سوار کیا تا کہ معلوم ہو کہ شوہر نخستین اگر براے خود ایک تخت عاج رکھتا تھا
ان ہر چیلا اور بالکا آج عاج پر سوار ہی کہ نخوت فرعونی اوسکے سامنے نگونسار ہی علاوہ یہ کہ دیلمی نے
ت عایشہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی تزویج کریگا میسر
تھہ بہشت مین مریم بیٹی عمران اور کلثوم خواہر موسی اور آسیہ عورت فرعون کو اور طبرانی نے بھی
مین حضرت مریم اور آسیہ کا زوجہ آنحضرت ہونا روایت کیا جیسا کہ سیرت محمدیہ مین موجود ہے
ج دونون بیبیان مہدی جونپوری کی مان ہوئین بمنطوق اس آیت کے کہ ازواجہ امہاتہم
ی جوروان پیغمبر کی مائین ہین مومنین کی پس شیخ جونپوری کو اپنی مان کے ساتھہ نکاح کسطرح
ل ہوسکتا ہی کہ یہ ٹھاٹھہ شادی کا باندھا جاتا ہی نعوذ باللہ من سوء الفہم اب اس خرافات کو
وڑ کر دلیل ہشتم کا بیان کیا جاتا ہی دلیل ہشتم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
لی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق عنہ القبر
ل شافع واول مشفع رواہ مسلم وابو داؤد یعنی فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم کا ہون دن قیامت کے اور سب سے پہلے قبر مین سے مین
نگا اور سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے اول میری ہی شفاعت مقبول ہوگی

انتہی شرح عقائد مین علامہ تفتازانی نے کہا کہ استدلال اس حدیث سے ضعیف ہی اسواسطے
کہ اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت افضل اولاد آدم سے ہین نہ کہ آدم سے ملا علی قاری نے
جواب دیا کہ اولاد آدم مین بعضے بالاجماع آدم علیہ السلام سے افضل ہین جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ حضرت آدم کے افضلون سے افضل ہوئے آدم سے بلاشبہہ
افضل ہوئے اور علاوہ یہ کہ ابن آدم سے کبھی نوع انسانی مراد ہوتی ہے پس آدم بھی داخل ہوئے
اسیواسطے حدیث شفاعت مین لفظ انا سید الناس کا آیا ہی اور بعضی حدیثون مین جو آیا ہی
کہ پیغمبرون مین ایک کو دوسرے پر تفضیل ندیو اور مجکو موسی پر تفضیل ندیو اور کسیکو لائق نہین ہے کہ کہے مین یونس ابن متی
سے بہتر ہون اسکا جواب پانچ طرح سے ہی ایک یہ کہ یہ باتین اوسوقت فرمائی ہین کہ حضرت کو ابھی
معلوم نہوا تھا کہ مین افضل سب سے ہون دوسرے یہ کہ تواضع اور انکسار سے فرمایا ہے تیسرے یہ کہ
اوس تفضیل سے منع فرمایا ہی کہ جس مین دوسرے انبیا کی تنقیص اور بے ادبی ہو چوتھے یہ کہ اوس تفضیل
سے نہی فرمائی کہ جس مین جھگڑا اور خصومت اوٹھے پانچوین یہ کہ نفس نبوت مین تفضیل نہین ہے
بلکہ تفضیل خصائص اور فضائل زائدہ مین ہی اور نہی کا مدار تفضیل نفس نبوت پر ہی اور اعتقاد تفضیل کا
تو ضروری ہی کہ قرآن شریف مین ہی کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ و لَقَدْ فَضَّلْنَا
بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ دلیل نہم عن ابي سعيد رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلی الله عليه وسلم انا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر وبيدي لواء الحمد ولا فخر
وما من نبي يومئذ آدم فمن سواه الا تحت لوائي الحديث رواه الترمذي یعنی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے بلکہ بیان
نعمت الٰہی کا کرتا ہون یا کہ ماسور ہون اس امر کے اظہار کا تاکہ اسکے موافق لوگ اعتقاد رکھین اور میرے ہاتھ
اور تصرف مین ہوگا نشان حمد کا اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے اور نہو گا کوئی پیغمبر اوسدن آدم اور سوا
آدم مگر سب نیچے نشان میرے کے ہونگے اور تخصیص دن قیامت کی اگرچہ آن سرور سردار سب کے
دنیا اور آخرت مین ہین اسواسطے ہی کہ اوس روز سیادت اور سرداری آپ کی بے خلاف اور بلانزاع ظاہر
ہوگی بخلاف دنیا کے کہ یہان ملوک کفار اور فقراے یہود یہ نزاع بھی کرتے ہین جیسا کہ مٰلِكِ يَوْمِ
الدِّيْنِ اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے معنی ہین یعنی اگرچہ آج بھی مالک اللہ تعالی ہی اور

ملک ہلب اوسیکا ہی لیکن چونکہ بعضے مجازًا اپنی طرف بھی نسبت کرتے ہین اوسی وزیہ نسبت بھی منقطع ہوجاوے گی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرت افضل ہین سب خلق سے اسواسطے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہی کہ آدمی افضل ہی ملائک سے اور آنحضرت بموجب اس حدیث کے سب آدمیون سے افضل ہین اور شیخ محمد صاحب جونپوری بھی آدمی ہین **دلیل دوہم** عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فاكسى حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم ذلك المقام غيري رواه الترمذي یعنی فرمایا خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس پہنایا جاویگا مجکو ایک لباس لباسون بہشت سے پھر کھڑا ہونگا مین سیدھے جانب عرش سے کہ کوئی شخص مخلوقات الٰہی مین سے سوا میرے اس مقام مین نہین کھڑا ہوگا اب غور کیجیے کہ شیخ جونپوری بھی مخلوقات الٰہی مین سے ہین اونکو بھی یہ مقام میسر ہوگا **دلیل یازدہم** عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى علي صلوة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سال لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة رواه مسلم یعنی فرمایا حضرت رسالت مآب نے کہ جب سنو تم مؤذن کو اذان کہتے پس کہو تم جیسا کہ وہ کہتا ہی پھر بعد اذان کے درود بھیجو مجپر اسلیے کہ جو شخص مجپر ایکبار درود پڑھتا ہی اللہ تعالے اوسپر دس بار رحمت بھیجتا ہی پھر مانگو اللہ تعالی سے میرے واسطے وسیلہ اسواسطے کہ وہ ایک مقام ہی بہشت میں کہ نہین لائق ہی مگر ایک بندے کے واسطے بندگان خدا مین سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہوؤن پس جو شخص کہ مانگے گا میرے واسطے وسیلہ اوترے گی اوسپر شفاعت مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حافظ عماد الدین بن کثیر نے فرمایا کہ وسیلہ نام ہی ایک نہایت عالی مقام کا جنت مین کہ تمام مکانات بہشت سے قریب تر عرش کے ہی اور وہ گھر ہی رسول خدا کا بہشت مین کہ اوسیکو درجۂ رفیعہ اور بعضے فضیلہ بھی کہتے ہین اور بعد ایک ورق کے اوسمین ہی کہ قول اللہ تعالی کا طُوبىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ طوبی نام ہی ایک درخت کا کہ اوسکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بویا ہی زیور اور لباس اوسمین اوگتے ہین اور شاخین اوسکی دیوارون بہشت کے باہر سے نظر آتی ہین اور جڑ اوس درخت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین ہی اور ہر مومن کے گھر مین ایک شاخ اوسکی پہونچی ہی تاکہ ہر ولی کا حصہ حضرت کے پاس سے ہووے اور حضرت

نے بہشت کو بھر دیا ہی پس ہر ولی کو جو نعمت بہشتی حاصل ہے حضرت کو وہ سب حاصل ہے اسواسطے کہ ولی نے جو نعمت پائی ہی بدولت پیروی آنحضرت کے پائی ہی ایسی ابلیس نے دوزخ کو بھر دیا ہی کہ جو عذاب کسی دوزخی کو ہی ابلیس اوسمین شریک ہی انتہی یہ اشارہ ہی طرف اوس حدیث کے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ من دعا الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعهم لاینقص ذلك من اجورهم شيئا ومن دعا الی ضلالة كان عليه من الاثم مثل اثام من تبعه لاينقص ذلك من اثامهم شيئا یعنی جسنے خلق کو بلایا طرف ہدایت کے اوسکو اوسکے پیروون کے برابر ثواب ملیگا اور اس سے کچھہ انکے ثواب کم نہو جاینگے اور جسنے کہ بلایا طرف گمراہی کے اوسپر اسکے پیروون کے برابر گناہ ہوینگے اور یہ بات کچھہ انکے گناہون کو کم نکریگی یہ بھی ایک دلیل قوی ہی افضلیت حضرت رسالت پر کہ تمام امت مہدی وغیرہ کا ثواب حضرت کی ذات جامع الکمالات مین مجتمع ہی اور ثوابات ذاتی علاوہ اسکے ہین چند ورق پیشتر اسکی بحث ہو چکی ہی اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ آیت وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ یعنی جو شخص کہ اطاعت کرینگے خدا ورسول کی وہ اون لوگون کے ساتھہ ہونگے کہ جن پر حق تعالی نے انعام کیا ہی کہ انبیا اور صدیقین اور شہدا وصالحین ہین اور صحیحین کی حدیث کہ انت مع من احببت یعنی تو اوسکے ساتھہ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہی اور سوا اسکے اور احادیث اس مضمون کی ہین ان سب کا یہ مطلب نہین ہی کہ اطاعت کرنے والے اور محبت رکھنے والے پیغمبرون کے ساتھہ ایک درجے مین ہونگے ورنہ لازم آوے کہ فاضل ومفضول اور خادم ومخدوم برابر ہو جاوین کہ یہ ہرگز جائز نہین ہے بلکہ مراد یہ ہی کہ یہ لوگ جنت مین اسوضع پر ہونگے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی اور ملاقات کرنے کی قدرت رکھتا ہوگا اگرچہ مکان دوسرے کا عالی اور مرتبہ بلند ہو اسواسطے کہ جب حجاب درمیان سے اوٹھہ گیا تو ایک دوسرے کو مشاہدہ کر سکتا ہی یہی معنی ہین اس معیت کے دلیل و وارد ہم عن ابي ابن كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة كنت امام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر رواه الترمذي یعنے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام پیغمبرون کا اور خطیب انکا اور صاحب شفاعت اونکا بلا فخر طریق استدلال اس حدیث سے یون ہی کہ حضرت کا امام الانبیا ہونا یہان سے ثابت ہوا

اور انبیا باجماع امت اور بمقتضائے آیت اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا الآیۃ کے افضل ہین نبی
آدم بلکہ عالم سے پس حضرت بھی امام اور افضل ہین سب سے دلیل سیزدہم عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدہم اذا وفدوا وانا
خطیبہم اذا انصتوا وانا مستشفعہم اذا حبسوا وانا مبشرہم اذا ایسوا الکرامۃ
والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف
علیّ الف خادم کانہم بیض مکنون او لؤلؤ منثور رواہ الترمذی والدارمی یعنی فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سب آدمیون سے پہلے قبر سے نکلونگا جب کہ اوٹھائے جاوینگے
اور مین آگے چلونگا اونکو جب کہ خدائے تعالی کے پاس آوینگے اور مین انکی طرف سے خطبہ خوانی اور
معذرت خواہی کرونگا جب کہ وہ حیران ہوکر چپ ہوجاوینگے اور مجھسے تشفیع ہونے کے خواہان
ہونگے جس وقت کہ میدان موقف مین رکے جاوینگے اور مین خوشخبری سنانے والا ہونگا جسدم
کہ ناامید ہوجاوینگے کرامت اور کنجیان اوسدن میرے ہاتھ مین ہونگی اور نشان حمد کا اوسدن
میرے ہاتھ مین ہی اور مین بزرگتر اولاد آدم کا ہون اپنے پروردگار کے پاس پھرینگے میرے اطراف
ہزار خادم مانند انڈون صاف اور محفوظ کے یا مانند موتیون بکھرے ہوئے کے دلیل چہاردہم
انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنیہا ومعی فقراء المؤمنین فانا
اکرم الاولین والآخرین علی اللہ ولا فخر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین
سب سے اول حلقے دروازے بہشت کے ہلاؤنگا پس کھولے گا اللہ تعالی واسطے میرے پھر داخل کریگا
مجکو وسمین اور میرے ہمراہ فقرائے مومنین ہونگے اور مین اکرم و افضل اولین و آخرین کا ہون اللہ
تعالے پاس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃ وسلاما دائما ابدا یہ ٹکڑا ہی ایک بڑی حدیث کا
ترمذی اور دارمی نے روایت کی اور مشکوۃ مین بھی موجود ہی اسقدر آیات واحادیث مسلمانان
باایمان کیواسطے کافی ہین اسلیے اسیقدر پر بس کیا ورنہ سوائے اسکے اور بہت احادیث اس مضمون کی
بروایات مختلفہ کتب حدیث مین موجود ہین کہ اگر سب کے اونکو جمع کرکے دیکھا جاوے تو تواتر معنوی
ہوجاتا ہی غرض کہ یہ بات کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس ہین اور کوئی آدمی اولین
و آخرین مین حضرت کے برابر نہین ہی با احادیث متواترۃ المعنی کہ دلیل قطعی ہوتی ہی اور باجماع

اہل اسلام کہ وہ بھی دلیل قطعی سے ثابت ہے بلکہ خاص صحابہ حضرت کے اسپر تصریح کر کے حضرت کو تمام اہل زمین اور
اہل آسمان سے بھی افضل جانتے ہین چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بروایت دارمی کے عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے ہے کہ فرمایا اور تصریح فرمائی کہ ان اللہ فضل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء
وعلی اھل السماء الخ یعنی تحقیق اللہ تعالی نے فضیلت دی ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبرون پر
اور اہل آسمان پر اور پیغمبر تو سب ہی آدم سے افضل ہین باجماع اور بآیت مذکور الصدر پس آنحضرت
سب سے افضل ٹھہرے مگر فرقہ مہدویہ عجب قوم ہے کہ کتابین انکی بھری ہین اس مطلب سے کہ ہمارے عقائد و
مہدی کے اقوال کوئی مخالف اجماع اور دلائل قطعیہ کے نہین ہین حالانکہ صدہا باتین انکی مخالف
اجماع اور نصوص قطعیہ ہین چنانچہ مقامات گذشتہ مین بخوبی ظاہر ہو چکا اور آگے بھی انشاء اللہ آویگا
قولہ اور پھر یہ حکم عام ہے نور الانوار مین مذکور ہے کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ ہر عام ظنی ہے کیا اس سے
کوئی نکوئی فرد خارج ہے اگرچہ ہم واقف نہووین پس عام واجب کرتا ہے عمل کو نہ اعتقاد کو مثل خبر واحد اور قیاس
کے انتہی ہان امر اختلافی بین المجتہدین ظنی ہے بالاتفاق اب بنابر اس مسئلے کے ہوا یہ حکم ظنی نہ یقینی
جواب اگر یہی مطلب امام شافعی کا ہے جو کہ تم سمجھے ہو تو تم کو لازم ہے کہ بیان کرو کہ اس عام سے کہ ان
اللہ بکل شیء علیم و للہ ما فی السموات والارض کونسا فرد مخصوص ہے اور امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو نہایت عالی ہے سوا تمہارے کوئی ادنی مسلمان بھی نکہیگا کہ کسی شی کو اللہ تعالی
نہین جانتا ہے یا کوئی چیز آسمان و زمین مین ایسی ہے کہ اللہ سبحانہ اسکا مالک نہین ہے تعالی اللہ عن
ذلک علوا کبیرا حقیقت حال یہ ہے کہ میان مہدوی نے اپنے مطلب کی دھن مین اندھا دھند کر کے
خلط بحث کر دیا **شعر** چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد ٭ ورنہ اگر ذرا بھی تامل
کتابون اصول مین مانند تحقیق الحسامی وغیرہ کے کرتے تو صاف معلوم ہو جاتا کہ ہر عام مین خلاف نہین ہے
بلکہ جس عام پر کوئی دلیل عدم تخصیص قائم نہین ہے اوسکو اکثر شافعیہ و مالکیہ اور بعضے ہم مین سے جیسے امام
ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند ظنی کہتے ہین اور ابو الحسن کرخی اور ابوبکر جصاص اور مشائخ عراق اور
عامہ متاخرین قطعی و یقینی جانتے ہین اور جس جگہ کوئی دلیل اس بات پر دال ہے کہ یہان اس عام کے جمیع
افراد مراد ہین اور کوئی فرد اسکا اس حکم عام سے مخصوص خارج نہین ہے اسکو سب اہل سنت بالاتفاق
یقینی اور قطعی جانتے ہین جیسے اسی عام مدلل کو کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص کرنے پر

ورنہ وہ کلیۃ خود اپنے نفس کا مبطل ہو جاتا اب خیال کیجیے کہ کوئی ولی مرتبہ نبی کو نہیں پہونچتا ہی اس عقیدہ عامہ پر کسقدر کثرت سے دلائل قرآن حدیث و اجماع و اقوال سلف و خلف سے اوپر کے قول کے جواب میں مذکور ہو چکے کہ سب دال ہیں اس بات پر کہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی فرد اس عام سے مخصوص نہیں ہی اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو یا جناب سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقام کو نہیں پہونچتا ہی پس یہ حکم عام سب شافعیہ اور حنفیہ وغیرہم کے نزدیک بالاتفاق قطعی و یقینی ٹھہرا اور بیان مہدویکا ظن فاسد نکلا **قولہ** اور پھر دلیل اس حکم کی کتب کلامیہ میں مثل شرح عقائد نسفی کے اسطرح ہی کہ انبیا علیہم السلام معصوم ہیں مامون ہیں خوف خاتمہ سے مکرم ہیں وحی اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہیں تبلیغ احکام و ارشاد انام سے انتہی ہاں یہ اوصاف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہیں شرع شریعت میں بخلاف باقی اولیا کے جیسا کہ اوائل طحطاوی شرح درمختار میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کے مقام میں مذکور ہی کہ تحکم کریگا مہدی مگر ایسا حکم کہ لایا ہی طرف اسکے فرشتہ نزدیک سے اللہ تعالی کے جو بھیجا ہی اوسکو اللہ تعالی نے کہ باز رکھے مہدیکو خطا سے اور یہ حکم مہدیکا وہی شرع پاک محمدی ہی ایسی کہ اگر ہوتے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ اور ظاہر ہوتے یہ مسئلے تو نہ تحکم کرتے انہیں مگر موافق حکم مہدی کے انتہی اب بنظر اس دلیل کے نہیں داخل ہی مہدی علیہ السلام اس حکم میں **جواب** خلاصہ کلام طحطاویکا یہی ہی کہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ موکل رہیگا کہ اونکو احکام میں خطا کرنے سے بچاویگا اور یہ کچھ خاصہ حضرت مہدیکا نہیں ہی بلکہ ہر حاکم عادل اور قاضی منصف کے ساتھ کہ بغیر اپنی خواہش و درخواست کے جبرًا قاضی کیا جاوے ایک فرشتہ رہتا ہی چنانچہ ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے من ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسه ومن اکره علیه انزل الله علیه ملکا یسدده یعنی جسنے کہ خدمت قضا کو خود طلب کیا اوسکو اوسکی ذات پر چھوڑ دیتے ہیں اور جسکو جبر و اکراہ کسیطرح قاضی بنایا اوسپر اللہ تعالی ایک فرشتہ نازل کرتا ہی کہ اوسکو طریق راست پر چلاتا ہی اور احکام میں غلطی سے بچاتا ہی انتہی اب اگر مہدویوں کے مذہب میں یہی فرشتے کے اونسے آدمی پیغمبر ہو جاتا ہی تو مہدی جونپوری کیا بلکہ تمام دنیا کے قاضیونکو [illegible] یہ لوگ اپنے مذہب کے انبیا بنا دیکے [illegible] شریعت میں لکھا ہی کہ قاضی [illegible] کے ساتھ رہتا اور [illegible] فرشتے رہتے ہیں [illegible]

کہ اسکو احکام مین راہ راست بتاتے ہین اور تایید فرماتے ہین چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح مین بروایت سعید
بن المسیب کے منقول ہے اب منطوق اس مثل کے کہ ہر سیر کو سوا سیر ہے یہ قاضی دعویٰ شئے تو الا کچھ مہدی
جونپوری سے بھی پلے درجے پہونچے اب شاید کہ میان مہدوی اوسکو وہی پیغمبر جانینگے اور اپنے مہدیکو
اکہر پیغمبر سمجھینگے اتنا بھی تامل نکیا کہ طحطاوی کی عبارت سے یہ کہان نکلتا ہے کہ مہدی معصوم ہین
مامون ہین خوف خاتمے سے ملہم ہین وحی سے اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ احکام
اور ارشاد انام کے اور کیسے مونہہ پھیر کے کہدیا کہ یہ سب اوصاف مہدیکے لیے ثابت ہین شرع شریف
وہ کونسی تمھاری شرع ہے کہ جس مین یہ سب اوصاف مہدیکے واسطے ثابت ہین اس شرح درمختار کو
جو شرع بنایا تھا اوسمین تو ان مین سے ایک بات بھی مذکور نہین ہے اور فرشتے کے نازل ہونے سے تو
کا مشاہدہ لازم نہین آتا ہے **قولہ** سوال اگرچہ اوصاف ثابت ہین حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے
تو ہوئے حضرت بھی نبی ہی کیونکہ شرع شریف مین نبی ایسے اوصاف والے کو کہتے ہین اب یہ بات مخالف
ہے کتاب و سنت و اجماع کے کہ بعد خاتم انبیا علیہم السلام کے نبی ہونا جائز نہین ہے جواب طحطاوی
مقام مذکور مین مذکور ہے کہ ولیکن حدیث کہ نہین ہے وحی بعد میرے سو یہ حدیث باطل بے اصل ہے
حدیث ثابت ہے کہ نہین ہے نبی بعد میرے سو معنی اسکے علما کے پاس یہ ہین کہ نہوگا نبی ایسا کہ حا
شرع جدید ہو جو منسوخ کردیوے اس شرع شریف کو انتہی اب اس تقریر سے معلوم ہوا کہ
کتاب و سنت و اجماع کے بھی علمائے اہل سنت و جماعت کے پاس یہی ہے کیونکہ تینون ایک
وارد ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہوکر
مخالف ہے کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنابر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع
نہ نبی متبع ان حضرت متبع ہین نہ مشرع جیسا کہ طحطاوی مین یہ بات مذکور ہے جواب غرض کہ
کا علاج نہین ہوسکتا یہ میان مہدوی جس کتاب پر ہاتھ ڈالتے ہین ایسا مطلب اس سے نکا
کہ مصنف کی روح کو بھی اسکی خبر نہ تھی چنانچہ یہان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ
اپنے دل کا حال در پردہ رکھکر اپنے شیخ کو فقط مہدی پکارتے تھے اب کھول کر خلاصہ اپنے
خاطر کا ظاہر کیا کہ وہ پیغمبر ہین معلوم ہوا کہ محض اتنے واسطے کہ مسلمانونکو پیغمبری جونپو
وحشت نہووے افشائے راز نہین کرتے ہین ورنہ پیغمبری کیا پیغمبرون سے اونکو افضل جا

چند روز سے اول ایک عالم اس مذہب کے ملاقات عید کے واسطے آئے تھے میں نے اونسے کہا کہ تم لوگ
اپنے پیر کو پیغمبر اعتقاد کرتے ہو نہایت انکار کیا کہ حاشا کہ ہم پیغمبر کہتے ہوں ہم فقط مہدی جانتے ہیں
بندے نے یہی مقام اس کتاب کا دکھلایا تو تامل مصنف اس کتاب کی تکذیب کرنے لگے اور یہ
سمجھے کہ اس بچارے نے کیا کیا تمہارے سب بزرگواروں نے جیسا مہدیکو برابر و مساوی حضرت
خاتم النبیین کے ٹھہرایا البتہ حضرت ابراہیم و موسی و عیسی علی نبینا و علیہم السلام سے افضل جانا چاہیے
جائے دوسرے انبیا کی اور ہر گروہ کی زبان پر کلمہ نبی مہدیکا جاری رہتا ہی آدم سے مطلب کہ علما
اہل سنت حضرت امام ہمام مہدی حقیقی کو بھی پیغمبر نہیں جانتے پس تمہارے مہدی جعلی کو کیا
مانتے ہیں اور طحطاوی کا مطلب بھی نہیں ہی جو کہ تم سمجھے ہو بلکہ طحطاوی نے صاحب خزائن مہمات سے اور اوسنے
صاحب اشاعہ سے اور اوسنے المشرب الوردی فی مذہب المہدی تالیف ملا علی قاری رحمہم اللہ سے
نقل کیا کہ حاصل اسکا یہ ہی کہ بعضے جاہل حنفی جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام تقلید مذہب امام
اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرینگے سو سراسر باطل ہی اور جو حکایات اس مقدمے میں وضع کی ہیں وہ بالکل
خطا و ناحق ہیں اور عیسی علیہ السلام صفت نبوت پر برقرار ہیں جو شخص انکے سلب نبوت کا قائل ہووے
وہ کافر ہی یقیناً جیسا کہ امام سبکی نے تصریح کی ہی اسواسطے کہ پیغمبروں سے وصف نبوت نہیں جاتی
ہی نہ حیات میں نہ بعد ممات کے اور امام سبکی نے اپنی ایک تصنیف میں صاف لکھا ہی کہ عیسی علیہ السلام
ہمارے حضرت کی شریعت پر حکم کرینگے موافق قرآن و سنت کے اور اس صورت میں راجح یہ بات ہی کہ
سنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ بے واسطے سیکھینگے یا بطریق وحی اور الہام کے اونکو
پہونچیگی اور حدیث لا وحی بعدی کی باطل ہے بے اصل ہی ہاں لا نبی بعدی صحیح ہی لیکن معنی اسکے
علما کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حادث نہوگا اور عیسی علیہ السلام پر بعد نازل ہونے کے وحی آنا حدیث نواس
بن سمعان سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اوسمیں یہ ہی کہ عیسی علیہ السلام دجال کو دروازہ شرقی مقام
لد کے پاس قتل کرینگے پھر اللہ تعالی حضرت عیسی کیطرف وحی بھیجیگا کہ بیشک میں نے اپنے ایسے بندے
نکالے ہیں کہ تمکو اونسے مقابلے کی طاقت نہیں ہی تم اپنے لوگوں کو طور پہاڑ کیطرف محفوظ رکھو الخ
ظاہر [illegible]

اونھین کی ہی اور وہی حق سبحانہ اور انبیا علیہم السلام کے درمیان سفیر ہین اور کسی فرشتے کے واسطے یہ خدمت ثابت ومعروف نہین ہوئی اور یہ جو مشہور ہی کہ جبرئیل بعد موت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمین پر نہ اترینگے بے اصل ہی بلکہ وارد ہوا ہی کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہی اوسکی موت کے وقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین اترتے ہین اور دجال کو مکے اور مدینے مین داخل ہونے سے مانع ہونگے انتہی آپ اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ حدیث لا نبی بعدی کی تخصیص اسیواسطے کی ہی کہ عیسی علیہ السلام کا آنا مقرر ہی اور وہ نبی بلاشک ہین پس فرمانا حضرت کا کہ میرے بعد کوئی نبی نہوگا یہ معنی ہی کہ کوئی نبی صاحب شرع جدید نہوگا اور عیسی اور الیاس اور خضر علیہم السلام تابع شریعت محمدیہ کے ہین کہ اولیاے امت اور خلفاے حضرت خاتم الرسالت مین محسوب ہین اور یہ مراد علماے اہل سنت کی نہین ہی کہ سوائے انبیاے سابقین کے اور کوئی شخص مہدی یا غیر مہدی پیدا ہووے اور اُسکو مرتبہ نبوت کا تازہ بعد حضرت خاتمین آپ کے ملے سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ اسیواسطے مفسرین کہتے ہین کہ مراد آیت خاتم النبیین سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر من نبی یعنی حضرت کے بعد کسیکو نبوت نہ دی گئی نبوت ملنا حضرت سے ختم ومنقطع ہوگیا اور جو کہ حضرت کے ظہور سے پہلے نبوت پاچکے ہین اگر بعد حضرت کے زندہ بوصف نبوت رہین کچھ مضایقہ نہین ہے البتہ کسی نئے شخص کو یہ صفت بعد حضرت کے ملنا جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین محال ہی بالاجماع کہ کلام الٰہی مین کذب لازم آویگا تعالی اللہ عن ذلك علوا كبيرا **قولہ** اور بعضے فارسی شروح فصوص الحکم مین فص شیثی ذکر خاتم اولیا مین مذکور ہی کہ تقیید نبوت و رسالت بتشریعی اشارت ست بآنکہ نبوت و رسالت غیر تشریعی میباشد وآن انیست کہ متعلق باشد باظہار حقائق الٰہیہ واسرار غیوب وارشاد عباد وغیر ذلک من غیر ان یتعلق بالتشریعی اور بعثت حضرت مہدی علیہ السلام کی واسطے اظہار اسی حقائق کے ہی کہ قریب مذکور ہوگا **جواب** مصنف فصوص الحکم کی یہ مراد ہی نہ اوسکے شارحین کو یہ خیال ہی کہ بعد حضرت خاتم الرسالت کے انبیا پیدا ہوتے ہین گے جیسا کہ مہدوی سمجھتے ہین بلکہ شیخ اکبر کی اصطلاح مین ایک قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین یہان انبیاے غیر تشریعی سے وہی اولیا مراد ہین اور مثل مشہور ہی کہ لا مشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ نزاع ودخل نہین ہی جسکا دل چاہے سو اصطلاح ٹھہراوے اور انبیاے عرفی شرعی مراد نہین ہین چنانچہ مصنف موصوف نے

اس بات کو فتوحات مین جابجا بخوبی واضح و مشروح کر دیا ہی چنانچہ فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے
ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اُسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک
شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خدا ے تعالی کی عبادت کیا کرے اور اگر
اوس شریعت پر دوسرونکو بھی چلانے کا حکم ہووے تو وہ نبی رسول بھی ہوا اور فرشتے کا آنا دو طرح
پر ہوتا ہی کبھی پیغمبر کے دل پر وحی اوتارتا ہی اور کبھی صورت جسدی پکڑ کر کان پر یا بصر وغیرہ قوا ے حسیہ پر
القا کرتا ہی اور پیغمبر کو جیسا کہ کان سے معلوم ہوتا ہی ایسی آنکھ وغیرہ قوا ے حسی سے بھی حاصل ہو جاتا ہی
اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بند کر دیا گیا اب کسیکو یہ بات میسر نہین ہی کہ کسی
شریعت ناسخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسی علیہ السلام جسوقت اوترینگے یہی شریعت محمدیہ پر
حکم کرینگے اور عیسی علیہ السلام خاتم الاولیا ہین اور یہ بھی حضرت کا شرف ہی کہ انکی امت کی ولایت کو اللہ تعالے
نے ایک رسول مکرم پر ختم کیا اب عیسی علیہ السلام کو دن قیامت کے دو طرحکا حشر ہوگا پیغمبر و نبین
رسول ہو کر محشور ہونگے اور ہمارے ساتھ ولی تابع محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو کر محشور ہونگے اور اولیا
بھی اسی مقام پر ہین لیکن حالت انبیار الاولیار کی اس امت مین یہ ہی کہ اللہ تعالی ولی کو ایک تجلی بتاتا ہی اور
مظہر محمد اور مظہر جبرئیل کو قائم فرماتا ہی کہ مظہر جبرئیلی مظہر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر احکام مشروعہ خطاب
کرتا ہی اور اس ولی کو سناتا ہی اور یہ ولی بسبب حاضر ہونے کے سب سنکر سمجھ لیتا ہی اور علم الیقین حاصل ہو جاتا ہی
پس ولی مانند اون صحابہ کے ہوا کہ جنھون نے حدیث جبرئیل کہ جسمین اسلام و ایمان و احسان کا مذکور ہی
حضرت اور جبرئیل کی زبان سے سنی اور صورت مجلس مشاہدہ کی مگر انھون نے عالم حس مین دیکھا اور اس
ولی اللہ نے کشف مین مشاہدہ کیا پس یہ لوگ انبیار الاولیا کہلاتے ہین اور کبھی شریعت جداگانہ انکو
حاصل نہین ہوتی ہی اور یہ سب داعی الی اللہ علی بصیرۃ ہوتے ہین اور مانند انبیاے بنی اسرائیل کے
شریعت محمدی کو نگاہ رکھتے ہین اور اعلم الناس ہوتے ہین حال شرع مین مگر فقہا بعضی باتین کہ انکو
کشفا ثابت ہوئی ہین کہ فقہا و علماے رسوم کے نزدیک بسبب گڑبڑ راویون کے اور طرح پر پہونچی ہین
نہین مانتے ہین اور یہ اولیا بھی باوجودیکہ اونکی غلطی پر مطلع ہوتے ہین اون پر رد نہین کرتے ہین اور نہ
دلیل قائم کرنا لازم جانتے ہین بلکہ اون پر اپنے مقام کا چھپانا واجب ہوتا ہی انتہی ملخصا اور فتوحات
کے تہترویں باب کی شروع مین فرماتے ہین کہ یہ باب ہی بیان مین اقسام اولیار اللہ کے اور

بیان میں اون مسائل کے کہ اونکو کوئی نہیں جانتا سوائے اکابر عباد اللہ کے کہ وہ اپنے زمانے میں
ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے انبیاء بنی اسرائیل نبوت میں ہوتے تھے اور اوسکو نبوت عامہ کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کہ منقطع ہو گئی ہے وہ نبوت تشریع ہے نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت
کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھائے گا اور یہی معنی ہیں فرمان حضرت کے کہ رسالت اور نبوت
منقطع ہو گئی اب کوئی رسول ہے بعد میرے نہ کوئی نبی یعنی مخالف شرع میری کے کہ یہ دروازہ بند
ہو گیا اور نہ حضرت عیسی علیہ السلام کا اترنا بلا خلاف محقق ہے کہ وہ آکر ہماری شرع پر حکم کرینگے نہ شرع
جدید لاوینگے اور نہ اوس شرع پر چلاوینگے کہ پہلے جس پر بنی اسرائیل کو چلایا تھا پس معلوم ہوا کہ حضرت کی مراد
یہی ہے کہ میرے بعد نبوت تشریع نہ ہوگی اور اسی مرتبہ تشریع کو اہل نظر کی اصطلاح میں اختصاص نکالتے ہیں اور
اسکو غیر کسبی کہتے ہیں اور جو لوگ کہ نبوت کو کسبی کہتے ہیں اونکی مراد اوس سے یہی ہے کہ اللہ تعالی کے پاس بندوں کو
ایک مرتبہ مخصوص ملے کہ نہ اوس میں اوسکی ذات کے واسطے تشریع ہو نہ دوسروں کے واسطے اور ہمنے نام نبوت کا
اطلاق اس مقام والے پر اسواسطے چھوڑ دیا کہ لوگوں کو دھوکا نہ ہو اور نبوت تشریع نہ سمجھیں جیسا کہ بعضے لوگوں کو
دھوکا ہو گیا کہ بولتے ہیں کہ امام ابو حامد غزالی کیمیائے سعادت وغیرہ میں اکتساب نبوت کے قائل ہیں معاذ اللہ
کہ ابو حامد سوا ذکر اللہ کے کچھ ارادہ کیے ہوں انتہی ملخصا اور ایکسو چھپنویں باب میں فرماتے ہیں کہ
نبوت تشریعیہ دو قسم پر ہے ایک یہ کہ اللہ تعالی اور بندے میں فرشتے کا واسطہ نہیں ہے بلکہ من جانب اللہ
کچھ اخبار اور تجلیات اسکے دل پر وارد ہوتے ہیں کچھ تحلیل و تحریم کا حکم اوس میں نہیں ہوتا ہے بلکہ معرفت الہی اور
تصدیق احکام شرعیہ کی حاصل ہوتی ہے الی غیر ذالک اور یہ شخص تابع و محکوم ہوتا ہے نہ متبوع و حاکم اور
اس قسم کے اولیاء اس امت میں ہوتے ہیں اونکو سنت حسنہ نکالنے کا بھی اختیار ہوتا ہے بموجب فرمانے
حضرت کے کہ من سن سنۃ حسنۃ الحدیث مگر بشرطیکہ اوسکی اصل احکام مشروعہ میں موجود ہو اور کسی
حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ ٹھہراویں جیسا کہ بلال کا سوال صلوۃ بعد اذان کے اور ہر حدث صغیر
کبیر کے ساتھ طہارت تازہ کرنا اور دوگانہ ادا کرنا بعد وضو کے اور با طہارت بیٹھنا اور بعد فراغ طعام کے
دو رکعت پڑھنا اور ہر ادب مستحب کہ شارع نے اوسکو معین نہیں کیا ہے ان لوگوں کو اسکی تعیین اور ترجیح درست
ہے اور اوسپر عمل کرنے والوں کا اجر ان کو ملے گا مگر حکم البتہ اور قطعی پیدا نہیں کرسکتے ہیں اور قسم ثانی نبوت
تشریعیہ کے وہ لوگ ہیں کہ مانند تلامذہ کے رہبر ملک کے ہوتے ہیں کہ روح امین اونکی ذات سے حق میں اونپر

یعت لیکر اترتے ہین ور اوسی طور پر اونسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل و تحریم کرتے ہین اور انکو
سولون کی اتباع لازم نہین ہوتی ہی اور یہ قبل مبعوث ہونے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھا اب اس مقام کا
ثر بھی باقی نہین ہی مگر مجتہدین البتہ اپنی دلیل و اجتہاد سے تحلیل و تحریم کرتے ہین شیخ کشف و وحی آلہی سے
صاحب کشف فقط تصحیح شرع محمدی کی کرتا ہی اسکو حکم اجتہاد کا نہین ہی انتہی ملخصا اور باب ایکسو و انسٹھ
ن فرماتے ہین کہ فرق درمیان نبی اور رسول کے یہ ہی کہ جبکہ اوسکی ذات خاص کے واسطے احکام اوترین تو
ہی اور اگر دوسرونکو بھی وہ حکم پونہچانے کا فرمان آوے وہ رسول ہی اب اگر اوسکی ذات خاص کے واسطے
حکم خاص نہین ہی تو وہ رسول محض ہی اور اگر بعض احکام مختصہ اپنے واسطے رکھتا ہی کہ دوسرونکو اوسکے
پہنچانے کا حکم نہین ہی تو وہ رسول نبی بھی ہوا پس ہر رسول کو نبی ہونا لازم نہوا اور نہ ہر نبی کو رسول ہونا
ینکے وارثین بھی تبلیغ احکام کرتے ہین جیسے معاذ و علی و دحیہ رضی اللہ عنہم اور انکو رسول رسول اللہ
کہتے ہین بعضے نے واسطا اور بعضے بوسائط اور یہ رسالت منقطع نہین ہوئی بلکہ جو رسالت
منقطع ہوئی وہ اترنا حکم آلہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہوگیا ہی لیکن
نا بلا تشریع اور تعریفات آلہیہ کسی حکم شرعی کی صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا اور ایسی اولیا
مد کے دل پر قرآن اترنا موقوف نہین ہی باوجودیکہ اونکو حفظ ہوتا ہی لیکن وقت انزال شے دیگر ہے
انچہ منقول ہی کہ بایزید نے جب تک کہ تمام قرآن بطور انزال مذکور کے حاصل نکیا رحلت نکی انتہی ملخصا
رباب تین سو تیرہ مین فرماتے ہین کہ جان تو کہ ہمکو اللہ تعالی کیطرف سے الہام ہی نہ وحی اسلیے کہ راستہ
ی کا ساتھ وفات رسول خدا کے منقطع ہوگیا اور وحی قبل حضرت کے تھی وَلَقَدْ اُوْحِيَ
یْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اور کوئی خبر آلہی اس باب مین نہین آئی کہ بعد حضرت کے بھی وحی
لی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی مانند اولیاے اس امت کے کشف و الہام ہوا کریگا انتہی
ل لہام مین کچھ شبہہ جانب غیر کا نہین ہوتا ہی بلکہ وہ اخبار آلہی ہی بواسطے فرشتے کے اور بلا واسطہ بھی
ہی اور فرق نبی اور غیر نبی مین یہ ہی کہ نبی اور رسول وقت وحی کے فرشتے کو مشاہدہ کرتے ہین
بر ویت بصر دیکھتے ہین اور غیر رسول اوسکے آثار معلوم کرتے ہین اور رویت بصری سے نہین دیکھتے
انتہی ملخصا اور باب تین سو چونسٹھ کے وصل مین فرماتے ہین کہ ہمارے اصحاب مین سے بعضے
مثل امام ابو حامد غزالی وغیرہ کے ادھر گئے ہین کہ فرق درمیان نبی و ولی کے اترنا فرشتے کا ہی

کہ ولی پر فقط الہام ہوتا ہی اور نبی پر فرشتہ اُترتا ہی اور الہام بھی ہوتا ہی اسلیے کہ وہ جامع نبوت اور ولا
ہوتا ہی مگر یہ فرق ہمارے نزدیک غلط ہی اور دال ہی اسبات پر کہ قائلین مذکورین کو یہ ذوق حاصل نہ
تھا بلکہ فرق منزل بہ مین ہی نہ نزول ملک مین اسواسطے کہ جو باتین کہ انبیا اور رسولون پر اوترتی ہین
وہ اور ہین اور اولیا پر جو اوترتی ہین سو اور ہین پس فرشتہ کبھی تابع نبی پر بھی اوترتا ہی اور پیغمبر کی اتباع
بعضے احکام پیغمبر کے کہ ولی کو علم کی راہ سے معلوم نہوے تھے بتلاتا ہی اور بعضی احادیث نبوی کی
صحت و سقم سے خبر دیتا ہی پس بعضی حدیث کہ بسبب ضعف راوی کے علما کے نزدیک متروک ہوتی ہی
صحیح نکلتی ہی یا بالعکس اور کبھی خبر دیتا ہی کہ وہ ولی اہل سعادت اور اہل قرب سے ہی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا
لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الآیہ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلٰئِكَةُ الآیہ اور زیادت ثقہ عادل کی مقبول ہی اور اگر قبول نزول ملک کا اونکے اوپر اگلون یا معاصرین سے
پہونچا ہوتا تو قبول کر لیتے انتہی ملخصا الکتاب کو مین یہ مطلب بہت جا مذکور ہی یہان اسیقدر پر کفا
کی گئی حاصل اس مذکورات کا یہ ہوا کہ نبوت اصطلاحیہ شرعیہ کا دروازہ بعد رسول خدا کے بند کر دیا گیا
قیامت تک کوئی شخص اوس رتبے کو نہین پہنچ سکتا ہی بلکہ عیسی اور الیاس علیہما السلام بھی
دولت محمدیہ کے زمانے مین مانند اولیا کے ہوجینگے کہ اونپر الہام و کشف مانند اولیا کے ہوگا نہ وحی
مانند انبیا و مرسلین کے اور الہام اگرچہ سب اولیا پر ہوتا ہی مگر ایک طور خاص الہام کا ہی کہ مظہر تفصیلی مظہر محمد
احکام مقررہ شرع محمدی اور معارف و حقائق کو القا کرے اور ولی جنپر ایسے قسم کے الہام والے اولیا
انبیاء الاولیا کہتے ہین یہ انبیا متنازع فیہم کی قسم سے نہین ہین بلکہ ایک قسم خاص اولیا کے ہین اور نبوت
و رسالت مین جہان قید تشریعی کی لگاتے ہین انہین کے اخراج کے واسطے لگاتے ہین اسواسطے کہ شیخ کے
کلام سے فتوحات مین متبادر ہوتا ہی کہ انبیا وحی تشریعی سے خالی نہین ہوئے ہین خواہ فقط اونکی
ذات کے باب مین ہو جیسا کہ آیت اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآئِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ سے مفہوم ہوتا ہی یا غیر کے
بھی حق مین تشریع ہو جیسا کہ شان رسالت کی ہی چنانچہ جابجا تشریع خاص و عام کی تعریف نبی اور رسول
کرنا اور ولی کی تعریف مین غیر تشریع کو جزو فاصل ٹھہرانا اس بات پر دال ہی اور حکیم ترمذی کے
فصل ستاون مین صاف فرماتے ہین کہ فان النبوۃ لا بد فیها من علم التکلیف و لا
فی حدیث المحدث تین جملہ دا سنا یعنی نبوت علم تکلیف یعنی تشریع سے خالی نہین

الہام اولیاے محدثین مین بالکل تکلیف نہین ہی اور جب تشریع ان سب انبیاے عرفی کو عام ہوئی تو ختم
تشریع مین فقط اولیا رہ گئے ولا حرج فیہ اور ولایت چونکہ کسبی ہی نبوت اولیا کہ عین ولایت ہی بھی
کسبی ہوئی اور یہی مراد مطلب کلام امام غزالی کا بھی درست ہوگیا ورنہ نبوت عرفیہ جسکی تعبیر باختصاص کیجاتی
ہین ہرگز کسبی نہین ہی اور نبی اور ولی مین سواے تشریع کے ایک اور بھی فرق ہی کہ نبی پر جب کہ فرشتہ اوترتا ہی
وہ اوس فرشتے کا معاینہ اور مشاہدہ بھی کرتے ہین اور ولی پر اول تو فرشتہ نہین اوترتا ہی بلکہ بلا واسطہ
الہام ہوتا ہی اور اگر اوترتا ہی تو ولی اوسکو رویت بصر سے نہین دیکھتا ہی بلکہ فقط آثار معلوم کرتا ہی اب
صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی یہی بات ٹھہری ہی جو کہ تمام مسلمانون کے نزدیک ہی اور
مہدویونکی سمجھ تمام جہان سے نرالی ہی ید اللہ فوق الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار علاوہ یہ ہی کہ مہدوی اقرار
کرتے ہین کہ مہدی جونپوری نبی غیر تشریعی ہین اور نبی تشریعی ہونا بعد حضرت خاتم الرسالت کے مخالف ہی نص
قرانی کا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہی اور مخالف
احادیث صحیحہ کا کہ اوسمین لا نبی بعدی سے مراد یہی ہی کہ میرے بعد کوئی نبی تشریعی نہوگا اور مخالف ہی اجماع صحابہ
اور سایر مسلمین کا لیکن اونکے اصول کے موافق منکر اجماع صحابہ کا کافر ہوتا ہی اور با این ہمہ اپنے مہدی جونپوری کو نبی
تشریعی بناتے ہین اور ہرگز نہین سمجھتے کہ نبی تشریعی کسکو کہتے ہین اب یہان فقط شیخ اکبر کے کلام مذکور [illegible]
کرا نکے مہدی کے اقرار کے موافق جو کچھ اونھون نے لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق لکھا ہی یعنی تشریعی کے معنی
کرنا چاہیے فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے
پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق
خدا تعالی کی عبادت کیا کرے انتہی عبادت خداے تعالی کی امتثال امر اور اجتناب نہی سے ہوتی ہی
مطلب ہوا کہ وہ وحی متضمن ہو کچھ امر و نہی پر کہ وہ نبی اوس امر و نہی کے موافق عبادت کیا کرے اور
امر و نہی کو شریعت فرمایا اور تہترویں باب مین فرماتے ہین کہ جو نبوت کہ بعد رسول خدا کے منقطع ہو گئی
ہی وہ نبوت تشریع ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھاوے
انتہی معلوم ہوا کہ حکم بڑھانے کو شرع کہتے ہین اور شرع کے معنی ڈالنے کے ہین راہ ڈالنے کے قاموس مین
ہی کہ شرع لہم یعنی سن پس نسخ کو اسواسطے ذکر کیا کہ اوسمین بھی حکم ہوتا ہی کہ جیسا کسی حکم کو منسوخ
کیا تو اوسکی اباحت کی یا اعتقاد فرضیت کی نہی ہوئی اور نہی بھی حکم ہی اسواسطے کہ حکم شرعی اگر

ہین خطاب اللہ المتعلق بافعال العباد علی وجہ الاقتضاء او التخییر او الوضع تو اور وہ امر و نہی
دونون کو شامل ہی پس ثابت ہوا کہ مدار تشریع کا امر و نہی ہی اور تہترویں باب مین انبیا علیہم السلام کی تعریف
مین فرماتے ہین کہ روح امین اونکی ذات کے حق مین ویسے شریعت لیکر اوترتے ہین اور اوسی طور پر ایسے
خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل اور تحریم کرتے ہین انتہی یہان سے بھی معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم
اور امر و نہی کو جسپر عبادت کی بنا ہی شریعت کہتے ہین اور ایک سو اونسٹھوین باب مین فرماتے ہین
کہ جو رسالت کہ منقطع ہو گئی وہ اوترنا حکم الہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہو گیا ہی
لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کے صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا
انتہی یہان سے بھی معلوم ہوا کہ حکم جدید کے اوترنے کو تشریع کہتے ہین اور حکم قدیم کی تعریف
اور تصحیح ہو جانا اوسکو القاے بلا تشریع کہتے ہین اور سواے اسکے اور مقامات فتوحات کے اس
مطلب پر دال ہین اور فصوص الحکم مین نہایت صراحت سے فص عزیزی مین فرماتے ہین کہ وذلک
انک تعلم ان الشرع لتکلیف باعمال مخصوصۃ او نہی عن اعمال مخصوصۃ انتہی یعنی شرع
اسیکا نام ہی کہ چند اعمال مخصوصہ کرنیکا حکم کرنا یا چند اعمال سے نہی اور منع فرمانا اب صاف معلوم ہوا
کہ امر و نہی کو تشریع بولتے ہین اور یہ بات حضرت خاتم الرسالت کی ذات باکمالات پر ختم ہو گئی کہ بعد
حضرت کے کوئی نبی یا ولی امر و نہی ایجاد کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور نہ ویسے حکم اوترتا ہی چنانچہ فتوحات
کے باب ایک سو چھپن مین لکھا ہی کہ اولیا اس امت کو سنت حسنہ بطور استحباب کے نکالنے کا اختیار تو ہی
مگر حکم قطعی ہرگز پیدا نہین کر سکتے ہین انتہی یہی معنی ہین انقطاع تشریع کے سواے اسکے کہ فرقہ مہدویہ
سراسر اسکے خلاف کرتے ہین یعنی جانتے ہین کہ مہدی جونپوری کے احکام مثل احکام قرآنی کے فرض ہین
اور وہ جسقدر چاہین فرض و واجب بڑھا سکتے ہین اور انکے نکالے ہوے فرضون پر انکار کرنے بلکہ شک
کرنے سے کفر لازم آتا ہی چنانچہ سواے پانچ نماز کے چھٹی نماز فرض کی کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رات رمضان کا
ہی اور تیس فرض دوسرے مہدی اپنی زبانی مقرر کیے ہین اسکی تصدیق کے واسطے رسالہ میرانجی کا نقل کیا
جاتا ہی وہ یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم منک سید میرانجی ابن میان سید سلام السلام بر جملہ مصدقان مہدی علیہ السلام
واضح و لائح باد کہ جمل احکام محکمات مہدی ع کہ در عقیدہ بندگی میان سید خوندمیر رض مذکور اند مجموع سی
حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی فرائض عملی اند اما احکام فرائض اعتقادی کہ ہر مصدق را

بر این اعتقاد داشتن فرض است و بجز اعتقاد بر این چار و بیست عدد اند بدین تفصیل اول تصدیق مهدی
با محبت نمودن دوم منکر مهدی را کافر دانستن سوم تسویة الخاتمین حق دانستن چهارم مهدی را بواسطه
هر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مهدی ثابت بامر الله دانستن ششم منکر یک حرف از بیان مهدی
عند الله ماخوذ دانستن هفتم صحت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و بحال مهدی دانستن هشتم ایمان
آوردن و اطاعت کردن هر کسی از روز میثاق ثابت دانستن نهم موافقت چهار صفت یعنی هجرت و اخراج
و ایذا و قتال نشان تصدیق خدا دانستن دهم مخالفت هجرت و صحبت حکم نفاق دانستن یازدهم در تصحیح مقبول
و مردود پیش مهدی موعود حق دانستن دوازدهم حکم مجتهدان و مفسران جز آن مخالف بیان مهدی ناصحیح
دانستن سیزدهم هر اعمال و بیان مهدی را از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیه السلام دانستن چهاردهم تقلید عمل
بر مذاهب ائمهٔ اربع ناروا دانستن پانزدهم خصوصیت بعثت مهدی برای ظاهر کردن بیان نمودن
احکام ولایت محمدی دانستن شانزدهم ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ این بیان بیان مهدی ثابت دانستن هفدهم
وقوع دیدار خدا در دنیا جائز و ممکن دانستن هجدهم ایمان ذات خدا دانستن نوزدهم جاودانی در نسخ بحکم آیات
قرآن دانستن بیستم وعده و وعید و نسخ باراده دنیا بحکم آنها حق دانستن فقط دیگر هر چه ورای اینها احکام منقول
در باب اعتقاد یعنی اگر بنظر تدبر و تفکر آنرا ملحوظ فرمائی تحت همین ها مندرج یابی والله اعلم بالصواب
و اما احکام فرائض عملی از انجمله که هر مومن مرد و زن را بر این عمل کردن فرض است بجز اختیار کردن این فرائض
چار و بیست عدد اند بدین تفصیل اول ترک دنیا کردن دوم هجرت وطن کردن سوم صحبت با صادقان
کردن چهارم پرهیز … عما سوا الله یعنی عزلت از خلق کردن پنجم ذکر الله دوام کردن ششم طلب دیدار الله
تا آنکه بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب هفتم پنج صفات طالب صادق که ایمان حقیقی بر وجود حصول آن موقوف است
مشرف شدن هشتم جهاد فی سبیل الله تیر و از آهن یا از شمشیر و تقر با نفس نهم توبه در حالت حیات پیش از
غرغره مرگ دهم پنج صفات که حصر ایمان است حاصل کردن کما قال الله تعالی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ
اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ الآیة یعنی که طالب صادق بحکم آن مومن شده است چنانکه ترسیدن دل
از خوف خدای تعالی و زیاده شدن ایمان بعد شنیدن آیات قرآنی توکل نمودن بر خدای تعالی در جمیع امور
و نماز پنجگانه بر وقت آن ادا کردن و از آنچه خدای تعالی روزی داده است انفاق کردن یعنی عشر آن کما احقه
ادا کردن اما احکام عملی که بر احکام عقیده زیاده می نمایند آن همه تحت همین ها داخل اند چنانچه سویت و نوبت

واجماع و ترک عزت یعنی سلبی داخل صحبت بلوازم وی ماند و ترک کردن تعیین برات و رفتن در خانهای موافقان و تدبیر
و ترد و و میراث و ترک حیات دنیا داخل است و ترک کردن بدون فتن از دائره و بیرون دائره آتش سوزان مید
دست و پا نسبت درون نار مخصص شدن تحت غلبت داخل و ترک سوال کردن (یعنی تکیه ۱۲) از یک جنس یعنی حال و قول و فعل
و ترک لذت گرفتن و ترک فتوحی کردن که خبر آن پیش از رسیدن آن میرسد داخل توکل است و ذکر کثیر کردن
و هر دو وقت سلطان اللیل و سلطان النهار محافظت نمودن داخل ذکر دوام است کذا باقی و ریواقی داخل اند
پس بر مصدق را ایمان آوردن و اعتقاد داشتن و عمل کردن بر این از تاویل و تحویل آن دور بودن فرض
عین است زیرا که بر صحت این احکام اجماع صحابه کرام رضی الله عنهم متفق شده اند برین جمله تمام
اعتقاد و ایمان داشته اند چنانچه بندگی میان سید خوندمیر فرموده اند ای طالبان حق که مهدی را گرویده
اید علیکم بادیتا آخر الغرض باید دانست بجز ایمان آوردن برین جمله احکام اعتقاد داشتن و عمل کردن و ان
دور بودن از تاویل و تحویل آن شمار در گروه مهدی نباشد و امیدواری فلاح و نجات هم نیست انتهی
بلفظه رساله تمام ہوا اور کتاب شبهة الزاهین تصنیف سید عبدالرحیم بن سید اسحق بن سید عبدالحی مهدوی
مین لکھا ہی کہ ساتوان فرض عشر ہی جان کہ میران نے خدائے تعالی کے امر سے عشر کو فرض کیا ہی اور عشر اسکو
کہتے ہین کہ بندہ کو جو کچھ اللہ تعالی نے تھوڑا یا بہت مال کسب یا بلا کسب دیا ہی اوسمین سے دسوان حصہ مستحقون کو
پونہچا دے یہ عبادت مالی ہی مانند زکوۃ کے اگر زکوۃ اور عشر ادا نکریگا وعید مین داخل ہوگا انتہی اور دوگانہ لیلۃ
القدر کے فرض ہونے کی کیفیت سید مصطفے نے اپنی کتاب تالیف سنہ بارہ سو تینتیس مین لکھی ہی کہ
رمضان کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میرانکو حکم ہوا کہ آسمان کیطرف دیکھو جب اوپر نگاہ کی تو دیکھا
کہ تمام آسمان اور بہشتین ساتھ حور و قصور کے آراستہ کی گئی ہین اور تمام ملائک کھڑے ہین تب میران نے
فرمایا کہ یہ شب قدر ہی اللہ تعالی کا امر ہوا کہ مین تجکو دیتا ہون ای سید محمد اسمین دو رکعت نماز پڑھا کر جیسا کہ
حضرت آدم نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیم نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونس نے نماز عصر پڑھی تھی اور
عیسی نے نماز مغرب پڑھی تھی اور موسی نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی
اور تو ای سید محمد شب قدر مین اس نماز کو پڑھا کر پس اس بزرگ نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت کر کے نماز
دوگانہ ادا کی رکعت اول مین سورہ ضحی اور رکعت دوم مین سورہ قدر پڑھکر بعد ادائے نماز یہ دعا پڑھی اللهم احینا
مسکینا و امتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللهم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه
برحمتك يا ارحم الراحمين انتهى مگر افسوس کہ پچھلا فقرہ دعا کا مستجاب نہوا ورنہ اتنی تکلیف مسلمانونکو
ہوتی اب بانند روز روشن کے ظاہر ہوا کہ مہدوی لوگ اپنے مہدیکو رسول تشریعی جانتے ہین پس یہ عقیدہ
مخالف ہی احادیث صریحہ صحیحہ و اجماع امت و نص قطعی قرآنی کا کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم
ولکن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيء عليما اور اگر عنادًا اب بھی اصرار کرین
کہ تشریع بے نسخ کے نہین ہوتی ہی تو باب اول مین عقیدہ ششم ونہم کو ملاحظہ کرین کہ بخوبی ثابت ہوچکا
کہ احکام شرع جونپوری ناسخ احکام شرع محمدی کے ہین پس بہرحال مخالفت نص خاتم النبیین کی لازم
انکے حسب سے بطلان انکا ظاہر و باہر ہی **قوله** اور حضرت شیخ اکبر رضی الله عنه فصوص الحکم مین فص شیثی مین
فرماتے ہین کہ نہین ہی یہ علم مگر واسطے خاتم انبیا و خاتم اولیا کے حتی کہ رسولان نہین دیکھتے ہین اوسکو
مگر مشکوة خاتم اولیا سے اب کیا حال ہوگا دوسرے اولیا کا اور اگرچہ کہ ہی خاتم اولیا تابع حکم شرع خاتم رسل کا
یہ تبعیت نہین ناقص کرتی ہی مقام کو اوسکے کہ وہ ایک جہت سے اونکر ہی کو ایک وجہ سے برتر ہی انتہی اور
پھر بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ ہر ایک نبی حضرت آدم سے آخر نبی تک نہین لیتا ہی فیض نبوت کا کوئی
ایک دوسرے سے مگر مشکوة خاتم النبیین سے اگرچہ کہ آخر ہی وجود عنصری آپکا ولیکن فی الحقیقت آپ موجود
ہین جیسا کہ فرماتے ہین کہ تھا مین نبی اور آدم درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سواے آپ کے باقی
سب انبیا نہین تھے نبی مگر وقت بعثت کے اور اسیطرح خاتم اولیا تھے ولی جبکہ آدم درمیان پانی
اور کیچڑ کے تھے اور سواے آپ کے اور اولیا نہوے ولی مگر بعد حاصل کرنے شرائط ولایت کے
پس نسبت خاتم الرسل کی باعتبار ولایت کے ساتھہ خاتم اولیا کے مثل نسبت انبیا علیهم السلام کے ہی
ساتھہ ختم رسل کے انتہی **جواب** مصنف مہدوی نے اس بحث تسویہ کے آخر مین مولانا جامی
رحمة الله علیه سے نقل کیا کہ اونھون نے نصوص شرح فصوص مین فص شیثی مین خاتم اولیا کی تعریف کے
مقام مین لکھا ہی کہ حقیقت محمدی مشتمل ہی کل حقائق نبوت اور کل حقائق ولایت پر پس احدیت جمیع حقائق
نبوت کی ظاہر ہی اس حقیقت محمدیہ کا اور احدیت جمیع حقائق ولایت کی باطن ہی اوسکا اور خاتم اولیا مظہر ہی
احدیت جمیع حقائق ولایت کا اور یہی احدیت حقیقت ہی اس خاتم اولیا کی پس حقیقت اس خاتم اولیا کی بعض ہی
حقیقت خاتم انبیا کا انتہی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ ذات محمدی صلی الله علیه وآله وسلم جامع ہی جمیع

کمالات نبوت اور جمیع کمالات ولایت کو اور خاتم اولیا فقط حضرت کے کمالات ولایت کا مظہر ہی پس خاتم الولیا کو حضرت رسالت مآب کے ساتھہ نسبت جزو کی ہی کل کے ساتھہ اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ الکل اعظم من الجزء اجلی بدیہیات سے ہی اور مساوات جزو کی ساتھہ کل کے قسم محالات سے ہی پس مہدوی لوگ ہر گاہ کہ اقرار کرتے ہین کہ مہدی فقط ولایت محمدیہ کے مظہر ہین ور رسالت و نبوت تشریعی سے علاقہ نہین رکھتے ہین اور ذات حضرت خاتم الرسالت کی جامع ان تمام کمالات کی ہی کہ وہ ولی و نبی و رسول ہین پھر عقیدہ تسویہ اور برابری کا رکھنا گویا کہ محال عقلی و نقلی کو اپنا عقیدہ بنانا ہی اور شیخ اکبر کی مراد یہ ہی کہ خاتم اولیا کہ مظہر ولایت محمدیہ کے ہین گویا کہ خزانچی خزینہ ولایت کے ہین اور سلطان اگر اپنے خزانچی سے کچھ لیوے عیب نہین ہی کہ وہ خزانہ اوسکا ہی چنانچہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی تمثیل دی ہی اور اس فضل جزئی سے مساوات یا برتری لازم نہین آتی ہی اسلیے کہ افضل کو ہر وجہ سے افضلیت ضرور نہین ہی چنانچہ بدر کے قیدیون کے مقدمے مین حضرت عمر فاروق کی تجویز نے حضرت کی تجویز پر ترجیح پائی اور تابیر نخل کے مقدمے مین صحابہ کو فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم بلکہ قطع نظر کلام فصوص سے اگر بغور و انصاف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہی کہ یہان فضل جزوی بھی نہین ہی اسلیے کہ فضل جزئی اوسے کہتے ہین کہ مفضول مین ایک بات پائی جاوے کہ افضل مین نہووے اور یہان ولایت محمدیہ ذات اقدس محمدی سے منتقل ہوکر خاتم اولیا مین نہین آئی ورنہ ذات اقدس کا اوس صفت سے خالی ہونا لازم آوے اور یہ کوئی مسلم نکہے گا کہ حضرت کی ذات وصف ولایت سے معرا ہوگئی اور کوئی عاقل نکہے گا کہ وصف ولایت کہ اعراض نفسانی سے ہی ایک محل سے دوسرے محل کو منتقل ہوگئے بلکہ مطلب یہی کہ خاتم اولیا مقام ولایت مین قدم محمدی پر ہین یعنی ولایت انکی ہمرنگ ولایت محمدیہ کے ہی کہ اوسیکا عکس و ظل ہی پس خاتم اولیا کو فضل جزئی اس مقدمے مین نہوا بلکہ اس صفت خاص مین حضرت رسالت کے شریک ہوئے لیکن بطور شرکت طفیلی و تابع کے ساتھہ اصل و متبوع کے اور چونکہ اس فرع اور ظل کو ساتھہ اصل کے نہایت مشابہت اور ہمرنگی حاصل ہوئی ہی احکام اصل کے اسپر بھی جاری ہوتے ہین یہان تک کہ جو لوگ کہ اصل سے صلاۃ مستفید ہین اس فرع کے بھی مستفید کہلاتے ہین بطور مجاز کے یہان تک کہ انبیا و مرسلین بلکہ خود حضرت خاتم المرسلین بھی کہ ولایت محمدیہ یعنی باطن محمدی سے مستفید ہین اوسکے اس مظہر او ظل سے بھی مجازا مستفید کہلاتے ہین و مناط افادے کا اصل ہی اور یہی سبب ہی کہ شیخ اکبر اسی مقام پر فصوص مین لکھتے ہین وهو حسنة من حسنات خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقدم الجماعة وسید ولد آدم

باب الشفاعة یعنی خاتم اولیا ایک درجہ اور نیکی ہین درجات و حسنات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ
ے ایسے محمد کہ پیشواے جماعت او سردار اولاد آدم ہین دروازہ شفاعت کے کھولنے مین انتہی
ظاہر ہی کہ جو شخص کہ ایک حسنہ ہوگا حضرت کے حسنات کے برابر کیسے ہوسکتا ہی اور شیخ اکبر برابری
تقاد رکھتے تو حسنة من حسنات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ہیکو کہتے بلکہ فتوحات
باس سے زیادہ لکھے ہین کہ باب تین سو بیاسی ہین کہ معرفت منزل خواتیم مین ہی خاتم ولایت محمدیہ کا ذکر
فرماتے ہین کہ و منزلته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم منزلة شعرة واحدة من
دہ صلی اللہ علیہ و سلم انتہی یعنی منزلت خاتم اولیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی نسبت
ت ایک بال کی ہی حضرت کے جسد شریف سے اور چوبیسوین باب مین فرماتے ہین و للولایة
مدیة المخصوصة بهذا الشرع المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ و سلم ختم خاص و هو فی الرتبة دون
ی لکونه رسولا یعنی ولایت محمدیہ کے واسطے کہ خاص ہی اس شرع محمدی کے ساتھ ایک ختم خاص
د رتبے مین کم ہی عیسی علیہ السلام سے اسواسطے کہ وہ رسول ہین اب صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر
ر خاتم اولیاے محمدیہ کو حضرت عیسی علیہ السلام سے سوا جانتے ہین فصوص الحکم مین حضرت خاتم الرسالت
ابرہ یا برزخ کا ہیکو لکھینگے الحمد للہ کہ تمام اہل اللہ بلکہ شیخ اکبر بھی کہ مہدی جونپوری کے اقرار کے موافق
حفوظ دیکھکر لکھتے ہین عقائد مہدیوں سے سراسر مخالفت رکھتے ہین قوله و شارحون نے اسکے اس مسئلے مین
ت نہین لکھا گیا اور اگر کسی سے خلاف ہووے تو ہو یہ مسئلہ درمیان علماے اہل سنت و جماعت کے اختلافی
سیا کہ تعیین مین شخص خاتم اولیا کے اختلاف ہی ملا جامی رحمة اللہ تعالی شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ
ر کلام سے شیخ مؤید الدین جندی رحمة اللہ یہ ہی کہ مراد شیخ اکبر کی خاتم ولایت سے اپنی ذات ہی اور شیخ
ف الدین داود قیصری صاف کہتے ہین کہ مراد خاتم ولایت سے حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور شیخ
ل الدین عبد الرزاق اشارہ فرماتے ہین کہ خاتم ولایت وہی مہدی موعود علیہ السلام ہین انتہی اور صاحب
تیح الاعجاز تحت اس بیت کے لکھتے ہین شعر از و عالم شود پر عدل و ایمان ہم جماد و جانور یابد از و جان
ت کاملان سابق و لاحق فرماتے ہین کہ خاتم ولایت ہم ہین جو کمال بینائی سے ان سب کو نظر آئی حقیقت
ہے تعیین شخص ہی انتہی لیکن اس صاحب مفاتیح الاعجاز اور اکثر محققون کے پاس خاتم ولایت ذات
ی تعیین اور مقرر ہی اسیطرح ہی مرقاة شرح مشکوة شریف مین باب اشراط الساعة مین جواب فصوص

وراوسکے شرح سے سوائے فضل جزوی کے خاتم اولیا کو حضرت رسالتمآب سے اور کچھ ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ دوسری تصانیف شیخ اکبر سے یہی ثابت ہوتا ہی کہ سوائے فضل جزوی کے شیخ کو ہرگز اعتقاد تسویہ وتفضیل کا نہین ہی اور فضل جزوی سے تسویہ بالکل ثابت نہین ہوتا ہی پس فضل جزوی خواہ علمائے اہل سنت مین اختلافی ہو خواہ اتفاقی تمھارے مطلب تسویہ کے کیا کام آتا ہی اور یہ فضل جزوی بھی جیسا ہی کہ خاتم اولیا مہدی ہوین اور مہدی سید محمد جونپوری کے تمھارے پیر و مرشد ہون دوسرا مقدمہ سراسر باطل ہی چنانچہ اس کتاب سے خصوصاً باب سوم سے بطلان اوسکا ظاہر و باہر ہی اور پہلا مقدمہ مشکوک و اختلافی ہی اور تفصیل اوسکی یہ ہی کہ خاتم الاولیا کا لفظ قرآن حدیث مین نہین ہی اور محدثین کے نزدیک سرے سے یہ قصہ غلط ہی چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات عند الممات کی آخرین فصل ملحق مین لکھا ہی کہ لفظ خاتم الاولیا کا باطل ہی اور اسکی کچھ اصل نہین ہی اسلیے کہ افضل اولیا اس امت کے صحابہ سابقین اولین ہین اور اونمین بہتر سب سے ابو بکر ہین پھر عمر اور بہترین قرون امت قرن اول ہی پھر دوسرا قرن بعد تیسرا قرن اور خاتم اولیا حقیقت مین پچھلا مومن ہی آدمیون مین سے اور وہ سب اولیا سے افضل نہین ہی بلکہ افضل سب سے ابو بکر ہین پھر عمر رضی اللہ عنہما انتہی اور شیخ مؤید بن محمود شارح فصوص مین لکھتے ہین کہ مقام خاتم ولایت محمدیہ کا اولیائے متقدمین پر منکشف نہوا تھا پہلے سب سے امام علامہ محمد بن علی الترمذی الحکیم صاحب کتاب نوادر الاصول پر کہ مشائخ طبقہ عالیہ سے ہین منکشف ہوا جب اونھون نے اپنی کتابون مین اس خاتم اولیا کا ذکر کیا اور اوس عصر کے علما و مشائخ مین یہ بات مشہور ہوئی اہل دعوی نے موقع پایا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعوی شروع کیا امام موصوف نے جانا کہ یہ دعوی بلا معنی انکو لائق نہین ہی بلکہ مضر ہی اسواسطے ایک کتاب تصنیف فرمائی کہ اوس مین سوالات نہایت باریک جمع کیے اور کہا کہ اسکی شرح جیسا کہ چاہیے کوئی شخص نکریگا مگر خاتم اولیا اور اس خاتم اولیا کے بھید کا نام اس حکیم سائل کے نام کے مطابق اور اسکے باپ کا نام اسکے باپ کے نام کے موافق ہوگا جب اہل دعوی نے یہ معاملہ دیکھا اوس دعوی سے پلٹ کر تائب ہوئے اور جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین مبعوث ہوئے ان سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے ہے لکھا اور مطابقت نامون کی بھی ظاہر ہوئی پس یہ ایک دلیل ہی شیخ اکبر کے خاتم الاولیا ہونے کی اور شارح مذکور نے اور دلائل بھی اس دعوے پر نقل کیے منجملہ اسکے ایک یہ ہی کہ خود شیخ اکبر فرماتے ہین انا ختم

الولایة دون شک لورث الهاشمي مع المسیح اور معلوم رہے کہ جوابات مذکورہ فتوحات مکیہ کے تہتروین باب مین بہ تفصیل تمام مذکور ہین اور فصوص الحکم مین فص شیثیہ مین فرماتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کی مثال یون فرمائی کہ گویا ایک محل ہے اینٹ کا کہ تمام تیار ہو چکا ہے مگر ایک اینٹ کی جاے خالی ہے اور مین نے اس اینٹ کی جاے ہو کر اوس مکان کو پورا کیا انتہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسا کہ فرمایا ویسی ایک اینٹ کی جاے خالی دیکھی ہے اور خاتم اولیا کو ایسی خواب دیکھنا ضرور ہے لیکن وہ اوس دیوار مین جاے دو اینٹ کی خالی دیکھیگا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی جاے خالی ہے اور آپ بجاے اون دو اینٹ کے منطبق ہو کر دیوار مذکور کو پورا کر دیگا اور خاتم اولیا اپنے تئین دو اینٹ دیکھنا اور حضرت رسالت ایک اینٹ دیکھنا اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب چونکہ مستقل محض ہین اور ایک جہت رکھتے ہین کہ فیض و علوم فقط خداے تعالی سے حاصل کرتے ہین اور بس اسواسطے اپنے تئین ایک اینٹ ملاحظہ فرمایا بخلاف خاتم اولیا کے کہ بالکل مستقل نہین ہے بلکہ تابع ہے شریعت خاتم المرسلین کا اور احکام الٰہی ظاہر مین بواسطے حضرت کے اوسکو پہونچتے ہین اور یہ متابعت اور احکام متبوعہ ظاہرہ بشکل چاندی کی اینٹ کے نظر پڑینگے اور بسبب قرب مقام ولایت کے انھین احکام کو اللہ تعالی سے بھی معلوم اور حاصل کرتا ہے یہ تعریف والہام الٰہی بصورت سونے کی اینٹ کے نظر پڑینگے انتہی اب ثابت ہوا کہ شیخ اکبر کی غرض یہ ہے کہ احکام ایک ہین مگر اوسکے اخذ و تحصیل کے دو طریق ہین ایک یہ کہ بواسطے سلسلہ راویون اور استادون ظاہری کے حضرت رسالت سے خاتم اولیا کو پہونچے دوسرا یہ کہ وہی احکام حضرت حق سے بطور الہام کے خاتم اولیا کو پہونچے کہ جس سے تصدیق اور ایمان کو کمال حاصل ہو اور فتوحات کے شروع مین لکھا ہے کہ ابو یزید بسطامی فرماتے ہین کہ تم نے اپنا علم میت عن میت سے حاصل کیا اور ہم نے علم حی لا یموت سے حاصل کیا اور پہلے طریق کو چاندی سے تشبیہ دی اور دوسرے کو سونے سے شیخ محب اللہ الہ آبادی فرماتے ہین کہ شرع ظاہر مانند آفتاب کے روشن ہے اور سب پر ظاہر ہے اسواسطے چاندی سے مشابہ کہا اور احکام کو معدن سے حاصل کرنا ہر ایک کو دستیاب نہین ہوتا ہے یعنی سواے انبیا اور ملائک اور کمل اولیا کے اسواسطے اوسکو سونے سے تشبیہ دی انتہی چنانچہ محدثین بھی اگر ایک حدیث کئی طریق سے روایت کی جاوے اور ایک سند اسکی ائمہ اہل بیت سے ہو اسکو سلسلۃ الذہب نام رکھتے ہین اور دوسری سند کو حالانکہ وہ بھی اوسی حدیث کی سند ہے اور دونون رسول خدا تک پہونچتی ہین اس نام کر

ملقب نہین کرتے ایسی اگر شیخ اکبر نے احکام الٰہی جو بواسطہ حضرت رسالت اور راویان حدیث کے پہونچے
تو اون احکام کو باین حیثیت یا اوس طریق اخذ کو چاندی سے تشبیہ دی اور جو بلاواسطہ حق تعالیٰ سے پہونچے
تو سونے سے تشبیہ دی کیا برا کیا چنانچہ جس بات کو حضرت رسالت اپنی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث
نبوی کہتے ہین اور جسے حق سبحانہ کی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث قدسی کہتے ہین یہ تطویل
اسواسطے کی گئی کہ بعضے جاہل ایسا سمجھتے ہین کہ شیخ اکبر نے اپنے تئین سونے کی اینٹ اور حضرت
رسالت پناہ کو چاندی کی اینٹ کہا ہے معاذ اللہ یہ ہرگز مراد نہین ہے بلکہ طریق علم کو چاندی اور سونے
سے تشبیہ دی ہے علاوہ یہ کہ وجہ تشبیہ بھی ظاہر ہے جیسا کہ اوپر قبل شیخ محب اللہ کے کلام سے معلوم
ہوچکا بالجملہ شیخ اکبر نے فصوص مین یہ خواب خاص خاتم اولیا کا لکھا اور پھر فتوحات مین فرمایا کہ مینے
یہ خواب دیکھا اور مجکو اوسمین کچھ شک نہین تھا کہ مین خواب کا دیکھنے والا ہون اور مین دونون اینٹ کی جاپر
منطبق ہوگیا اور مجھسے وہ دیوار پوری ہوگئی پس مینے تعبیر کی کہ خاتم اولیا مین ہون بعدہ مینے اوس
زمانے کے مشائخ کے سامنے یہ خواب بیان کیا مگر دیکھنے والے کا نام نہ لیا سبنے وہی تعبیر کی جو کہ مینے کی
تھی علامہ قیصری فرماتے ہین کہ اس مقدمے مین جو کلام شیخ مینے دیکھا تو اوس سے یہی ظاہر ہوا کہ
شیخ خاتم ولایت مقیدہ محمدیہ ہین نہ خاتم ولایت مطلقہ کہ وہ عیسیٰ ہین اسیواسطے اول فتوحات مین اپنا
اپنے مشاہدے کے احوال مین فرماتے ہین کہ مجکو رسول خدا نے پیچھے ختم کے دیکھا بسبب ایک مشارکت
حکمی کہ عیسیٰ اور اوسمین ہے پس حضرت سید نے اوسے فرمایا کہ یہ تمھارا عدیل اور بیٹا اور خلیل ہے اور
نیز صدر بن فصل جوابات امام محمد بن علی ترمذی مین فرماتے ہین کہ ختم دو طرح کے ہین ایک وہ ختم ہے کہ اوسسے
اللہ تعالیٰ ولایت مطلقہ کا ختم کریگا اور ایک وہ ختم ہے کہ جس سے حق سبحانہ فقط ولایت محمدیہ کو ختم فرماویگا لیکن
خاتم ولایت مطلقہ عیسیٰ ہین کیونکہ وہ ولی ہین بہ نبوت مطلقہ اس امت کے عصر مین اور نبوت اور رسالت تشریعی
ان پر منقطع ہوگئی ہے پس اوترینگے آخر زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہوکر اور خاتم
ہونگے کہ بعد انکے کوئی ولی بہ نبوت مطلقہ نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد انکے
نبوت تشریعی نہین ہے اگرچہ بعد حضرت کے عیسیٰ کہ رسول اولوالعزم ہین اوترینگے لیکن بمقتضا اس زمانے کے
مقام تشریعی نہ رکھتے ہونگے بلکہ ولی صاحب نبوت مطلقہ ہونگے کہ دوسرے اولیاے محمدی بھی اس وصف
مین انکے ساتھ شریک ہین پس عیسیٰ ہماری قسم مین ہین اور سردار ہمارے ہین پس اول اس امر مین بھی

ایک نبی ہوے کہ آدم علیہ السلام ہین اور آخر مین بھی ایک نبی ہوے کہ عیسی ہین یہان مراد نبوت اختصاص ہی پس حضرت عیسیٰ کو دو حشر ہونگے ایک حشر ہمارے ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن ختم ولایت محمدیہ سو یہ مقام ایک مرد کو قوم عرب سے حاصل ہی کہ اکرم ہی اونمین اصالت اور سخاوت مین اور وہ ہمارے زمانے مین آج کے دن موجود ہی مینے اوسکو سنہ پانچ سو پچانوے مین پہچانا اور وہ علامت کہ اللہ تعالے نے اپنے بندونکی آنکھون سے اوسمین پوشیدہ رکھی ہی مجھپر شہر فاس مین منکشف فرمائی کہ مینے خاتم الولایت اوسمین دیکھی اور وہ خاتم نبوت مطلقہ ہی کہ نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور اللہ تعالی نے اوسکو مبتلا کیا ہی کہ جو اسرار اوسکو باطن سے متحقق ہوتے ہین لوگ اوسپر انکار کرتے ہین اور جیسا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نبوت تشریع ختم کردی ایسی ہی ختم محمدی سے وہ ولایت ختم کردی کہ وراثۃً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا کی تھی نہ وہ ولایت کہ دیگر انبیا سے حاصل ہوتی ہی اسلیے کہ بعضے اولیا ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہوتے ہین اور بعضے موسی کے اور بعضے عیسی کے سو ایسے اولیا بعد اس ختم محمدی کے بھی پائے جاوینگے لیکن ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہووے بعد اس خاتم محمدی کے نہ پایا جاویگا یہ معنی ہین خاتم ولایت محمدیہ کے اور لیکن ختم ولایت عامہ کہ بعد اوسکے کوئی ولی نہ پایا جاویگا وہ عیسی علیہ السلام ہین اور مین ایک جماعت اولیا سے ملا ہون کہ وہ عیسی اور دوسرے رسولون کے قلب پر تھی اور مینے عبداللہ اور اسمعیل بیٹون سودکین کو اس ختم سے ملایا اور اونھون نے ان دونون کے واسطے دعا کی اور یہ دونون مستفید ہوے والحمد للہ انتہی اور معلوم ہوا کہ اس عبارت مین جو چند جا لفظ نبوت مطلقہ کا آیا وہ اصطلاح ہی حضرت شیخ کی کہ ایک قسم کی ولایت کو نبوت مطلقہ فرماتے ہین اور اوس قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین چنانچہ تفصیل اسکی قبل چند ورق کے گذر چکی اور نبوت اختصاص اور نبوت تشریع سے مراد نبوت عرفی شرعی ہی کہ جسکو سب جانتے ہین اور پندرھوین فصل مین فرماتے ہین کہ جیسا کہ دنیا کے واسطے ابتدا اور اختتام ہی ایسے ہی اللہ تعالی نے جو چیزین کہ دنیا مین ہین سبکے واسطے ابتدا اور ختم مقرر فرمایا ہی پس منجملہ اونکے شریعتونکا نازل کرنا ہی اوسکو شرع محمدی پر ختم فرمایا کہ حضرت خاتم النبیین ہوے اور منجملہ اونکے ولایت عامہ ہی کہ اوسکو حضرت آدم سے ابتدا ہی اور حضرت عیسی پر ختم ہی کہ بادی اور خاتم متشابہ ہین ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم اور چونکہ احکام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے انبیاء و رسل کے احکام سے مخالف تھے مستحق اس بات کے ہوے کہ انکی ولایت خاصہ کے واسطے ایک خاتم جدا ہو کہ اوسکا نام حضرت کے نام کے موافق ہو اور اخلاق محمدیہ کا جامع ہو اور یہ خاتم مہدی معروف کہ جنکا انتظار ہی

مگر ولایت انبیا و رسل کو یہ ہی کہ ولایت انبیا و رسل خواہ انبیا و رسل کی ذاتون مین ہو خواہ اون ولیا مین کہ اونکے
اقدام پر ہین سب کو حضرت عیسی ختم کرینگے اور مراد اس فقرے سے کہ ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو
یہ ہی کہ ولایت اون اولیا کو کہ قدم محمدی پر ہین اور ولایت محمدیہ کے وارث ہین ختم کریگا اور عیسی بھی جبکہ اس امت
مین داخل ہونگے اسی قسم کی ولایت رکھتے ہونگے کہ یہ خاتم محمدی اونکے خاتم ہونگے اور فرق مراتب ولایت
ولی اور ولایت رسل مین یہ ہوا کہ حضرت عیسی چونکہ رسول ہین خاتم ہوئے ولایت ورثہ انبیا و رسل کو اور ولایت
ذات انبیا و رسل کو بھی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اونکی نبوت کے خاتم ہوئے تھے اور خاتم اولیاے
محمدی چونکہ ولی محض ہین فقط ولایت اولیاے وارثین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم ہوئے نہ ولایت
ذات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ باعتبار اوس ولایت کے ذات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاتم عیسی
علیہ السلام ہین اسواسطے کہ وہ ولایت جمیع انبیا و رسل کے خاتم ہین اور حضرت بھی اونمین داخل ہین اور یہ جواب
اس شبہے کا کہ جب کہ عیسی ورثہ انبیا و رسل کے بھی خاتم ہین چاہیے تھا کہ وارثان ولایت محمدیہ کے بھی یہی خاتم
ہوتے ما قبل مین شیخ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت سے احکام و
خصائص مین دوسرے رسولون سے ممتاز ہین اسواسطے مناسب ہوا کہ انکے وارثین کی ولایت کا
بھی خاتم علیحدہ اور متمیز ہووے یہ سب تاویلات اسواسطے کی گئین حضرت شیخ کا کلام سابق و لاحق کئی
مواضع سے اس کتاب مین نقل کیا گیا ہی نسق و نظم واحد پر ہے واللہ اعلم بمراد اولیائه الکرام
الحمد للہ منزل الکتاب و مجری السحاب و ھازم الاحزاب کہ یہ کتاب مسمی بتایید و فضل بشہر
رجب سنہ بارہ سو پچاسی ہجری مین کمال کو پونہچی اور امید قوی ہی کہ جیسا کہ اوسنے اسکی تالیف کی
توفیق اور تکمیل مین تایید فرمائی ہی موجب اپنی رحمت بے پایان و فضل فراوان کے قبول فرما کر نافع اور مفید
خلائق کرے اور اس بندہ ناچار و امیدوار کو مع اہل و احباب کے اسی حیلے اور ذریعے سے اس
عالم مین ہدایت اور عافیت اور اوس عالم مین رحمت و مغفرت سے سرفراز فرماوے آمین یا رب
العالمین ربنا اکتب لنا السلامة والعافية واهدنا الصراط المستقيم
صراط الذين انعمت عليهم وتقبل منا انك انت السميع
العليم وصلى الله وسلم على خير خلقه محمد وآله
وصحبه اجمعين

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ ہدیۂ مہدویہ

مولویصاحب عالی مناصب جعل اللہ سعیکم مشکورا

ند از سلام اطلاع باد کہ رسالہ مرسلہ دیدم در اول نظر چند شبہات در آن مفہوم گردید از جواب شان تفہیم
مایند فقط خلاصہ عبارت عقیدۂ اول سید محمد جونپوری کے اقوال و افعال سے انکا ولی ہونا در کنار
مرہ اہل سنت سے ہونا مشکل ہی شبہہ اگر کوئی کتابی کہے کہ محمد کے اقوال و افعال سے انکا نبی
ہونا در کنار اہل اسلام سے ہونا مشکل ہی نقل کفر کفر نباشد نعوذ باللہ من ذالک کیونکہ انھون نے
ماہی کہ اللہ بندے کے پاوان ہوتا ہی یہ حدیث صحیح بخاری مین اور مشکوۃ شریف کے باب کر اللہ
ن موجود ہی اب اس بندے کے پاوان محمد کے خدا ہین محمد کا اور محمدیونکا یہ عقیدہ ہی اور انھون
نے کہا ہی کہ اللہ آدم کی صورت پر ساتھہ گذر کا ہی یہ حدیث بھی بخاری مین اور مشکوۃ شریف کے
باب السلام مین موجود ہی اب ایسا عقیدہ محمد و محمدیونکا ہی اور انھون نے کہتے ہین کہ ہین محمد خدا
ون یہ عقیدہ محمد و محمدیونکا ہی کیونکہ انھون نے ظاہر خود آپ اپنے ہاتھہ پر بیعت لیکر کہتے ہین انما
یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم اب اس شبہے کا کیا جواب ہی خلاصۂ عبارت عقیدۂ
دوم مہدی کی شناخت موقوف ہی وجود ان علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین مذکور ہین منقول
منے خاتم المحدثین لکھے ہین شاہ عبد العزیز دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ کی بحث امامت مین لکھے
ن اگر آن علامات و امارات مذکورہ خلاف کردہ برآید و درو تقے از اوقات مرحم ابر رنگ علما
مشائخ دعوت بدین و احکام شریعت بکند و خوارق عادات و معجزات نمایند
کسے متعرض حال او نخواہد بود اب اس لکھنے سے معلوم ہوا کہ علامات
احادیث صحیحہ مین اسیقدر ہین اور اگر سواے اسقدر کے اور بھی ہوتی تو یہ شاہ صاحب
مرحوم مہدی کا اسکے خلاف ہرگز نہ لکھتے اور ظہور حضرت کا بھی تو تین باتون پر انحصار

یہ عدم تعرض مطلق اصلاً بیان نکریں تو اب اسکا کیا جواب ہی اور وہ علامات احادیث صحیحہ مین بلا اختلاف
وظن کیا گیا ہین اور کتنے ہین معتبر کتابون کے حوالے سے بتلایئے اور آپ نبی صلعم کے باپ کا نام
عبداللہ ہونا اجماع کی خبر اتفاقی سے ثابت کیے ہین اور ہمارے حضرت کا نام سید محمد حضرت کے
زمانے سے آج تک سب اجماع اہل خلافت اور اہل وفاق کی خبر اتفاقی سے ثابت ہی سو اس
اجماع کا خلاف کیسے آپ شیخ لکھتے ہین یہ کیسا طرز ہی اور نبی فرماتے ہین ان اللہ لا یجمع
امتی علی ضلالة ویداللہ علی الجماعة فمن شذ شذ فی النار اب حضرت تمہارے زعم پر
فی الواقع شیخ ہوتے ہوئے اس امت کو حضرت کی سیدی پر جمع کرنا ضلالت پر جمع کرنا ہی توضیح
کے رکن اجماع مین ہی کہ قوله تعالیٰ وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ هدا هم یدل علی
انه لا یلقی فی قلوب قوم هم العلماء المهديون خلاف الحق لکونه ضلالا
لقوله تعالیٰ فماذا بعد الحق الا الضلال اور پھر نبی فرماتے ہین کہ اتبعوا السواد الاعظم
فانه من شذ شذ فی النار اب حضرت کی سیدی سواد اعظم ہی کہ جسپر سب اہل خلاف و وفاق
چلے ہین اور پھر نبی صلعم فرماتے ہین ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة
والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة اب حضرت کی
سیادت بالجماعة والعامة ہی اور پھر نبی صلعم فرماتے ہین من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة
الاسلام من عنقه اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی
ونصله جهنم وساءت مصیرا اب حضرت کی سیادت بالجماعت اور سبیل المؤمنین ہی
پس اب حضرت کے اجداد مین ایک نام سید نعمت اللہ بعضی کتابون مین نپایا جانے سے
باوجودیکہ علم انساب و تواریخ مین صدہا کتب ہوتی ہوئے اور ان سب کا مطالعہ میسر نہوتے
ہوئے اور کشف الظنون مین علم انساب کی کتب کے ۲۶ نام ہین انمین عمدة المطالب لطائف
اشرفی کا ذکر نہین ہی پھر انمین بھی اختلاف اول مین امام موسیٰ کاظم رحمة اللہ تعالیٰ علیہ
کے ۲۳ فرزند اور دوم مین ۲۰ فرزند مکتوب ہین الغرض ایسی سب صورتون پر مسلسل متواتر
جو اس نسب کی حضرت کے خاندان مین ثقہ بزرگون سے چلی آتی ہی سو اور دوسرے عالی متائخ
خاندانون مین بھی مانند خاندان خواجہ بندہ نواز کے گلبرگہ شریف مین چلی آتی ہی سو اور امیرون کے

بھروں مین بھی یہی خبر جیسا کہ کرنول کے نوابون کے یہان موجود ہی ایسی خبر کو باطل ٹھہرا کر بر خلاف
بس سنت وکتاب کے یقیناً حکم غلطی اور خطاے ضلالت کا اس اجماع پر ثابت کرنا کس طرح
سے درست ہو سکے گا سو جواب دیجیے اور پھر حضرت سید محمد باوجودیکہ حسب و نسب مین
مہرۂ آفاق ہوتے ہوئے اور حضرت کے ہمعصر اور قریب کے سب معتبر لوگ حضرت کے مہدویت
کے اثبات و انکار کی دلیلون کے دریافت پر سخت تر حاجت رکھتے ہوئے اور کمال جستجو و تلاش
دلیلون کے ہوتے ہوئے اس اصل سیادت کو جو اس مہدویت کی بڑی معتبر کی دلیل ہی
موجود ایسی بڑی دلیل دریافت نکرکے بلا دریافت اس سیدی پر اتفاق کر لیے ہین کہنا اور اپنی
ایسی خام دریافت پر نازان ہو کر ان سب پر الزام رکھنا بہت نامعقول غیر مناسب بات صاف
معلوم ہوتی ہی اسکا کیا جواب ہی اور پھر اس سلسلۂ نسب مین امام موسی کاظم تک فقط ایک نام اس
تمہاری خام دریافت پر ثابت نہو کر تمہارے زعم پر اس نسب مین اسقدر فتور برپا ہو تو اس
صورت پر اگر کوئی ایک کتابی سوال کرے کہ تمہارے نبی کو وحی کا اور ما ینطق عن الهوی ان هو
الا وحی یوحی کا اور علم الاولین و الآخرین کا دعوی ہوتے ہوئے عدنان تک اپنا نسب پونہچا کر
کذب النسابون الی ما فوق العدنان کہنا اور ما فوق کے سب نامون کو اسمعیل علیہ السلام تک چھپا
رکھنا ظاہر و ثابت نکرنا اولاد اسماعیل سے ہونے مین خالی فتور و خلل سے نہین ہی اس سوال کا
کیا جواب ہی اور پھر ایک تمہارے اس دریافت خام پر حضرت کی سیدی مین اسقدر خلل تمہارے ایک زعم پر
واقع ہو تو اس صورت پر لاکھون شیعہ کی دریافت و تحقیق پر جناب محبوب سبحانی قطب ربانی
غوث الاعظم پیران پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کی سیدی مین کسقدر خلل و فتور واقع ہوئے
اس بات کا کیا جواب ہی اور پھر باوجود اس سیادت پر اسقدر ترجیحات ہوتے ہوئے اس لفظ
سے اعراض کرکے جو آپ شیخ جا بجا لکھتے ہین یہ شیخی کس دلیل سے ثابت کیے ہین بیان کیجیے
الا یہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی مرقوم ۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۷ ہجری راقم محمد ہوشدار خان

سر آمد اقران امثال محمد ہوشدار خان صاحب جمعدار وفقکم اللہ سبحانہ لما یحب و یرضاہ
نظر ورخیر طلب مہدویان ابو رجا محمد زمان بعد تحیات وافرات واضح باد کہ رقعۂ گرامی مع شبہات
مخترعہ عالم میان صاحب موصول گردید ہر چند کہ متمنا منتظر آن بود کہ میان موصوف ہر چہ برنگاشتہ

ہدیۂ مہدویہ می نویسند تا منتہای ہوس خود باتمامش رسانند و بعد ازان ہر گاہ بکلی برآرند و طبع کنانیدہ
بنظر مردم درآرند از نظر رفت یکبارگی جواب اشتہار اعلانات ایشان نوشتہ شود و ہرچہ در ہدیۂ مہدویہ
از معائب مذہب پیشوایان مذہب فرقۂ ناجیہ نوشتہ شدہ ذکر رفتہ قابلیت بیان و خوبیہائے بزرگان
ایشان از نوشتن نظر جہانیان کشیدہ شود لیکن چونکہ ایشان را امتحان تحقیقات خود شان
منظور بود مستعجلانہ برائے طلب جواب شبہات چند کہ سرمایۂ محنت سہ سالہ ایشان و جواب خط
رقیمہ بندہ مورخہ ۲ شوال ۱۳۰۸ ہجری مندرجہ ہدیۂ مہدویہ صفحہ ۱۴۱ است دست بداماں
توسط گرامی زدند پاس خاطر گرامی و نیز نظر برینکہ مشتے نمونۂ خرواری باشد واندکے دلیل بسیارے
بہ نگارش جوابش خامہ فرسائی نمودم وچہ انم کہ از ان اشکالات فراوان کہ در ہدیۂ مہدویہ موج زن
اند یکے ورا انتخاب نمودہ بجوابش تحدی شافیہ کردہ ام بحقیقت ہمہ را منشور ادخیال خام نسبت بوجود
ورزیدہ از سود این سودا چہ اندیشیدہ اند ایا بمقدمہ کہ در ہدیۂ مہدویہ تاکید و تنبیہ بر آن رفتہ بخاطر
خوش فہم جا گرفتہ کہ از صدہا اشکال کہ بر ذات مہدی ایشان وارد می شوند تا وقتیکہ یکے ہم بے
جواب معقول باقی خواہد ماند مہدویت جز نقش بر آب و خیال سراب نخواہد بود چہ جائیکہ یکی ہم جواب
شافی نصیب نیست چنانکہ از مطالعہ تحریر آیندہ ذیل دانشمندان را مبرہن و واضح خواہد شد انشاء اللہ
تعالی والحق احق بالاتباع المرقوم ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۰۸ ہجری **قولہ** خلاصۂ عبارت عقیدۂ اول الخ
جواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں کوئی بات خلاف عقل یا قطعیات ادیان سابقہ کے
نہیں ہے اور اگر کہیں ہے کوئی قول ظاہر موہم خلاف مقصود کا ہوتا ہے تو انکے دین میں اسکی تاویل ہوتی ہے
چنانچہ یہ حدیث کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بندہ جب قرب نوافل کے سبب مقام محبوبیت کو پہونچتا ہے میں
اوسکے ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح ہو جاتا ہوں مراد اوس سے یہ ہے کہ اس مقام میں چونکہ بندے کی تمام
حرکات موافق رضائے حق تعالی کے ہوتی ہیں ساختہ وپرداختہ اسکا ساختہ و پرداختہ حق تعالی کا
ہوتا ہے اور جسکو گرفت وگیر کرتا ہے محض بقوت حق کرتا ہے اور یہ محاورہ دایر و سایر ہے کہ جو کام کسیکی مرضی
واجازت سے ہوتا ہے ہرچند کہ دوسرے کے ہاتھ سے ہو لیکن اوسکو اپنی طرف نسبت کرتا ہے چنانچہ
مثالیں میں بلاغت کی موجود ہیں کہ بنی الامیر المدینۃ وہزم الامیر الجند اور اسی قبیل سے ہے
حدیث مذکور اور یہ آیت بھی کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ اور حدیث

خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستین ذراعاً کی تاویل یہ ہی کہ صورت بمعنی صفت کے
ہی چنانچہ کہتے ہین کہ صورت مقدمے کی اور صورت مسئلے کی یہ ہی پس معنی یہ ہوئے کہ پیدا کیا اللہ
حالی نے آدم کو اپنی صفت پر کہ سمع وبصر وعلم وقدرت وغیرہا اونمین رکھکر مظہر صفات آلہی کا کیا بعد
وسکے ایک صفت جداگانہ آدم کی بیان فرمائی کہ درازی اونکے قامت کی ساٹھہ ہاتھہ کی تھی اور بعض
کہتے ہین کہ ضمیر صورتہ کی طرف آدم کے راجع ہی یعنی ابتدائے خلقت مین آدم علیہ السلام کو اونکی
صورت پر ساٹھہ ہاتھہ کا پیدا فرمایا نہ مانند دوسرے آدمیون کے کہ اول خلقت مین نطفہ ہوتا ہی پھر
علقہ پھر مضغہ پھر بچہ پھر جوان بالغ ہوکر قامت وصورت کامل پر پہونچتے ہین بخلاف مہدویہ کے کہ اونکے مذہب
شریعت مین اونکے کلام مین تاویل کرنے سے آدمی غیر مہدی ہوجاتا ہی چنانچہ پنج فضائل مین
لکھا ہی کہ جو کہ فرمان مہدی مین تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہی اور عقیدہ شریفہ مین
لکھا ہی کہ جو شخص بیان مہدی مین کچھہ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اور سخن ذات کی ہوگا انتہی
پس جن اقوال مہدی کی کہ تاویل ہوسکتی ہی اگر تاویل کرین تاویل کنندہ غیر مہدی ہوجائے گا
اور اگر نکرین خود مہدی خارج فریق اہل سنت سے ہوجاوینگے اور جن اقوال کی کہ تاویل غیر ممکن
ہی وہان اشکال بکطرفی اور سنت سے برطرفی نقد وقت اور دست بدست ہی اور جو شخص کہ کتاب
ہدیہ مہدویہ کو بطریق انصاف وحق طلبی مطالعہ کریگا اوسپر ظاہر ہوگا کہ کس کثرت وشدت سے
شیخ جونپوری کے اقوال مخالف دین مسلمانی بلکہ تمام ادیان آسمانی کے ہین کہ اونمین تاویل کی
ہرگز گنجایش نہین ہی اگر فراموش ہوگئے ہون تو تمام کتاب کو دوبارہ ملاحظہ کیجیے اور اگر یہ بھی
نہو سکے تو فہرست کو دیکھیے اور ایسے اقوال کا نشان نکال کر اون مقدمات خاص کو مطالعہ
کیجیے **قولہ** خلاصہ عبارت عقیدہ دوم الخ **جواب** یہ شبہہ عالم میان کے رسائل مین بندہ
کی نظر سے گذرا تھا لیکن نہایت بے اصل اور میان مذکور کی غلط فہمی پر حمل کرکے بلاتعرض
چھوڑ دیا تھا چنانچہ اکثر شبہات اسی قسم کے ملمعات سمجھ کر چھوڑ دیے گئے کہ عقلا ایسے کلمات سنکے یا یہ
کی طرف التفات نکرینگے یا بعد چندے میان خود مغز سخن کو پہونچکر اپنے مین آپ شرما کر چپ
ہو جاوینگے لیکن چونکہ باوجود فارسی سلیس ہونے کے تحفہ اثنا عشریہ کے مقام مذکور کو اس عرصہ سالہا
مین نسمجھے اور اس مرتبہ پردہ وساطت مین ہو کر پھر گفتگو شروع کی کشف حقیقت حال کا ضرور ہوا

اورناچار کہنا پڑا کہ میان نے اس جا ایک عجیب طرح کی خیانت کو کام فرمایا ہی کہ آدھی عبارت تحفہ
کی کہ جس سے کل عبارت کا مطلب کھلتا تھا اور بظاہر انکے مقصود کے مخالف ہوتا تھا چھپا کر نصف
ثانی کو نقل کرکے اولٹا مطلب بیان کیا اب تمام عبارت کو ملاحظہ کیجیے کہ صاحب تحفہ شاہ عبد العزیز
مرحوم رد مین اہل تشیع کے کہ مہدی کے غار سر من رای مین بخوف سنیون کے پوشیدہ ہونے
اور اختفائے مطلق اختیار کرنے کے قائل ہین لکھتے ہین کہ صاحب الزمان را کہ امام ہست البتہ علم
مالکان و مالیکون حاصل خواہد بود و لااقل از زبان کسے کہ درین غیبت از شیعہ او میسر شنیدہ باشد
کہ مخالفین او ہرگز دعوی مہدویت او را پیش از ہزار سال بلکہ زیادہ قبول نخواہند داشت زیرا کہ
نزد مخالفین از مسلمات ہست کہ ظہور الآیات بعد المائتین یکہزار و دوصد از ہجرت می باید بلکہ بعد
ازان علامات قیامت شروع خواہند شد و نیز مخالفین او می گویند کہ مہدی ع سر صد خواہد برآمد نہ در
اوسط آن و قریب بخروج عیسی بن مریم خواہد بود نہ بفاصل ازان و او را ابر سایہ خواہد کرد نہ غار
سر من رای و مخرج او حرم شریف مکہ است نہ سر من رای و دعوت امامت در عمر چہل سال خواہد کرد
نہ در حالت صغر و نہ در آوان شیخوخت پس اگر در علامات و امارات مذکورہ خلاف کردہ برآید و در وقتی
از اوقات مردم را در رنگ علما و مشائخ دعوت بدین و احکام شریعت بکند و خوارق عادات و معجزات
بنماید یقین است کہ کسے متعرض حال او نخواہد بود انتہی آپ بغور ملاحظہ کیجیے کہ اس عبارت مین مخالفین سے
مراد اہل سنت ہین و یہ علامات شش گانہ مذکورہ مسلمات اہل سنت سے ہین اور حاصل کلام یہ ہے
کہ اہل سنت کے نزدیک یہ علامات ضروریات مہدویت سے ہین اور شیعہ کے نزدیک چونکہ اہل سنت
مہدی غار نشین کی مہدویت کے دشمن ہین اگر وہ بزرگ بغیر ان علامات کے گاہ گاہ سے برآمد ہووین
اور برنگ علما و مشائخ کے دعوت دین و احکام شریعت کی فقط کرین یعنی مہدویت کو وقت
منظور تک چھپا رکھین کوئی سنی اونکو مہدی جانکر اونکا دشمن نہوگا اور تعرض اونکے حال کا نکریگا
اونکو اسقدر غیبت دائمی اور اختفار شخصی وجسدی کیا ضرور ہی بلکہ مثل مانند علما و اولیا کے کرامت
و ہدایت بجا لائے زمین منتظر اپنے وقت کے بھی جی سکتے تھے اور افسوس ہی کہ اس مطلب واضح
عالم میان نہ سمجھے اور اولٹا یہ سمجھے کہ شاہ صاحب اور اہل سنت بغیر علامات کے محض مشائخی اور
پیری کے طور پر مہدویت کا اعتقاد رکھتے ہین اور غضب یہ کیا کہ اوپر کی عبارت کو بالکل اوڑا دیا

ورنہ شخص ادنیٰ استعداد سالم عبارت دیکھکر مطلب کو پہونچ سکتا تھا اور میان موصوف کہ جا بجا ایسے کام کرتے ہین چنانچہ ہدیہ مہدویہ سے ظاہر ہے یہ بھی خیال آتا ہی کہ اسقدر کم استعداد و کم فہم نہونگے کہ ایسے سہل مقامون کو نسمجھے بلکہ اس تحریف و تغلیط مین کچھ ثواب سمجھکر قصداً کرتے ہونگے کیونکہ انکے پیشواؤن کی سنت اور طریقہ یہی تھا چنانچہ ہدیہ مہدویہ کا صفحہ ۸۰ ملاحظہ کیجیے کہ میان خوندمیر صدیق ولایت نے عبارت فتوحات مین بارہ جا سے تحریف کی اور ایضاً صفحہ ۱۲۱ دوسری عبارت فتوحات مین انھین صدیق نے چھ جا سے تحریف فاحش کی اور سوا اسکے اور بہت مقام ہین کہ اگر کچھ شک ہی تو مقامات مذکورہ ہدیہ مہدویہ مین نکالکر فتوحات مکیہ سے ملاکر مقابلہ کیجیے تاکہ صدق آنکے صدیق اکبر کا معلوم ہوجاوے اور یہ جو آپ نے لکھا کہ علامات احادیث صحیحہ مین بلا اختلاف وظن کیا کیا ہین بیان کیجیے نہایت حیرت ہوتی کہ آپ نے تمام ہدیہ مہدویہ دیکھی مگر ہماری طرز بحث کو نہ پہچانا اور یہ نہ جانا کہ آداب مناظرہ سے ہمارا کیا منصب ہی اور آپ کا کیا آپ مستدل ہین کہ مدعی ہین ایک شخص خاص کی مہدویت کے دلائل لانا آپ کا کام ہی اور ہم کسی شخص خاص کی مہدویت کے مدعی نہین کہ اپنے دلائل نقل کرین بلکہ مانع یا سند ہین کہ فقط اعتراض کرنا اور اوسکو مستند کردینا ہمارا کام ہی والله يقول الحق وهو يهدي السبيل **قوله** اور آپ نبی کے باپ کا نام عبداللہ ہونا اجماع کی خبر اتفاقی سے ثابت کیے ہین اور ہمارے حضرت کا نام سید محمد حضرت کے زمانے سے آج تک سب اجماع اہل خلاف و اہل وفاق کی خبر اتفاقی سے ثابت ہی الی قولہ صاف معلوم ہوتی ہی اسکا کیا جواب ہی

جواب معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے ابتک یہ نہ پہچانا کہ امت کسے کہتے ہین اور اجماع امت کیسا ہوتا ہی اور یہ بھی نہ سمجھے کہ جس چیز پر اجماع ہوا ہی وہ کیا ہی اور سند اجماع کیا ہی ورنہ اپنے مہدی کے سید محمد نام مشہور نام ہونے کو ہرگز اجماع امت مثبت سیادت برابر اسمیت عبداللہ والد حضرت خاتم الرسالت کے نہ ٹھہراتے کیونکہ دونون مین فرق آسمان و زمین کا ہی اسواسطے کہ حضرت خاتم الرسالت کے والد ماجد کا نام عبداللہ ہونا اسطرح اجماع اور متواتر ہوا کہ ہنگام ولادت جب انکے والدین نے عبداللہ نام رکھکر مدت الحیوة اسی نام سے پکارا تمام اہل مکہ وغیرہ اہل عرب نے سنا اور جانا اور حضرت رسالت پناہ نے بھی بارہا اقرار کیا اور یہی نام بتایا اور تمام عرب بعد اسلام کے بھی اوسی نام کو جانتے اور مانتے رہے اور تمام صحابہ اسی بات پر اتفاق اور اجماع رکھتے رہے کہ آنحضرت

د بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہین اور حسب بلاد روم و شام و مصر و ایران و توران وغیرہ مفتوح
ے تمام اہل آفاق مذکورہ کو زبانی صحابہ و سائر اہل عربستان کے یہ خبر پہونچی پھر جہانتک جہان
ن آوازہ دولت محمدیکا پہونچتا گیا یہ نام بھی آویزہ گوش ہر ادنی و اعلی کا ہوتا رہا اور ہر قرن
بق قرن لاحق کو یہ خبر پہونچاتا آج تک چلا آیا اور ہر قرن مین تمام امت نے اسکو تسلیم
پس یہ خبر اجماعی ہر قرن مین اور متواتر رہی کہ آج تک ایک فرد بشر نے بھی اسکا انکار نکیا بلکہ
م مؤمنین بھی کہتے ہین کہ چارکرسی پیغمبر کی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف
ا پس اس خبر اجماعی متواتر یقینی پر یقین کرنا جیسا کہ اہل سنت کے نزدیک فرض و لازم ہی اور
کار اوسکا کفر ہی ویسیہی مہدویون کے نزدیک بھی ہی چنانچہ سید میران جی بن سید سلام اللہ
لے سلسلے مین لکھا ہی کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کافر ہین لیکن با این ہمہ انکے
ہدی نے اس خبر اجماعی متواتر یقینی کا انکار کیا چنانچہ انصاف نامے کے باب اول مین کہ مہدویون
ہایت معتبر کتاب ہی لکھا ہی کہ علمانے انکے مہدی سے سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یواطی
ہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یعنی مہدیکا نام میرے نام کے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے
م کے موافق ہوگا اور تمہارے باپ کا نام تو سید خان ہی اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے
پدر کافر تھے اونکا نام عبداللہ کیونکر ہوسکتا ہی بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبداللہ تھا اور حضرت
م بھی محمد عبداللہ ہی اور ابن کا لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبداللہ لکھدیا ہی انتہی سبحان اللہ یہ عجیب سخرہ
سوائے انکے جہان مین کسی سے سرزد نہوا اب مہدوی لوگ از برائے خدا انصاف سے جواب
یوین کہ تمام جہان کے مخالف تمہارے مہدی اس کلام مین صادق ہین یا کاذب کوئی اہل
ہوش و حواس ثابت رکھتا ہوا ہرگز نہین کہہ سکتا ہی کہ صادق ہین بلکہ بلاشک اس سخن مین کذب
صریح انسے سرزد ہوا پس جو شخص کہ ایسی بات مین کہ جہان پر روشن ہی جھوٹ بولنے مین اختیار
ناسے اوسکو ایسے امر باطنی و مخفی مین کہ مجکو خدا نے مہدویت کا حکم بھیجا ہی جھوٹ بولنا کیا
چنبا ہی اور جبکہ ایک جھوٹ بھی ثابت ہوا وہ شخص مہدی کب ہوسکتا ہی کہ تمہارے نزدیک
مہدی معصوم چاہیے چہ جائے آنکہ سوائے اسکے اور بہت سے کذب و اغلاط او نسے سرزد
ہوئے ہوویں کہ مطالعۂ ہدیۂ مہدویہ سے معلوم ہوتے ہین غرضکہ وعیدات احادیث ان اللہ لایہدی

امتی علی ضلالتہ ویداللہ علی الجماعتہ فمن شذ شذ فی النار اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار اور آیت ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا اوسکے یا حسنبدہ کہ تحفے ہمارے حق مین لکھی ہین یہ سب مہدی پر صادق آتی ہین اور یہ بھی تمہارے مہدی کی تقریر مجمعدر سے معلوم ہوا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کہ زمین سے آسمان تک سب اونکی پیغمبری کے معتقد ہین یہ بزرگ معتقد نہین ہین بلکہ انکے پیغمبر محمد عبداللہ نام کوئی شخص فرضی ہین کہ یہ اوسپر ایمان لائے ہین اور اونہین کی تصدیق کرتے ہین کہ لا الہ الا اللہ محمد عبداللہ رسول اللہ اور ان محمد عبداللہ فرضی پیغمبر کے باپ کا نام ابتک معلوم ہوا کہ کیا ٹہرایا گیا ہی لیکن چونکہ یہ تمام اوکھاڑ پچھاڑ فقط اس واسطے ہی کہ اپنے باپ کا نام اور پیغمبر کے باپ کا نام ایک ہوجاوے اور یہ بغیر اسکے ہرگز نہین بنتا ہی کہ اودھر بھی نام عبداللہ کا اوڑا کر نام سید بتلایا جاوے پس ناچار عندیہ یہی ہوگا ورنہ جواب منتج مقصود او مسکت سائل نہین ہوسکتا لیکن پھر انتہا عندیہ معلوم نہوئی کہ یہ سید خان فرزند عبدالمطلب کے ہین یا کسی اور خاندان سے ہین سبحان اللہ عجب پریشانی ہی کہ جیسا کہ اپنا نسب مجھولین پشت پر گم تھا اپنے پیغمبر کا نسب پہلی پشت پر گم کردیا اور طرفہ یہ کہ باوجود ایسے کلمات کے مہدوی انکی شان مین لکھتے ہین کہ ما ینطق عن الہوی حیث اجماع و تواتر حقیقی بخوبی ذہن نشین ہوچکا اب اپنی طرف کے اجماع کا حال کہ جسکا تمنے اجماع امت ٹھہرایا ہی سنئے کہ اجماع امت جب ہوتا ہی کہ تمام امت محمدی مشرق سے مغرب تک ایک بات پر اتفاق کرے جیسا کہ حضرت کے محمد بن عبداللہ ہونے پر سب کا اتفاق ہی نہ یہ کہ جب شہر ہند و گجرات و دکن والے تمہارے مہدی اور انکے خاندان والون کی زبان سے سنکر اونکا سید محمد بولنے لگے اور اجماع امت ہوگیا حالانکہ تمام اقالیم اسلام مین مانند روم و شام و مصر و مغرب و عربستان و ایران و توران و ترکستان و ختا و ختن و افغانستان شہر یا قصبا اونکا کسینے نام بھی نہ سنا بلکہ ہندوستان کے بڑے شہرون مانند لاہور و ملتان و دہلی و لکھنو و بنگالہ کسینے نہ پہچانا اور اگر ان ملکون مین کوئی انکا نام بھی لیتا تو لوگ تعجب کرتے ہین کہ یہ کون شخص تھے اور یہ کیسا مذہب ہی ایسا اجماع امت کہان سے ہوا اور قطع نظر اس سب سے اتنا غور نہین کرتے کہ یہان تواتر و اجماع ادعائی اس بات پر ہی میان نعمت اللہ اونکی اولاد

کوئی شخص اول مرتبہ ہندوستان مین خدا جانے کہان سے وارد ہوئے اونھون نے اپنے تئین سید
کہلایا لوگ اونکی زبان سے گواہ ہوے نہ یہ کہ انتہا نسب تک مسلسل تحقیقہ مطلع ہوگئے ہون کہ وہ
اب تک کسیکو حل نہوا لیس یہ گواہی مدعی کی زبان کی ہوئی نہ حقیقت حال کی یہ گواہی لغو اور ہیچ
ہوا کرتی ہی اور یہ گواہی زبانی بھی میان نعمت اللہ تک پہونچکر منقطع اور ختم ہوگئے کہ جب کوئی بیٹا اور پوتا
اور پرپوتا امام کاظم کا نعمت اللہ نہ نکلا نعمت اللہ کے باپ کا پتا نہ لگا کہ کون تھا اور شیخ تھا یا سید
یا مغل تھا یا افغان یا کرد تھا یا ترکمان اور وطن عربستان تھا یا مغلستان یا افغانستان تھا
یا ترکستان یہ تمام مقدمہ مجہول رہا اور مہدویت کہ اوسیکے واسطے سیادت ضرور قطعی ہی وہ بھی
بلاشبہہ مجہول ہوئی سبحان اللہ اس مجہول و مشکوک مہدویت پر تمام جہان کا ایمان اور اوڑا کر کفر کا
فتوی دے رہے ہین اور ایسے مجہولیت پر التفات نہ سمجھنا بلکہ دوسری بہت سی باتین تمھارے
شیخ مین ایسی ہین کہ قطعًا و یقینًا بطلان مہدویت کا لازم آتا ہی کہ اگر دانشمند انہ ہدیہ مہدویہ کا
مطالعہ کیے ہونگے تو سمجھے ہونگے اگر در خانہ کس است حرفی بس است شعر گر صد باب حکمت پیش
نادان بخوانند آیدش بازیچہ در گوش ۔ غرضکہ طریقہ مذکور الصدر کچھ خاندان شیخ جونپوری پر منحصر
نہین ہی بلکہ تمام جہان کا دستور یہی ہی جب کوئی تازہ وارد اپنی ذات بیان کرتا ہی سامعین اوسکی
زبانی وہی ذات اوسکی نقل کرتے چلے جاتے ہین نہ یہ کہ ہر شخص اپنا نسب نامہ بغل مین لیے پھرتا ہو
اور نام کے ساتھ بتلا دیا کرتا ہو تا کہ اوس وقت سے پکارنے والے اوسکے سب نسب پر بھی مطلع
ہوجایا کرین البتہ جبکہ حاجت پڑتی ہی اوسوقت نسب نامے منگوائے جاتے ہین اور اکثر اہل عرب
کو زبانی اپنے نسب نامے یاد ہوتے ہین اوسوقت اوس نسب نامے کو کتابون علم انساب سے
کہ کسوٹی نسب آزمائی کی ہین مقابل کیا جاتا ہی جسکا نسب صحیح و صادق ہوتا ہی طابق النعل بالنعل
مطابق پڑتا ہی اور جس شخص نے کہ اپنے بزرگون کے نام کو زبردستی کسی شخص عالی مقام مشہور
انام سے ملا دیا ہی اوس نام کا سراغ اوس عالیمقام کی اولاد یا اولاد الاولاد مین نہین نکلتا ہی اور یہ
شخص اگر خداترس ہی تو نادم ہوکر داخل النسب ہونے سے کہ بڑا سخت گناہ ہی توبہ کرتا ہی اور اگر
طمع دنیا یا ضد اوسکے دل پر چھائی ہی تو مہدیون کی طرح اپنی آخرت سے خوف نکرکے ضد و اصرار کرے
جاتا ہی اور کسیکی نہین مانتا ہی کہ مرغ ایک ٹانگ کا ہی اور بسا اوقات یہ کتابین علم انساب کی نہونین

تو آج جسکا دل چاہتا امیر تیمور و امیر غثمان خان و قلیچ خان و امام ابو حنیفہ و امام موسی کاظم و شیخ عبد القادر جیلانی کے نسب مین گھس جاتا اور سب کتابین علم نسب کی دیکھنا ضرور نہین ہی اسواسطے کہ باپ دادے آدمی کے متعدد نہین ہوتے ہین اس سبب سے ان کتابون مین اختلاف بہت کم ہوتا ہی اکثر جو بات ایک کتاب مین نکلتی ہو وہی سب مین نکلتی ہی اگر تمکو شبہہ ہی اس سخن کا امتحان کر لیجیے کہ انشاء اللہ تعالی اگر تمام کتابین علم انساب کی دیکھوگے میان نعمت اللہ کے نام کا خاندان موسوی مین پتا نپاؤگے ابھی ایک کتاب بھی آپ نے اس فن کی نہین دیکھی اتنا غوغا بیفائدہ کیا ضرور ہے اور کشف الظنون والے نے یہ دعوی نہین کیا ہی کہ جہان کی معتبر کتابونکا شمار کر دیونگا تم خود لکھتے ہو کہ علم انساب مین صدہا کتابین ہین اور کشف الظنون مین فقط چھبیس کا شمار کیا ہے اسواسطے کہ اوسکے مصنف کو اوسیقدر نظر پڑین اور بندے نے کہ عمدۃ المطالب فی نسب آل ابیطالب و لطائف اشرفی سے احوال نسب کا لکھا ہی یہ کتابین تمھارے مہدی کی پیدایش سے مدتہا پہلے تصنیف ہوئی ہین اور نہایت معتبر ہین اور نہایت حیرت یہ ہی کہ آپ لکھتے ہین کہ کتاب اول مین موسی کاظم کے ۲۳ فرزند اور دوم مین ۶۰ فرزند مکتوب ہین نہایت غضب کی بات ہی کہ آپ حسب ہدیۂ مہدویہ کی عبارت نہ سمجھے تو کیا کیا جاوے اوسمین یون لکھا گیا ہی کہ عمدۃ المطالب مین لکھا ہی کہ موسی کاظم کی اولاد صلبی ساٹھ عدد ہین ۳۷ بیٹیان اور ۲۳ بیٹے اور لطائف اشرفی مین لکھا ہی کہ ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تیئیس لڑکے انتہی اب ملاحظہ کیجیے کہ کیسی صاف عبارت ہی اور آپ نہ سمجھے شاید کہ لفظ فرزند سے آپ کو دھوکا ہوا اور یہ نہ سمجھے کہ لفظ فرزند فارسی مین عام ہی مذکر مؤنث کو حالانکہ نیچے اوسکی تفصیل موجود تھی اور اگلے علماء اہل سنت نے تمھارے مہدیکا رد کرتے وقت جو تلاش انکے نسب کی نکی سبب اوسکا یہ تھا کہ سیادت دنیا مین کمیاب نہین ہی کسیکے دل مین بھی یہ خطرہ نہ گذرتا تھا کہ لاکھون آدمی دنیا مین سید صحیح النسب موجود ہوون اور ان بزرگ کی سیادت مجہول نکلے اور اول بندے کو بھی یہی دھوکا تھا یہ سب عالم میان کی عنایت کا سبب ہی کہ اپنا نسب نامہ لاکر دکھلایا اور اس نعمت غیر مترقبہ کو ہاتھہ لگایا اور جب اللہ تعالی اپنی حجت کامل فرمایا چاہتا ہی ایسی اسباب قائم کرتا ہی ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + اب وقت خوف

یہ کا ہی شبہ نہ شیعہ کا وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ قولہ یہ بیس اس سلسلہ
سب میں امام موسیٰ کاظم تک نقطہ اختتام الی قولہ فتنہ واقع ہوئے اس بات کا کیا جواب ہے
جواب نسب نامہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتابوں علم انساب میں ذیل
انتساب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام میں مسلسل و متصل مسطور ہے اور شبہ شیعہ کا محض وہم و شبہے دلیل
قابلیت التفات و سماعت کے نہیں رکھتا ہے یہی مذکور ہے اور نسب عدنان کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
تک بھی بلا انقطاع و انفصال بروایات متعددہ و متنوعہ مسطور ہے لیکن اختلاف روایات سے کہ
مذہب بعضے رواۃ و طرق کا لازم آتا ہے اسکی تنقیح و تفتیش کر دی گئی ہے ہر چند کہ راقم کے اسوقت
بسبب پیش نظر ہے لیکن نقل کرنا اون سب جوابات طولانی کا عبث سمجھتا ہے اسواسطے کہ
ہماری تمھاری بحث کو اوس بحث سے ہرگز مناسبت نہیں ہے کیا تمکو اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ
ولایت اور پیغمبری کسی ذات و نسب پر موقوف نہیں ہے ولایت کسب سے تعلق رکھتی ہے کسی ذات
وخاندان سے اوسکو خصوصیت نہیں ہے ع سر کشتہ تیز نرسد بیاش خوانند ش حسن ز بصرہ بلال
از حبش صہیب از روم + ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی است + اور نبوت محض داد حق ہے کسی
قوم و خاندان کا اوسمیں اجارہ نہیں ہے اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ لیکن جب پیغمبر سے
معجزات و اخلاق مطابقہ و مسلمہ ادیان سابقہ اوس سے ثابت ہو جاتے ہیں تو پیغمبر جو خبر دے بالمشافہ
سننے والونکو مطلقا قطعی ہوتی ہے اور دوسرے والونکو اوسمیں سے جو بتواتر پہونچی وہ قطعی ہوتی ہے
و گرنہ ظنی ہوتی ہے پس جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ثبوت رسالت کے خبر دی کہ میں اولاد
اسمٰعیل و ابراہیم علیہما السلام سے ہوں بالمشافہہ سننے والونکو بالقطع معلوم ہو گیا اور ہمارے حق میں چونکہ
بطریق خبر احاد کے پہونچا ظنی ہوا اور نسب نامہ عدنان کا بھی کہ ظنی ہے وہ ظنی اس ظنی کے مطابق
آتا ہے اور اگر نہ بھی ہوتا تو چندان ضرورت نہ تھی کہ بعد قطعی الثبوت ہو جانے پیغمبری کے
نسب اونکا موقوف علیہ نہیں ہوتا ہے قول پیغمبر کا ایسے ابواب میں کفایت کرتا ہے بخلاف مہدی
کے کہ قول پیغمبر کا ہمتک متواتر نہیں پہونچا کہ مہدی موعود سید فاطمی ہوگا پس مہدویت سیادت
پر موقوف ہوئی جب تک سیادت خارج سے ثابت نہ ہو جاتے مہدویت نہ ثابت ہے اصل بحث یہی ہے اور مدعی
مہدویت کا کوئی قول اوسکا حجت التسلیم نہیں ہے اور اگر انہیں کے قول سے آپکی سیادت تسلیم کیجیے

دور محال لازم اوے کہ سیادت مہدویت پر موقوف اور مہدویت سیادت پر موقوف ہوئی کہ کوئی عاقل نمانے گا اور خارج سے ثابت ہونیکا حال تو اوپر معلوم ہو چکا کہ افواہ عام بھی بیان نعمت اللہ تک تمام ہی ہوگئے نہ باپ کا نام ہی نہ دادیکا نشان اور یہ جو تمنے استعجاب کیا کہ پیغمبر نے علم الاولین والآخرین کا سکھنے ہوے مافوق عدنان اسما کو ثابت نکیا اوسکا جواب ہدیہ مہدویہ کے باب اول عقیدہ ہفدہم مین مذکور ہی کہ ہمارے اعتقاد مین پیغمبر کو تمام موجودات اولین و آخرین کا علم نہین ہوتا ہی اور قرآن سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی البتہ تمھارے مہدیکو دعوی تھا کہ بندیکو حالات جملہ موجودات اور تمام مؤمنین اور مؤمنات کے مانند دانۂ رائی کے ہاتھہ مین رکھے ہین لیکن باوجود اس دعوے غیب دانی کے نسب خاندانی بھی برابر نہ بتلا سکے **قولہ** اور پھر باوجود اس سیادت پر اسقدر زور جتاتے ہوے اس لفظ سے اعراض کرکے جو آپ جابجا شیخ لکھتے ہین یہ شیخی کس دلیل سے ثابت کی ہی والا یہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی **فقط جواب** گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ہو از شما یک تن نشد اسرار جو ۲ آپ بہت تکلیف دیتے ہین کہین عبارت منقولہ مین تحریف کرتے ہین جیسا کہ تحفہ کی عبارت کا حال کیا اور کہین عبارت منقولہ کو سمجھتے نہین جیسا کہ ہدیہ مہدویہ مین ساٹھہ کو تلبیس سمجھے اور کہین لفظ فارسی کو نہین سمجھے ہین جیسا ہدیہ مہدویہ لفظ فرزند کو نہ سمجھے اور کہین لفظ عربی کا محاورہ نہین پہچانتے ہین چنانچہ لفظ شیخ کو نہ پہچانا کہ بمعنی پیر و اوستاد کے مستعمل ہوتا ہی جیسا کہ سب جانتے ہین کہ شیخ عبد القادر جیلانی کو شیخین بمعنی امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور شیخ حسن افغان کہ ولی کامل ہین اور شیخ عبد الحق دہلوی ترک بھی بہمین معنی مستعمل و متداول ہین اور چونکہ تمھارے مہدی جونپوری تمام فرقہ مہدویہ کے پیر و اوستاد ہین اس ارادے سے اونکو جابجا شیخ جونپور اور شیخ مہدویان لکھا گیا ورنہ ہمکو جب اونکی سیادت متحقق نہوئی دوسری ذات و پات کہان سے ثابت ہوئی ہمکو کیا معلوم کہ وہ ذات مین شیخ تھے یا پٹھان مغل تھے یا ترکمان تمکو مناسب ہی کہ تم کوئی معلم و اوستاد نوکر رکھکر اوس سے اول معنی عبارت و الفاظ کے سمجھ لیا کرو تب کسی سے مقابلہ کیا کرو ورنہ خصم کو کیا غرض ہی کہ اول آپ کی عبارت منقولہ کے فقرات بھی کامل کریگا پھر اوسکا مطلب بھی سمجھاوے گا پھر الفاظ عربی و فارسی کا محاورہ اور معنی بھی بتلاویگا تب سوالات کا جواب

دیوگا کہ لا دو بولا دیو ہلنگے والا اسا تھہ دیو دوسرے یہ کہ جسقدر آپ ہم سے مباحثہ
اور تقریر و تحریر بڑھاتے ہو آپ کے مذہب کے پیشواؤن اور مقتداؤن کی
بدنامیان بڑھتی جاتی ہین اور اونکی کتابون کی غلطیان اور تحریر کی خطائین
نسبت معترض ظہور مین آتی ہین اور سیکڑون برس کی باتین چھپائی ہوئی
بزرگون کی برملا طشت از بام ہوجا کر اہل زمانہ کا مشغلہ دل لگی ہوجاتی ہین
اور چونکہ بعد سرزد ہونے سوال کے بغیر لکھے اون مقدمات کے
نہین بنتا ہی ناگزیر لکھنا پڑتا ہی لیکن خلاف وضع ہونے سے
نویسندہ شرما جاتا ہی مگر افسوس کہ آپ کو کچھ بھی خیال
وپاس اپنے بزرگون کا نہین آتا ہی منصف دانشمند
اور دانائے حق پسند کو ایک کتاب ہدیہ مہدویہ
واسطے راہ راست پر آنے اور ہدایت پانے
کے بس ہی اور ضد و تعصب کی صورت
مین کتاب آسمانی بھی عبث ہی شعر
مرد باید کہ گیرد اندر گوش گر نوشتست
پند بر دیوار + اللّٰہم
اهد قومی فانهم
لا یعلمون
واجعلهم
امة یهدون
بالحق
وبه یعدلون

تمت

۹۲۶۳
فن کتب ۸۹

حال شہادت مصنف این کتاب جناب مولانا محمد زمانخان تغمدہ اللہ بالرحمۃ والرضوا

تقریر مخبران صداقت نہاد و تحریر اخبارات و نامہ نگاران حیدرآباد سے یہ معلوم ہوا کہ ایک جماعت
مشہور بفرقہ مہدویہ ساکنان حیدرآباد کا یہ مذہب و اعتقاد ہے کہ حضرت امام مہدی آخر الزمان جونپور
مین پیدا ہو کر غائب ہو گئے اور یہ لوگ سید محمد جونپوری اپنے مجتہد کو ایسا مانتے ہین کہ تمام انبیا و اولیا
سے افضل جانتے ہین پچاس برس گذرے کہ یہ قوم مرتکب خونریزی اہل اسلام ہو کر چند مسلمانون کو
شہید کر کے سزایاب ہو چکی ہے چنانچہ اب بھی انکے مجتہد نے ایک کتاب بتائید مذہب خود و مذمت
اہل سنت و اہل تشیع تصنیف کر کے جواب لکھنے کا اشتہار جاری کیا تھا مگر علماے اہل اسلام نے
ع جواب جاہلان باشد خموشی ۔ پر عمل کیا مہمل سمجھکر جواب نہ دیا تب اہل فریق مہدوی براہ تعلی یہ
زبان پر لائے کہ اہل اسلام ہماری کتاب کے جواب مین عاجز ہوگئے اوسوقت جناب مولانا محمد زمانخان
صاحب شہید مرحوم اوستاد حضور پرنور تاجدار دکن نے بحمیت اسلام واسطے غرور شکنی فرقہ مذکورہ
کے کتاب ہدیہ مہدویہ حاوی جملہ دلائل اوسکے جواب مین تصنیف فرما کر اونھین کے اقوال
مسلمہ سے اونکے دعوی باطل کو مسمار فرمایا کہ اونکے مجتہدونکو کچھ جواب بن نہ آیا اور جناب مولانا
صاحب مرحوم اس کتاب کے صلے مین خدا سے طالب خلعت شہادت ہوئے مجیب الدعوات نے دعا
مولانا قبول فرمائی اور سید محمد مذکور نے تشنہ خون ہو کر اپنے معتقدین سے کہا کہ جو کوئی مولوی صاحب کو
شہید کرے گا ہم اوسکو دو مکان مروارید اور چار درخت خرما بہشت مین دینگے اس ابلہ فریبی پر
ایک جوان عمر بائیس سالہ بیڑا اوٹھا کر منتظر موقع رہتا تھا اس عرصے مین حضور نواب مختار الملک
بہادر بتقریب ملاقات شاہزادہ پرنس آف ویلز صاحب بہادر تشریف فرماے کلکتہ ہوے اوس نے مغرب
حاکم بیدار مغز سے شہر خالی دیکھکر موقع پایا جب شام سہ شنبہ چھٹی ذیحجہ ۱۲۹۲ ہجری کو جناب شہید مرحوم حسب
معمول مع دو خدمتگارون کے مسجد مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دوزانو بیٹھکر معروف
تلاوت کلام مجید ہوئے اور ایک خدمتگار واسطے رفع حاجت کے باہر گیا تب وہ بے رحم مسجد مین
آیا اور جناب ممدوح کو سلام کر کے ستون کی آڑ مین جا کر پس پشت شہید مرحوم کے ایسا کٹار مارا
کہ سینے کے پار ہو گیا پھر ایک کٹار سر پر اور دو شہ رگ پر مارے مولانا ممدوح نے کلام اللہ پر سر رکھکر
شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید مرحوم آیہ فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین پر

گرااور ایک اخبار مین لکھا ہی کہ جون آیہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ پڑھکر سبحان اللہ مولوی صاحب
مین تلاوت کلام مجید مین مسجد کے اندر خلعت شہادت سے سرفراز ہوکر درجۂ شہادت مین پایا
ورنہ حضرت جنتین ہاتھہ آیا یعنی تلاوت قرآن نشان شہادت حضرت عثمان ذی النورین ہیجاہ ہی
اور مسجد مین شہید ہونے سے شہادت حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی گواہ ہی اہل اسلام اس حادثے
سے آگاہ ہوکر لاش مبارک مکان پر لائے اور قاتل بھی گرفتار ہوا جب لاش مرحوم واسطے نماز جنازہ
مکہ مسجد مین آئی بیس ہزار نمازیونکا ہجوم ہوا اسپر بھی ہزارون کو نماز نملی تب دفن چودہ جماعتین نماز کی
ہوکر اپنے مدرسے کے صحن مین دفن ہوئے حضور پرنور فرمان فرماے دکن کو اس حادثے کا نگہ اسے نہایت
صدمہ ہوا تمام اہل اسلام نے فرقۂ مذکورہ کا قلع و قمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم شہر کے باہر رہتی ہی حکام
فرنگ دروازے شہر کے بند کرکے مانع خونریزی ہوئے پھر تمام اہل اسلام جناب مولوی مسیح الزمان
صاحب استاد شہید مرحوم کے پاس آئے اور کہا ہم انتقام خون شہید کے واسطے دست بقبضہ ہین
مولوی صاحب ممدوح نے براہ دانائی و صبر و شکیبائی انتقام اسکا رب کے حاکم پر حوالہ کیا فساد نہونے دیا
اوسپر بھی چند مسلمانون غریب نے قصد انتقام کا کیا اور سپاہیان پولیس اونکو نہ روک سکے ناظم
کوتوالی نے دروازے شہر کے بند کرلیے لیکن ایک سکھ نے باشارہ ایک دفعدار فرقۂ مہدویہ کے دو دیندارون کو
مار کر شہید کیا اور جناب مختار الملک بہادر نے شہر مین آکر لوگونکو آمادۂ خونریزی پاکر سبکی
دلداری کی اور فرقۂ مذکورہ کے پیرزادہ اور انیس شخص کو گرفتار کرکے انسداد خونریزی کا بندوبست
فرمایا جناب مولانا صاحب شہید مرحوم کی والدۂ ماجدہ فرماتی ہین کہ مولوی صاحب نے تین مرتبہ خواب مین
بشارت شہادت کی پائی یعنی اول شب عید الفطر کو عالم خواب مین ایک مکان عالیشان کے درپر
آپ پہونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہی اور اہل بیت رض پر پارچہ ملبوس
کی تکلیف ہی مولوی صاحب نے فورًا بازار جاکر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکورہ
پسند جناب اہل بیت رض نہوا مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونے کی وجہ سے
ناپسند ہوا بجہ واسکے ایک پارچہ سرخ رنگ جناب اہل بیت سے مولوی صاحب کو عطا ہوا مولوی
صاحب نے بسر و چشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اوس روز سے آپ نے خواب و خور کم کرکے تنہائی
اختیار کی اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر موجب شہادت ہی نہین معلوم کون مجکو

شہید کریگا پھر بعد چند روز کے دوسرا یہ خواب دیکھا کہ جناب شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر و چشم دراطہر پر حاضر ہوئے دربانوں نے اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہدا کی ہے اندر سے صدا آئی کہ آنے دو یہ بھی شہید ہے آپ نے اندر جاکر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست مبارک میں قدرتی شربت ہے فرماتے ہیں کہ یہ شربت کسکو دوں پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہو گئے بعد اسکے تیسرا خواب یہ نظر آیا کہ مجلس انور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین میں آپ حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے لوگ سب کنارے ہو گئے جب مولوی صاحب روبروئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا کھولکر رنگین کپڑے ہر قسم کے جدا کیے اور ایک پارچہ سرخ رنگ سے مولوی صاحب کو سرفراز فرمایا آپ نے بصد تعظیم وتکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر بھی رکھ لیا کہ بیدار ہو گئے یہ تینوں خواب مولوی صاحب مغفور نے اپنی والدہ اور جمیع طلبائے مدرسہ سے بیان فرمائے اور طلبا نے واسطے حفاظت نگہداشت مولوی صاحب کے تاکید کی مگر اوس زمانے سے مولوی صاحب اپنی سواری کے ساتھ کم رکھتے تھے مولوی صاحب شہید نے اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت جیسی کی اور جیسی تعظیم وتکریم بجالائے ایسا کسی شخص نے کیا باون برس کی عمر علم اور خدمت والدہ اور براہ میں صرف ہوئی مولوی صاحب کو کسی شخص نے گرم ہوتے اور غصہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا بس دنیا سے صادق آسکا نام ہے جناب مولوی صاحب نے بسلسلہ خدمات اہل بیت رسالت و شہید کربلا اور باریاب بارگاہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوکر ہر جگہہ خلعت شہادت پایا اور یہ بھی شہید مرحوم کی کرامت کاملہ ہے اس عاجز محمد عبد الرحمن شاکر کی زبان پر یہ فقرہ تاریخ شہادت بلیساختہ آیا (شہادت کامل یافت)

۱۲۹۰ھ

ایضاً قطعۂ تاریخ شہادت از شاکر

خورشید ہدایت وکرامت
تھے دل سے وہ تابع شریعت
خیال نور ... سے دل منور
رہتے تھے وہ ... عبادت

پابند رسالۂ رسالت
استاد تھے والی دکن کے
لاریب تھے صاحب طریقت
تعلیم حدیث و فقہ و تفسیر

خوش خلق محمد زمان خان
مقبول خدا فرشتہ سیرت
جز ذکر خدا نہ تھا کوئی کام
مشغول تھا وہ سبھی ریاضت

ہر وقت تھا فیض عام جاری
ہادی طریقت و حقیقت
بوبکرؓ و عمرؓ کے تھے وہ پیرو
قرآن کی کرتے تھے تلاوت
خنجر سے شہید کرکے اونکو
عثمان غنی کی پائی دولت
مسجد میں علی کی طرح شب کو
اللہ نے اونپہ کی عنایت
ہنگام نماز بعد
اللہ رہی نمازیوں کی کثرت
در ہائے بہشت تھے کشادہ
جنت میں گئے بشان و شوکت
دیکھا جو کلام پاک پُرخون

ہر ایک کو کرتے تھے ہدایت
عاشق تھے خدا و مصطفی کے
عثمانؓ و علیؓ سے تھی محبت
ایک دشمن دین و بدگہر نے
پہنا گردن میں طوق لعنت
فائز کیف سے مفسدین تک
حاصل ہوئی اونکو یہ سعادت
کافور بہشت لایا رضوان
تھی بیس ہزار کی جماعت
کی جان نثار راہ حق میں
نازل تھی خدا کی اونپہ رحمت
قرآن جو خون سے تھا افشان
جبریل امین پسال جلت
قرآن سے عیاں ہے یہ شہادت ۱۲۹۲ھ

تھے عابد و متقی و زاہد
قرآن و حدیث سے تھی الفت
مسجد میں وہ شب کو مثل عثمان
از راہ بغاوت و عداوت
خون سے ہوا تر کلام باری
پر خون تھا کلام رب عزت
کیا مرتبہ جلیل پایا
تھا خون شہید غسل میت
چودہ تھیں جماعتیں بدفعات
اللہ نے بخشا باغ جنت
ہو کر کے وہ سرخرو خدا سے
رضوان و ملک نے کی زیارت
فرمانے لگے خدا ہی شاہد

ایضاً از شاکر

بحکم قضا چون محمد زمان خان
ز حق یافتہ از شہادت سعادت
ز طبع رسا سال تاریخ شاکر
بگو چون علی شد بمسجد شہادت ۱۲۹۲ھ

ایضاً ۱۲۹۲ھ

محمد زمان خان ز حکم قضا
بہ بحر شہادت چو شد آشنا
ہمین مصرع سال شاکر نوشت
عبای شہادت ز حق شد عطا

ایضاً از حافظ محمد ابو سعید خان خلف محمد عبد الرحمن خان صاحب

گشت محمد زمان خان چو شہید از قضا
مہر شہادت گواہ گشت کلام خدا
سال شہادت سعید بسن ہجری چنین
گفت جیم و دو دگر شہادت عطا ۱۲۹۲ھ

ایضاً

خان ذیشان بسہ ذیحجہ
جان فدا کرد بذکر معبود
یافت اکلیل شہادت فرمود
بہر تاریخ شہادت رضوان
۱۲۹۲ھ

ایضاً آمد از دکن

مولوی زمان حامی دین
فیض علمش بعالمی برسید
بر روانش بباد رحمت حق
حیف صد حیف قاتلش گردید
پاس قرآن نکرد و نے مسجد

عالم عصر و صاحب توحید
ہادیٔ مہدویہ کرد [illegible]
زانکہ در راہ حق بجان کوشید
روز سہ شنبہ ماہ ذی‌الحجہ
در تلاوت بریخت خون شہید
شاہد قتل شد کلام مجید
۱۲۹۲ھ

معدن جود و مخزن اخلاق
رہ طلب را نمود راہ سدید
لیک مردی ز قوم مہدویہ
بہ ششم چون غروب شد خورشید
خون بمصحف چو دید ہاتف گفت

ایضاً از منشی عنایت حسین صاحب

محمد زمان خان مرد سعید
ہمی خواند قرآن رب وحید
پس پشت زد خنجر آبدار
چو فرق علی خورد زخم شدید
بقرآن چو عثمان جنت مکان
شدہ شاہد آن شہید رشید
چو غسل شہادت ز خون شد نصیب
بفردوس عنقای روحش پرید

بود رحمت حق بروحش مزید
کہ ناگہ ستمگار بد روزگار
دگر خنجر کین بشہرگ کشید
بسجدہ در آمد سر با نیاز
ز لخت جگر قطرۂ خون چکید
بقرآن شدہ گوہر جان نثار
تن خاک در مہد خاک آرمید
ز درون دل تاجدار دکن

بہ سہ شنبہ ذیحجہ شام ششم
پئے قتل چون ابن ملجم رسید
سر پاک از خنجر آن لعین
ز خون لالہ گون شد کلام مجید
کلام خدا مسجد کردگار
ازین خون بہا باغ جنت خرید
ازین گلشن بے خزان از قضا
ازین حادثہ خار حسرت خلید

برون رفت از جسم چون جان جان
عنایت بگو شد چو عثمان شہید
۱۲۹۲ھ

ایضاً لغیرہ

تاریخ چھٹی تھی صبح وقت عشا تھا
داخل ہوا مسجد میں بقصد بغض و عداوت

فرماتے زمان خان تھے قرآں کی تلاوت
مارا جو کٹار اس نے تو مصحف [illegible]

فرصت جو ملی اتنی تو اک مہدوی [illegible]
یاد آئی نہیں حضرت عثمان کی شہادت

اس قتل پہ ہاتف نے صدا دی زسر آہ — قرآن کی گواہی ہوئی مسجد کی شہادت
۱۲۹۲ھ

ایضاً — محمد زمان خان شہید لقب ۱۲۹۲ھ — شہادت بہ قتل ۱۲۹۲ھ

ایضاً از قاضی محمد عثمان صاحب مدراسی

ہوئے شہید محمد زمان خان صاحب
ہوئے شہید جو دیجہ کی چھٹی تاریخ

قیامت آفت درد و الم کی تھی تاریخ
وفات حضرت عثمان کی تو یہی ہوگی

دم تلاوت قرآن لسان غیب کی الغرض
بیت انکے حادثہ غم کی بخ نئی تاریخ

سنا جو واقعہ جانگداز مضطر نے — شہید خنجر اہل جفا لکھی تاریخ

ایضاً

علامہ یکتا کو تلاوت میں شہید آہ
پھٹتا ہی جگر چاک دل اہل جہاں ہے

بیدین نے کیا خلق میں اک شور و فغاں ہے
کیا سال شہادت لکھوں آہ دم شمشیر

ہوگا نہ یہ کم صدمۂ عثمان غنی سے
مضطر فسیکفیکہم اللہ سے عیاں ہے

ایضاً از مولوی محمد عبد الرحیم صاحب ضیا

معین دین نبی فاضل یگانۂ عصر
تلاوت نہمین پارہ کلام اللہ
نکرد سیچ بجز دور کردن قرآن
ہزار رحمت یزدان نثار شام و پگاہ

بانجم علما ذات عالیش چون ماہ
یکی زند مہب جہدیہ شقاوت تو شیر
نہی ثبات حواس و نہی دل بہی او
نوشت سال ضیا کمترین چاہ امش

بہفتمین شب ذیجہ کرد در مسجد
بیامد از عقب و کشارزد ناگاہ
برفت سوی جنان نہمان زمان جہد
شہید گشت محمد زمان آہ آگاہ
۱۲۹۲ھ

ایضاً

جناب خان محمد زمان بتوصیفش — کسے بعلم و عمل مثل او ندید بگو
امام دین شدہ در راہ حق شہید بگو — بگفت ہاتف غیبی سن شہادت او
۱۲۹۲

ایضاً از محمد عبد الکریم صاحب والا

زمان خان را جو خنجر مہدوی زد — شدہ فرمان حق بر سر نہادہ
شہادت یافت جان پاک دادہ — رقم زد کلک والا سال حلت
۱۲۹۲ھ

ایضاً لغیرہ

ہیہات یافتند محمد زمان وفات
عالم بچشم اہل جہان ناپدید شد

این چشم خون فشان مرگ غم شہید سعید
نالائقی زمہدویان عین پاک گشت

خورشید خاوری ہمہ تاریک تار گشت
کافر نژاد پیرو شمر پلید شد

زین سبب شد تربه مغفرتش احتمال بود
زان روز این تعصب مذهب پدید شد
وان مغفرت تاب بفردوس جا گزید
لوئی مجرم ست که تا قبل عید شد

ظالم کنون زبخشش رب نا امید شد
آخر شقی بخون مسلمان فشاند دست
نزدیک زخالق و از ما بعید شد
هاتف بصد هزار الم داد این ندا

هر گه که قوم مهدویه یافت هدیه
مستوجب عذاب الیم و وعید شد
این واقعه به ششم ذی الحج وقوع یافت
صد حیف بد عمل مناسک شهید شد

ایضاً از عبد الله حسینی صاحب افسر منشی دفتر خزانه عامرهٔ سرکار عالی نظام

مولوی با عمل هادی راه هدی
همگر ندا زان مهدویان مستفید
لیک پنهان شد چو سر بخونخوار زد
محمد زمان در ره دین شد شهید

خان محمد زمان حامی شرع مجید
لیک یکی زان گروه از ره بغض و حسد
بیکس و دور از همه تحت نماز چو بود
فائز بارگاه عثمان شد

تازه و کتاب هدایه تعلیم کرده بود
از پی خون بخت شام مسجد سعید
افسر افسرده دل بسال شهادت نوشت
شمع علما شهید اکبر شد

ایضاً

حامی دین احمد و هادی روزگار
عازم چو ز جهان طرف آنجهان شده
در راه دین شهید محمد زمان شده
افسر شهادت آن معتقد نوشت

ایضاً چکیدهٔ قلم بلاغت رقم جناب منشی محمد علی صاحب فارغ

شد بسوی جنان جان محمد زمان خان
فایز بجنان شده زمان خان هی هی

ایضاً

بسا رنگ و دین باغ شگفت
ز خار خفا باز دمید
ما هر غنچه که سر زد ز نهال
ز سوی عدم زار رمید
تا آن نرگس بیدار منش
ت برگ گل مرگ شنید
در غم شخصی داستان

مهرگان رشته هستیش برید
شاخ نخلی که قدش ناز افراخت
خار شرمندگی در پاش خلید
باغبان گل سوی شباب
که فضای چمن خواب ندید
این سخنها که زرنگ عالم
کند اعتبار و کن بود فرید

نو نهالی که گل هستی یافت
زود از لطمهٔ صرصر نچمید
در شبنم که بسبزه جا کرد
بعد فضای سمن شیب بچید
بلبل مست مشام هر جان
از نی خامه گل ریز چکید
عالم با عمل و صاحب خلق

زلمین بدرگے کینہ توزے سر و پشت ورگ جانش کشید	چون قضا بر سر و فتش رسید خوردہ آب دم خنجر فی الحال	دشنہ تیز بیکدستے مرغ جانش از قفس تن پرید
ندر کن جو ہر سالش فارغ	نقد جان دادہ زبان خانِ شہید ۱۲ ۹۲	

ایضاً از طبع فروغ دیدہ سخن شناسی مولوی عبد العلی صاحب مدراسی

یا شہید محمد زمان کو خنجر سے		جو اک شقی نے کہ تھا او نکی وہ عداوت مین
ماز پڑھکے وہ مسجد مین رکھتے تھے تشریف		خلوص دل سے تھے قرآن کی قراءت مین
لی کا اور بھی عثمانؓ کا مرتبہ اونکو		ملا ہی مسجد و قرآن کی شہادت مین
سمجھ کے لکھی ہین تاریخین اونکی تم بھی فروغ		لکھو شہید ہوے آج وہ تلاوت مین ۹۲ ۱۲ھ

ایضاً

دوست محمد زمان خان کامل		کز اہل زمان خویش بربودہ سبق
تاریخ وفات آن علامۂ دین		علامہ شدہ شہید در راہ حق ۹۲ ۱۲ھ

خاتمۃ الطبع

ہزاران شکر و احسان پروردگار کہ ایکی بار یہ کتاب مستطاب ہدایت نصاب مجموعۂ فوائد جلیہ تحفۂ دلائل بہیہ مسمی بہدیۂ مہدویہ مع ازدیاد ضمیمۂ جدیدہ اور امفید اضافہ کیفیت مصنف شہید باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور مطبع نظامی واقع کانپور مین ۱۲۹۳ ہجریہ چھپی

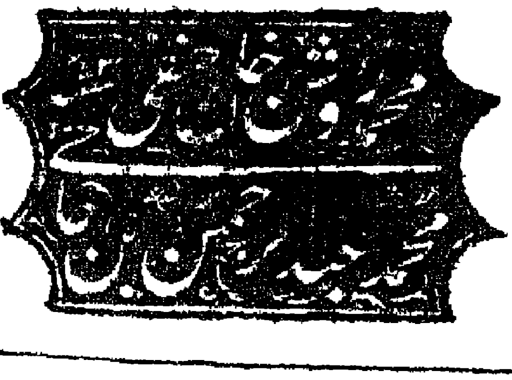

وجہ مہر و دستخط بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع نظامی کی چھپی ہوئی ہی مہر و دستخط مہتمم کے آخر مین ثبت کیے گئے